

वीर सेवा मन्दिर दिल्ली



क्रम संख्या

कागज नं०

मार्ग

بیت

ہر شو کی جگہ لاکھب اگر میرے دباں ہو
تو میری نگاہ پہاڑ کی بخشش کا بیان ہو

جنہوں نے میرے غم جہانتر کے دکھ روپے اگیان کے اندھکار کو ہاش کر کے ہمیشہ کے آواگون سے نجات دلائی۔

بیت	
مرشد ہوں مجھے کیا بنا دیا	ذرا سے ہر قطرہ سے دریا بنا دیا
غزل	
مرے مرشد نے وہ ایسی مجھے صورت دکھائی ہے کسی کو آنکھ سے اب بلا بھلا کیا دیکھ سکتا ہوں یتیمائی و فغانی کا نشان اب مٹ گیا مجھ سے انانی نہ انا اللہ کر کیوں تو کہہ نہیں سکتا ارے کتنی تیری اس بات کو مانے کا کب کوئی	کہ جسکی شان سے ساری نمایاں یہ غذائی ہے سراپا میری نظروں میں وہی صورت سامنی ہے خرد کو پوشش گواہ تو نہیں اپنی سامنی ہے نہیں کہتا ہوں تو ہوتی بہت مجھ سے بڑائی ہے وہی مانے سخن حق کو نہیں غیرت کی نہیں سامنی ہے
دیگر	
ست گورو پون برہم کو بار بار پر نام ست گورو پون برہم ہے ست گورو دینایاں گورو کرشنا چاریہ مہاراج کے چرن کو بار بار پر نام	جا کے سنگ پرتاب سے پایا آتم رام جھکے چرن کل نے کاٹا مودہ جنجال گورو گوبند جیون سداسو پر ہودیال
رباعی	
جس آتما کو ہے سچا خند کہا میں پہنچا مہاواکیہ گورو سے شنکر میں ذات بے اوئی تو پہلے بھی تھا پاکراب آنند روپ آمت کو	جو ذات بے دوئی ہے ذات یکتا اب آپ ہوں آنند ایا یا اُہو ہو ہو لیکن دل میں دھوکڑ پکڑا ہی صلا اب آپ ہوں آنند ایا یا اُہو ہو ہو

ملنے کا پتہ

- (۱) پھلاہاری سری سوامی مکت آنند سروتی۔ مکت آشرم۔ رکی کیش۔ ضلع ڈیرہ دکن۔ یونی
- (۲) چودھری سکھ چن لعل چودھری جیالال صاحب جوتش رتن مقام قصبہ فرتخار ضلع گورداسپور

تعریف اور اوصاف مرشد

گورو برہما گورو وشنو گورو پوجیہ مہر	گورو شاکت پرم برہم دیو سے شونہ
گورو گوبند دھنوں کے لاکوں پانوں	گورو چرن سر نولے جو گوبند دے ملائے

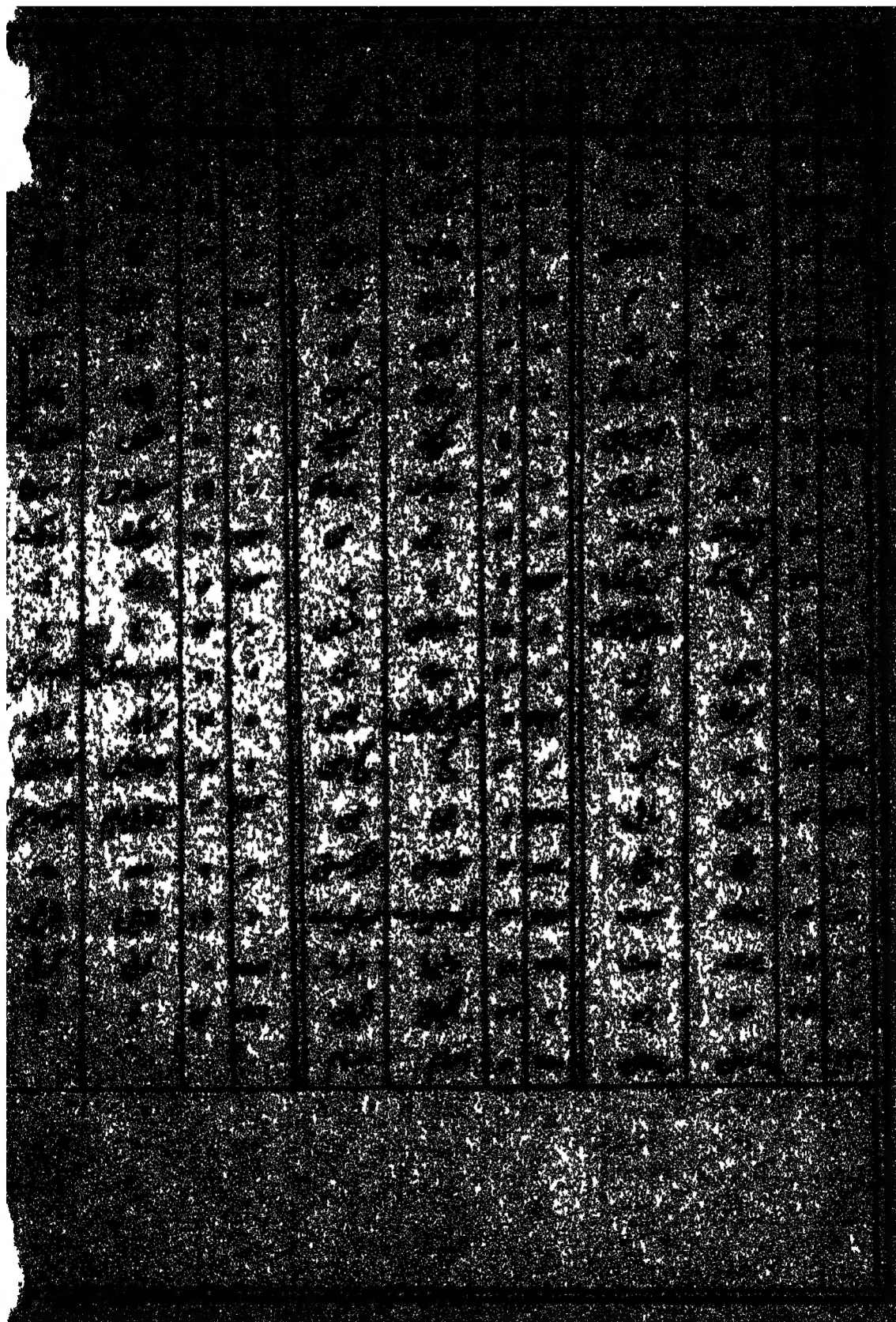
ناظرین کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گا کہ یہ گیان اور یہ برہم دو بادیہ شیر کی گچ اور بکلی کی سی کوٹک، کی سپید ہوتی سا کس طرح اور کیونکہ حاصل ہوتی لو سٹو این نے تعلیم معاش جناب پنڈت گوبند جیوں جی صاحب قدس سرہ سہ نہ نواہی سے پائی ہو مگر ایام تعلیم جگہ کچھ اوصاف پنڈت جی صاحب موصوف کے معلوم نہ تھے کہ یہ برہم دیو میں کامل و یکتا نے زمانہ ہیں۔ بعد تعلیم ملازمت اختیار کی۔ اور ایام خدمت میں جبکہ میں گھر پر آیا کرتا تھا تو پنڈت جی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب دست بستہ بجالایا کرتا کہ یک پنڈت صاحب اسی تھبہ میں محکم تھے جہاں پکڑ میرا کن ہر ۱۸۹۶ء کا ذکر ہے کہ ہنگام تذکرہ پنڈت جی صاحب کے ذکر کا دوبارہ ایشور جیو برہم چیت ہوتی تو میں کچھ بھی عرض نہیں کر سکا۔ کیونکہ اس راجہ مخنی سے بالکل ہی بے بہرہ اور ناواقف تھا۔

پھر پنڈت جی صاحب نے اپنے فیض حکم سے میری طبیعت کا امتحان کر کے واسطے چند رسالہ بنا کر مطالعہ دیئے جن کو میں نے بخوشی بغور اور وچا مطالعہ کیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر شے میں چمنکار سا ہونے لگا جسکو پنڈت جی صاحب نے انہوشکتی سے میرے دل کی روشنی و خواہش کو معلوم کر لیا۔

موکش کام گورو شمش لکے تاکو سا دہن گیان	ویداوت بھاگن لگے جیو برہم بھیدیہ بان
مجھے تعلیم برہم دیا کا مستحق سمجھ کر اوپدیش دیکر اچھی طرح سے گیان مارگ کا راستہ بتلا دیا۔	
پرمانند ملاپ تو جو شمش چاہے سو جان	دوبا جنم آدک دکھ ناس پن بہرائتی جن نے ہی مان
پرمانند سروپ تو نہیں تو میں دکھ لیس	راج انباشی مہر چیت جن آئے ہیہ کلیش

غرضیکہ وہ دن ہے کہ میں اپدیش کو پا کر ہمیشہ اس کے ابھاس میں سامی رہا۔ اور ملازمت بھی کرتا رہا۔ بعد خاتمہ ملازمت منیاس مہر میں پردیش کی اسی وقت سے شان ملی تھی۔

۱۹۰۸ء میں بوجہ پچیس سالہ ملازمت سے ریٹائر ہوا۔ تو ازل کا غامی جو ہمیشہ آ رہے تھے انکو سر انجام کیا تاکہ کوئی خرابی میری عدم موجودگی میں واقع نہ ہوئے۔ پھر کئی کیش ہینچ کر شری ۱۰۸ برہم نیہ پھر برہم شمس برہم شروتری علم منسکرت میں عالم دھنسل اور یوگ سادھن میں بے نظیر کامل دلائاتی شری سوامی کرشنا چاریہ سرتوتی جی مہا راج سے بہ منت و ساجت منیاس مہر با طریقہ یہ وقت جس دبارن حاصل کیا۔ مرشد برحق گورو مرشد برہم دیو کے ہونا کا شکر میری زبان نہیں کرا جا سکے۔



صفحہ	سطر	لفظ	صحیح	صفحہ	سطر	لفظ	صحیح
۱۳۱	۳	رہاؤں	چاؤں	۱۳۳	۴۶	یستہ	بستہ
۱۳۲	۸	درستی	برستی	۱۳۴	۷	سے کچھ	سے
۱۳۳	۲۳	نہ	یہ	۱۳۵	۱۹	جھکے	جھکے
۱۳۴	۲	کائنات	کائنات	۱۳۶	۲۱	ہے	ہے
۱۳۵	۱۵	پرن مٹی	پرن مٹی	۱۳۷	۲۲	جب	جب
۱۳۶	۱۶	استان	استان	۱۳۸	۲۳	نہیں	نہیں
۱۳۷	۶	بھو	سو	۱۳۹	۲۴	یاد	یاد
۱۳۸	۹	دیکھا	داندہ	۱۴۰	۲۵	تیار	تیار
۱۳۹	۷	انسان حرارت	انسان کی حرارت	۱۴۱	۲۶	قہری	قہری
۱۴۰	۱۳	تبہ	نبہ	۱۴۲	۲۷	مرت	مرت
۱۴۱	۱۶	بیج	بیج	۱۴۳	۲۸	قہری پھر	قہری پھر
۱۴۲	۲۱	پانی	پانی	۱۴۴	۲۹	کار	کار
۱۴۳	۱۰	پرہم	پرہم	۱۴۵	۳۰	کنارہ	کنارہ
۱۴۴	۱۲	پانی	پانی	۱۴۶	۳۱	پانی	پانی
۱۴۵	۱۱	پرہم لین کو	پرہم کو	۱۴۷	۳۲	دار	دار
۱۴۶	۲۲	سب بے	سب بے	۱۴۸	۳۳	کوفہ	کوفہ
۱۴۷	۱۱	سوتیں	سوتیں	۱۴۹	۳۴	پرہم	پرہم
۱۴۸	۱۲	پورن	پورن	۱۵۰	۳۵	پانی	پانی
۱۴۹	۳	مار	مار	۱۵۱	۳۶	جہی	جہی
۱۵۰	۹	جھیل	جھیل	۱۵۲	۳۷	واقع	واقع
۱۵۱	۲۳	الی	الی	۱۵۳	۳۸	سہارا	سہارا
۱۵۲	۳	از پود	از پود	۱۵۴	۳۹	پہی	پہی
۱۵۳	۶	ظلم	ظلم	۱۵۵	۴۰	ربا جند	ربا جند
۱۵۴	۱۹	لوہر	لوہر	۱۵۶	۴۱	ربا جند	ربا جند

[illegible]

اب جیسا کہ خواب میں خواب ہیں کے علاوہ دوسری چیز نہیں ہوتی۔ مگر روزِ مرقہ۔ گندہ۔ ذائقہ۔ دیکھنا۔ پس سیننا معلوم ہوتا ہے۔ گویا اندریاں الگ الگ کام کرتی معلوم ہوتی ہیں مگر ایک من کے سوائے اور کچھ چیز نہیں ہے۔ گویا من کی اندریاں سروپ ہو رہی ہیں۔ اسی طرح جاگرت کو سمجھو کہ اندریاں کوئی چیز نہیں ہیں صرف من ہی مختلف روپوں میں (خواب کی طرح) تماشے دکھا رہا ہے اس واسطے دنیا آدمی باقی کو من میں اور من کو بدی میں رو کے یعنی جس خزانے میں سے من نکلا ہے بدی کا ایک سروپ ہے اور نچے اتنا کچھ غیر محرک بیضا و محیط برقی گمان ہے جس کا انوہو سادہ ہی میں ہو کر رہا ہے اور بدی ہر نیہ گریہ سے جدا نہیں ہے اس واسطے بدی کو سمیت دہر نیہ گریہ میں لے کرے اور بہت کو شانت آتما شدہ مبدع گمان سروپ جدا نند ہیں۔

ترک کے کیا معنی ہیں؟

ترک کی چار قسمیں ہیں

|| سر برہنہ نیم دم کلاہ چار ترک || ترک دنیا ترک عقیقی ترک مولا ترک ترک

(۱) استہول تیاگ مراد ہے۔ گہر بار۔ مال و دولت۔ زن و فرزند۔ باغی۔ گھوڑے۔ جاہ و حشمت کو چھوڑ کر جنگلوں میں چلا جانا اس صورت میں اپنا بار و سروں پر پڑتا ہے۔ اگر فکر و تعلقات و انگیر رہے تو کوئی نتیجہ اس ترک کا نہ نکلا۔ بلکہ حکمران و افریش پندار ہوئی کہ ترک دنیا کی صرف اہل عالم کی نظر میں حکمت و فضیلت ثابت ہونے کے واسطے ہے۔

اگر تعلقات کو دل سے رفتہ رفتہ ہٹایا جائے تو ترک دنیا اسی دنیا میں رکھ کر حاصل ہو سکتی ہے۔ دنیا قائم رہتی ہے مگر دل بنگی اس میں نہیں ہوتی یہ مراد ترک دنیا اور استہول تیاگ ہے۔

(۲) ترک عقیقی اس کو شتم تیاگ ہے یعنی جو افعال نیک اس طبع سے کئے جاتے ہیں کہ عقیقی میں انکا اجر نیک ہو گیا اور ثمرات ثقی سے ہم کامیاب ہونگے۔ یہ فعل بالمعاہ صفہ ہے۔ اور پندار۔ وجود سے سرزد ہوتا ہے جو ہمیشہ اور پندار سے خالی نہیں جو فعل کو محض فرض جانکر انجام دینا اور نتیجہ فعل سے نظر اٹھا لینا ترک عقیقی ہے۔ اور یہی اس دنیا میں حاصل ہو سکتا ہے۔ جب نتیجہ فعل سے نظر اٹھ جاتی ہے تو فعل قدرت کا ہو جاتا ہے۔ اور انسان عذاب و ثواب جزا و سزا سے بری ہو جاتا ہے۔ اس صورت کو ترک عقیقی کہتے ہیں (۳) ترک مولیٰ کا مفہوم یہ ہے کہ جب نفس خواہشات سے پاک ہو جاتا ہے اور بے پندار افعال سرزد ہوئے اور کو شتم تیاگ ہو چکا تو آئینہ دل میں نور وحدت کا جمال جلوہ آ رہا ہو۔ اور تمام عالم کون و مکان اس جلوہ سے منور نظر آ گیا۔ اور ذرہ ذرہ میں آفتاب ذات و جشان نظر آیا۔ سوقت و کیفیت قلبی جو عباد و وجود و بندہ اور مولیٰ کو دو گانگی ظاہر کر رہی ہے مفقود ہو جاتی ہے اور کو شتم آبشار کا تیاگ ہو جاتا ہے اور جلوہ توحید میں بندہ اور مولیٰ کا تفاوت محو ہو جاتا ہے۔ اور اسی کو ترک مولیٰ کہتے ہیں۔

(۴) ترک ترک جودیت کلیت میں مبدل ہو کر جزو کل واحد نظر آتے ہیں ترک ترک تیاگ کی سبب اعلیٰ منزلت ہے جس میں ہر عالم کا

گیان برہم کا سروپ ہر پس میں جسے لایا گیا ہوتا ہو اس ایک ایک گیان کے پس ایشٹ تین یعنی شش
 ساکشی کا ہونا ضروری ہو۔ ورنہ گیان کا اسکان ہی نہیں۔ اس واسطے برہم گیانی ایک ایک گیان کے ساتھ برہم ساکشی
 جانتا ہے۔ یعنی یہ انویہ کرتا ہے کہ میرا شاہد گیان سروپ آٹھ گیان کے ایک ایک میں ہو۔ کوئی لکھایا نہیں جو جس میں نہ
 ہوتا۔ لہذا مذہبی اور ہوادوس سے منہ موڑو اور ہر چیز کو اس نظر سے دیکھو کہ آٹھ یعنی میرا ایشٹ سروپ ہر کہ جس طرح
 خواب کی ہر ایک صورت خواب میں کی ذات محض جو جب میں آپ کو اپنے آپ میں سب چیز نظر آنے لگیں گی اس وقت اپنے
 آپ کو لافانی انویہ ہو کر رہے۔ یہ حالت جیتے ہی ہم پہنچانی چاہیے۔ مرنے تو پھر کیا ہوتا ہے۔

سوامی رام تیرتھ کا بھجن

میں ہوں نوجہم یہ کر ابھاس میں ہوں غور شدہ تیر اور آپ چرہ بے اوپر کو اصل اپنی کو دان ہوتا ہے تین قسموں کا علم کا دان عمر بھر کے سب بڑھ کر تو ہے تیر اپنی	میں نہیں جہم و نو کہ وہ اس میں ہوں غور و نہ ہوا وہ بھگت زندگی تم میں ہی رہی کی ہو آن کا علم کا اور عرفان کا جہم ہو کہ تم کو کہ غنی دیوے دان عرفان کا گیان ہی کائنات	میں ہوں بے لطف پاک علی ہذا دیو ہو کہ تم اور کارن کو مہر رہش جو اتنا ہے ترا آن کا دان ایک دن کیلئے دان عرفان کا تا اب قائم ایک ہی دم کا یہ سارا ہے ترک مولیٰ کی ترک۔ ترک کی بھی ترک	جہم کی ہر کہی نہ جہم رہا چیر کر جہم ہر رہش کو یہی کہش کر مل رہا کھانا جہم سبوں کی تعویذ کیلئے کہ سرو بازل میں رہے قائم سب میں مل جو سب نیا ہے
--	--	--	--

آتم پد کو آدمی کس طرح پہنچ سکتا ہے

وہ آدمی نے خنق کا ابھاس کیا کہ۔ اس طرح کہ تمام دنیا کی چیزیں ہوا ہوتی ہیں۔ آتش۔ باد۔ آکاس سے لکر
 بنے ہیں پس یہ خاک۔ باد۔ آب۔ آتش۔ آکاس ہی ہیں انکے علاوہ اور کچھ نہیں ہیں۔
 خاک کا علم گندہ سے ہوتا ہے۔
 آب کا علم میں یعنی زبان سے ہوتا ہے۔
 آتش کا روپ آنکھ سے۔
 وادیو کالس سے یا پھر سے۔
 آکاس کا شہد کے طور پر کان سے۔

جیون کت اور میری کت کیا چیز ہے ؟

جب آدمی کو یہ سمجھ پیدا ہو جاتی ہے کہ میں شدہ گیان سرب آتما ہوں اور دنیا اور شہ دنیا خاک کے نقشے ہیں جن سے ہو کر ذرا بھی تعلق نہیں ہو تو وہ جیتے جی کت ہو اور ایسا شخص جس وقت اس دنیا سے رخصت ہو گا بدیدہ کت ہو۔

دنیا کو کس نظر سے دیکھنا چاہیے

دنیا کو اس نظر سے دیکھنا چاہیے کہ سب میں ایشور ویاکپ ہے۔

ویاکپ کی تشریح کیا ہے

ویاکپ یا غیر محدود وہ کہلاتا ہے جس میں تین قسم کی محدودیت نہ ہوتی یعنی تینوں زمانہ میں ماضی مستقبل۔ حال میں ہو۔ ہر جگہ اور ہر چیز میں ہو۔ جیسے خواب دیکھنے والا اپنی خواب کی صورتوں میں ساری ہوتا ہے۔

سوال۔ آکاس۔ کال۔ ایشور۔ ویاکپ ہیں ؟

جواب۔ نہیں۔ کیونکہ یہ ہر ایک دوسری چیز کو محدود کر رہا ہے مثلاً آکاس کے ساتھ کال نہیں ہو۔ اس واسطے محدود ہو گیا ایشور کو لوگ اپنے سے جدا مانتے ہیں۔ اس واسطے انکا ایشور سرودیا پانی نہیں ہوا۔

آتما کو کس لئے جانا ؟

جس شخص نے یہ انوبھو کیا کہ آتما سچا اندر برہم بیرونی چیزوں کی طرح میرے گیان کا بے نہیں ہو سکتا بلکہ اس طرح تو ہمیشہ غیر معلوم ہی رہتا ہے۔ اسکے برعکس جو یہ مان رہا ہے کہ میں نے برہم کو جان لیا۔ اسے ہرگز نہیں جانا۔ بلکہ مایا کی کسی دہی صورت یا حالت کو جانا ہے۔ اور فہم ناقص میں اس کلپنا کو برہم جان بیٹھا ہے۔ کیونکہ عالم۔ علم۔ معلوم۔ تینوں چیزیں موجود ہیں۔ یعنی میں نے اپنے علم سے برہم کو جان لیا۔ وہ آگیان ہی میں پھنسا ہوا ہے۔

برہم کا انوبھو آتما لینے جانے والے کی آتما۔ یا ذات خاص ہو کر ہو کرتا ہے۔

اس حالت میں تثلیث اور دوئی کچھ نہیں رہتی ہے۔ ایک یکتائی ہی یکتائی رہتی ہے۔

برہم کے انوبھو کرنے کا طریق کیا ہے اور اس سے کیا فائدہ ہے

جواب۔ برہم اچھی طرح اسی وقت جاتا ہے جب آدمی اتنے علم کے ہر عمل کا ساکشی جانے اور ایسا جاننے والا۔ لافانیات کو پہنچتا ہے۔ آتما سے طاقت پاتا ہے اور لازوال ہے اور گیان سے لافانیات۔

تمام چیزیں نام و صورت کے محض کے خواب کے نقشوں کی طرح جمبوٹی ہیں۔ انکا انوبھو جب ہو گا گیان میں ہو گا۔

صبح ہو گئی اور کبیر صاحب انہیں کہا کہ تجھے تو بھی سورہ صبح درویش صاحب اُسٹے لکیر صاحب کو بدستور پڑھاتے ہوئے پایا درویش صاحب کبیر صاحب سے بہت خوش ہوئے اور گویا ہوئے کہ کچھ مانگ کیا مانگتا ہے ہم تجھ سے بہت خوش ہیں۔ کبیر صاحب جواب دیا کہ ہمارا کچھ دیا ہوا سب کچھ ہے۔ درویش صاحب نے بہت اسرار سے کہا اور بار بار کہا کہ کچھ مانگ لے جو مانگنا ہے۔ ہم تم سے بہت پر سن ہیں۔ اس اسرار پر کبیر صاحب نے کہا کہ ہمارا کچھ آپ مجھے دے سکتے ہیں تو غریبی دیدتے۔ درویش صاحب کبیر صاحب کا یہ کلمہ شکر چکر میں آگئے اور سوچنے لگے کہ میں سب کچھ دیکھتا ہوں اور سب کچھ ہے۔ اگر میرے پاس گنجائش نہیں ہے تو اس غریبی کی نہیں ہے۔ اے پیارے مقرر! اس غریبی کی قدر کرنی چاہیے۔ جو خزانہ دو جہان میں ڈھونڈ رہے ہیں

ملتی ہے ۵ اے بلا کہ تو بہنو کی صورت ہوگی	تجھ میں مخفی میرے معبود کی صورت ہوگی
<p>دکھ ہے پیارا مجھے یہ سن کے نہ ہونا ناشاد دکھ جو آتا ہے تو اس دکھ کے بہانہ سے وہیں عیش و عشرت میں بھلا دیتا ہوں دل سے حق مکہ نہ ہوتا جزمائے میں نقطہ کہہ ہوتا دکھ کے پردے میں نہاں یار کا جلوہ دیکھا میرے حق میں ترا آفات مبارک لئے دکھ دکھ ہن وہ چیز کہ نظروں میں مری راحت ہے برگ عیش بے خزاں از بے فوائی یافتہ اگرچہ ہست بظاہر خراب درویشی آشنائے حق شد آکس کز جہاں بیکانہ شد</p>	<p>دکھ سے ہے خانہ دل جلوہ حق سے آباد مجھے اے دوست خدا آتا ہے رہ رہ کر یاد دکھ میں پلوتا ہوا حق تاکہ ہوں دکھ سے آزاد ہو گیا ہوتا زمانہ ہی کہی کا برباد دکھ سے کرتا ہوں میں دلدار سے داؤد فریاد پاہ سے دیکھتا رہتا ہوں میں تیری افتاد دکھ کو ہرگز نہ کہو رنج ہے اور کلفت جو ہمچے جستم و شامی از گدائی یا جستم زوصل گنج بود کا سیاب درویشی ہر کہ زمیں دریا برآمد گو ہر یک دانہ شد</p>

دعا خدا سے

<p>آج دنیا میں نہیں اُس سا کوئی بد افعال مانگ یہ حق سے نہ دل میں ہے دنیا کا خیال دکھ دنیا سے دنی جان کا اپنی جنجال</p>	<p>جللہ اللہ کی درگاہ میں دنیا مانگے مانگ یہ حق سے تعلق نہ ہے دنیا سے قرب حق حق سے طلب کرتے ہیں مردان خدا</p>
--	---

اگر یہ ان ہی لیا جائے کہ سب کالینٹ دنیا ایشور ہی سے ظہور میں آ رہی ہیں۔ تو بھی انسان کو اس میں خوش ہی ہونا چاہیئے
کہ دکھ اپنے سے پیارے۔ پیارے کی بھی ہوتی ہیں۔ ۵

پاس تھیں وہ اسے خود ہی ہر ایک بشر کو دے گئی ہیں۔ اسلئے کی ضرورت ہی کیوں محسوس ہوتی۔ اگر حاکم دو جہاں ہے تو ہماری ہمت سے جہیں تو وہ استغفر بھی نہیں معلوم ہوتا کہ ہماری مانگی غریبی بھی وہ نہیں دے سکے۔ یہ سوال بھی عنے توفضل سا ہی کیا جو اس کے پاس دینے کو کچھ نہیں ہے وہ دے ہی کیونکر سکتا ہے۔ پس جو اس کے پاس نہ ہو وہی مانگنا چاہیئے۔

مقرر ص۔ غریبی اس کے پاس کیوں نہیں ہے۔ دنیا میں سینکڑوں آدمی غریب اور محتاج ہیں جن کے پاس نہ کھانا نہ پینے کے کپڑے۔
جواب۔ چہارے بیان سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خدا نصف نہیں جو کہ سینکڑوں کو غریب بنایا اور کسی کیلئے مال مال کیا۔ یہ کہاں کا انصاف کہ
مقرر ص۔ اسے کیا بنایا۔ اسکو تا نصف کہنا اور انہیں جو ہر ایک اپنے اپنے کمروں کا پھل پارا ہے۔

جواب۔ جب اپنے اپنے کمروں کا پھل پارا ہے تو وہ ضرور ہاؤ نیگے۔ اسلئے کی ضرورت ہی کیا ہے؟
مقرر ص۔ چونکہ وہ ذات فرش سے عرش تک حکم ادا کیں جو اس سے انکنا ہی چاہیئے۔ کیا عجب کہ اسکو رحم آ جائے اور اپنی استدعا مقبول بارگاہ الہی ہو جائے۔

جواب۔ تو ہر غریبی ہی ہی نعمت معلوم ہوتی ہے کہ یہ کیسی یاد سے سرشار رکھتی ہے اور جتند رامیر و کبیر میں نقشہ دولت میں دست و فراموش ہیں بقولیکہ

زبے کسی چہ شکایت کم ہر ناکس	کو کیسی بکس بکیاں سا نہ مرا
تندستی بہت ساز و نفس کو فرستار	بیچ و تاب از وسعت رہیغ نہ ایدار

مقرر ص۔ البتہ یہ تو شک ہے مگر مجھے اسکی نسبت بہت شک ہے کہ ایسا کیوں ہو کہ کوئی میرے اور کوئی غریب۔
جواب۔ جتند۔ سنت۔ معائنات۔ فقیر۔ درویش کامل ہونے میں وہ سب غریب و بہکشتو ہیں ہی کہ بہت سے دولت مند و ساہوکار ریاست دار و حاکم و راجہ و راجہ انکے استانہ پر سجدہ کرتے ہیں اور انکی فطرت عنایت کے منتظر حاضر و کمر بستہ رہتے ہیں تبار کو کیا غریبے بقول ماہر چہ دست اہل دولت بہت و ظاہر بلند دست ارباب دعا بالاترین دست ماست

ایک قہقہہ کہ سری بھگوان کبیر صاحب کی آزمائش کو نکلے۔ کبیر صاحب ایک روز کپڑا بیچ کر گھر گئے تو دروازہ پر ایک درویش کو دیکھا۔ درویش صاحب نے کبیر صاحب سے سوال کیا کہ تم جو کہ میں کھانا کھلاؤ تو کبیر صاحب کے پاس جو حاکم کپڑا بیچنے سے وصول ہوئے تھے وہ کھانا سلمان خور و نوش لائے اور کھانا تیار کر دیا جب کھانا تیار ہو گیا درویش صاحب کو بلایا گیا اور اسکے سامنے کھانا رکھا۔ درویش صاحب نے نکل سلمان خوش بان فرمایا۔ اور پھر کھانا کھانے لگا۔ پھر اور کھانا لایا گیا غرض کہ جتند رسلان تیار ہوا اتند۔ درویش صاحب نے تناول کر لیا۔ گھر والوں کیواسطے ایک ٹھکانہ بچا۔ حالانکہ کئی روز سے گھر کے سب لوگ بچے فاقہ سے تھے اور کسی کی پیشانی پر شکن نہ آئی۔ فاقہ مستی میں خوش دست تھے۔ اب درویش صاحب سو گئے اور کبیر صاحب پر بار ہے ہیں۔ مگر وہ اسے درویش

جو پریم چادری ہے اسکو مندر مسجد یکساں دونوں
ایک پریم کا ساغر پتیا ہوں۔ پینے سے مطلب جو جکو
یہ کہ وہ کپٹ کی ہے دنیا بھر چلتا ہوں دنیا سے
میں ہر کی مالا جپتا ہوں دنیا سے نفرت کرتا ہوں

اشکر کا گہر جو کوئی ہو کعبہ نہ ہی بُت خانہ ہی
گر ساغر زریں پاس نہیں۔ تو ٹاٹا ہوا اک پتیا نہ ہی
کہتے ہیں سب دیوانہ تو۔ اچھا میں دیوانہ ہی
اک شانتی من میں ہے میرے سنار سے بیگانہ ہی

آج کل اشانتی کا رول کارن یہ ہے کہ دن بدن روحانیت سے پریم گھٹ رہا ہے۔ مادہ پرستی کا نور بڑھ رہا ہے۔ جب تک
سنار کے آگ ایشوری گیان وید کے شانتی دانگ اپدیش کر نہیں سنتے تب تک سچائی۔ پریم محبت اور شانتی کا راج محال نہ ہو سکتا
جب تک انسان سچ و صوٹ۔ چل و نقل جسم و جیو۔ جگت اور جگدیش میں تیز کرنا۔ اور سچ سے پریم کرنا نہیں سیکھتا تب تک
سنار میں شانتی نہیں ہو سکتی بلکہ شانتی کے مفصلہ ذہن چھ سادھن ہیں۔

(۱) پران ہو پاتا ستیہ سارا و امرت جو۔ آتما کا گیان جو ہر۔ و ہیر۔ گمبیر بنا کر موت کے خوف سے بچتا ہے۔

(۲) آتما کے بغیر جسم استیہ اور اسل و ستو ہے۔ اور یہ جسم ہونے کے قابل جو جسم نقل ہے۔ آتما اصل ہے۔ اصل کی
تسٹی اور پستی سے انسان کو پورن شانتی ملتی ہے۔

(۳) جیو آتما کرم ہو گی ہے۔ اسکو چاہیے کہ کرم کرتے ہوئے مکتی دھام کو پراپت ہو۔

(۴) انسان کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ مالک کل "اوم" کا سمن کیا کرے۔ اور رب العالمین کے بندوں کی بہتری سوچا کرے۔

(۵) بنگوان کی جگتی اور پستی سے آتما کا بل بڑھ جاتا ہے اور من کی تمام منو کا سنائیں پوری ہو جاتی ہیں۔

(۶) انسان کو چاہیے کہ وہ ہر روز کچھ نہ کچھ وقت من اور اندریوں کی نگرانی کر کے ہلاک کیا کرے تاکہ استیہ اور پر یہ شبہ نہ ملے۔

دیا اپنی خودی کو جو ہنہ شا	وہ جو پردہ سیاہ میں تازا	ہے پردہ میں چوہہ پر نقشیں	کوئی دوسرا اسکے سوا نہ رہا
یعنی حال کی جیت میں اپنی خبر	بہت دیکھتے اور دکھا عیب ہنر	پڑی اپنی بڑائیوں پر جو نظر	کو نگاہ میں کوئی بڑا نہ رہا
ظفر آئی اسکو نہ جانے گا	گو ہو کیا ہی صاحب ہم دکا	جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی	اور طیش میں خوف خدا نہ رہا

خدا سے کیا مانگنا چاہیے؟

جواب۔ غری۔ ناداری۔ غلی۔ یکسی۔ کم غنی۔ کبہ۔ و۔ و۔ مصیبت۔

معتر من۔ وہ پر صاحب خوب سبق دیا۔ حاکم دو جہاں سے مانگئے۔ اور پھر غری و یکسی پتھر کا کلمہ آپ بجائے نصیحت اب خوں نکلا
جواب۔ پیادہ جگیا سو اچھے تو اسے سولے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ کہ اس پاک پروردگار سے مانگوں کیونکہ جو چہرہ و شیار اس کے

خواہش کہی پوری نہیں ہوتی۔ بقول کبیر صاحب۔

کبیر و میرج کے دہرے ماتھی جن بھر کہا ہے | اک ٹکڑے کے کارے کتا کبر گہر جائے |

خواہش کا سبھاؤ آگ میں روغن بڑا نسا ہے جیسے کہ کہا ہے۔ اول روپیہ کی خواہش ہوئی اور جب روپیہ مل گیا تو مکان و جائیداد کی خواہش عود کرتی ہے اور جائیداد حاصل ہونے پر سبب فراہمی کی رغبت ہوتی ہے۔ یہ بھی بہم پہنچے تو غرت و شان سے زندگی بسر کرنے کی طرف طبیعت مائل ہوتی ہے اور پھر شادی کرے گا اور اسکے بعد اولاد پیدا کرنے اور لڑکا ہونے اور بیوہ مرگ نام پہنچنے کی خواہش ہوتی ہے غرض کہ یہ سب پارتنر و سامان بہم پہنچ جائے۔ تب بھی شانتی نصیب نہیں ہوتی۔ اور یہ آرزو ہوتی ہے کہ کسی طرح سوگ کے بھوگوں کو حاصل کروں۔ بقول لیکھ چوٹم رلے پرنشد،

اس لئے تو خواہشوں سے اپنا ناطہ ٹوڑ دے | موہ اور مایہ سے تو بہ بندہ رکھنا چھوڑ دے |
زندگی کا لطف گریہا ہے تو آزادی میں ہے | بے تعلق جان شیریں کا چھنا چھوڑ دے |

جنے سب خواہشوں کو جی سے چھوڑا | رباعی | بے خواہش ہو کے جزائے میں رہا |
وق جب کو نہ کہ خاموشی کا ہے خیال | دنیا میں نہ شانتی اسی کا جتنا |
دل گھٹا کف نہ عارف کے مذہب یہ بیان | باوہش آزاد رہنا معرفت ہے لایاں |
موت کے آئے سوا پھر سے آزادی نہیں | قطع الفت کے سوا دوران سے شادی نہیں |

سعدی کا قول ہے

لت خورون از منائے دولت برائے چہ | خواہی کشیان از پئے عت برائے چہ |
گر چہ بدست بخل ز مرداں و بے بخیل | گر مال خود نہ ادا عداوت برائے چہ |
نالی ز بے مروتی اہل روزگار | اما بگوڑیہ مروت برائے چہ |
مطلب اگر گوشن عمر است در خوشی | بگزر مطلب اس ہمہ رحمت برائے چہ |
بگذر از انا و کاں کہ خریدار نیستی | بیہودہ جنگ بر سر مرمت برائے چہ |

ویک چوڑانی

بے درنا خاموشی سے بڑھ کر اور کوئی آئندہ ایک نہیں ہے۔ ورنہ اس کے ترک سے ہی شانتی پراپت ہوتی ہے۔
دمن پاس نہیں میں فقیر ہی ایوان نہیں نجانہ ہی | اک پریم کی بھکشا مانگتا ہوں۔ اچھا نہیں گرا چھا نہیں

لے کوئی دیکھے نہ جانے اور نے مجھے
روئے والا ہو نہ کوئی برسرِ بالیں ترے

مکت آنند کی خواہش ہے یونہی زندگی کے دشمن
اور جب وہ آئے لینے کو جے کہتے ہیں توت

گیتا ادبیاے ۱۸ منہ شتر

سرودات۔ دوصل نوات کا طریقہ سری کرشن جگوان نے بتلایا ہے؛

عشق کو نیابت مجھ میں میرے طالبِ وصال		محبِ کامل سے ہو جب میل نظر میرا جال	
اور اب تن و بجان چہ کارست	اسکو کہ فدائے عشق بیکارت	زیبا بنو و پیشِ جانماں	دیگر
پڑائے جو وہ جان نثارو	ہجبر فنا قدم گزارو	آرام گہن کناراں	
خز رنگ بچا نگلی نہ گیسر	باد کہ دلت صفا پذیرد	از موت و حیات پاک گشتہ	
خزائیں ہمہ باطل و مومائے		این است ولی رہِ ندائے	

شانتی کو نصیب ہوتی ہے؛

جواب جو شخص خواہش میں رکھتا ہے۔ کیونکہ سب درود کہہ کی جڑ خواہش یعنی درستا ہی ہے۔

چاہ گئی۔ پنتا گئی۔ منوا بے پرواہ	جن کے کچھ نہیں چاہیے سو ہی شہنشاہ
گنودھن گنج باجے دھن اور رتن دھن کہاں	جب آئے سنتوش من سب دھن ہو زمان
چاہ پاری چوٹری است نہنچن کی۔ رنج	یہ تو پورن برہم تھا جو چاہ نہ ہوتی بیچ

اور سنو! جو شخص اس طلسم آباد نیلے کثرت میں وحدت دیکھتا ہے۔ جبکہ اس موت بھری دنیا میں زندگی نظر آتی ہے۔ جو اکیان بھری دنیا میں گیان کی روشنی پر نظر ڈالتا ہے اسی کو دوا می شانتی نصیب ہوتی ہے۔

ایسا دوسرے اندیش میں آیا ہے کہ کسی کے مال کا لالچ نہ کرو۔ مال سے مراد صرف روپیہ اور زیور ہی نہیں ہے۔ بلکہ دولت عزت۔ جنت۔ ثروت۔ کھانا۔ پینا۔ سواری۔ شکاری۔ لباس وزن و فرزند مکان و جائیداد و الماک و غرض جن چیزوں میں دنیا کی وابستگی ہو کرتی ہے وہ سب ہی مال میں شامل ہیں۔ شرقی اس سے ہیرا گ کی ہدایت کرتی ہے کیونکہ کسی کی بھی نہیں جو محض خواب کی ہی صورتیں ہیں کہ ابھی ہیں ابھی نہیں ہیں۔ دم کے ہم میں ہیرا گفل بن جاستے ہیں۔ با اختیار آدمی کیس و بے بس ہو جائے نہیں۔ تمارو صحت مند بیمار ہو کر مر جاتے ہیں۔ ایسی ناپائیدار چیزوں میں کیا دل لگاتا جس کا نتیجہ دکھ ہی دکھ ہے۔ پس اشیاء دنیا کی طرف سے بڑیہ دو یکساںیت میں ہیرا گ پیدا کرنا چاہیے کیونکہ مر و زریک کو ہیرا گ ہی شانتی کا دینہ خاص ہے۔ کیونکہ

اویسیا سے ۸۱ متر ۶۵

میری خاطر کر ریاضت مجھ میں اپنا دل لگا
 مجھے میں کرتا ہوں وعدہ اس کو چا جان
 میرے پیارے مجھ کو نے تقسیم مجھ پر ہوندا
 بہرہ ور ہو گا تو آخر کار میرے وصل سے

سرشتہ دولت اور اور کھنکار	ایں عمر گرامی تجارت گذر	دہم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ حال	میدار نہفتہ چشم دل با نب یار
سر کو چہ حسد و ہوسے ترا	سجے را و نبات گذری نہیں	بے جانے تو کیا ہے اسیر بلا	تجھے آپ جب اپنی خبر ہی نہیں
جو خودی کے مرض سے ہے توجہ	تو ہوسا نے جلوہ نور خدا	بھی پر وہ رخ وہ اتحادے مگر	ترے بندہ دل میں اثر ہی نہیں
تجھے آبرو کا ہے خیال اگر	تو بے شک نہ تو بجز جہاں میں بشر	کہ جو قطرہ صدف میں بنائے نگہ	وہ گہری نہیں نہ گہری نہیں
جسے ڈبو نہ رہا تھا عدم میں کبھی	کبھی وہ میں کی تلاش رہی	رگ جان سے وہ تیری قریب	تیری آنکھیں تو ہیں پانظری نہیں
جو ہے نظر بحسب عین حق	تو بیکل جناب نہ سر کو اٹھا	کہ جسیل طریقت حق سے	وہ اٹھا کے سر پہ جگہ ہی نہیں

بل میں تو ہی مثل میں تو ہی چھل میں چل میں تو پوچھو	ہم ڈکھیا ہیں در پر تیرے نیا پار لگائے گا تو پر پوچھو
اندر تو ہی باہر تو ہی۔ روم روم میں تو پر پوچھو	یہ جگ آپ رچا یا ایشور سب دشوں میں تو پر پوچھو
یہ ندیاں جو مل ہریاں بیلایا ج میں تو پر پوچھو	یہ ندیاں جو سوکھ گئیں ریت میں چمکا تو پر پوچھو
باغ میں جلوہ ڈکھیا تیرا۔ پھول میں پوچھو پوچھو	میں مکتی ہوں در پر آ یا شمن رکھے گا تو پر پوچھو

گوشہ تنہائی

فوش ہے وہ انسان جسکی خواہشیں محدود ہیں	کر رہا ہے کج تنہائی میں تنہا وہ بسر
مطلبن مسرور آزادی کی کھاتا ہے ہوا	دور جھگڑوں سے بکھیر مل سے جہاں کے شیکر
جسکی بھیڑ میں دودھ سے اوکھیت غلہ سے مدام	کرتے ہیں خدمت گذاری اور منکر زندگی
سانے میں جسکو دختوں کے ہر گرمی میں ہشت	اور سردی میں جسے آگ سے نعمت ملی
جیسے گھٹنے یوم۔ ماہ اور سال اڑتے جاتے ہیں	لے کے خوش حالی و آزادی کو اپنے ہر کاب
تندرستی اور سکون قلب حاصل ہیں جسے	اور معصومی کتاب زندگی کا جسکی باب
جسکی راتیں چین سے ہوتی ہیں بے کھٹکے سہر	کیونکہ قدرشہ چور کا اسکو نہ ہے دشمن کا ڈر
جھوننا جس کا جھلاتے ہیں فرشتے راست کو	اور نیکی کی دیوی خواب میں پیش نظر
زندگی اس شخص کی ہے حقیقت زندگی	دنیوی جھگڑوں سے اسکو جیسے نصرت ملی

راتے گزشت کفش تنگ را دو کندن است
بہترین انصون مارا دست خود افکندن است

ہر کہ ترک تن نکرد از زندگانی بر نہ خور و
زہر دنیا اگر چہ کم میگردد از تریاق مصل

ہاں جب تک ہم موجود ہے آب جان سے پرورش کرتی ہوتی ہے۔

تارید وقتیکہ باید بر زمیں انداختن | جامہ تن را بہ آب و نال رو سے مے گنم

لیکن عارف و جاہل میں انبافرق ہے کہ عارف کو بحر حق درپیشوں کسپے وجود تک بھی یقین نہیں ہوتا اسکی نظر اور اسکی یقین اور اس کا قول و فعل حق ہی حق ہے۔ اور جاہل کو یقین ہے کہ میں صرف تن ہوں سولے خاتی اسباب جہان کے اسکی نظر و یقین و قول و فعل میں اور کچھ ہے نہیں۔

پس الفت جسم چھوڑ کر عاشق جان (ذات حق) ہوئے۔ جب جان کا طالب ہوا تو جسم کی قید سے رہائی پا کر خود جان ہوگا تعجب تو یہی ہے کہ ذات بصورت جان حب بدول میں مقیم ہے۔ اسکی جستجو میں بیرونی حالت کی تبدیل یا ایک مکان سے دوسرے مکان کے انتقال سے اپنی طلب ظاہر کرتی ہیں سولے دریافت حقیقت جاننا مشاہدہ ہاں نہیں ہو سکتا۔

گہہ درون خرقہ کا ہے در کفن میجو کشش | اور درون جان و من در پیرہن میجو کشش
اور درون خلوت و اندیشہ گرم صحبت است | من چرخ دل بکفت در انجمن میجو کشش

مثال۔ درہ متبک اپنے اصل حشیر آفتاب میں محو نہ ہو۔ تب تک وزگی سے عروج نہیں پاسکتا قطرہ متبک اپنی اصل کو نہ چھے اور اپنی ہستی حقیقی یقین نہ کرے تب تک یقین قطرگی سے نجات نہیں حاصل کر سکتا۔

پس خرویت کی یقین گرفتاری و مجوری ہے۔ اور کلیت میں محو ہونا۔ اور عین کل آپ کو کھینا رنگاری اور وصال ہے

نذرہ چوں موج آفتاب شود | بچھو قطرہ کہ موج آب شود

پیش عشق ہے کہ قطرہ کو دریا اور ذرہ کو آفتاب۔ دانہ کو خرمن اور عاشق کو معشوق کہو تیا ہے۔ دیکھا ایک ہونا بحر عشق کے نامکن ہے

رتبہ تمثیر را از یک دو کردن پیش نیست | عشق را از ہم کہ تیغ او دو را یک می کند

پس عشق کو اپنے دل میں مقیم کر کے راجہ حق میں قدم اٹھاوے تاکہ ایک خطہ میں فرش باسوت سے فرش لاہوت پر پرواز کر کے منزل گزین ہوئے۔ سوائے ذات احد کے نہ کچھ ہوا ہے۔ اور نہ چوگا

مگر دو مئے وحدت تبدیل از کثرت صورت | ہاں یک نہ بود چنداں کہ نہ بر نہ بھیز زائی

گیتا اودھیا کے ۱۲

شیغل خفاں سے ہستیاں تر و سیدہ عشق کا | عشق کا مقصد فنا ہے اور فنا میں ہے بقا

تلسی داس ہو رام رام میں کہتا پھرتا تھا ستیا
 شکر سوامی ہو کر کے پھر جگو پتر بان ہوا
 جوش ویک۔ نیائے پنجمل دھرم شاستر پان ہوا
 جنتر۔ تشریف تروں کا منتہیوں جب تک ابل ہوا
 ہر دے میرا دیانت شاستر میں ہی وید پران ہوا
 بے چین و چراقا در مطلق۔ حاضر ناظر پاک ہوا
 بندہ بندہ کہنے کو جاہل پن میرا خاک ہوا
 کر تو کرتب بستو کا۔ ذرا نہیں اسمان ہوا
 دو شامن کی سب باج میں جو روہی کا چیر ہوا
 لاج را کہہ برج راج یث بد میرا گمبھیر ہوا
 دو شامن میں ہی تھا سب کی درخت بیچ نادان ہوا
 بد مزاج۔ خوش خلق ہوا میں الگ ملکوں شاہ ہوا
 ہر حرکت کی برکت درمت دوست سے آگاہ ہوا
 بھوک پیاس میں مبتلا ہوا میں ہی آب نان ہوا
 دل چاہے جو کہو مجھے میرے اندر چمکانا ہے
 رہو پھر بھلت ہر دم شننے نکل نکل چمکانا ہے
 میری بک بک سنج بابا بکٹ پورن ہوا
 چھوٹا راگ چھتیس رگتی۔ میں ہی پھر شرتال ہوا
 ہوا میں ہی گند ہر پگان و دیا میں مجھے کمال ہوا
 کت آنند جو ہوا پھر تانی تان سینا و دان ہوا

ہوا پر پچھت بھاگوت شکے غم میں نے جیتا
 مٹی کلپنا۔ میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 انگار ہوں نیتی اور کایہ کوشش کا کرن ہوا
 اشد سیدہ ہوں میں ہی نوندہ آدو کا سرن ہوا
 مٹی کلپنا میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 انا الحق کو جان۔ میرا حساب بیباق ہوا
 سائل داخل ہو رہے ذائل پر وہ چاک ہوا
 مٹی کلپنا میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 خوب بڑا یا کینچنے مارا نہیں آخیر ہوا
 کرنا کر کے چت میرے میں یہ اکسیر ہوا
 مٹی کلپنا۔ میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 خالق خلقت۔ الگ سب کایں ہی پناہ ہوا
 رمز جاری نہ جاتی۔ جگ میں وہ گمراہ ہوا
 مٹی کلپنا میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 دھوانت دھومت ہوا میرا بھٹا عجیب ہوا بیکانا ہے
 بہت دلوں کے پڑے تھے چ پتنگ وہ کاٹا ہے
 مٹی کلپنا میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 ڈوب ڈھولک ہوں بفسری۔ العزہ کرتال ہوا
 راگ الاپوں گائے کرچن ہی میں ہی لال ہوا
 مٹی کلپنا میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا

سرورِ نیردانی کس طرح حاصل ہو

جسم کی محبت ترک کرنے سے۔

کنس ہوا تھا جب میں یادو کل کا سکھ سب بند ہوا
 میں ہی ہوا دہرت راسٹر کوروں میں رتی بے ایمان تھا
 دریو دھن میں ہوا پاندوں سے حب لٹنے کو چلتا تھا
 ارجن - سیم - پید ہشتر - سہدیو - محل سے جلتا تھا
 یودھ کئے بل کر میں نے ہی ترکش تیر کاں ہوا
 میں ہی ہوا اوتار دہرم کا - دشت پیر اور پانی پول
 شیش مہیش جپین سنگ میں ہی اکھنڈ پڑ پانی ہوں
 ہوا سرستی میں ہی - محکو کتھا کا بڑا دان ہڑ
 گوری شنگر بکر - میں نے بکھن راج کو جایا ہر
 اُسی میں سے سوڈنا سا کر کے یوں فرمایا ہے
 پیمان پر شٹھا کرے اُسی دم گنپتی میں ہی آن ہوا
 ہستہ شتر کی برشا کرتے لٹے بھڑتے پرور ہوا
 لگی ترسول کی ہوک - وہاں میرے سر کا نقصان تھا
 مار بنا یک جب میں ہی رعد راتی جی کے پاس گیا
 گر جا بن کر کہا سمبھو سے بھلا متھارا تاں گیا
 اودما بکھن سنگر کے میں ہی دل میں حیران ہوا
 کردی درہندی منڈی سپے پڑے کون کو دہایا تھا
 بچا گجپت کا بن کر میں نے ہی سیس کٹایا تھا
 دہرا زڈ پے منڈی سی اور دل سے مہربان ہوا
 امرت چھڑک دیا میں نے پھر پران ہمارے انگلی
 نام میرا شنگر آکر - آپ وہاں بتلائے گئے
 ماس تک ہومن میں میرے گنپت کا بنیں پیمان ہوا
 باسدیو ہوسرون کر اے ارجن کو میں نے گیتا

رشی - منی - دوج - کامانا - محکو خوب پسند ہوا
 مٹی کلپنا - میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 مڈی دل ساکنک گج باج ساتھ ٹکٹا تھا
 بیت راگ ہو ہالیہ نیج پرست پر گلتا تھا
 مٹی کلپنا - میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 بڑا پوسی ہوا ہوں - برہم منتر کا جانی ہوں
 اکھ - نرہن - سروگت - سو میں اپنا آپ ہی ہوں
 مٹی کلپنا - میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 میل اتارا منیڈ کر ہم نے اپنی کایا ہے
 بکھن ہرے گا ہی اب گنپت بن کر آیا ہے
 آئے شنگر انہوں سے یدھ ہمارا گہور ہوا
 گہا گہسی کا ہوا سنگرام سرگ تک شور ہوا
 مٹی کلپنا - میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 بکھن راج کا جنم اب میرے دل میں تیا گیا
 سچو کرو و طہ اسکو نہیں تو میرا سوانس گیا
 مٹی کلپنا - میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 ہستی بکر نیج بن کے میں ہی بیایا تھا
 پرسن ہو کر سیس کو میں ہی بن سے لایا تھا
 مٹی کلپنا - میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 پاربتی کے چپت میں آئندہ سنگل چھائے گئے
 تب سے محکو سرشی میں سریشٹ بھو جن گلے گئے
 مٹی کلپنا میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 ارجن بکر گیان سن کر کے دو کھ میرا جیا

گہر گہر میں ہی جکشا انگوں میں ہی دنا دان ہوا
 کڑا۔ کاف۔ دینداروں کا میں سترنج ہوا
 نزول میں ہی ہوا بشر لیفل کا میں سترنج ہوا
 ہوا ولی اللہ میاں واللہ خدا کی شان ہوا
 شیو ہو کر ہمسما سر کو منہ مانگا میں بردان دیا
 سندھ متھن کر میں نے ہی ہلا بل بس کو پان کیا
 رتن۔ چتر وس۔ ہمت۔ سندھ میں مجھے سدا کا پان ہوا
 دہم راج اور چتر گپت ہوں سر گپچ پروہت ہوا
 سنکمہ۔ چکر اور گدا۔ چم ہوں میں ہی بنجر خط ہوا
 میں پروہت پورا ہوں میں ہی سب کا جمان ہوا
 خالق خود مخلوق ہوا ہوں قالب قلب کلا و باری
 طالب اور مطلوب ہوا میں خائف خوف میں ہی بھائی
 قاتل اور قتیبل ہوا ہوں خوفناک طوفان ہوا
 پورٹ کرشب۔ ہمارو وای۔ پرب۔ گہن ہوت ہوا
 ہرناکس ہو کر کی دشت تا میں ہی پورا ہوت ہوا
 بچہ۔ نشا پور۔ راجس۔ کنز۔ انو میں پورا شیطان
 عاشق میں ہی ہوا عشق معشوقوں کی عمد پائی
 رشک قیہوں میں رکھا غبت رفیق میں ہی آئی
 ہر۔ اوست میں ہی ہو کر دہر کی شکل جہان ہوا
 ہمارے آچاری۔ دودھاد ہاری ہو کر میں پتر ہوں
 راج ہو گئے کو میں ہی کانشی کروت میں ترنا ہوں
 باناس۔ ہوا لڑا کرشن سے دیدھ بیچ گہسان ہوا
 یادو چھین کوٹ ہوا۔ لیدو دیو کی سند ہوا

مٹی کلپنا۔ میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 ہوا بھکاری۔ چکرو رتی میں ہی مہاراج ہوا
 لوبھڑا کر کرنا جانی ہی تخت تاراج ہوا
 مٹی کلپنا۔ میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 بیٹھک۔ روپ ہو بیٹھم ہمسما سر کو میں نے ہی کیا
 ہری ہو کر کے ساتھ کلا کو بھی میں نے ہی لیا
 مٹی کلپنا۔ میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 اگست ہو کر پیاسا گر ملہ میرا سب موتر ہوا
 بیاس ہوا ہوں میں ہی سکھ دیو پڑا اب ہوت ہوا
 مٹی کلپنا۔ میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 غائب گل میں میں ہی مغلوب ہوا بن بچاری
 فاعل میں ہوں مغل۔ مفعول بنا ہو کر باری
 مٹی کلپنا۔ میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 ناروین کرنا جانی میں پورا دوست ہوا
 شیو شلر کے ساتھ رہنے کو پریت اور ہوت ہوا
 مٹی کلپنا۔ میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 مودہ محبت مروت۔ محبوبوں میں آزمانی
 درویدیگی دمک دیدار و بسان در سائی
 مٹی کلپنا۔ میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 تپ کر کے کھن۔ یوگی بہرشت ہو گرتا ہوں
 رام کرشن کا نام لے شیو درگا کتھن کر ترتا ہوں
 مٹی کلپنا۔ میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 پاڈو ہوا میں ہی دیوک اور دھرو آ منہ ہوا

برسم گمانی کا خیال

تنو مسی۔ برسم اسی کا ارتھ جان کر گمان ہوا
 اگم نرود چنی او دیا کا یہ جگہ پر نام ہوا
 بستو لتوا جسی رسمی میرے ہی کرشن اور رام ہوا
 جد ہر تدرج کچھ ہے سو میں ہوں مطلب یہ سان ہوا
 بہ ہوشام ایکو ہم دو ادس جہا واک میں نے گایا
 رام چند ربن کوشش جی کاشش سرشٹی میں کھلایا
 وسوت۔ لچمن۔ بھرت شتر گبن میں ہی پھر ہوا
 راون ہو کر میں نے ہی ستی راتی کا ہرن کیا
 مڈی دل بانر پھوں کا بنا اسچر مرن کیا
 لڑا اسون کے میں ہی اور میں ہی رام کا بان ہوا
 میں ہی بھوگی جوگی۔ سوگی۔ روگی۔ بن کر تانا ہوں
 بیرات۔ مات۔ داما۔ ست بن کر میں لچمن خوش تانا ہوں
 کیا تیاگ دنیا کا دل سے سیش محل او دیان ہوا
 کعبہ اور مدینہ۔ بیت اہد۔ پھر میں ہی مکہ ہوں
 سالک اور مجذوب ہوا میں عجب غضب کا دھکا ہوں
 پڑھوں وظیفہ روزہ کھکھرتیں ہی ماہ رمضان ہوا
 حضرت عیسیٰ میں ہی ولیا مونی ہو مشہور ہوا
 سولی پر مشغولی بھولی باطن میں مسرور ہوا
 میں ہی ہوا انجیل میاں پھر میں ہی حدیث قرآن ہوا
 پرتھوی بنہ آپ نیچ دایو ہوں سورج تارا چند ہوں
 سرگ مرتوی۔ پاتال لوک ہوں میں ہی پکا اور گنداپ

مٹی کلپنا میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 دورت میرا ہوا ہے پرورت یہ بہرام ہوا
 سرتی میں سریم کھلا دم برجم حکم یہ نام ہوا
 مٹی کلپنا۔ میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 سرتیاں بنکر دو تنو ماستی سرود ہتا ف رلیا
 وششٹ ہو کر گیاں میں نے رگبہر کو سمجھایا
 مٹی کلپنا۔ میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 رگھوپت بنکر باندھ چل اگم سندھ کا ترن کیا
 اگنی لگا کر شتر و راون کی لٹک کا جرن کیا
 مٹی کلپنا۔ میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 بڑا وید ہوں اوٹ کر کے روگ کو کھوتا ہوں
 بابا میں ہی کسی کا بن جاتا۔ میں پوتا ہوں
 مٹی کلپنا۔ میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 عشق مجازی۔ حقیقی۔ قاضی حاجی نکا ہوں
 شیعہ۔ سنی۔ مذہب اسلام عام میں پکا ہوں
 مٹی کلپنا۔ میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 شرع تیاگ کر ہوا تھا صوفی۔ پڑیں ہی منصور ہوا
 پھر میں ہوا شمس تبریز خدا کا نور ہوا
 مٹی کلپنا میں ہی اب سب پرانوں کا پران ہوا
 اسماں ہوں میگہ ہوں۔ پیر ہوں میں ہی پڑا ہوں
 زندہ۔ زندہ چڑا۔ میں ہی خدا اور بندہ ہوں

ہوں۔ ذاتِ قدیم ہوں +

۴۹۵۔ بے نظیر ہوں۔ بے آغا زہوں۔ میں اور تو دونوں کلپنا سے دور ہوں۔ دوامی ایک رس آشد ذاتِ حق

بے دوئی۔ برجم ہوں۔

۵۰۱۔ آکاش کی طرح میں لوٹ سے دور ہوں۔ سورج کی طرح پُر نور کی ہوئی چیز سے الگ ہوں۔ پہاڑ کی طرح بے حرکت ہوں۔ سمندر کی طرح بے کنار ہوں +

۵۰۲۔ جسم سے میرا تعلق اس طرح نہیں ہے جس طرح آکاش کا بادلوں سے نہیں ہوا کرتا۔ اسی واسطے بیداری۔ خوابِ مستحقی کی حالتیں میری نہیں ہیں +

۵۰۳۔ اپاد ہی آتی ہے۔ وہی کرم کرتی ہے اور انکا پھل بھوگتی ہے۔ اسی کو پیدائش و فنا ہے۔ میں ہمیشہ پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہا کرتا ہوں +

۵۰۴۔ حرکتِ اپاد ہی میں ہوتی ہے۔ اور عکس کے ہلنے کو جاہل آدمی سورج کی طرح پر کا شمان اور بے فعل صاحبِ عکس آتما سے منسوب کر کے دیا کرتے ہیں کہ ہائے میں مراد میں ہی کرتا بھولتا ہوں +

۵۰۹۔ اے گورو ہمارے آپ کہنکار ہو۔ اور پھر نکار ہو۔ آپ کی کرپا اور مہربانی سے میں نے بے کاشتے چکروقتی راج کا ساجال پایا جو

۵۲۰۔ میں ایک بڑا بھاری خواب دیکھ رہا تھا جس میں مایا سے پیدا شدہ جنم بڑھاپا۔ اور مرن سخت بھیاںک تھے۔ روزمرہ پریشان و سرگردان تھا۔ سخت محنت اور کلفت سے دکھ اٹھاتا تھا۔ آہنکار کا خروٹاک شیر خدا عذاب جان تھا۔ آپ نے اس خواب سے جگا کر میری ہر طرح حفاظت کی ہے +

۵۲۱۔ ہمارے آپ ذاتِ احد، حق ہیں۔ ذاتِ بے نشان ہیں۔ ذاتِ پر جلال ہیں۔ جو کائنات کی صورت میں نمایاں ہو رہے ہیں۔ آپ کو بار بار دیکھا ہو +

مرشد کی دعا کی تاثیر

زہیں میں آسمان میں اور خلا میں نہیں کچھ فرق کثرت اور خلا میں جو احب سے سول مدد شناس کچھ بہ جان اطہار فرمانِ ازل ہے ہوا کرتا ہے پیدائش عشق سے عشق جسے چاہے گہری میں بنو اوے	اسی کو دیکھتا ہوں ہر صفا میں مرتب ہیں یہ سب ماسکی رضا میں نہیں لگتا برجن کی کہتا میں یہی رشتہ ہے بندہ اور خدا میں ہے کان عشق ذاتِ اولیا میں ہے یہ تاثیر مرشد کی دعا میں
---	--

میرا قیام اپنی عظمت میں	نکوہ بیکارہ دونوں ہیں کہاں	اتجاہو کہاں دربار کیس کا	ہیں آتا وانا تا چیزیں کیا
میرا قیام اپنی عظمت میں	جو خون کہاں اور کہاں جوتا	اور وہ کیا شے جو جگت جس کو کہا	ہے خواب کہاں اور شہتی ہو کیا
میرا قیام اپنی عظمت میں	کچھ چہ نہیں جو بلطف اور کثیف	اندر باہر کا کچھ نہیں جس کو پتا	دور ہی قرب دونوں چیزیں ہیں کیا

بس بس ترورگ کی کتھا سب شن لی
گیان کتھا سے بھی میں اب سیر ہوا

وویک چوڑا منی گورو کا خلاصہ آپدیش۔ اور چیلے کا شکریہ

۴۸۳۔ برہم اور آتما کی پیمانی جان لینے سے نہ کو بد رہی رہی۔ نہ کام کی ہوس۔ میں اب نہ یہ جانتا ہوں اور نہ یہ۔
ابا۔ یہ کسکھ کیا ہے۔ اور کتھا ہے۔ بحر میکران ہے۔

۴۸۴۔ سروپ آئند کے امرت سے بھر پور۔ برہم روپ سمندر کی عظمت نہ تو زبان سے کہی جاتی ہے نہ من سے۔
سوچی جاسکتی ہے۔ میرے من کا یہ حال ہے جیسے برف کا کھڑا سمندر میں پڑا ہو۔ اُسکے ذہ بھر آئند سے
آئند ہی آئند ہو گیا ہے۔

۴۸۵۔ یہ دنیا کہاں گئی۔ کون لے گیا۔ کہاں لے ہو گئی؟ کیا ہی تعجب کا مقام ہے کہ ابھی تو میں دیکھ رہا تھا۔ ابھی غائب
۴۸۶۔ اکھند آئند کے امرت رس سے بھرے ہوئے برہم روپ سمندر میں کیا تو چھوڑنے لایق ہی۔ کہا کیے لائق کیا تو بھو سے
جدا ہے اور کیا مجھ سے عظمہ چیز ہے۔

۴۸۷۔ نہ یہاں میں کچھ دیکھتا ہوں۔ نہ سنتا ہوں۔ نہ جانتا ہوں۔ اپنے دوامی آئند روپ آتما سے ہی اتم خیروں کے جہاں ہوں
۴۸۸۔ اسے جانتا گورو متہیں منکار ہو۔ تم بے لوث ہو۔ اتم پڑشوں میں اعلیٰ و افضل ہو۔ اومی بے دوامی آئند
تمہارا سروپ ہے۔ غیر محدود ہو۔ ہمیشہ رحم و کرم کے سمندر ہو۔

۴۸۹۔ آپ کی کرپا در مشی کے چاند کی چاندنی مجھ پر پڑتے ہی دنیا کی کلفت دور ہو گئی۔ اور میں فوراً ہی اپنے
بے زوال آتما منہ کے اکھند عظمت کو پہنچ گیا۔

۴۹۰۔ آپ کی کرپا سے میں دہنتی ہوں۔ کرتا رہتے ہوں۔ بسنا بنگر کے مگر مجھ سے نجات یافتہ ہوں۔ دوامی آئند
شراب ہوں۔ اور پورن ہوں۔

چیلے کا انویہو

۴۹۱۔ میں بے لوث ہوں۔ سبب عضو ہوں۔ بے نشان ہوں۔ لافانی ہوں۔ مسکن ہوں۔ بے حد ہوں۔ بے کدورت

میرا قیام اپنی عظمت میں
میرا قیام اپنی عظمت میں
میرا قیام اپنی عظمت میں

<p>ولے نادانی نزع کے وقت میں ثابت کیا ولے نادانی نزع کی وقت میں آنکھیں کھلیں کیا کمائی کر چلا دنیا میں آدم جنم پائے منہ بہت چھوٹا خدا کی بات کچھ نہیں کہہ سکے ہو گیا آنند رب دکھ دوند کا ٹامول سے</p>	<p>سب لگانے تھے ٹیڑھے دیکھ مکت آنند آنکھ سے جھوٹ کرتے پیا بکنتی کوئی تیرا ہے نہیں بہت کچھ امید مٹی مٹی مٹی مٹی رہ گئے پھر مٹی چپ ہوتا نہیں مٹی عجب ہی رمز ہے اب بھلے ہی جس کے دل آئے مٹی سو سکے</p>
اب مجھے میں ہی ملا ہوں دہن بھاگ بابا اب میں آئی جاگ	
<p>سادہ منت سب میرے بھائی ہنس ہنس جھکو دیو دھانی پر م سکھ کی فیدہ پائی عجب طرح کی رنگت چھائی</p>	<p>گرو نے اوجھت بنگ پلائی گمان گھٹا گھٹو رچ پائی بڑی دود کی بات سنائی کہہ نہ سکوں جو دولت پائی</p>
<p>گورو جہاں جی دیکھی تھی گئی آگ نیتی نیتی کہہ دیدت اوے زبل سمرن چت بہ جاوے سب یہ جگت نہیں کی مایا در بے جنم سپہل کروایا اب میرے کون کسے کھٹ راگ بر لا جائے رمز ہماری اہل چرمو بنے حد خماری اب سو ہے گونے دیو ہے سراغ دھن جنم اور جگ کا میلہ جس کو گورو کا میلہ</p>	<p>اب مجھے میں ملا ہوں دہن بھاگ گورو کر پامن کو آؤد بھاگ جب یا آتم کو لکھ پاوے ست نور و نے سند بہ مٹایا ہنس ہنس پریم پیش اپایا اب مجھے میں ہی ملا ہوں دہن بھاگ جگت سے چھوٹ گئی اب یاری ست کورو چرن کمل بل یاری اب مجھے میں ہی ملا ہوں دہن بھاگ دھن دھن ست سنگ پہلایا ایمان نگ رنگی بازہ مٹیلایا</p>
اسٹانکہ گیتا۔ آتما میں سچے کی شانتی	
<p>ہاتھوں میں لیا کشف حقیقت کا شوا ہجو پیرم کہاں اور کہاں کام گیا مستقل جزا ہے میرے لئے کیا</p>	<p>جو مجھ کو ہے ہاتھ بیکلین کشت ہو کہاں در کہاں حدت ہستہ وہ دونوں کان زبا</p>

دیا اپنی خودی کو جو ہنسنے ملا۔ وہ جو پردہ سیاہی میں تھا نہرا آنکس کہ خاک مارا کل کو وہ خاند ساخت	رہے پردہ میں اب نہ پردہ نشیں۔ کوئی دوسرا اسکے سوا نہ خود درمیاں در آمد و مارا بہانہ ساخت
---	---

منڈک انیشدا وہریاے ۲۔ گمنڈ ۲۔ منترے ۸

منترے۔ جو سروگیہ اور سب کا جاننے والا ہے۔ جسکی عظمت زمین میں پھیلی ہوئی ہے وہ اکاش کی طرح محیط آتا چکتے ہوئے
برہم پور میں من روپ ہو کر رہتا ہے۔ پران اور جسم کا مہر ہے۔ قلب کے نزدیک اناج میں جاگزیں ہے۔ آنند روپ اور
امرت روپ ہو کر پرکاشمان ہوتا ہے۔ اہا اسکو گویا قی لوگ گیان کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

منترے ۸۔ جب یہ اعلیٰ و ادنیٰ آتما نظر آتا ہے تو قلب کی گرہ ٹوٹ جاتی ہے۔ تمام شک و شبہات جاتے رہتے ہیں اور کرم
نہیں رہتے۔ ذیابطن کی طرف مونہ موڑ کر دیکھو تم ہی ہو وہ جس کا جلال ہمالہ پہاڑ طائر کرتا ہے جسکی عظمت بحر نیلیگوں جتنا ہی
بگڑنا زغوش در خود اکیبار تا بداتی کہ ذوالجلال کوئی

طالب۔ جہاں اب اس اب میری سمجھ دہریا میں راستی کی سائی ہو گئی ہے و شکوک کی گرہ ٹوٹ گئی ہے۔

گلتیا اویاے ۸۔ منترے ۷

میں نے کامل طور پر اپنی حقیقت جان لی
بے تامل آپ کا ارشاد لاؤں گا جب
کون سے سکنا ہو مکتی گو رو کر پا کا کچھ بدل
دیکھنے کی نظر پائی تو نہ کچھ لکھا
بن کے تعلیمین مکتی پھر بھی دیکھا ہی رہا
ڈھونڈتے مکتی سے حاضر و ناظر ہے سدا
پھرنے جانے کیا بنے گردش میں ہیں مغت آسما
ہو گئی مکتی بد اب ہی ہو ہی اندھا پھرے
فعل بد کرنے میں حاضر اور ناظر کا خیال
واہ مکتی بد ہی پھل داتا کا ڈر کچھ بھی نہیں
جانے کت آنتا تب کچھ جاننا دیں کیا چیز ہوں
ہے یہی افسوس جہاں وار کوئی ہے نہیں

آپ کی برکت سے میری عقل روشن ہو گئی
مجھ کو اطمینان و بہت تعلل حاصل ہو گیا
گیان کے بجن کی آنکھوں میں سلائی پھیری
نہیں تاتاب سبھی کچھ دیکھا
سمتا کے گیان بن ہوتا ہے رحت کب بھلا
کیوں نہیں لکھتے آئیں اندھوں کی فہرست میں
کر گزرے جی سے مکتی جو کچھ بن پڑے وہاں
ملک مزدوں میں پڑے غیر مانگے مہم کی
عقل پر پردہ و مکتی ہو شکاری ہٹ گئی
مغل بد کرنے میں ڈرتے تم نشینوں سے سہی
علم پڑھ عالم بینہ اور پاس ڈرہ چڑھ کر گئے
بے نظر و تکت کے جہاں دنیا میں سبھی

چار کہاں میں لکھ چوراسی اور کوئی دو جا
آپ ہی داتا آپ ہی منگتا آپ ہی جگی ہوگی
آپ ہی رہا بشن ہمیشہ آپ ہی ستر زنی ہو آیا
آپے کالج آپے کارن بشورپ در سایا

نظم

لے طالبان لے طالبان من باشا پر باستم
ایں دوری و ہجریم از ہم پندار شاست
باحسن خود و با ختم من ز عشق و عاشقی
گاہے نیاز جان من گہ بے نیازی شان من
ہم صورت ناسوتیم ہم معنی لاہوتیم
بر طقس رسم ایں چہل در پردہ می با شتم عیاں

نظم

آپ ہی شاکر آپ ہی سیکر کرت اپنی پوجا
آپ ہی بشو آپ ہی بشی آپ وید آپ روگی
آپ ہی برہم سرو منی گاؤ بن ہوتی تہہرت مایا
پٹو داس درشت جب اے سنت کریں جیٹا یا

ہم جلوہ گرہ دیدہ با ہم مضرب دلبہاستم
در نسبت خود با شاد ریا و موج آساستم
ہم ہیلی و مجنوں منم ہم واسق و عذر آستم
ایں ہر دو سے زید بہن ہم بندہ و مولاستم
پنہاں تراز پنہاں و ہم پید تراز پیداستم
چند آنکہ بے پردہ شوم و پردہ از اخلاستم

یار کو ہر طرف عیاں و کجیا	حسن و خوبی میں لایاں دیکھا	معرفت کی نظر سے جھانکا	ہر بدن میں اسی کو جان دیکھا
حب اشیا یا نقاب اسم و صفت	غریخ و لہار کو عیاں دیکھا	گل کو امواج کی طرح سوچا	ذات کو حیر بکراں دیکھا
بے حد دکھوتوں کے پردہ میں	ذات واحد کو چھپن دیکھا	عرش اعلیٰ سے فرش پائیک	ذات بچوں کا نشان دیکھا
کہیں گلشن میں گل شگفتہ ہوا	کہیں بلبل میں نغمہ خوان دیکھا	کہیں اعلیٰ ہوا کہیں ادنیٰ	کہیں ظاہر کہیں نہاں دیکھا
کہیں فنان ہوا فرشتہ کہیں	کہیں قانع کہیں جہاں دیکھا	کہیں نور شیدا تہ تاباں کہیں	کہیں ساکن کہیں دان دیکھا
کہیں ساقی ہوا کہیں ساغر	کہیں وعدت کامی کشاں دیکھا	حسن طیف شوق سے نظر ڈالی	اس طیف یار کا نشان دیکھا
زیر و بالا و طاہر و باطن	جلوہ ذات لا مکان دیکھا	کیا ہی نکتی نے جام ذوق بنا	قطرہ قطرہ کو تہ کرین دیکھا

اے پیارے طالب اس بندہ الی مثل کو مت کرو کہ تنگ برتن میں ہاتھ ڈالکر مٹھی بھر لی اور پھر مٹھی تو کھولتا نہیں کہ ہاتھ نکلے اور لگا چلائے اور شور مچائے۔ ہاتھ کو یعنی مٹھی کو خالی کرنے سے آزادی ملتی ہے پس تم کو بھی چاہیئے کہ ہوش و حواس دامن و اندر یہ کو سنگ کو چھوڑو صرف ایک دماغ و ایک جسم اور ایک بدن ہی میں اپنے تئیں قید کیوں مانتے ہو مہنی کو دوا و تمام پر کرتی کو اپنی دلربا بنا لو۔

عارف - تو محمد و طاقت والا کیونکر ہے۔ کچھ نہ کچھ کرنے کی طاقت جمع میں بھی ہے جو کچھ کر سکتا ہے اور کرتا ہے وہی بتاتا کہ
کہ معلوم ہے کہ تو محمد و طاقت والا ہے۔

طالب میں صبح اٹھ کر عجات ضروری سے فارغ ہو کر استان کر کے کھانا کھاتا ہوں۔ پھر کچھ دیر آرام کر کے دفتر جاتا ہوں۔
وہاں سے آکر پھر کھانا کھاتا ہوں اور کچھ سیر کر جا کر کلب میں اخبار پڑھتا ہوں رات کو سو رہتا ہوں۔

عارف - اور بھی کچھ کام کرتے ہو یا نہیں؟

طالب - مطلق نہیں۔ البتہ گھر کا دھندہ اگر کچھ آگیا تو وہ بھی کرتا ہوں۔

عارف - کام تو عم بہت کرتے ہو۔ مگر تم نے اس کا بیان نہیں کیا۔

طالب - بیشمار کام مجھ سے ہو ہی کہاں سکتے ہیں۔ جب قدر کام کرتا ہوں وہ بھی مشکل سے انجام پاتے ہیں۔

عارف - لو سنو! چیم کس کا ہے؟

طالب - میرا ہے۔

عارف - اچھا یہ بتاؤ۔ جو کھا تا تم کھاتے ہو اسکو ہضم کون کرتا ہے

جواب - میں۔

عارف - تمہارے جسم کی ٹائڈیں میں خون بھی تم ہی چلاتے ہو۔ بال بھی تم ہی بڑھاتے ہو۔ گردے میں بول پیدا کرنے والے

تم ہو۔ پیپٹیرے میں دم تمہارا ہے۔ چھوٹوں کو تم ہی ہلاتے ہو۔ ذہنی کو حرکت تم ہی دیتے ہو۔ علاوہ بریں بیشمار حرکت طبعی کے ٹپا

ہو۔ چند کلام نام تنے کس طرح بتایا۔ خواب کی حالت میں سپن بناتے رہتے ہو۔ آکشیپٹی کی حالت میں بھی کوئی کام تمہارا بندر

نہیں ہوتا۔ اس وقت بھی غذا ہضم کرتے جاتے ہو۔ اوزناخن بال وغیرہ اور اعضا کو بڑھاتے جاتے ہو۔ تھیں خیند کہاں؟

سدا جاتے ہو۔ مصرع کہاں خوب غفلت سدا جاتا ہوں؟

حالت شیر خواری میں بھی وہی تھے جواب ہو۔ خواب میں بھی وہی ہوتے ہو جو بیداری میں ہو۔ جس طرح تم ایک جسم میں عقل کی

کارستانیاں۔ خون کا دوران اور نشہ و ناکراتے ہو ویسے ہی دیگر اجسام یا یہی سب کارگیریاں کر رہے ہو۔

چتے چتے میں تمہارا نظم و ربے۔ تم کیسے کہتے ہو کہ میری طاقت محدود ہے۔

پرسن ایند مر سن ہم منت اللہ

تمام اندریوں کے سامنے گلیان آتما۔ پان اور مہا بہوت جہاں قیام پذیر ہیں اس اکشر کو جانتا ہے۔ وہ سر و گویہ ہوتا ہے

اور سب میں دخل پاتا ہے؟

بشکن ہلہ بند کالبد را	آزاد کن از زمانہ خود را	رو ترک بگوئے نیک و بد را	آخر تو باصل اصل خویش آ
ہر چہ تسلیم این جہانی	و باطن خویش تو کاتی	بکشائے و دیدہ نہانی	آخر تو باصل اصل خویش آ
علی بی میان سنگ غارا	تا چند غلط دہی تو ارا	در چشم تو طہا ہر است یارا	آخر تو باصل اصل خویش آ
تھا کہ ز پر تو حتی تو	از جو ہر خستہ مطلق تو	در بادۂ روح را وقتی تو	آخر تو باصل اصل خویش آ
دنیا جو نیست زود بگذر	زانسوئے جہان تازہ بگر	ہیں اہم بدقت یم یاد آور	آخر تو باصل اصل خویش آ
ہر چند بصورت از زمینی	بہر شستہ رگو ہر یقینی	بر محسن نور حق مہینی	آخر تو باصل اصل خویش آ
چوں زادو پر تو حلالی	و طالع سعد نیک خالی	از ہر عدم تو چہ نہالی	آخر تو باصل اصل خویش آ
خود را چو بیخود می بستی	میدان کہ تو از خود می بستی	وز بند ہزار دام جستی	آخر تو باصل اصل خویش آ

طالب۔ اگر سب ایک ہیں تو لوگوں میں عقل و جسم کا فرق کیوں ہوا۔ کوئی لارڈ ہے تو بالکل آجڈ ہے۔ کوئی پہلوان ہے کوئی مریض ہے۔ کوئی گدیلوں پر سوتا ہے کسی کو زمین پر سونے کو جگہ نہیں ملتی۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔ یہ تو صاف اندھیر ہے۔ عارف۔ پیارے اندھیر کرتے ہو۔ تم جو فرق دیکھتے ہو ایسی چھوٹائی بڑائی ست سرور پڑتا (حق تعالیٰ) سے اگر کبھی سچو پیدا ہوئی۔ ہوتی تو انصافی بنتی۔

حقیقت چھوٹنی بڑائی ہے ہی نہیں۔ جو ادھر گدا ہے وہی اُسہر شاہ ہے۔ جسے یہاں مریض دیکھتے ہو وہی وہاں پہلوان ہے۔ جو اس جگہ جاہل سمجھا جاتا ہے وہی اُس جگہ ویدو یا س ہے۔ چونکہ دراصل ایک ہی ہے تو اندھیر کیا۔ نا فرما کیسی؟

او وہ موت گیتا میں آیا ہے

(۱) تو وہی برہم ہے «ایسا تو موسیٰ کلاموں سے آتما کو بیان کیا گیا ہے پس آتما کے لحاظ سے تو وہی شدہ سرور ہے اور گپا دی کے دور کرنے میں تو سب میں سب (یکساں) ہے۔ جب تو سب جگہ سم روپ (سرور یا پاک) ہے تو اب پیارے تو کس لئے روتا ہے۔ (۲) یہ تو (ذات الہی) سب جگہ سب (برابر) ہے۔ سکھ و کھ سے بہت ہی۔ شوک و شوک شے غم و جھگڑی سے پرے ہے گورکھ کش کے خیال سے بھی دور وہ پرتم تو ہے۔ ایسے ہوتے ہوئے پھر تو کیوں روتا ہے۔ (۳) اُس ذات حقیقی میں نہ بندہ کا ورہ ہے نہ موکش کا پد ہے۔ نہ پن نہ پاپ (ثواب غدا) ہے۔ نہ پھون ہے نہ غالی ہے۔ ایسی حالت تو جانتے ہوئے تو کیوں روتا ہے (۴) بے شمار شرمیوں (مخاس کلاموں) نے یہ بات کہی ہے کہ آسمان وغیرہ یہ کل نام روپ شراب کی مانند ہے اور جب وہ ذات سب جگہ ایک اور ہم (پلہ بر) ہے تو پھر بھلا کس لئے روتا ہے۔

طالب۔ کہاں انسان کی طاقت محدود ہے۔ کہاں خدا قادر مطلق مجھ بندے کو اس مالکِ کلی سے کیا نسبت۔

بے لوث (ذریعہ) ہے جسم یا عقل کے قصوروں اور گناہوں سے کبھی ترواکن نہیں ہو سکتا۔
 مرغابی خواہ گدے پانی میں رہے خواہ گنگا جل میں کبھی بھیگی نہیں۔ ویسے ہی آتما خواہ پاک بدھی اور جسم میں دیکھا جاوے
 خواہ ناپاک میں سدا شدہ اور مبرا ہے۔ گنگا جل میں یا چار کے گہرے میں۔ یا سونے کے برتن میں۔ جب سورج کا عکس پڑتا ہے
 تو اس سے سورج کو بجلا کیا فرق ہو سکتا ہے (دینے عکس میں کوئی فرق نہیں ہو جاتا۔ گو وہ پانی کسی قسم کا ہو ویسے ہی آتما
 دینے اصل نیا آپ جسم عقل کے ناقص ہونے پر ناقص نہیں ہوتا۔

اور سفوا ہے کوئی بشر اپنے اوپر الزام آنے دیتا۔؟

علامہ جرم کا ترکیب ہو چکا ہے۔ تو یہی اپنے الزام کا وجہ کسی غیر کے ماتھے کلنے کی ترکیب کر لگا۔ اپنی تیوریوں سے زبان
 سے چلا چلا کر بچاے گا کہ میں بے قصور ہوں۔ بے لوث ہوں۔

سرکاری عدالتوں میں پوچھا جاتا ہے کہ تم نے فلاں جرم کیا۔ لازم بدلیکا حضور ہرگز نہیں۔ اگر بعد ثبوت جرم فرد قرار داد جرم
 لگایا جائے تو یہی لازم سچا ہی ہو۔ حاکم مقدمہ کی اصلیت کو نہیں پہنچا۔ پل دائر ہوا اور پیل ولسے بھی مجرم ہی قرار دیا تو دعاوت
 ہوئی ہے، رشوت کا لحاظ کیا ہے۔ قید خانہ میں بیسہ یا گیا تو اس کا سبب یہ نہیں تھا کہ ملزم عیب والا تھا۔ بلکہ سرکار کے گہر
 میں انصاف نہیں۔ حالات اندھی ہے۔ دنیا بڑا کہتی ہے تو ساری دنیا باطل ہے۔ گہر میں نہ کلنک ہوں۔

ہاں۔ اسے مرد بڑا مواصل تو نہ کلنک ہو۔ بالکل بے عیب ہو۔ کیونکہ تیری ذات کے مقابل حیب ہرگز ظہیر نہیں سکتا۔ البتہ اگر
 تیری خطا ہے تو یہ ہے کہ لا پر وہی سے اپنے شدہ اور انت سروپ کو بھول کر اپنے تئیں ناپاک جسم اور عقل وغیرہ مان بیٹھا ہے۔
 بلکہ اپنے باطن کے پاکیزہ کلام کو جو جتنے یہ جملہ ناب ہے کہ تو پاک و شدہ ہو جاؤ گرتے اٹھنے سے رہا ہے۔

تمہاری ذات اس خیال کی تاب نہیں لاسکتی کہ تم ناپاک ہو۔ ہر ایک شخص کو چھوٹا بننے سے قدرتی عار ہے۔ پس اس سے ثابت
 ہے کہ عصیان و تقصیر سے مبرا اور معاف ہو۔

تم جسم و جسمانی ہرگز نہیں ہو جسم فضلہ وسیلے کا قیلا ہے۔ یکسی کا بھی پاک نہیں ہو سکتا خواہ ہزاروں سال گنگا میں دھویا کرے۔

کبھی دھوئے شدہ کبہ یہ جل میں دھوئے

پایا نہ کیسہ جو دے جاوے کشمیر سے بچو

پس تمہارے اندر سے جوش کے ساتھ نوید سنائی دیتی ہے کہ پاک حق جو ہے سو ہی تم ہو۔ جسم نہیں ہونا پاک اور محدود جسم عقل
 کے خیال کو دور کرو۔ اپنی ذات معصم میں جاگو۔

آچند تو پس رعی پیش آ	مر کفر مر وہ سوئے کیش آ	دیش تو نوش میں پیش آ	آخر تو باصل اصل خویش آ
عمریت کہ سیر غریقی تو	پابستہ دام محسنی تو	چوں گوہر کان دولتی تو	آخر تو باصل اصل خویش آ

جگہ اپنی ہی عقل پرست ناز	منہ کے بل گرتے رہتے ہیں بار	ایسے خود بین لوگ دنیا میں	کبھی پاتے نہیں ہیں باوجود قار
قول سعدی کا یاد ہے تجھ کو	اور دل وہاں کبھی نہیں پٹا	مرد باید کہ گیب نرا نذر گوشت	گر گوشت است پس بد بردیوار

نظر حقیقت سے کوئی بد نہیں ہے سب سے چند آنند ہیں۔ دستی۔ سلم۔ سروں ہیں برہم ہیں۔

طالب۔ توبہ۔ توبہ۔ ایسا کلمہ کفر ساری خدائی تو پکارتی ہے کہ ہم ظالم و جہول ہیں اور آپ خواہ مخواہ ہیں برہم، خدائے پاک گردانتے ہیں۔

عارف۔ پیارے طالب سخت حیرت ہو کہ آپ برہم کے مساوی اور کچھ بھی نہیں ہو۔ مگر صریحاً ہی برہم ہو اور پھر انکار کر دیتے ہو۔ ہر وہ بدشہ صدر نے بلند سے پکار رہا ہے کہ میں پاک ہوں۔ یہ وہ مطلق ہوں۔ میں مرنے والا ایک ہی ہوں۔ بالائین ہوں وغیرہ وغیرہ۔ بس تو یہی آپ کہتے ہیں۔

طالب۔ یہ اور بھی نئی انوکھی کہی۔ اور دل کو تو رہنے دیکھ بندہ اپنی بات بیان کرتا ہے کہ کبھی جھوٹے بھی نہ کہا ہو کہ میں برہم ہوں۔

عارف۔ اس سنا کے کورہ چیتہ ہیں آپ اور باقی سب لوگ شرم۔ شرمہذا ملحق۔ انالحمق، کالکھ اعمال کی زبان سے گارے ہو خواہ چڑھے کی زبان سے انکار کر جاؤ۔ پر زبانی قیل و قال کی نسبت اعمال کا ڈھنڈورا زیادہ قابل اعتبار ہوتا ہے۔

تو کہے کہ ایک ہر جوان نے اس کی کمرست پڑا تھا۔ اسے باپ نے آکر لعنت ملاست کی تو نہ جوان صاف مکر گیا اور جنہیں کہا تھا کہ بولا کہ میں نے نہ اب یہی توئی تک بھی نہیں۔ پرستی ہی کہیں چھپی نہ تھی۔ نہ فتنہ نگاہوں میں شہادت دیر ہوا تھا۔ جو شرب کا اظہار کر رہی تھی۔ انکار کر ہی رہا تھا کہ تھے آگئی۔ بھلا اب کیا چسپاں گئے۔

انہیں چھپتا نشان بوجھیلے کہہ پردوں میں | فراڈ ملت جس گنگ پر ہن کر بے حجابی کا |

زبان سے ہر چہ چسپاں چاہا۔ پانچوں کے اٹھیر کر دی۔

پیارے طالب۔ میں سو ہستی، آنند نہیں، میری اصل ذات ہے جس میں شک نہ چاہتا چھپنا چھپے گی ہرگز نہیں اور سنو منہ سے تو میں پانی۔ میں پانی کی گپ بانٹتے نہیں شرماتے۔ اگر علی طور پر نہ تو اس سے برخلاف یہ بھلائے واسلے کلمات کہے جاتے ہیں کہ میں بے لوث ہوں۔ سچا ہوں۔ سچ ہوں۔ صحاف ہوں۔ آخر حقیقت کہہ گا تھا۔ کوئی دھوکا نہ دیکھا۔

بس کوئی چھوٹی سی غلطی بھی دیکھلا دی جائے تو ناگوار گزرتا ہے۔ سہارا نہیں جاتا۔ کوئی تصور ظاہر کر دیا جائے تو برا ماننے کو تیار ہیں۔ ہا۔ نے میری غریب فرقی کیا۔ ایک چھوٹے سے بچے کو خضہ دوا وغیرہ جادوے تو بڑے بڑے لڈیکہ ایک دینی نوکر کو الہام لگایا جائے تو ناراض ہو جائے گا اس قسم کے کردار سے صاف صاف معنی نکلتے ہیں کہ ہر کوئی بیخاطمی ذات کے پاک اشدہ ہر

جیسے سینہ میں رنگ کا میل لگا ہوا ہے۔ اور چھ صاف طبیعت درست نہیں ہیں انکو چھوڑو۔ اہل باطن سے دریافت کرو۔ اور رستی پیشہ اشخاص سے پوچھو تو واضح ہو جائے گا کہ انکے عجیب و غریب تجربہ نے امر ذیل کا حقد پایہ ثبوت کو پہنچا دیا جو کہ ہمارا دل کینہ و کدورت سے بالکل حفات ہو تو دنیا کی کوئی شے ہمیں ضرر نہیں پہنچا سکتی۔

آنند بھوے ہاتھوں کے قریب غنڈناک محسوس صاحب بھی پانی پانی ہو جاتے ہیں جب تک شیر اور درندے بھی انہیں دیکھ کر آفت کرتے ہیں۔

خار و پیراہن آتش گلستاں سے شود	برمن از روشندی وضع جہاں ہموار شد	
طالب۔ تو دنیا انسان دنیا میں کیوں پیدا ہوئے۔		
عارف۔ کٹھہ افشہ او ہمایہ منترو		
جس طرح آگ ایک جواور دنیا میں داخل ہو کہ صورت کے لحاظ سے ویسی ہی شکل وار دہو رہی ہے۔ اسی طرح سب کائنات دینی آتما ایک ہے۔ اور ہر صورت کے لحاظ سے شکل وار ہو کر بھی اس صورت سے باہر ہے۔		
گریا میں تو ہم ہیں۔ اخیار میں تو ہم ہیں گردا میں تو ہم ہیں اور ا میں تو ہم ہیں مجبور ہیں تو ہم ہیں مخدیا میں تو ہم ہیں تس پر بھی تیرے تشدد و یاد میں تو ہم ہیں	باغ جہاں کے گل میں یا غار میں تو ہم ہیں دریائے معرفت کے کچھا تو ہم ہیں ساحل وابستہ ہے ہمیں سے گرج رہے و اگر قدر میرا ہی حسن جگ میں ہر چند موجزن ہے	
جب یہ حال ہو کہ جن سے سابقہ پڑے وہ تیرے ہی سروپ ہیں اور تیرا ہی ظہور ہیں۔		
گر صید میں تو ہم ہیں صیاد ہیں تو ہم ہیں گردا میں تو ہم ہیں بداد ہیں تو ہم ہیں	پھیلا کے درم الفت گہرتے گہرتے ہم ہیں اپنا ہی دیکھتے ہیں ہم بند و بست یارو	
نظر اندازونی تو الہی چاہیے۔ باہری و بیرونی نہیں۔		
نسیم پرست نسیم ہم صنم تندن جمہ اوست کفر جہاں زطرۃ زلف و قناع اوست	شنیدہ ام یہ سنخا نہ از زبان صنم ایمان عالم از رخ فورانی و نیست	
صرف بلے غیب نوات الہی ہے۔		
غلطی سے نہیں جیسے سروکار اس میں کیا شرم اور کمی عار	کون کامل ہوا جو دنیا میں ہے غلط کا عمل تیری بھی	ورنہ جہاں میں گل جو عطرہ خار اور تیر بھی جو اسی میں شمار

یا شکست (گرفتاری) زائل ہو جائے یہ اس شکست نام گیان کی خیم بھومکا ہے۔

طالب۔ پارتھ اعبادتی کیا ہے؟

عارف۔ سرور پارتھوں کی ڈھنڈھان برہم روپ کے گیان کر کے سب کا اہواؤ یعنی یہ کہ سولے برہم کے اور تمام ہشیار کو جو اہواؤ برہم میں آسکتے ہیں انمیت (کالعدم) اہواؤ والا پریت (یقین) کرنا۔ یہ پارتھ اہواؤ فی نام گیان کی چھٹی بھومکا ہے۔

طالب۔ تریا کیا ہے؟

عارف۔ گیانا دھالم گیان (علم رگی) معلوم جو چوتھی اور پانچویں بھومکا میں بہاؤ روپ ڈھانت (اور چھٹی بھومکا میں اعباد روپ) دفعی پریت ہو گئے تھے۔ اب ان دونوں سے بہت اپنا آپ بہاتے میں اپنے بیگانہ سے فارغ۔ نہیں نہ تو۔ نہ یہ نہ وہ۔ صرف ذات ہی ذات۔ جریا ہے اور اسکو گیان کی ہفتم بھومکا کہتے ہیں۔

طالب۔ یہ بھومکا کس کے سادھن ہیں۔

عارف۔ اول تین بھومکات گیان کا سادھن ہیں۔

چوتھی بھومکات گیان روپ ہی۔ چون کت اور دھیمکت کا سادھن ہے۔ پانچویں و چھٹی و ساتویں۔ تین بھومکا جیون کت کے خالص آنند یعنی سرور ابدی کا سادھن ہیں۔

طالب۔ ابن بھومکا کے جاننے سے کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

عارف۔ انکے جاننے سے اپنی برقی کی اوستھا یعنی طبیعت کا حال اور دیگر گیان والوں کی اوستھا یعنی طبیعت معلوم ہو سکتی ہے اور جو فرق کہ درمیان گیان والوں کے اوستھا کے ہے اس کا باعث صرف بھومکا کی کمی و بیشی ہے۔ سو اس دریافت سے وہ گمان دل سے دور ہو کر طبیعت ترقی کی طرف راجع ہوتی ہے۔

پس اس زندگی کے بسر کرنے کے لئے جس محرک کار بہتہ اختیار کرنا ضروری ہے۔ ورنہ سولے دکھ اور غم کے کچھ حاصل نہیں۔

طالب۔ ایسے سیدھے بننے سے آجکل کا زمانہ موافق نہیں ہو سکتا ہے۔ سیدھی لکڑی کو سب کوئی کاٹ لیتا ہے۔

عارف۔ پیارے طالب شہری لکڑی سولے جلائے کے کسی کام نہیں آتی ہے۔ سیدھی لکڑی کے مندروں و رنگاہوں میں شہنشاہ کام دیتی ہیں اور صاحبان شوقین و نازنینوں کے مبارک ہاتھوں کی عصابتی ہے۔ پس یاد رکھو ٹیڈ ہے کہ تنزل اور تباہی ہی نصیب ہوتی ہے۔

شکے زنی برآئینہ ہر خود ہے زنی
بادستان تلمط بادشمنان مبرا

با صاف دل محاولہ با غریب دشمنی بہت
آساہیش دو گیتی تفسیر اس دو حرف بہت

اس رہتہ کی سات ہیں جس میں سزائیں کا سامان ہو چوہ ہے۔

طالب۔ وہ سات فروہ گاہ کون کون ہی ہیں۔

عارف (۱) شبہ اچھا دینے نیک (ارادہ)۔ (۲) سوچا پاتا (دانش حقیقی)۔ (۳) تن انسانا (خلع راقبہ)۔ (۴) ستوا پت چھول
کات۔ (۵) سنسکت (بے اختیار)۔ (۶) پدارتھ ابراہون (زمانی اللہ)۔ (۷) تریا (لاموت)

طالب۔ شبہ اچھا کیا ہے؟

عارف۔ پورب جنم یا اس جنم کے نیکام (بے خواہش نتیجہ) کرم اور اپاسنا سے ایجا کر چت والے پرسن کو دو یکٹ (تمیز و میان
حق و باطل) اور پاک (ترک لذات دنیا و مافیہا) گت سنپت (اس میں چھ امور شامل ہیں۔ شتم یعنی ضبط نفس۔ شوم (ضبط و کما)
نیکٹ (درواہت) اور پرام (آزادی شریروں) (حقین صادق)۔ شاد و نثار (دیداری و ہوشیاری)
(د) موچتیا (غواہش رستگاری)

یہ چار سادھن جو کرتا تاکہ جاننے کی اچھا یعنی خواہش ہوئی۔ اس کا نام شبہ اچھا اور یہ اول بھو مکا ہے۔

طالب۔ سوچا پاتا کیا ہے؟

عارف۔ آتما کے جاننے کا خوشمندی جو کر برہم گیانی میت پرسن کی خدمت میں باادب و ارادہ تندی حاضر ہو کر ان کی زبان
مبارک سے سخاوت و دیانت و باب ایجا جو برہم سمجھنے و سنکارن کو اپنے من میں صد با دلائل عقلی و نقلی سے منمن کر کے یقین
کرنا یہ سوچنا ہے اسکو گیانی کی دوسری بھو مکا کہتے ہیں۔

طالب۔ تن انسان کیا ہے؟

عارف۔ سرون من کئے ہوئے ارتھ کو ساکشات (عین یقین) کو لے کے واسطے بار بار چستن کرنا یعنی برقی کو اوویت دست
کے اکا رکنا۔ تن انسان ہے جو کہ گیانی کی تیسری بھو مکا نام سے نامزد ہے۔

طالب۔ ستوا پت کیا ہے؟

عارف۔ سرون من۔ دریاں کئے ہوئے ارتھ کو ساکشات (بھو ہو کر سنسے) (دھم) اور وپچی (لاکھ شے) میں دوسری
سے کا علم، بہت۔ نزدیک (بے خیال) (استہتی) (قیام) ہوئی۔ یعنی چت کا شدہ ستو گئی (دھمت) (عالم) (روپ) ہونا۔ ستوا پت
ہے اور گیانی کی چارم بھو مکا ہے۔

طالب۔ سنسکت کیا ہے۔

عارف۔ نزدیک (سوادھ) کے ابھاس سے دیکھ میں ہر طرح غلطی میں سمجھی۔ کا نشان بھی نہ ہوا۔ اور دیکھ میں پرچیت سمجھت

کا خریدار ہے۔ نہ من و نانی کا ہنگامہ ہے۔ یہ وہ جہاں آتما ہے کہ اگر بادشاہ کی گود میں ہوں تو لوات مارنے اور پیشاب کرنے میں سکوچ نکریں۔ انکی بر جاواند تک ہوا کرتے ہیں۔ ہر طرف سے وید کی مہر تھی شنا خان سب گریہ ہیں کہ کسی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔

پیارے طالب اگر تم ایسی حالت میں پہنچاؤ تو تمہارے واسطے یہ عذاب دنیا فلد میں بن جائے۔

طالب۔ میں پانچ ہاتھ کا نو جوان نا مانجہ کچھ طرح بن سکتا ہوں۔ آپ تو محول اڑتے ہیں۔

غضب کرتے ہو ظالم آگ پانی میں لگاتے ہو

عارف۔ پیارے طالب یہ ہنسی نہیں ہے۔ یہ بے حیات ہو۔ اگر اسکو پی لے تو حیات ادبی حاصل کرے۔ یہ میں بھی جانتا ہوں کہ نو جوان ہے۔ بات تو اسی میں ہے کہ اس نو جوان کی خیر و اوبہ امنگوں کو خیر یا بد کہا کر مثل بچہ کے اپنے اندر سے غیریت۔ کام۔ کردہ ہو بعد۔ وہ کو کالہ سے۔ خود بینی وغیرہ سے کنارہ کش ہو جائے تو وہی اوصاف تجھ میں ہیں اور وہ تیری ذات سے ملا ہے۔

جب خودی دل سے دور ہو جائے حق کی سوگند پھر خدا ہیں ہم

آپ ہی آپ ہوں یاں خیر کا کیم کا نہیں ذات مطلق میں میری طفل نہیں جوان نہیں

گیتا میں سری بھگوان نے فرمایا ہے

۱۔ جس نے اپنے دن کے بس میں کیے۔ اسے خوش	۱۔ ارتکاب فعل میں آزاد ہے۔ وہ خود شناس
۲۔ فعل کی زنجیر ہے مہا فرانس کے سوانے	۲۔ نئے تو کام تر لیکن۔ اس میں دل لگا
۳۔ بے گناہ ہے اب حیوان میں نے وحدت کا پایا	۳۔ جام خود بینی جو پتیا ہے وہ پاتا ہے سزا
۴۔ فعل کے کرنے نہ کرے کی، سے پروا نہیں	۴۔ لذت دنیا کی جانب۔ اس کا دل جاتا نہیں
۵۔ کام نے انجام تو لیکن اس میں عشتہ ہو	۵۔ راحت دل ہے میرے متنا شخص کو

طالب۔ ہمارے یہ بھی مشکل معاملہ ہے۔ اور کوئی مددگار ساما آپ پیش کیجئے؟

عارف۔ لو سنو ایک اور سہ تیری تہا سے واسطے بتا ہوں۔

اس بہتہ کے دو طرف سایہ اور درخت ہیں اور مناسب فاصلہ پر فرو گاہ و چاہ وغیرہ موجود ہیں۔ جو لوگ اس رو سے اس سفر کو طے کرتے۔ یہ راہ راہ منزل مقصود پر پہنچتے ہیں۔

طالب۔ وہ مرکز کونسی ہے؟

عارف۔ وہ مرکز علم حق دگیاں ہے اور اشجار دور دور یہ قناعت و ترک ہیں۔ جس کا پس راحت جو۔ اور منزل یعنی فرو گاہ

دھیان سے رہا ہے آکھ کھولی تو دیش نو بگوان نظر سے مخنی پائے۔ اور سات سرشیاں بھی اب نظر نہیں آتی
تھیں لیکن انکی جگہ امنت آکاس میں سات روشن ستارے بٹیک تھے۔ جو رہا سہا کہ سات بجائیوں کی سرشیاں ہیں۔

کٹھ اپنشد دوسرا ادھیائے ولی ۴۴ منترا

سو میہوایشورے اندریوں کے سورنخ ہیرونی رخ کر دیئے ہیں۔ اسواسطے آدمی باہر کے رخ دیکھتا ہے نہ کہ اندرونی آتما کو۔
کوئی برلاہی گیانی لافانیت کی چاہ سے آکھ کو پٹ کر اندرونی آتما پر نظر کرتا ہے۔

طالب۔ آپکا فرمانا سجا ہے۔ مگر یہ بہت مشکل دکھن و دھقی ہے۔ ہم کیونکر کر سکیں گے۔

عارف۔ مانا سخت مشکل ہے۔ لیکن اسکے بغیر چین بھی کہیں نہیں ملنے کا۔ گویہ دو انی ہنگلی ہے مگر بے بدل ہے۔ مرصن
مہلک کا ایس بغیر کوئی علاج نہیں۔ پس جتنا مشکل ہے اتنا ہی اشتیاق دیا دہ کرو۔

ہدی راتیز ترمیخوں چو محل را گراں بینی لوار تلخ ترمیزن چو شوق نغم کم یابی

طالب۔ میرے چند اجابوں کو ویدانت کا شوق ہوا تھا۔ انہوں نے چند روز فکر میں مار کر آخر اسکو چھوڑ دیا۔ کیونکہ کچھ ضرور
درس نہیں آیا۔

عارف۔ کیا تعجب کی بات ہے۔ یہ مثال اس کو مری کی صادق آتی ہے کہ انگور تو بات نہیں آئے اور کہدیا کہ ابھی کہتے
ہیں۔ کون دانت کٹتے کرے۔ پیارے طالب پست بہتی کو ترک کرنے سرون (علم الیقین) منن (دین الیقین) نہ بیاسن
یعنی حق الیقین کے منادل کو طے کرو۔

برہدارنیک اپنشد ادھیائے ۴۴ برہمن ۵ منترا

یادگیہ وک نے کہا کہ خاوند کی خاطر خاوند پیارا نہیں ہوتا۔ اپنی خاطر خاوند پیارا ہوتا ہے۔

بیوی کی خاطر بیوی پیاری نہیں ہوتی۔ اپنی خاطر بیوی پیاری ہوتی ہے۔

بیٹوں کی خاطر بیٹے پیارے نہیں ہوتے۔ اپنی خاطر بیٹے پیارے ہوتے ہیں۔

دولت کی خاطر دولت پیاری نہیں ہوتی۔ اپنی خاطر دولت پیاری ہوتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ

طالب۔ یہ سب راستے ٹیڑھے ہیں۔ مجھے تو کوئی آسان وسیلہ چاہیے۔

عارف۔ دیکھو سامنے وہ تنہا بچہ کھیل رہا ہے۔ سب کو کیسا پیارا نظر آتا ہے کہ سب دیکھنے والے بلائیں لیتے ہیں۔ ماں باپ
بھائی بہن خدام و رہے ہیں۔ نہ اسکو کھانے کی فکر نہ پینے کی۔ نہ اوڑھنے کا خیال نہ بچھلنے کا۔ اسکی نظر میں دوست دشمن
یکساں ہیں۔ اسکی نگاہ غیرت سے پاک ہے۔ نہ بندہ سے کام نہ خدا سے کلام۔ نہ نیکی سے خوش نہ بدی سے ہزار۔ نہ دنیا کی فکر نہ مٹات

ہونی اور سندھی کے ایام گزرنے پر سرشٹی کرتا رہا کی دوگ تندر سے آکھ کھلی۔ اور اسکے من میں یہ سنگھٹ ہوا کہ میں قاعدہ کے موافق سرشٹی کی رچنا کروں لیکن برہما دیکھتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ سات سرشٹیاں پہلے ہی سے موجود ہیں۔ زمین و آسمان ہے جاؤ سوچ ہیں رستارے ہیں۔ ہر ایک نظام اپنے اپنے آفتاب کے گرد حرکت کرتا ہے۔ اور ان نظاموں میں جو جو گرسے ہیں وہ مالیہ لاش یعنی چادرات۔ نباتات۔ حیوانات سے کچھ کچھ بھرے ہوئے ہیں۔ پرتھوی بھی ہے اور آسمان میں آدمی۔ مائور۔ وریا۔ سپاڑ۔ جنگل شہر سب کچھ موجود ہیں۔

سرشٹی کا برہما چران اور پریشان کہ یہ ماجرا کیا ہے سرشٹی کا پیدا کرنے والا تو میں ہوں۔ میں نے ابھی کوئی سرشٹی چھی نہیں۔ یہ سات سرشٹیاں آئیں تو کہاں سے آئیں۔ بار بار آنکھ ملی کہ میں کہیں سوتا تو نہیں۔ لیکن جب پھر کھولی تو وہی ساتوں سرشٹیاں سامنے موجود تھیں کسی طرح یہ اسرار اس پر نہ کھلا اور عقل عاجز آگئی۔ تو اس نے اپنے دل میں اپنے رشتہ دہ یعنی پتری بھگوان کا وہ بیان کیا اور تہ دل سے دعا کی کہ میری شکل کو رفع کیجے۔

مہا آتماؤں کا قاعدہ ہر کہ انکی وہ بیان کی شکلی بہت پرل جوتی جو چنانچہ برہما نے جب تپے دل سے وہ بیان کیا تو ہنسنو منو ہر جوتی اپنے سامنے کبھی پانی۔ جوار ج۔ پوچھا کہو برہما جی کس فکر میں جو سرشٹی کی رچنا کیوں نہیں کرتے۔ برہما نے 9 ساتوں سرشٹیاں دکھلا کر کہا ہمارے میں کیا رچنا کروں۔ سات سرشٹیاں پہلے ہی موجود ہیں۔ وشنو بھگوان مسکرانے اور بولے برہما تھیں ان ساتوں سرشٹیوں سے کیا سروکار پڑا ہے تمہارا جوا کام ہے یعنی اپنی سرشٹی رچنی وہ رچو۔ اور کسی کے معاملے میں کیوں پڑے۔ وانا اپنے کام ت کام رکھتا ہوں اسے فعل و معقولات سے واسطہ نہیں ہوتا۔ برہما نے متنبہ ہو کر کہا۔ ہمارا ج اسنے سچ فرمایا۔ بیشک مجھے اپنا کام کرنا چاہیے۔ لیکن جہاں تو فرما لیا توں سرشٹیوں کا راز مجھے بھی بتائیے۔ وشنو بھگوان نے بوڑھن برہمن کے ساتوں لڑکوں کی کہانی سنائی اور کہا کہ ان ساتوں کا مضبوط و مستحکم سنگھٹ یہ تھا کہ ہم ایشور ہو جاویں

چنانچہ یہ جگت سارا سنگھٹ کا کھیل ہے۔ اپنے خیال کی مضبوطی و استحکام سے وہ ساتوں سات تہنٹیوں کے ایشور ہو گئے جس طرح کہ تم اپنی سرشٹی کے ایشور بنو گے۔ انہیں کی طرح پہلے تم بھی آدمی تھے۔ تم نے بھی ایشور بننے کے لئے تپ کیا تھا۔ اس کا پھل یہ جو کہ آج تم اس اہلی پدوی پر پہنچ گئے ہو۔

برہما نے یہ سنکر اپنے پہلے جنم کا وہ بیان کیا۔ جسے اسے ایشور کی پدوی کا مستحق بنا دیا۔ وہ بیان میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک کھتری راجہ جو ابان پستہ آشرم میں ہے ایک جنگل میں کٹی بنا کر رہتا ہے۔ اور اسی طرح اپنے سنگھٹ میں ایشور میدہ یک کیا کرتا ہے۔ جیسا برہما زنیک انیشد میں ابتدائی حصہ میں بیان کیا ہوا ہے۔ چونکہ اس راجہ کا سنگھٹ ایشور بننے کا تھا۔ اس سنگھٹ میں آکر رہا ہوا۔ اور وہ میں ہوں۔

جھوٹی دنیا کی ہے کہانی ساری | ہر نقش بڑے ننگانی ساری | یہ عالم مثال چنبرگ خیال | اچھل دوں تیری زانی ساری

جیسا جنے اپنے آپ کو مان رکھا ہے ویسا ہی وہ ہے۔ سہری بھگوان نے گیتا میں کہا ہے۔ جیسی جکی شرہا ہوتی ہے ویسا ہی وہ ہو جاتا ہے۔ پس جس طرح ہم اپنے آپ کو یہ مانے ہوئے ہیں کہ ہم آدمی ہیں۔ پیاری دین رستی جہنم ستانی ہے مغلسی سے ہم وق رہتے ہیں۔ اسی طرح ہم یہ کیوں نہ مانیں کہ ہم ہی برہما بن کر اس جگت کو رہتے ہیں۔ وشنو بن کر اسکی پالن کرتے ہیں۔ شیون بن کر اس کا سنگھار کرتے ہیں۔ غرض ہم ہی ایشور ہیں۔ جگتے اوپر اور کوئی ایشور نہیں ہے۔

بھائی یہ سنکر حیران تو ہوئے لیکن تھے پنڈت کے بیٹے۔ اور آپ بھی پڑھے لکھے آدمی تھے۔ سب ایک زبان ہو کر بولے۔ حقیقت میں بات تو سیدھا ہے۔ لیکن ایشور کے درجے کو پہنچنے کا راستہ کیا ہے۔ پدیشری نے کہا وہی جو بھگوان نے گیتا میں کہا ہے۔ جکی جیسی شرہا ہے ویسا ہی وہ ہے پس اس شرہا کو مضبوط کرنا چاہیے کہ ہم آدمی نہیں۔ ایشور یا خدا ہیں جس طرح انسانیت کے خیال سے مضبوط و مستحکم ہو کر ہمیں انسان بنا دیا ہے۔ اسی طرح خدائی کا خیال مضبوط و مستحکم نہیں خدا بنا دیا اور ہم کسی کے تابع نہیں رہیں گے۔ ایشور سے اونچا درجہ تو اس جہان میں کسی کا نہیں۔

چنانچہ سب نے باہم مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ یہاں ہی لنگا کے کنارے بیٹھکر سادھی لگایا کریں کہ ہم ایشور ہیں۔ صبح و شام دونوں وقت سب ملکر بیٹھ جاتے اور اپنے خیال میں اپنے آپ کو ایشور سمجھتے۔ ابھی اس بڑی چنیہ ہے۔ کچھ عرصہ تو وہ بیان ہلانے میں وقت پیش آئی۔ لیکن جلد مشق و فراغت بڑھتی گئی اس وہ بیان میں جمیدگی اور پریشانی کی بجائے لطف آنے لگا۔ اس طرح ساتوں بھائیوں کو مشق یا ابھیاس کو لے کئی سال گزر گئے۔ اس عرصہ میں ان کے لڑکے بڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے ارادہ کیا کہ گہرا باران کے حملے کے لیے آپ کسی پہاڑی ایکٹ کی جگہ جا کر اپنے ابھیاس کی تکمیل کریں۔ چنانچہ نیپال کی پہاڑیوں میں جا کر اور ایک ولفرام مقام دیکھ کر بیٹھ گئے۔ یہاں پر جنگل میں پھلدار درخت تھے اور شور و غل نہیں تھا۔ اور دھیان ٹھانے کے سامانوں میں سے یہاں کوئی دھواں نہ پھوٹے ہی عرصہ میں انہوں نے اپنے ابھیاس میں ترقی کر لی۔ پھر تو یہ حال ہوا کہ کئی کئی دن وہ بیان جائے بیٹھے رہتے تھے کہ ہم ہی برہما بن کر جگت کو پیدا کر رہے ہیں۔ اور وشنو بنکر اس کا پالن کر رہے ہیں۔ سادھی لگانے والے کی کیفیت جب اس طرح کی ہو جاتی ہے تو جسم اور ضروریات جسم کا خیال اسکو ہمیں سٹلنے پاتا۔ اور مقدرے عرصہ میں شیر چھوڑ کر وہ بالعموم جاتا ہے۔ چنانچہ آٹکا بھی اسی وہ بیان میں بیٹھے بیٹھے شریر چھوٹ گیا اور جنگلی جانور آٹکا گوشت و پوست سب کھا گئے۔ اسے پیارے طالب ازان ساتوں بھائیوں کا تو یہ حال ہوا۔ ایک اور حال سنئیے۔

آٹکا کو معلوم ہے کہ یہ جگت پیدا ہوتا ہے۔ کلپ کے اخیر تک رہتا ہے اور پھر فنا ہو جاتا ہے۔ پیدا ہونے کو سرشٹی کہتے ہیں فنا ہونے کو پرلے کہتے ہیں۔ بیچ کا حصہ کلپ کہلاتا ہے۔ چنانچہ جس کلپ میں یہ ساتوں بھائی پیدا ہوئے تھے اس کے خاتمہ پر پرلے

تم کو سوچنا چاہیے کہ پتا تو مر گئے اب ہر ایک کو کیا کرنا چاہیے جس سے زندگی نہایت کارآمد ثابت ہو۔ تم سب مجھ سے کہو کہ کیا کام کرنا چاہتے ہو۔

سید چھوٹا بھائی جو جو ان اور کثرتی بدن کا تھا۔ اس نے کہا کہ میں تو فوج میں بھرتی ہو گیا اور طاقت و سپہ گری کے جوہر دکھاؤ گا۔ روپیہ کمائوں گا اور نام پیدا کروں گا۔

دوسرے بھائی نے کہا۔ میں کمپنی باڑی پسند کرتا ہوں۔ گانوں والوں کی طرح گھر پر ہی زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔

تیسرا بولا۔ میں تبارس میں کتب فروشی کی دوکان کھولا چاہتا ہوں۔ چوتھا بولا۔ میں چھاپہ خانہ کھول کر کتابیں اور رسالے چھاپنا چاہتا ہوں۔ بڑے فلع کی چیز ہے۔ اس میں ثبوت بھی نصیب ہو سکتی ہے پانچواں بولا۔ میں کسی پاٹ شال میں پڑھانے کی نوکری کروں گا۔

چھٹے نے کہا۔ پریسری ہم تم دونوں نپڈت نہیں۔ اور ہم نے اعلیٰ درجے کی توپاڑی ہے۔ چاول ملز میروں اور ریسوں و راجاؤں کے ہاں ملیں۔ انہیں اپنے علم کا کمال دکھائیں نہ درجہ داری ہوگی۔ وہ ہمیں روپیہ دینگے اور ہماری زندگی خوشی کی بات گزریگی اب سب بڑے بھائی کی طرف متوجہ ہوئے کہ تم بھی اپنا ارادہ ظاہر کرو۔

اس نے کہا۔ میں تبارس ارادوں کو پڑے غور سے سنتا ہوں۔ لیکن افسوس تم سب بہت ہی اپست حوصلہ ہو۔ بلند نظر نہیں۔ نوکری کھینٹی باڑی۔ دوکان داری۔ کارخانہ داری۔ یا نپڈتائی میں کیا رکھاؤ۔ ہمیشہ آوروں کا ہی دست نگر ہونا پڑے گا۔ نوکرا کا غلام ہے۔ نہایت جہان کا دست نگر ہے۔ دوکاندار۔ ہی و کارخانہ کا حصہ خریداروں پر ہے۔ کاشتکاری کا حصہ ریش پر ہے۔ تعجب ہو کہ تم سب ایسی کم نظری اور اپست حوصلگی کے دلدادہ ہو۔ جانی کہنے لگے تو ہم سب کیا بنجادیں۔ جوہر طرح کے فکر و تر دسے رہائی پا کر بالکل آزاد زندگی بسر کریں۔ کیونکہ دنیا میں وہ شخص کو شہت جو فکر و افکار سے خالی ہے۔

جگو و کچو انجبر افکار سے ہے دل دویم
بستہ زنجیر کیاں ہی ہیں نادان و فہیم
ہے اوھر زوار کو بھی دزدی و سر قہ کا بیم
نکہہ چینوں کو ہے وہ قانون سے خوف غلیم
ایک سے ہے ایک خائف واد سے خوف غلیم

الہکار و تاحبہ و صلہ و پرستہ حکیم
ہے اے دنیا کے وحدہ و تم سے فرصت کچر
مفسوں کو گرا دھرنان شبہ کا ہے فکر
صاحب نصیف کو ہے نکتہ چینوں سے خطر
شد سے لرزاں ہے رعایا اور رعایات و خود

بڑے بھائی نے کہا بیشک تم نے سچ کہا یہ دنیا آلام و افکار کا گھر ہے۔ مگر کہی یہ بھی سوچا کہ اس میں تصور کس کا ہے۔ خود آلام و افکار میں رہنے والوں کا میرے بھائیو جگت کچہ نہیں ہے۔ فقط نیرنگ خیال کا جلوہ ہے۔ بن کا کہیں ہے۔

میں سہر کرے اور روح کو جبکہ سامنے جسم و لباس کی حیثیت بھی نہیں رکھتا رہا دھونے دے اور نہ جانے نہ پہچانے
 لے کر جسم روپی سیپ سے موتی نکال لے۔ پھر یہ سیپ خواہ لٹے خواہ رہے ہتھاری بلا سے یہ موتی آتم گیان (موت
 ذات) جب زبانِ جمع خج سے تجاوز کر کے جگر میں گہر کرتا ہے۔ روم روم میں چرچا ہوتا ہے۔ رگ و پے میں دخل پاتا ہوتا ہے خدا کی
 بادشاہت میں قدم رکھا یا تختِ حقیقت پر چڑھ گیا۔ اور اقبال چاکر ہوا۔ ملائک فرماں بردار بنے اور کوئی ضرورت نہ رہنے پائی
 جو خود بخود پوری نہ ہو گئی۔ وہ عارفِ کامل جو اس بہتان کو نفی کر چکا ہے کہ میں جسم یا جسمانی ہوں اور خدا اپنی ذات کے جلال
 میں جلوہ گر ہے اپنی جہا میں مست پڑا ہے اسی کی ڈشٹی سرشٹی بنتی ہے۔

طالب۔ ہمارے اچھے سرشٹی بننے کا حال سمجھائیے کہ انسان کس طرح اس قدر طاقت بہم پہنچا سکتا ہے۔

عارف۔ مثال کے طور پر تمہیں اس را کو سمجھانا ہوں۔ غور سے سننے کے قابل ہے۔

شہر بنارس سے تھوڑے فاصلہ پر دریائے گنگا کے کنارے ایک چھوٹا سا کالو تھا۔ وہاں پر زیادہ تر آبادی برہمنوں کی تھی۔
 ایک برہمن بوڑھا ہو گیا تھا۔ مگر تندرستی اچھی تھی۔ اس حالت میں بھی پیادہ پا بنارس جا کر کڑھایا کرتا تھا اور شام کو گھر واپس
 آ جاتا تھا۔ اسکی بیوی بھی حیات تھی اور اس کے سات لڑکے تھے جنکی شادیاں ہو چکی تھیں۔ اور صاحبِ اولاد تھے سب سے بڑا
 لڑکا پنڈت تھا اور اس کا نام پریشری سہاس تھا وہ اپنے باپ کو پاٹ شاد کے کام میں مدد دیا کرتا تھا۔ اس پنڈت کی
 آمدنی سے خرچ کی مقدار زیادہ تھا۔ کیونکہ گنبد بڑا تھا۔ اس وجہ سے بیاہ شادی کے موقع پر قرض بھی لینا پڑتا تھا۔ مگر بعد میں ہستہ
 سہستہ ہوتا رہا کرتا تھا۔

ایسی ہی کسی عینک اسی طرح گنبد کا گدار ہوتا رہا۔ آخر یہاں گوران ہے۔ وہ دن بھی آ گیا کہ بوڑھے پنڈت کا انتقال
 ہو گیا۔ اور بنارس میں اسی گھاٹ پہنچ کر اٹھ کر اٹھ کے لڑکے گھر واپس آئے۔ مرنے کا غم سب کو ہوا ہی کرتا ہے۔ مگر بڑا
 لڑکا پریشری سہاس دار تھا اسے سب کو تسلی دی اور سمجھا کر کہا نا کھلوا یا۔ رات کے وقت سب آداس بیٹھے تھے۔ پریشری
 نے کہا کہ پورناشی کی چاندنی کھلی ہوئی ہے۔ تسکین و سکوت کا سماں ہے۔ گہر بیکانک معلوم ہوتا ہے۔ دوسری گنگا جی کے
 کنارے چل کر گشت کریں تاکہ طبیعت سے غم دور ہو کہیں بیٹھ کر گیان و بیان کی باتیں کر بیٹھے۔ اس رات کو سب نے پسند کیا اور
 اٹھ کر باہر آئے۔ اور گنگا جی کے کنارے پھرتے پھرتے ڈور نکل گئے۔ اور وقت معلوم نہ ہوا۔ آخر پھرتے پھرتے گنگا جی کے کنارے
 ایک پرانا مندر تھا وہاں پر جا بیٹھے۔

ساتوں بجائی کچھ دیر تو چپ چاپ بیٹھے رہے۔ آخر پریشری نے کہا کہ بھائیو میں تمہیں دہشتہ اس وقت اس مقام
 میں لایا ہوں۔ گہر پر بیٹھے رہتے تو سولے غم کے دل میں کچھ اور نہ ہوتا۔ یہاں شانتی ہے۔ اور سب کی طبیعت بھی شانت ہے

طالب۔ اگر میری جہالتا نہیں جو تو کچھ ضرور آتا ہے۔ کیونکہ آنکھ سے دنیا میں زیادہ کوئی چیز غریب نہیں ہے؟
عارف۔ نہیں۔ آنکھ آتا نہیں ہے۔

طالب۔ تو کیا سن آتا ہے؟

جواب۔ نہیں۔ سن کا کام اضطراب کا ہے۔ ایک لمحہ میں عرش بریں۔ دوسرے میں تخت اسرار۔ اس سبب سن آتا نہیں ہو سکتا
طالب۔ پران آتا ہیں کیونکہ پران کے سبب ہی انسان زندہ ہے۔ پران نہیں تو مردہ کہلاتا ہے۔

عارف۔ پران بھی آتا نہیں ہیں۔ بلکہ آتا پرانوں کا پران مینی جسکی شکست سے پران کام کرتے ہیں۔ وہ آتا ہے۔

طالب۔ میں تو سوائے پران کے دوسرا آتا نہیں سمجھ سکتا ہوں۔ بجلا جھپٹے تو کہ پران کس طرح آتا نہیں ہے۔

عارف۔ لو سنو! ایک شخص جاکنڈنی کی حالت میں سخت تکلیف کے سبب سے یہ کہہ رہا تھا کہ میرے پران کب نکلیں گے۔
پس جب کہتا ہے کہ میرے پران، یعنی پرانوں کا مالک جس سے چھوٹ پاکر پران عزیز بنتے ہیں جس آئندہ سروپ پر پران صدقہ دینے
منظور ہوتے ہیں۔ وہ پرانوں کا پران آتا ہے۔

کیس اپنشد: ۸

جو پران سے سانس نہیں لیتا۔ بلکہ جس سے خود پران سانس سینے میں اُسی کو تو برہم جان۔

تمتر اپنشد: پہر گوولی (نواک ۶)

اسنے جان لیا کہ آئندہ برہم جو حقیقاً آئندہ ہی سے یہ سب بہوت پیدا ہونے میں اور پیدا ہو کر آئے ہی سے جیتنے میں اور زندگی میں جا کر
لے ہو جاتے ہیں۔

طالب۔ تو میں کون ہوا؟

عارف۔ تو ذاتِ امدی پند۔ بے تعلق و سب پیدائش برہم ہے۔

طالب۔ مجھ میں یہ اوصاف کہاں ہیں۔ میں تو شبانہ روز فکرِ معاش و غیو میں مبتلا رہتا ہوں۔

فکرِ معاش و ذکرِ تباہ یا در فکھاں . دنیا میں آن کر بھلا کیا کیا کوئی کرے

عارف۔ تنہا رہے کھانے کو جو ہضم کرتا ہے۔ اور تنہا رہی لگ و پے میں خون چلاتا ہے۔ اور تنہا رہے جسم کو بڑھاتا ہے اور تنہا رہے
پرانوں کی حفاظت بوقت خواب کرتا ہے۔ یہی وہ گیان سروپ آتا ہے جو تنہا رہے لئے روٹی کھ پینا پاتا ہے۔ اسی کو آپکی فکر
معاش ہے۔ آپکا جسم وہ جان۔ آپکے اہل و عیال حال و زرب کا حامل وہی ہے۔ وہ تم خود اپنا آپ ہو۔

اب اس جسم کی خاطر جو تلے جسم لباس کی خاطر نہیں۔ اس شخص کا حال قلیل رحم ہے جو ساری زندگی کو جسم و پریت کے دھندوں

(۴) آتش قیامت کبریٰ۔ چہا پرے لگن وہ ہے جو تمام جہان وافیہا کو جلا کر آپ ہی باقی رہتی ہے اس طرح کاشا کسات ہو کہ دستہ بول۔ سوکشم۔ کارن شری۔ (جاگرت۔ سپن۔ سکھوت۔ اوستہا)۔ (سو۔ تجس۔ پرالگ جی۔) وراث۔ سو ترا تا۔ ایشور علیٰ ہذا۔ تمام۔ اودھم و تفاوت کو دور کر کے صرف گیان سروپ رہتا ہے۔ کیا گیان جہیں گیانا عالم کے معلوم کی سائی نہیں۔ نہ میں نہ تو۔ نہ یہ نہ وہ۔ ایک اودیت نروکار چہ گہن اپنا آپ ہے۔ ایسی حالت کو سالک انہو کر کے برت کرت (دوہم السور) ہوتا ہے۔ مناسب کہ ان چار اقسام کے گیان کو ذہن نشین کر کے اپنی طبیعت کو امتحان کرے۔ اور جس درجہ میں اپنی برقی کو دیکھے اُس سے زیادہ درجہ کے لئے کوشش کرے کیونکہ بھر معرفت اس قدر عمیق اور ناپیدا کنار ہے کہ صد ہا لوگ اس میں مثل خواص غوطہ زن ہو کر تھک کر دریافت کرنے لگے ہیں۔ بوجہ کہ وہاں اپنی ہستی سے ہاتھ دھو کر زبان سے بے زبان چشم سے بے چشم۔ گم در گم۔ ہو کر محو ہو گئے ہیں۔

یار ہر جا حاضر و موجود است	دشمنش جستجو بے سود است	پردہ کسم و صفائی را بدر	ہر کجا کیرنگی معنی نگر
خود خدا ایم خود خدا ایم۔ خود خدا	بلکہ اصلاً از خدا بودن جدا	چوں دین آہ امام دیم چم	من نہیں ایم کہ خود ہم من کہ ام
در بگویم من خدا ایم من خدا	بند و ہر زندگی سازم کرا	این دو اسما نفس موجب امتیاز	ذات بیچون و چرا فارغ ز راز
ظاہر و باطن ہماں یک جلو دواں	پاک زبکی و دنی و ز این آن	لور حق این است بیس او ہونند	چشم حیرت و اکن و لب را پند

طالب۔ گیان کیا ہے؟

عارف۔ آپ کو بتیارتہ دھم متقی (جاننا کہ تیں میری۔ اور تیں اوستھا اور پانچ کوش سے اتیت (داخل) ہوں۔ اسی کا نام گیان ہے۔ طالب۔ سوائے ان گیارہ کے اور کچھ انہو نہیں ہو سکتا۔ پس میں کون ہوں؟

عارف۔ جو انہو کرتے والا ہے وہی گیان ہے۔

طالب۔ یہ گیان تو کچھ ہوا۔ تو کیا میرا جسم آتا ہے؟

جواب جسم آتا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ جسم تو ہمیشہ بیماری و صحت میں مبتلا رہتا ہے۔ اور جسم میں چھ قسم کے عیب ہیں۔

(۱) حمل میں آنا (۲) پید ہونا (۳) لڑکپن (۴) جوانی (۵) بڑھاپا (۶) مرگ۔ پس یہ ہمیشہ تبدیل پذیر ہے۔ جو چیز ایک حالت پر قائم نہ رہے اس کو فانی کہتے ہیں۔ علاوہ اسکے شریر کے چھ دھرم ہیں

(۱) دُکھ (۲) سکھ (۳) بھوک (۴) پیاس (۵) جنم (۶) مرگ۔ آتما ان سے بھی فارغ ہے بلکہ انکا شاہ ہے۔ دُکھ سکھ من کے دھرم ہیں

بھوک پیاس بھان کے دھرم ہیں۔ جنم مرگ جسم کے دھرم ہیں۔ آتما ان تینوں میں سے کوئی نہیں ہے۔ بلکہ من و پران و جسم سے مجل

گیان سروپ ہے۔ لیکن گیان کے باعث جسم مان کر تو کہ میں دُکھی اور سکھ میں کہی ہوتا ہے +

عارف سروں گیان۔ من گیان۔ نہ میاں گیان۔ ساکشات گیان۔

طالب۔ انکی تشریح فرمائی۔

عارف۔ ایک مثال دیکھ نتیجہ دکھلایا جاتا ہے۔

آگ چار قسم کی ہوتی ہے (۱) آتش ہیزم (۲) آتش برق (۳) آتش غریزی (۴) آتش قیامت گہرا جن کے ہندی الفاظ یہ ہیں۔
لکڑی کی بجلی کی۔ بڑا آگن یا جو پیر آگن۔ ہمارے کی آگن۔

آتش لکڑی کی آگن اس وقت تک شعلہ آور ہوتی ہے جب تک اس میں لکڑیاں ڈالی جاویں۔ جب لکڑی نہ ڈالی جائے
گم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سروں گیان ہے کہ جب تک ست سنگ میں ہمارے پیش کے بیٹھ کر بخان آب حیات مثل
ہیزم کے اسکی محمد (عہود ان) سینہ میں راہ گوشت سے پڑتی رہیں۔ تب تک آتش معرفت صورت یقین میں شعلہ آور
رہتی ہے۔ جب درمیان میں جدائی ہوتی تو اسوقت یا دفراموش سے گم ہو جاتی ہے۔ یہ سروں کیا ہے۔ اس سے صرف لذت
شہوانی حاصل ہوتی ہے یا قدرے آگاہی۔

(۲) آتش برق وہ ہے جو بادلوں میں کہی چھپتی ہے اور کہی ظاہر ہوتی ہے۔ لیکن اس کا جد و ہر وقت موجود ہے۔ اسی
طرح جو شخص بخان شہیدہ کو گوشہ میں بیٹھ کر دل سے سوچتا ہے اور حصولی عین یقین کے لئے بار بار یاد کرتا ہے اسکو من
گیان حاصل ہوتا ہے جو ہمیشہ دل میں قائم رہتا ہے۔ اور کہی کہی جوش زن ہو کر شعلہ آور ہوتی ہے۔ اور گاہے کسی فیوض
اموات کے ہستراق سے فراموش ہو جاتا ہے۔ مگر پھر اسی لفظ میں اپنی چمک اور دمک کالتا ہے۔ اس سے یہ فائدہ حاصل
ہوتا ہے کہ جقدر اہیات و بارہ صداقت کلام الہی دیکھائی میں رفع ہو جاتے ہیں۔

(۳) آتش غریزی۔ اس میں دو قسم کی آگ شامل ہے۔ ایک آتش غریزی جو انسان کے معدہ میں غذا کو ہضم کرتی ہے۔
دوسری آتش غریزی جو شکم سمادریں طغیانی آب کو سوختہ کر کے سمندر کو اپنی حد میں رکھتی ہے۔
پس ان دونوں کا کام باہر کے دخول کو اپنے میں محسوس کرنے کا ہے۔

اسی طرح نہ میاں گیان ہے۔ کہ ادویت گیان برقی میں اسقدر غالب ہو جائے کہ تمام خیالات لذات حواس کو شعلہ خدا
یا آب دیا آتش معرفت میں محسوس کر کے آپ میں قائم رہے۔ یعنی یہ کہ ہر وقت برقی ادویت و ستو یعنی ذات احد میں شامل ہو کر
اسی کے آگاہ رہے۔ اس غرض سے کہ وہ یقین جو بذریعہ سروں و من یاد کیا ہے وہ اب بذریعہ نہ میاں عین یقین ہو کر
ہماری اپنی ہی نظر ہو جائے۔ اس سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ گاہ بگاہ جو شہ بہ اپنے آتما کو بہم روپ یقین کرنے اور آپکو
لہام بندھنوں سے ربت یقین کرنے میں دیکھتا تھا۔ دور ہو جائے۔

روپ کاٹوں میں گھسیٹتی ہے۔ (کامیاب حال زار و کچھ کرنا چلتے بھگوان دشمنوں نے بچا کر کیا کہ نازک پھول کاٹوں میں گھسیٹنے لائق نہیں۔ یہ سوچ کر اور بھگوان و ایاس کا روپ دھارن کو کے ان چیلوں کو اپدیش روپ گو میں لے لیا۔ جس طرح آدمی کی گود میں رکھے ہوئے پھولوں کو ہوا اڑا نہیں سکتی۔ اسی طرح برہمن شتہ چاریہ کے اپدیش میں قیام رکھنے والے چیلوں کو بھید وادی لوگ بچا نہیں سکتے۔ یہ اپدیش ہی گو روپ۔ پھر بھگوان و یاس نے یہ دھار کیا کہ زمانہ استقبال میں بھید وادی اور لوگوں کو شکام کے کانٹوں میں گھسیٹینگے۔ اس واسطے اسی تجویز کرنی چاہیے کہ پھر لوگ خراب خستہ نہ ہوں۔ یہ سوچ کر سوتر روپ جال سے وید کے واکیہ روپ و رختوں کو الگ الگ کر دیا۔

نتیجہ۔ اگر وہ دیوانہ انسان سے ملو ہے۔ عالم خواب میں جس جنگل میں وہ انادی کال سے آوارہ و سرگشتہ ہر وہ یہ دنیا ہے۔ ولفز مقام سورگ و غیرہ آویٹنے لوک ہیں اور تکلیف وہ مقام نرک و غیرہ نیچے لوک۔ اسے چونکہ جنم پر جنم ہوتے رہتے ہیں۔ اس واسطے سخت ٹوکہ میں ہے اور اس سے چھٹنے کے واسطے گورو کے پاس اپدیش لینے کو جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ گورو شناستر وغیرہ سب عالم خواب کے ہی ہیں اور وہی موکش کا باعث ٹھہرتے ہیں۔ پس آتما چننا گیان سر روپ ہے اور بگت اس میں نقشہ خواب کی طرح نمایاں ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ گورو شناستر مفائدہ ہیں۔

طالب۔ اگر وہ دیو کے قصہ سے تو معلوم ہوا کہ یہ خواب کی باتیں ہیں اور سب کچھ خواب ہی جو اپدیش کسٹو کیا جاتا ہے۔ عارف۔ ان بھولے و بھٹکے آدمیوں کو جنکو سب متنبہ نہیں ملتا ہے۔

طالب۔ یہ بھول یعنی اگیان کیسے اور کہاں سے آیا؟

عارف۔ بیان سے سمجھتا ہوں۔

(۱) جیسے آگ سے پیدا شدہ راکھ آگ کو ہی چھپا لیتی ہے۔

(۲) جیسے جل سے پیدا شدہ کافی۔ جل کو ہی چھپا لیتی ہے۔

(۳) جیسے مکان سے پیدا شدہ اندھیرا مکان کو ہی ڈھانپ لیتا ہے

طالب۔ تو کیس طرح ہو سکتا ہے؟

عارف۔ گیان سے دور ہو سکتا ہے۔

طالب۔ گیان کے قسم کا ہے؟

عارف۔ گیان چار قسم کا ہے۔

طالب۔ وہ چار قسم کیا کیا ہیں؟

برہم گیان کو سنکر لوگ اس بہیمانگ جنگل سے باہر آ جاتے ہیں۔

غرض اس طرح اگر وہ دیو نے اس جنگل میں دم کے دم میں عجیب غریب نظارے دیکھے اور یہ معلوم ہوا کہ میں ان بعد سے اس جنگل میں مارا مارا پھرتا ہوں۔ اس جنگل کا ناش کہی ہوتا نہیں۔ کہی باغبان اپنے چاروں منہ سے بیج نکال نکال کر درخت لگاتا۔ اور پانی سے نہیں سینچتا ہے۔ اور کہی ہسی موند سے خوفناک آگ نکال کر جنگل کو جلا ڈالتا ہے۔

جنگل کی پیدائش کے ساتھ میری پیدائش اور ناش کے ساتھ میرا ناش ہوتا ہے۔ تمام جنگل جل چکا ہے تو وہ باغبان اکیلا رہ جاتا ہے اس کے جسم میں بن کے تمام بیج رہتے ہیں۔

یہ پرہتتی یا نموداری جب خواب کی دید سننے سے اگر وہ دیو کو خواب میں ہوئی تو بار بار اپنا جنم اور مرنا دیکھ کر اس نے یہ سوچا کہ جس طرح ہوسکے اس بن سے باہر نکلنا چاہیے اور باہر نکل سکوں تو میرا یہ چندال ہونا کس طرح رفع ہو۔ اور دیو بھاؤ ہمیشہ کے لئے بھاؤ۔ سو بن سے باہر آنے کی اور تو کوئی تدبیر ہے نہیں۔ برہم بدیا کے پیش کرنے والے آچار یہ اپنے چیلوں کو بن سے باہر نکالتے ہیں۔ مجھے بھی ان سے اپدیش لینا چاہیے۔ یہ سوچ کر اگر وہ دیو خواب میں ہی آچاریوں کے پاں گیا۔ اور آچار یہ نے بدی کے مطابق آنے ہوئے چیلے کو سنکر ت میں برہم بدیا کی ایک وصیہ کتاب پڑھائی۔

وصیہ سنکر کتاب کو دھمکے گروئے وصیہ چیلے کو پڑھائی۔

اسکی تشریح اس طرح ہو کہ ہبیدادی ہوانے چلکر اور رختوں کو ہلا کر کانٹے چیلادئے۔ نازک و مصفا چیلوں کے پھولوں کو توڑ کر گرا کر اور چیر بھاڑ کر ان کانٹوں میں گھسیٹا شروع کیا۔ بن میں جاتے ہوئے بنگلان نے اٹھکایہ حال دیکھ کر اور نامناسب سمجھ کر ویاس کا روپ دھارن کیا۔ اور انیس گود میں اٹھالیا۔ سوتوں کا جال بنا کر بن کی تقسیم کر دی جس طرح ہوا بن میں آکر جوڑوں کو ہلا کر ان کے کانٹے چیلار خوب صورت کسل کے پھولوں کو ڈنڈوں سے توڑ کر کانٹوں میں گھمائے

ان پھولوں کا یہ حال دیکھ کر راہ چلتے مسافر۔ کسے دل میں نیساں آ یا کہ یہ نازک پھول اس طرح کانٹوں میں گھسٹنے لایق نہیں۔ انہیں اچھی جگہ رکھنا چاہیے۔ یہ سوچ کر وہ ان پھولوں کو اٹھا لے۔ اور پھر یہ سوچے کہ آگے بھی ہو اسی طرح پھولوں کو توڑ کر کانٹوں میں پریشان کر دینی۔ اسی تجویز کرنی چاہیے جس سے یہ نازک پھول کانٹوں میں خراب نہ ہوں۔ یہ سوچ کر سوتر یعنی سوت کے جال سے خاردار رختوں کو الگ الگ کر دے تاکہ جال میں پھول نہیں آئیں، کانٹوں میں جا کر پریشاں نہ ہوں۔

اسی طرح بھید کے بتانے والے ہوا کے مانند ہیں۔ وید بن ہیں۔ جن میں ارتھ واد یعنی کامیہ کر موں کے محرک چیلوں کے خاردار رخت ہیں۔ ان میں نفاکام کر موں کے کانٹے ہیں۔ پہلے کسل ہیں جو نازک جال کپت سے متبر اور مصفا یعنی رخت و نفرت سے معراجیں ٹنڈی میں یہ لگے ہوئے ہیں وہ سادھی ہے۔ ان پھولوں کو بھید وادی آچاریوں کی ہوا توڑ کر کام اور کام

اس سبب سے صاف طور سے ثابت ہو کہ یہ سندار شل خواب و خیال کا تماشا ہے۔

اعتراف۔ جبکہ آپ خود میرے سامنے موجود ہیں اور آپ پیش کر رہے ہیں تو میں جھوٹا کس طرح تسلیم کر سکتا ہوں۔

جواب۔ جس طرح خواب میں اگر وہ دیو کو وہم پیدا ہوا تھا ایسا طرح تجھے بھی یہ وہم پیدا ہوا ہے۔

طالب۔ اگر وہ دیو کا حال سنائیے کہ خواب میں کیا دیکھا تھا۔

عارف۔ اگر وہ دیو سویا ہوا تھا۔ اُس نے خواب میں دیکھا کہ میں چندال ہوں۔ ہڈی، چربی، خون، گوشت سے میرا منہ بھرا ہوا ہے اور ایک بھاری جنگل میں جو سانپ و شیر و ہاتھی وغیرہ سے بھرا ہوا ہے۔ میں آوارہ و سرگردان پھر رہا ہوں اور پھرتے پھرتے بہت سے مقام دیکھے۔ کہیں قسم قسم کے حبیب جانور کھائے کو سامنے دوڑے چلے آتے ہیں کہیں ٹھون و غلیظ شیار سے بھرے ہوئے حوض ہیں۔ اس میں جیو پڑے ہوئے ہائے کر رہے ہیں۔ کہیں تپتے ہوئے لوہے کے ستون سے آدمی بندھے ہوئے رو رہے ہیں کہیں گرم ریگ میں ننگے پاؤں پھر رہے ہیں۔ اور افسران شاہی گرم و نڈے سے مار رہے ہیں۔ اسی طرح قسم قسم کے حبیب مقامات اگر وہ دیو نے دیکھا۔ اور کہی خود بھی مقصود و ارہو کہ خواب میں طرح طرح کی تکلیفیں اٹھائیں۔ کہیں خوبصورت و نفرا تمام بھی نظر آئے۔ جن میں دیوتا برا جان ہیں جو نہایت لطیف ہیں صرف امرت (آجیات) کے دیکھنے سے سیر رہتے ہیں۔ جو کہ پیاس کی اذیت ستانی نہیں۔ باقی انکے جسم میں غیو سے صاف ہیں۔ نفیس نفیس بانوں، دسوا، یوں، میں بیٹھے۔ جو انکی خواہش کے مطابق چلتی ہیں۔ سیر کرتے پھرتے ہیں۔ کہیں دببہ اور ایشی جیسی نازنین اسپرٹیں نالچ اور گارہی ہیں۔ انکے تمام اعضا عورتوں کے حسن و نزاکت کا کمال ظاہر کرتے ہیں اور جسم میں سے وہ خوشبو آتی ہے کہ کام دیو کو تیز کرتی ہے کہیں انکے ساتھ دیوتا عیش و عشرت میں مصروف ہیں۔ اگر دیو نے کہی خود بھی دیوتا بن کر یہ لطیف بھوک بھوگے اور پھر کیا کہ ان حوضوں میں گرا جو خون اور غلیظ چیزوں سے بھرے ہوئے تھے جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

ایک مقام پر کیا دیکھا کہ افسروں کا حاکم اعلیٰ بیٹھا ہے اور انکا حکم جاننے والے نوکر خدمت کو کمر بستہ کھڑے ہیں۔ بعض لوگوں کو یہ حاکم اور منتر خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ بعض کو نہایت خوفناک اور بے باک۔ یہی جنگل میں پھرنے والوں کو انکے کمروں کے مطابق چل دیتے ہیں۔

اس طرح اگر وہ دیو نے خواب میں مقامات عجیب و غریب دیکھے

ایک جگہ کیا دیکھا کہ بہن بیٹھے وید پڑھ رہے ہیں۔ کہیں لگیہ شالہ میں ہون ہو رہا ہے۔ کہیں خوبصورت نمایاں ہیں اور پین کمانے کو لوگ ان میں نہاتے ہیں۔ کہیں گیانی گورو بیٹھے چیلوں کو برہم گیان کا آپدیش کر رہے ہیں۔ اور اس

ان سے محبت کرتا ہے یا ڈرتا ہے وہ بھی اسی کی مخلوق ہیں۔ آپ ہی بھڑکے اور آپ ہی بھڑکیا۔ آپ ہی پیر رہے اور آپ ہی کا نشا۔ ٹھیک ہی حال عالم بیداری میں ہے۔

طالب جب کو تم عالم بیداری سمجھے بیٹھے ہو۔ ہے واصل یہ بھی خواب۔ گودراڑے چاند (اکیل) کا خواب ہے۔ حقیقت کی رو سے شخصیت (جو) تیری مایا کی شان بڑی ہے۔ سا اچان تیری ہی مایا کی شان کٹی ہے۔

باغ جہاں کے گل ہیں۔ یا غار ہیں تو ہم ہیں	گریا ہیں تو ہم ہیں۔ اغیار ہیں تو ہم ہیں
دریائے معرفت کے دیکھا تو ہم ہیں ساحل	گروار ہیں تو ہم ہیں۔ اور پار ہیں تو ہم ہیں
وابستہ ہو ہمیں سے مگر جبر ہے و گرفتار	مجبور ہیں تو ہم ہیں۔ مختار ہیں تو ہم ہیں
میرا ہی حسن جگ میں۔ ہر چند موزن ہے	لٹ پڑ بھی تیرے تشنہ دیدار ہیں تو ہم ہیں

ایک مقوی بیماری نظر سے گزری ہے۔ اس میں ایک شکاری نیر و کان ہاتھ میں لئے شست باندھے کھڑا ہے۔ سایہ دار درخت کے نیچے ہرے ہرے لمبے گھاس میں بنبر بنبر پھیلے اور زرد رنگ کے نرم نرم جنگلی پھولوں کے درمیان بڑن کی پختی ہوئی آنکھ دیکھ کر اس کا نشا نہ کر رہا ہے۔ ظالم شکاری آن کی آن میں بچارے ہرن کو مارے گا۔ واصل اگر دیکھا جائے تو ایک کاغذ کا ٹکڑا ہے اور بحیثیت اپنی ذات کاغذ کے تو ہی صیاد ہے تو ہی تیر ہے تو ہی ہرن ہوا تو ہی بنبر و گھاس دیو ہل۔

یہی حال خواب دیکھنے والے کا ہے۔ اسی طرح بیداری کا خواب ہے

خدا کی کہتا ہے جسکو عالم۔ سو وہ بھی ہے ایک خیال میرا	بدلتا صورت ہزار ڈوبے ہر ایک دم میں جو حال میرا
کہیں ہوں سو بوج کہیں ہوں نہ کہیں ہوں دیا کہیں تیرے	دور کثرت سے اپنی محکو ہوا ہے ملتا محال میرا
طلبم اسرار پنج منہ کہوں نہ سینے کو اپنے کیونکر	عباس ہوا حال ہر دو عالم ہوا جو ظاہر کمال میرا
جباب خوشید ذات معنی۔ ہوا اظہور منوہ صورت	مٹا جو دنیا سے نام آدم ہوا ہے محکو وصال میرا
شنیدہ ہم بہنم خانہ از زبان صنم	صنم پرست صنم ہم صنم شکن۔ ہمہ دوست

اسکی نوذنی

اعتراف۔ اگر یہ سب سننا سنا ہی رہے۔ تو کب ملائی گیوں دینا ہے؟

جو اس۔ خوب تیں یہ دنیا گمان دکھائی دیتی ہے اور حالت سستی میں خواب و بیداری کی دونوں دنیا گم و گم ہوتی ہیں۔ اور حالت سہمی میں بھی جس وقت کہ انسان ہوش میں ہوتا ہے کوئی جگت و منسا اسکی نگاہ میں نہیں ہوتا ہے

سے اترہتہ و پیرہتہ ہے۔ اور اس میں مراب جیسے دھوکے والے خاص موقعہ بھی ہیں جنکو دیکھ کر تو گھبرا جاتا ہو کہ ہائے
بیں ڈوبا میں ڈوبا اور اسے خطر اب بھاری کے ہاتھ پاؤں مارنے لگتا ہے اور صبر و قرار کی باگ ہاتھ سے چھوڑ دیتا ہے
اور وہم و دوکھڑ پکڑ کے بس ہو چہرہ پر ہوائیاں چلنے لگتی ہیں گویا سچ جگ گرداب بلا میں پھنسا ہے۔ لیکن ۵

بہت شور مچاتے تھے پہلو میں لگا | جو چہ اتوا کہ قطرہ خون نکلا

جس وقت گیان یعنی راز حقیقت کھلتا ہے تب پتہ چلتا ہے کہ کچھ بات ہی نہ تھی۔ پانی تو تھا ہی نہیں کپڑے ناسخ اُتارے۔
خواہ مخواہ رسوائی ہوئی۔ جیسے کہ راجہ دروہن نے راجہ یزدہشتر کے محل دیکھنے میں شرمندگی اٹھائی تھی۔

دنیا کی جتنی چیزیں ہیں ظاہر میں گہرے والی ہیں۔ اور دست قدرت نے انکو تیرے ہی فرحت و خوشنودی کی
خاطر تیار کی ہیں۔ اُلٹا کرنے سے کیا حاصل۔ تیری ہی نادانی تجھے جگر میں ڈالتی ہے ورنہ تجھے نچا کر کھانے والا کوئی نہیں۔
یہ یقین کامل کرنا چاہیے۔ کہ یہ دنیا تیرے پیارے کی بنائی ہوئی ہے نہ کہ دشمن جان کی، یہ تیرے ہی آتما کا ظہور ہے۔
اگر من کو شدہ کرو اور پریم کا برتاؤ رکھو ۵

نقش و نگار و رنگ و بو۔ تازہ تازہ نو بنو
اتوا فی برق بودن۔ ابر نیسانی مباحث

دلبر و رباے من۔ می کت از بر لے من
خنداں رو بودن بہ از گنج و گہر خستیدن است

اعتراف۔ جاگرت کا خواب کیا اسے سمجھائیے

جواب۔ جس طرح کہ رات کو خواب میں مکانات و باغ و صحرا و گھوٹے باستی وغیرہ دیکھتے ہو اور کل جیو ہا سنا کر کرنے
ہو کیا اُس وقت تمکو اس کے جھوٹے ہونے کا یقین ہوتا ہے۔ اور یخزوا حد ہمارے کوئی دوسرا نہیں ہوتا ہے۔ تمام جگت
سرشتی نظر کے سامنے ہوتی ہے پس تم خود ہی دیکھنے والے اور خود ہی شے دیکھی گئی اور خود ہی دکھلانے والی دہی
عالم و علم و معلوم ہو۔ اور صبح کو اسکی اصلیت کچھ بھی نہیں رہتی۔ اسی طرح۔ رات کو خواب میں جاگرت کی کوئی سستی نہیں
رہتی۔ اس طریق سے اسکو جاگرت کا خواب ہی کہا جا سکتا ہے ۵

بر سر خان سلیمان کا سدھ لیدن چر است

چیت دنیا نا باں آلودہ کردن دست خویش

اور سنو! عالم خواب میں انسان آپ ہی آپ جوتا ہے۔ لیکن تماشایہ ہے اور ہر تو اپنی شان جردی سے اپنے تئیں
امیر یا فقیر دیکھتا ہے اور ہر اپنے میں شان نغی سے شہر و دیار و شیر و غیرہ پیکر لیتا ہے۔ جنکو اسوقت کے فرضی اپنے آپ سے
جدا تصور کرتا ہے۔

جاگرت کی نگاہ سے دیکھیں تو خواب میں یہ جسکو اپنا تسلیم کرتا ہے وہ بھی اسی کا خیال جو اور جن کو اپنے سے جدا مان کر

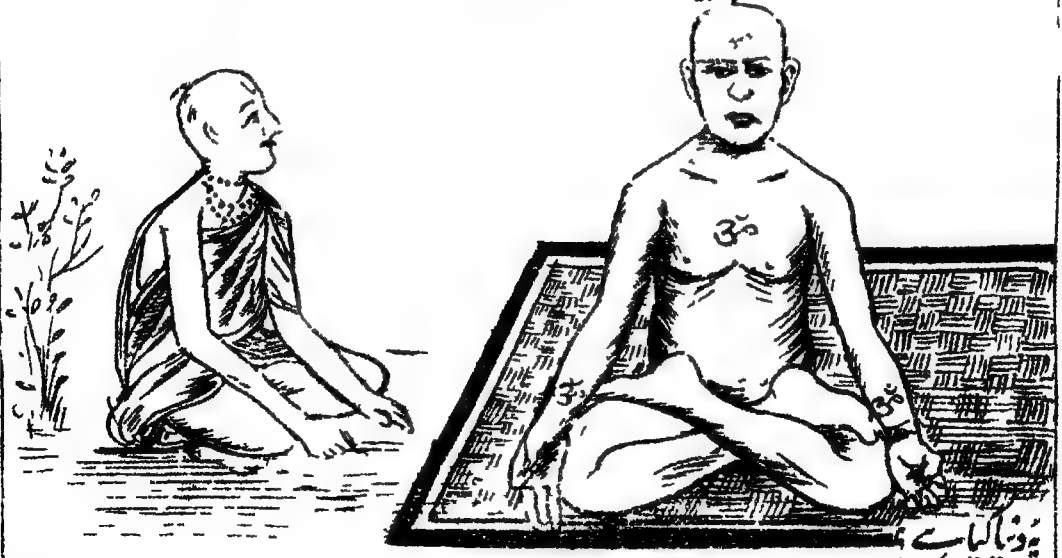
اگر پیدا ہو جاتا ہے لیکن تاہم احتیاط واجب ہے کیونکہ من ایسی متحرک طاقت کہ ایک لحظہ میں عرش بریں پر اور دوسرے لحظہ میں تحت اسرے کی سیر کرتا ہے پس مناسب ہے کہ ہر وقت اپنی برقی کو سروپ آکار یعنی ذات حق میں متحد کر کہو نام روپ یعنی اک صفت پر بالکل نگاہ نہ کرو۔ تمام ہشیا کو اتنی بہانتی۔ پر سے یعنی ہستی و علم و سرور دیکھو۔ دل میں ہمیشہ خواہش قطع تعلق کی رکھا کرو کیونکہ جو آرزو دل میں بچتے ہوتی ہے اس کا اثر ضرور ایک روز ملتا ہے۔ رشتہ داروں کی مرضی کے پابند نہ رہو۔ اور تعلق کا بچہ ابھی اس اور ویراگ سے توڑو۔ دنیا میں کسی کا قیام نہیں پس جو وقت آزادی کی سیر میں گزرے وہ غنیمت ہے۔ صحبت عارفان میں اپنے وقت کو خوش رکھو۔

ناسخ ہو جیو تو گس خوان غنیا	یا د آیا یہ مجھے لب نان جو میں سے
عیش دنیا را بقائے نیت دیدی غنچہ را	دیگر یک تبسم کرد عمرے در پریشانی گذشت
جاں بجاناں وہ دگر نہ از تو بستاند اہل	دیگر خود تو منصف باش اول این نکو یا آن نکو

لے پیارے طالب حیات کا دریا ہر وقت موجزن ہے اور وہ صدق طلب سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ اس سے تشنہ کام رہنا اور مرد زور و فروغ و شہرت مٹا دینا کی میں بے نصیبی ظاہر کرتا ہے اور آخر وقت کف افسوس ملو اتا ہے۔

کہ ایں وقت است و ایر کا رست و ایں گو
زبیدیں ہر کہ بروہ آدم است او

بحث پر و مرید در باب خود شناسی



جواب۔ جاگرت کا خواب۔ لایا کار چاموہ کان۔ نیالات کار چاموہ انبگامہ۔ ریزی خوشہ بدی کی خاطر جان کو آگول

برہم بدیا کا پہل کیا ہے؟ { برہم کے جاننے والے نے ہی اپنے آپ کو جاننا ہے کہ میں برہم ہوں۔ اور سب کچھ
ہو جاتا ہے۔ اس طرح دیوتاؤں میں سے جس جس کو گیان ہوا کہ میں برہم ہوں

وہ برہم ہو گیا۔ اس طرح رشیوں میں سے جس جس کو گیان ہوا کہ میں برہم ہوں۔ وہ برہم ہو گیا۔ اس طرح رشیوں میں سے آدمیوں
میں سے اسی کو دیکھتے ہوئے رشی و ام دیو نے یہ کہا تھا کہ منو ہو ا تھا۔ میں ہی سورج ہوا تھا۔

اب بھی جیہ جان لے کے میں برہم ہوں وہ سب کچھ ہو جاتا ہے۔ دیوتا اس کا کچھ لگاؤ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے
کیونکہ وہ تو دکھا ا تھا ہو جاتا ہے۔ اس کے پکس جو آدمی دیوتا کی اُپاسنا یہ مانکر کرتا ہے کہ وہ آو رہے اور میں اور وہ کچھ نہیں
جانتا محض دیوتاؤں کی بار برداری کا جانور ہے جس طرح بہت سے موشی آدمی کے لئے بھوکہ ہم پہنچاتے ہیں اس طرح
ایک ایک آدمی دیوتاؤں کے لئے بھوکہ ہم پہنچاتے ہیں۔ اگر آدمی کا ایک جانور ہی کہو جو اے تو اسے سچ گدڑنا ہے
بہت سے جانور کھو جانے کا تو کیا ذکر ہے۔ اس طرح دیوتا یہ بات پسند نہیں کرتے کہ آدمی گیانی بنیں۔

منڈک اپنشد متیرا منڈک۔ کھنڈ ۲ مترا

وہ گیانی اس پر برہم کو جانتا ہے۔ وہ کائنات کا جائے قیام ہے اور خوشاں جو کہ محسوس ہوتا ہے۔ جو بے خواہش
انخاص اس کی خدمت کرتے ہیں وہ اس پیچ سے باہر آ جاتے ہیں۔

خالک در چشہ کہ اونش نافت من خویش را فردہ آں دل کو بلا گرداں نشد در پوشش را
ابھیاس یعنی مشق کو بکس عمر میں کرنا چاہیئے؟ { ان لوگوں کی سعادت مندی قابل تعریف ہے جو
اپنے وقت کی ترقی میں ہرگز غفلت نہیں

کرتے اور لذات دنیا میں گرفتار نہیں ہوتے بلکہ انکو ہر کے برابر سمجھ کر من کو قابو میں رکھتے ہیں اور ابھیاس کرنے میں ایک دن
بھی تغافل نہیں کرتے۔ کیونکہ ایک دن کی نافرمانی سے بہت کمی ہو جاتی ہے۔

وقت خود ضائع مکن، برہا قنہ پانسن گذار حرص و رایام پیری از غلاف آید برون
مصرع، چوں بکار حق رسی امروز را فردا کنی؟ گوشہ میں یکجا بیٹھ کر اور تمام اطراف سے خیال کو روک کر تاہیں مگن ہو جائیں
یہ جہان گرم دھوپ کی مانند ہے اور آتما شانت سرور یعنی چشمہ آرام و سروری جو۔ نیچہ جو کہ ابھی تم نوحہ ہو ملکہ اس عمر کو
غیبت سمجھ کر خوب طور پر اپنے نفس اما کو مغلوب رکھو (مصرع) بغفلت صرف کر دی نقد ایام جوانی را؟

یہ نوہر بار جوانی اطاعت حق کن کہ چوب خشک چو گرد وید جسم نمی گردد
ہمیشہ شادمان و آند روپ رہو۔ جوان نہ ہوا ہے۔ نہ ہے۔ نہ ہو گا۔ یہ یقین و اُثق سمجھو اگرچہ انسان کو دوا ماست سنگست

بھاگ تیاگ کھنا کے کسطح جیو ایشور کی اختیار ہوتی ہے { (جواب) سام ویب کے چاندنگ
یعنی ایشور جیو جیو مت یعنی ایشور تو م یعنی جیو۔ اسی معنی ہے۔ اب اس واک سے یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ ایشور تو سرو ش
کا کرتا فاسل ہے۔ (انرا مانی دل کا جاننے والا) نت کمت (مقام سنگار) سروگ دانندہ کل جیو۔ پیدا شدہ۔ پرچین (مندی
مانا۔ بندہ گرفتار، الہک دانندہ جن ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایشور میں جو سروگنا وغیرہ ہیں سو ایام کے تعلق سے ہیں
د ایشور نام لایا دست چٹین، یعنی چپتن مرصوف۔ لایا۔

یہ جو میں الگیتا وغیرہ دہرم میں سواویا کے تعلق سے ہیں (جیونام اور یا دوست چیتن کے ہیں) یعنی چیتن موصوف باو دیا۔
اگرچہ وہی جگال یعنی مخالف حصص دونوں کے درمیان سے دور کئے جاویں۔ تو باقی سامان جگال یعنی یکساں حصہ
دونوں کا ایک رہتا ہے۔ مراد یہ کہ ایشور میں جو سر و گتا جوایا کے تعلق سے اس میں فرض کی گئی ہے اس کے ذاتی دہرم
نہیں اس کا ذاتی سر و پ صرف چیتن ہے۔ اور جو میں جالگیتا سواوے یا کے تعلق سے اس میں مفروض ہیں۔ جیو کا بھی
ذاتی سر و پ چیتن ہے پس ایشور سے سر و گتا اور جیو سے الگیتا اور کی تو باقی چیتن دونوں میں یکساں ہے۔
مثال۔ دیوت کو کانشی میں گنجی میں سوا ریٹھاٹ پاٹ سے دیکھا تھا۔
پھر دیوت کو دہلی میں گداگری کی کرتے سر و بارہنہ دیکھا۔

ان دونوں صورتوں میں سے سواری گنجی، ہتھکٹ باٹ و سر و پار مہنہ کو نکال دیا تو دیوت جواں کاتوں بنا ہوا ہے۔

سُرن - نرگن برہم کا ایک نام و اونکا
مین مانتر اسے سُن میں وہ نرگن جان
سوہم پا کا و پنج ہے جیوانش کا روپ
جیوا ایس کی ایٹیا یا ہی پ میں ہوشے
نرگن کا گیان ہے - جڑھ چنتین کا گیان
کیول سُر ہی سُر بھو - جن سے رہو دور
بنام تری پو کیسے ہووے گیان
رٹن - تری نام کو دھیا برہم سنا -

کام اور کردہ مدلوں سے رہتا ہوں پرے جیت ہی جیت ہی یاں بار کا کچھ ذکر نہیں نغمہ دنیا کے جو لگتے ہیں ستائے مجھ کو واوئی عشق میں جب شوق قدس ہوا قلزم دل میں جو کھینچی لگی ارسلے موج بخودی میں نہ کچھ بھی خیال قاصد روشنی نیر غلم ہے بڑھ کر میری نظیر لطف مکت آنند کے حال پر کر یارب جب دوئی دور ہوئی دل سے ہمارا کوئی	بدی من جیت اہنکار سے نو پر ہوں میں ساتھ ایشوری میرے جیت سکند ہوں میں کہتا خالق ہے نگہراترے سر پر ہوں میں بولادل مجھے نگہراتر اہسہ ہوں میں بحر وحدت کائناتے کثرت میں شنوار ہوں میں نامہ برکی جگہ نامہ کا پیسہ ہوں میں چرخ اختر کا چکنا ہونستہ ہوں میں حد کرتا ہوں تیری عیرا ثنا گر ہوں میں سب عزیز اپنے ہیں اور سب کا برادر ہوں میں
---	--

شد چہتین میں جیو ایشور کی تفریق کیونکر ہوئی {

سما را تم سمبند ہو یعنی تعلق یک جہتی لینے بلا مخالفت و موافقت اور وہ پرکرت مایا اور اودیکے باعث و حصول میں مشتمل ہوئی رسدہ (یعنی صفت خالص) ستوگن مایا ہو۔ اور ملن (صفت ناقص) ستوگن اودیا ہے رسدہ ستوگن مایا میں جو بریم کا پرت نب و دھس، اور ادھشتان (اصل) بریم اور مایا تینوں ملکر ایشور کہلاتے ہیں۔

چونکہ ایشور کے اپادہ یعنی قلت مایا ویا یک (محیط) ہو ایک ہی اور شدہ (خالص) ہو اسلئے ایشور ہی ویا یک ہی۔ ایک ہے سروگ (ہمہ وان) ہے نکت مکت (دام رست نگار) انتر یامی (دل کا جاننے والا ہے۔ اور ملن ستوگن اودیا میں جو چہتین کا پرت نب اور ادھشتان کوٹھ یعنی (وہ ذات جو حواس باطنی کی شاہ اور مثل آہرن آہنگر کے قائم بالذات ہی) اور اودیا یہ تینوں ملکر جیو کہلاتے ہیں۔

چونکہ جیو کی اپادہ (محدود) اور ناما (کثیر) ہے اور ملن (خالص) ہو اسلئے جیو ہی پرچہن ہے ناما ہے۔ الپک (خرو دان) بندہ (یعنی گرفتار) ہے دین (داخلہ) سوان دونوں اپادہ سے ایک چہتین جیو اور ایشور کے نام سے موسوم ہو کر دو ہو رہے۔ اگر ان دونوں اپادہ کو جو کلیت (فرضی) ہیں دور کیا جاوے تو باقی ایک اودنی (واحد چہتین) (ذات) رسدہ (ثابت) ہے پ۔ جیو ایشور کی ایجا کس طرح ہے۔

بھاگ تیاگ (یعنی) سے ہوتی ہے۔
بھاگ تیاگ (یعنی) کسکو کہتے ہیں۔

جس کا جلنا گلنا گلنا خشک ہونا ہے محال یہ ہے ساکن خود بخود قائم محیط و لازوال
 جتنی تبدیلیاں ہیں یعنی پیدا ہونا۔ بڑھنا۔ جوان ہونا۔ بڑھا ہونا۔ مرنا۔ سب جسم میں ہیں آتما میں نہیں ہیں۔ آتما ان
 تبدیلیوں کا ناظر ہے۔ خود تبدیل نہیں ہوتا۔ تمام تبدیلی مادی جسم میں ہے۔ جو ناظر آتما کا منظور ہے۔
 بھگوان سری کرشن نے گیتا میں فرمایا ہے

موت پیدائش سے فصل مانند ہے جو اسے	غیر کو آذر و یگا وہ بشر کس واسطے
آدمی جیسے پلے کپڑے دیتا ہے اہلکار	اور پتلا ہے نیا پاکیزہ جامہ بار بار
جان بھی اپنے پرانے قابلوں کو چھوڑ کر	موتی ہے روشنی دیگر نئے اجسام پر
آگ سے جلتی نہیں تلوار سے کشتی نہیں	سیل سے گلتی نہیں طوفان سے گھٹتی نہیں
اس کا جلنا۔ گلنا۔ گلنا۔ خشک ہونا ہو محال	یہ جو ساکن خود بخود قائم محیط و لازوال
قوت بنیش سے پنہاں قصہ دانش سے بلند	معصیت سے پاک پھر تو کس لئے جو فکر مند
گر تو اس کی موت پیدائش مفصل مان لے	پھر بھی ادا رہن تجھے بیدار نہ ہونا چاہئے
فاتحہ سنگ عزم ہے اور عدم سے بود ہے	آدمی کو بھاگنا تقدیر سے بے سہ ہے
ہے عدم ہر ایک شے کی ابتدا اور انتہا	وسط میں کل شعبہ وجود رکھ کر جو رہا۔
کوئی توحید ان ہے اس کا کرشمہ دیکھ کر	تذکرہ کرتا ہے ہستیاہ سے کوئی بشر
سوچنے لگتا ہے کوئی سن کے ایک کیفیت	پر کسی کو بھی نہیں معلوم اس کی کیفیت
پاک و برتر ہے فنا سے جان کل اجسام کی	اس لئے بیکارست اوروں کا فکر زندگی

ابن جوی کا کہیں "کا اصلی سروپ جسم میں آگیا ہوگا۔ اگر سچے ہو تو جسم خاکی پر ان ۱۲ اصول اندریوں میں۔ بدھی۔ ورکار۔ ان
 گیان میں سے وہم خودی دور کرو اور اپنے آپ کو شدہ گیان سروپ ان سامہاشوں کا ناظر پاکشتی جانو۔ چھ قیقت
 میں یہ تماشے ہی ہو جائینگے اور ق نہ کرنے پائیں گے۔ اپنے آپ کو می ودا لگیا۔ الپ شستی۔ پانی۔ مان کر کمزوری کے
 خیالات دل میں نہ بٹھاؤ۔ بلکہ نظر فائر ہمیشہ یہ رکھو کہ ہم شدہ گیان سروپ پاکشتی ہیں۔ مثنوی یہی سروپ۔ ہم کائناتی جو
 پس تم ویاکپ برہم ہو۔ محو وجود جو نہیں ہو۔

بکہ آئندہ کار پر کاش کا پیکر میں	ہوں اکھنڈ آتما یک نور منور ہوں میں
میں نہیں جسم کہ تلوار مجھے کاٹ سکے	زور سے پانی وہ آگ سے باہر ہوں میں

اسی طرح بدہی کو جس میں یہ من کے گہوارات اٹھ اٹھ کر قاب ہو جاتے ہیں اور سمندر کی لہروں کی طرح پھر مٹتے ہیں "میں" نہیں ہے کیونکہ بدہی ایک شے معلوم ہے اور "میں" معلوم کرنے والا ہے۔ سہشتی یعنی خواب گراں کی حالت میں بدہی لے کر ہو جاتی ہے۔ مگر "میں" قائم رہتا ہے کیونکہ خواب سے اٹھ کر کہتا ہے کہ میں ایسا سو گیا کہ کچھ خبر نہ رہی اور سادہی کی حالت میں بدہی لے کر ہو جاتی ہے اور "میں" قائم رہتا ہے کیونکہ سادہی سے اٹھ کر کہتا ہے کہ میں کیسے آئندہ میں تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ "میں" بدہی سے علیحدہ ہے۔ شونہ وادی سہشتی کی تصور کو دیکھ کر جو یہ کہتے ہیں کہ کچھ نہ تھا۔ نہ ہے۔ اور نہ ہو گا۔ اکیان ہی سے ہر ایک چیز انتہی ہے اور اکیان ہی میں پھر لے کر ہو جاتی ہے اور "میں" کا واسطہ بھی اس طرح کا ہے وہ بھی دھوکھا کھا رہا ہے حقیقت میں اس کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کیونکہ ایسی حالت کا سوچنا جس میں یہ "میں" نہ ہے۔ احاطہ امکان سے باہر ہے۔ ہم دنیا کی ہر ایک چیز کو سوچ سکتے ہیں کہ وہ نہ رہی اور نیست ہو گئی۔ لیکن اپنے آپ کو یہ سوچنا کہ "میں" نہیں رہا محال ہے۔ اگرچہ کچھ نہ رہا تو اس "کچھ نہ رہا" کا بھی اکیان کسی کو ہونا چاہیے جو ان الفاظ اور خیالات سے ظاہر ہے کہ بدہی "میں" پر دلالت کرتا ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے تو پھر یہ معنی "کیا چیز ہے وہی جو سب بدلنے والی چیزوں کو دیکھتا ہے اور خود نہیں بدلتا۔ یعنی جسم بدلتا ہے۔ پران بدلتے ہیں سکون اندریاں بدلتی ہیں اندریاں بدلتی ہیں من بدلتا ہے۔ بدہی بدلتی ہے۔ ان سب کی علت اولیٰ ہے وہ بدلتی ہے مگر جس "پ" میں "کا" اطلاق ہو وہ نہیں بدلتا۔ بہت دور لیے کا ایسا ہی رہتا ہے اور سب تبدیلیوں کے تماشے دیکھتا ہے مگر جو تبدیل نہیں ہوتا یہ "میں" کا سب سے اونچا اطلاق ہے اسی کو آتما یا جیو کہتے ہیں۔

اس آتما کا سروپ یعنی مابیت ذاتی کیا ہے یہی جاننا اکیان۔ علم یا کائناتس نش اور کچھ نہیں ہے۔ اوپر سے بہاتے چلے آتے ہیں کہ ہر ایک چیز میں خواہ وہ لطیف ہو یا کثیف برابر تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ لیکن جو ان تبدیلیوں کا جاننے والا ہے وہ تبدیل نہیں ہے۔ دیکھنے والا مناظر کی تبدیلیوں کے ساتھ کبھی نہیں بدلتا۔

عالم اور معلوم کا فرق اچھی طرح ذہن میں سمجھ لینا چاہیے۔ تمام حرکت اور تغیر و تبدل معلومات میں ہے۔ عالم کی ذات علم محض ہے۔ اس وجہ سے اس میں کسی طرح کی تبدیلی ممکن نہیں وہ سدا ایک ہی ہے اور اسکی وجہ یہ کہ محض شاہد یا شاکشی ہے یہی شدہ گیان جو جس میں شے کا ذرا بھی تعلق نہیں ہے آتما کہلاتا ہے اور یہی جیو کا اصلی سروپ ہے اور یہی واقعی "میں" ہے۔ چونکہ شدہ گیان ہے اس واسطے ایک رس جو اس میں کسی قسم کی تبدیلی کا امکان نہیں ہے۔ پیدایش و موت دو تبدیلیوں کا نام ہے۔ آتما میں چونکہ تبدیلی نہیں ہو سکتی اس واسطے وہ نہ پیدا ہوتا ہے نہ مرنے والا ہے۔ ازلی وابدی ہے اور اسے بقاے سردی حاصل ہے نہ گھٹنا ہے۔ نہ گھٹنا ہے۔ نہ سوکتا ہے۔ گیتا میں سری بھگوان نے فرمایا ہے اوہیا ہے۔ ۲۔ ۲۴۔

کہ یہ سوال کس قدر دقیق و مشکل ہے کہ اس کے حل کرنے میں ہر ایک مذہب ملت و شاستر و فلسفہ کو نشان رہے ہیں۔ پھر بھی اختلاف کے سوا کوئی منزل مقصود پر نہیں پہنچا۔ اگر سوال آسان ہوتا تو اختلاف رائے مذاہب ہونا ناممکن تھا مثلاً کسی مکان میں صندوق و الماری رکھی ہوں اور سب کو صاف صاف نظر آئیں تو کون انہیں صندوق و الماری نہیں کہیں گے اور ایسی اختلاف ممکن نہیں ہو گا۔ یہی حیوانیت کے بارے میں اختلاف کا ٹھکانا نہیں ہے۔

۳۔ اتنا کا اطلاق کس چیز پر ہو سکتا ہے۔ اگر طبع انسانی رموز پر نگاہ ڈالی جائے تو ایک عجیب بات ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ اپنی شخصیت کا علم یا گیان ہے۔ جس وقت سے آدمی پیدا ہوتا ہے مرتے دم تک میں کا خیال چھپا نہیں چھوڑتا۔ یعنی لڑکپن۔ جوانی۔ بڑاپا وغیرہ وغیرہ خواہ کوئی حالت ہو جب دیکھو وہ ”میں“ بنا ہوا ہے۔ پس اس میں ”کاشی اصل سرور“ آتا یا خدایہ۔

اگر معترض جسم کو آتا ”میں“ بنانا ہے تو ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ شیرخواری میں چھوٹا سا جسم ہوتا ہے اور بچہ اپنے گوت میں گھوم کر پکارتا ہے۔ اور جب انسان جوان ہوتا ہے تب بھی وہی ”میں“ کا لفظ زبان سے بولتا ہے۔ اسی طرح اگر موٹا ہو تو اور موٹا پتلا ہو جائے تو وہی ”میں“ زبان زد ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر جسم کے دو ٹکڑے ہی ہو جائیں تو وہی ”میں“ زبان سے کہا جاتا ہے۔ کوئی نصف ”میں“ کا اطلاق نہیں کرتا۔ اگر جسم سے تعلق اس ”میں“ کا ہوتا تو ”میں“ میں تبدیلی جسم کے ساتھ ہوتی رہتی۔ مگر ”میں“ بغیر تبدیل ہو۔ اس میں تبدیلی نہیں۔ اسی طرح اگر پران کو آتا کہا جائے تو بھی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ پران میں تبدیلی ہے۔ یعنی آدمی اپنے کو کمزور طاقتور مختلف طور سے کہتا ہے۔ مگر ”میں“ جو کل توں ہر دو حالتوں میں رہتا ہے اس واسطے پران بھی ”میں“ نہیں ہو سکتا۔

اگر معترض نے گیان اندری و کرم اندریوں کو ”میں“ بتلایا تو اس کا جواب یہ ہے۔ اندھا۔ وہرا۔ لولا۔ لنگڑا اپنے اندھا۔ وہرا۔ لولا۔ لنگڑا بتلائے گا۔ مگر ”میں“ تو بدستور زبان سے کہے گا۔ یعنی تبدیل اندریوں کو کہتے ہیں ”میں“ میں کوئی تبدیلی نہیں۔ ”میں“ بدستور ویسے کا ویسا ہی ہے۔

اگر معترض من کو ”میں“ بتلائے تو اسی طرح من میں خیالات کے سلسلے اٹھتے رہتے ہیں کہ یہی من کلپ کلپ ہے کہ یہی حافظہ تجیل ہے کہ یہی اور اک و تعقل ہے۔ یہ سب بدلنے والی چیزیں ہیں۔ پس جب آدمی یہ کہتا ہے کہ ”میں“ تعقل یا ان سمجھ ہوں حقیقت میں اس سے یہ مراد نہیں ہو ا کرتی۔ اور اک۔ تصور۔ تجیل۔ حافظہ۔ مقابلہ۔ تعقل۔ سب تبدیلی پذیر ہیں آتے ہیں اور جاتے ہیں۔ مگر ”میں“ استوار ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ کیفیات نفس بدلتے ہیں یہ نہیں بدلتا۔ اس واسطے من یا نفس کچھ اور چیز ہے ”میں“ کچھ اور چیز ہے۔

آندم کہ فرعون لعین در آب و یا غرق شد
 آنجا کہ حدیث از چار و پنج مفت و مثبت
 لے آفتاب لے آفتاب گرمی مکن گرمی مکن
 شاہ حقیقت بودہ ام۔ دریا سے حکمت بودہ ام
 مراد دل بغیر از دوست چیز سے درمی گنجد دیگر
 دروان تمبر دلاں درم کے شلبے کہ گرگاہے

در خوف موسیٰ من بدم من عاشق دیرینہ ام
 برشت مینش من بدم من عاشق دیرینہ ام
 خود کینے مان عاشق کین من عاشق دیرینہ ام
 مولا کہ باشد پیش من من عاشق دیرینہ ام
 بدخلوت خانہ سلطان کے دیگر غنی گنجد
 ز دل چروں زند خیمہ بجب و بر غنی گنجد

ہر شخص جانتا ہے کہ قطرہ کیلے اور دریا اور قطرہ میں کیا فرق ہے۔ کیونکہ جب تک قطرہ دریا سے علیحدہ ہے قطرہ کہلاتا ہے اور جس وقت قطرہ دریا میں مل گیا تو قطرہ محو دریا ہو کر دریا ہی ہو گیا۔ جب تک علیحدگی جو اسم و صفت جدا ہو کر دوسرا نام پایا اس امر کو ہم گمانی بخوبی سمجھتا ہے۔

بدریا قطرہ چوں واصل شود دریا ست در معنی
 جاب و موج ہم آب اند۔ اشکاف این معنی
 جب تک انسان اپنی ہستی کو مثل جاب دریا سے وحدت سے جدا مانتا ہے ہم وجا کے تلاطم میں غوطہ کھاتا رہتا ہے اور اس عقدہ کو کھول نہیں سکتا۔
 جب بشر دریا سے وحدت میں شناوری کرتا ہے اور اس دریا کی روانگی سے موج و جاب کو طور پلپٹے دیکھتا ہے تب وہ اپنی ہستی کے بلبلے کو اس سے جدا نہیں پاتا ہے اور خودیت سے کلیت میں سماتا ہے۔ جب وہ دریا کی بہت پر نظر ڈالتا ہے اور بلبلے اور موج کی اصلیت دریافت کرتا ہے تب اشعار ذیل اس کے حال پر معلق آتے ہیں۔

آہستہ کہو ریاشدہ موج برنگینخت	گہ گشت جابے	گہ پنج شدہ در عالم کمر و آمد	در این و در آن شد
ہر چند بگویم رو بے ہودہ بجوم	رازدیت ہفتہ	ہر کس کہ نغمہ سبکسار برآمد	خود جلد جہاں شد

کل عارفوں نے اسی راز کو مختلف کلمات میں کھولا ہے اور چلہاوا کی یعنی چاروں ویروں کے اسم غنیم کا اسپر شاہ ہو نبی کے سامنے سام وید کا اسم غنیم موسیٰ جوت قوم اور اسی تین لفظوں سے بنا ہے اس پر دلالت کرتا ہے۔ لفظنت کا اشیا و علم بطون پر ہے جو اذات لافانی اور باقی ہے اور جسے کیف مادہ کی صورت اختیار کی ہے۔

میں کون ہوں اور کیا ہوں؟ { جواب } یہ سوال ظاہر میں آسان معلوم ہوتا ہے ورنہ بڑا مشکل اور معنی غیر ہے۔ کیونکہ کون نہیں جانتا کہ میں کون ہوں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ فلاں شخص ہوں اور فلاں کا بیٹا ہوں۔ فلاں خاندان سے ہوں۔ لیکن غور کرنے سے معلوم ہوگا

نتوگیان کے متعلق نظم

بندہ بیان میں جسے دیوانی میں محو کرم جسے شے کو کرتا ہے کرمی جسے گیارہ اور دکان دھونڈتے ہیں یہ آغاز جس کا نہ انجام جس کا جسے سن کے انسان کہتا نہیں ہے ترانہ و سکاں میں مہولہ نمایاں اکسی شے کی سستی نہیں جس سے بار جسے مکت موجود مانا ہے سب بلا	ہوئے گیان پر جسے گیانی نہیں دہم جسے پانیکو کرتا ہے دہمی جسے تپ کا اور گیان کا دھندلے ہیں جہان دیکھتے جلوہ عام جس کا جسے دیکھ کر حوش رہتا نہیں ہے علی میں ہوا بن کے ملت جو نہا ہر اک نور جس سے ہے منور جسے اپنا مقصود مانا ہے سب	پڑا جھکا جھکی جتی نے ہوا سنوں مہم جانا جو خطا جس کی مرئی ہے وہاں زاد ہیاں دھونڈتے ہیں ہر اک شکل جس کی ہر اک نام جس کا جسے پاک کے دکھ کوئی سہتا نہیں ہے غرض جس ممکن چہ ننگ ہکان جو بے مثل آند کا ہے سمندر جسے غیر مرئی و دانا ہے سب	وہی آتما سچہ اند میں ہوں وہی آتما سچہ اند میں ہوں وہی آتما سچہ اند میں ہوں وہی آتما سچہ اند میں ہوں وہی آتما سچہ اند میں ہوں وہی آتما سچہ اند میں ہوں وہی آتما سچہ اند میں ہوں وہی آتما سچہ اند میں ہوں
ایں تائن ہوں کہ نہیں مجھ میں ہدم انہی جسم خلک سے کیا واسطہ ہے اپر ان کو کرم اور گیان اندیاں بھی ان کا رن غریب آہ لے بار میں ہوں انہیں تینوں جام یہ کچھ بھی ماسا یہ بیداری و خواب اور خواب غفلت میں ہوں مگر اور مجھ میں بھی ہیں غفلت	سد اکنت ہوں بندہ کا کچھ نہیں غم کیں خود ہوں میں اور سکاں پر چکا اور اشد کرن کو شرم بہت سب ہی نہ غافل کچھ محو پذیر میں ہوں دکھاتے مجھے تلخ ہیں بے تماشا یہ عالم گو نہ اور اس میں یہ کثرت میں ہوں ہر اور مجھ سے روشن ہیں	میں پورن ہوں مجھ میں نہیں میں اک سکاں جو غریب کیس کب ہو ہے انہیں جو یہ ہم یہ بھی ہیں فانی میں مجھ میں غفلت کہ شیا میں ہوں تماشائی میں خود ہوں یہ ہیں تماشا تاشے ہیں اور کاناظر میں حضرت ابا عجیب دیکھتا ہوں تاشے	شودہم شودہم
گفتش خواہم کہ ہم مہم تر اسے ناز میں گفتش ہا تو نشستن آرزو دارم بے گفتش کاں نقش گوئی بر مثال نقش تو گفتش گوئی کہ آدم جمع کل عالم است گفتش ہم من تو ام جلد تو خندہ و گفت آدم نہ بود و من بودم جو نہ بود و من بودم بانوح و کشتی بودم یا یوسف انار قہر چاہ	دیگر دیگر	گفت گر خواہی مرا بسنی برو خود را بہیں گفت گریا شد ترا این آرزو باخویشیں گفت ظاہر شد بہ نقش خویش متن نقش آفریں گفت جمع عالم است و جمع رب العالمیں بر تو بردیدار میت یا دوا ہزاراں آفریں عالم نہ بود و من بودم من عاشق دیرینہ ام اندوم صینی بدم من عاشق دیرینہ ام	

(۷) شرفی اس بارہ میں گویا ہے۔ برہم ست گیان روپ اور ہیرو ہے۔

(۸) آتما اکاس کی طرح سب جگہ ہے اور ہمیشہ ہے

(۹) جو اسکو جانتے ہیں انکے دل میں قیام ہے۔

(۱۰) برہم دور سے دور اور نزدیک سے نزدیک ہے۔

وہی راجن بزرگروم کے دیدم دو عالم را نظم یکے بیم یکے خواہم۔ یکے خواہم یکے داہم
ظاہر و باطن نہان و آشکارا و مجر شمع یک شمع است قندیش ہزار

چشم بینا ہر کہ دار و درجہاں	از پس ہر ذرہ حق بنید عیاں	ہر کہ اور صورت ہر خیز و شمر	ہو ست بیند او بود صاحب خبر
شد چہاں آئینہ رخسار دوست	ہر دو عالم در حقیقت عکس است	محو کن از بروج ہستی لغزش غیر	تا بہ بینی ہست کعبہ عین زیر

لفظ قوم سے عالم ظاہری مراد ہے جو کہ کثیف مادے کی شکل برکت ہے اور تغیر پذیر اور فانی ہے۔ میرا لفظ اسی ذات پاک کا نشان بتلاتا ہے جو کہ باقی اور جانی سے برتر ہے اور جبکی کمال قدر کے ان دونوں کو نمود دیتا ہے۔

قوم پر یعنی عالم ظہور کا علم عقل و حواس کے ذریعہ سے انسان کو حاصل ہوتا ہے اور واقعات پہنی نہیں ہوتا اس کے باعث انسان اپنی جان کو جسم میں محدود سمجھتا ہے اور افعال جسمانی کا پابند ہوتا ہے۔ تہ پر یعنی عالم بطون کا علم اشراقی کیمات میں پیدا ہوتا ہے اور واقعی صورت کو دکھاتا ہے جس بشر کی رسائی معرفت کی اس منزل تک ہو جاتی ہے وہ دیکھتا ہے کہ جس جان کو وہ جیو یعنی اپنی جان جانتا تھا۔ وہ اصل میں کل عالم کی جان یعنی الیہ ہے۔

اس پر یعنی مقام محویت جزویت اور کلیت کے علم سے بلند تر اور برتر ہے اور اس کا نام وصال ذات ہے۔

گیان محل کے دو دروازے سرگن۔ زرگن باری ہے	گی گھاتا ہیں دو دروازے آتم و ست نہاری ہے
بہی اس در کبی اس در باری چہو نکا جہانک	چہ آکاس بیٹھے نہیں لگے۔ نہیں پل آنجک
دوڑے نیچے۔ دوڑے اوپر بھ نہیں ٹھیراے	ناتابہ کے جن کرت ہے سو بھ آپ نہ کائے
ایسا ٹھور ٹھکانا بیڑے پادست ناہیں اندھ	ٹک کر پا کر آپ بھارو سے سکل در گندہ
گی دیہی گھاتا اٹنگ گیان لکھو بچ پران	سونہ پر کاشے جیو ہے انہا سی زبان

جب طالب محویت کی منزل پر پہنچتا ہے تب اسکو کسی طرح کے عمل اور مشغل سے تعلق نہیں رہتا اور وہ ناقیام جسم سرور ابدی میں متفرق رہتا ہے۔

دنیاوی افکار برہم سدا رہیں کہی برہم تک پہنچنے نہیں دیتے۔ جس طرح ہوا کا کوئی اصل رنگ نہیں۔ خاک و دھواں سے ملکر کالی اور زرد ہو کر آسمان پر محیط ہو جاتی ہے۔ اسی طرح روح غداہ و ثواب سے لباس ہو کر انواع انواع کے اجسام میں گھومتی پھرتی ہے۔ جیو آتما گیان کی روشنی سے منور ہو کر دل کی تاریکی زائل کر دیتا ہے۔ جب برہم کا جلوہ پیش نظر ہو جاتا ہے۔ اسی برہم کو رشی منی اپنی زبان میں اُپاسنا کہتے ہیں۔ برہم ہر وقت ساتھ ہے۔ دیدہ تحقیق سے دیکھو تو ضرور اُس کا دکھائی دے گا۔ جس طرح کوئی شخص گردن میں لعل بے بہا مرصع طوق زیب گلو کئے ہو۔ مگر وہ بیان یعنی خیال سے اُڑ گیا ہو جب خیال آجائے گیانچہ نظروں سے گردن میں دیکھ لینگا۔ وہ طوق نظر آجائے گا۔ اسی طرح پر آتما گت گت ماسی ہو۔ کہیں دور نہیں۔ اُسکے وصال کی تدبیریں کرو گے تو اُس سے دوچار ہو جاؤ گے۔ جب گیان ہو گا تو خود بخود برہم کا پرتو نظر آجائے گا۔ بغیر گیان کے برہم نہیں مل سکتا اور گیان ریاضت کش منیوں کی صحبت سے آجاتا ہے۔ کیا ایسے برہم تشہ عارف مہارک بھارت میں نہیں ہیں؟ صرف انہیں کے لئے نہیں ہیں جنہیں تہی تلاش نہیں کسی ایسی حقیقی زندگی کا دم پہونکنے والے پرہم ہنس کے آخر صحبت سے تم ساری عمر زر کے غلام نہیں رہو گے بلکہ (مصرعہ) دولت غلام من شدہ اقبال چاکر ہو کا معاملہ دیکھو گے۔

یہ بچر وید (مطلب) سنو لے امرت (حیات جاوداں) کی اولاد دوزخ میں مقاموں کے رہنے والوں (سنو) میں نے پایا ہے۔ میں نے پایا ہے۔ میں نے اُس لامی و وفات کبریا کو جانا ہے۔ جو تاریکی سے آفتاب کی طرح برتر ہے اُسکو جان کر انسان موت پر غالب آتا ہے۔ یہی ترکیب نجات پانے کی۔ اور کوئی راہ نہیں۔ اور کوئی راہ نہیں۔

تو گیان کیا ہے؟ (جواب) برہم ست ہے۔ جگت مہتیا ہے۔ مطلب یہ کہ جو کچھ نظر آتا ہے برہم ہی برہم ہے۔ جگت یعنی سنسار۔ یہ تھلا نہ ہٹ۔ نہ ہوگا۔ یہ جو کچھ نظر آتا ہے وہ ست چٹ آندا دوتی آتما میں مایا کے سبب سے کلہت و مہتیا ہے۔ آتما ہی ست ہو اور وہی میرا اپنا آپ ہے۔

(۱) شرتی اس بارہ میں گویا ہے۔ ایک ہی ذات بے دوئی ہے یہاں کثرت مطلق نہیں ہے۔

(۲) ہر ایک چیز آتما ہے

(۳) مت جاننے والا دوتی تاؤں کا اپنا آپ ہے

(۴) مت جاننے والا جس گتی کو پہنچا ہے وہی مہنود ہے۔

(۵) جسکو یہ گیان ہو جاتا ہے کہ میں برہم ہوں۔ وہ برہم ہو جاتا ہے۔

(۶) جسکو تو گیان چا اُسکے نزدیک برہم مہنود ہے نہ سو گنم۔

مانتے ہیں آٹکا خیال دوئی ہمیشہ دوسرے کو نگاہ کے سامنے کھڑا دیکھتا ہے پس انہیں ابھی نصیب نہیں ہو سکتا۔
 سدا خوف میں مبتلا رہیں گے۔ آدمی کو بچار سے اس گمان پر پہنچا جائے کہ کثرت کے نظارے چونکہ گمان میں ہیں۔
 اس واسطے وہ گمان حقیقی چھوڑے۔ اور نظارہ ہائے کثرت خواب کی طرح جھوٹے ہیں۔ ان نظاروں کا سا گشتی میں گمان
 سروپ آتا ہوں میرے سولے اور کوئی نہیں۔ اس دیانت گمان سے ہی دوئی کا خیال اور اس کا نتیجہ خوف و دہشت ہوا
 ابھی یہ معنی موکش پر پہنچنے کا راستہ گمان کے سولے اور کوئی نہیں ہے۔

ہمیت کمت کو گمان ایک نہیں کم نہیں دیمان رہو سرپ تب ہی منے ہوئے رجو کو گمان
 کرم۔ اگلا سنا و بھگتی وغیرہ ابتدا میں دلچسپ اور دل خوش کن کیسے ہی کیوں ہوں مگر وہ دوئی قائم رکھنے والے راستے
 ہیں جن سے خوف و دہشت ہوتا۔ خوف صرف خیال و حدت سے ہی ڈور ہوتا ہے۔ شرفی
 وہ ڈر اس واسطے اکیلا آدمی اتیک ٹرتا ہے۔ جب آسنے پہ بچار کیا کہ میرے سولے اور کوئی نہیں ہے۔ میں کس سے
 ڈروں اس سے اس کا خوف جاہل رہا۔ خوف ہمیشہ دوسرے سے ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہو کہ ایک آتما کے سوا اور
 کچھ نہیں ہے۔ گیتا اور ہیلے ۴۴ شتر ۱۱

پہنچتے ہیں دیوتاؤں کو غرض منہ آدمی ایسے فعلوں کا اثر ہوتا ہے۔ لیکن عارضی
 اور سنو! اگر انسان پر وہ پوشی اور تروہاری اختیار کرے تو درجہ اعلیٰ پاسکتا ہو اور پانچ خضائل انسان اپنے میں پیدا
 کرے تو دیوتاؤں سے بھی زیادہ درجہ پاوے۔ (۱) تواضع مانند زمین (۲) شفقت مانند آفتاب (۳) سخاوت مانند دیہ کے
 (۴) علم مانند مردہ دھڑ پر وہ پوشی مانند شب جس شخص میں یہ خضائل ہیں اسکو نجات ابدی حاصل ہے۔
حصول نجات کی تدبیریں { جو لوگ برہم کی غفلت کے قائل ہیں یا جنکے دماغ میں برہم کی فضیلت
 اپنا رنگ بھلے ہوئے ہوئے ہی موکش پدارتھ حاصل کر سکتے ہیں

یا جنکے دل میں دنیا کی بے ثباتی۔ دہرم کرم کے خیالات۔ ارتھ۔ دہرم۔ کام۔ موکش کے حصول کی تدبیریں سودرانت کے شعبہ
 تصوف کے راہ میں تصوف کے سنے جاگزیں ہیں وہی اس بھڑا پیدا کنار سے عبور کر سکتے ہیں۔ یا جنکے بے لوث دامن
 عیب جوئی۔ کور باطنی غیبت۔ بغض۔ عداوت۔ جان کشی کے بد نما وجہوں سے پاک ہوں وہی اس نازک اور سپید راستے
 میں گزر سکتے ہیں۔ وہ ہمیشہ گور۔ مل۔ باپ۔ کی خدمت گزار رہ کر تے۔ شانت چت رکھ کر اس حسہ پر سنا ہوتے ہیں
 کخلیت شعاری سے گزارہ کرتے اور اپنا جو ناما کافی آدمی کے کمی معاش پر شاکر و صابر رہتے ہیں۔ جو کہ سکھ کو قرار نہیں رکھ
 کے بعد کہ ہوتا ہے اور کہ کے بعد موکش ہو جاتی ہے۔ یہی وہ کا سند ہے۔ ہیشیا۔ دنیا جہتدیش نظر میں سبانی ہیں

غلام محبت آتم کہ دیر چرخ مبدود | زہر چرخ نگ تعلق بذیر و آزاد دست
گیانی تعلق سے فارغ ہوتا ہے اس واسطے اسکو کوئی شے گرفتار بھی نہیں کر سکتی۔ گیانی وہی ہے جو اوہام ظاہری و باطنی سے فارغ اور محبت خاطر ہی و طمانیت باطنی حاصل کر چکا ہو۔

شب زندان بھڑکائییاں | شب دولت بچہ سلطانیاں | نے غم و اندیشہ و سوہ و زباں | نے خیال میں سلطان آں طمان

گیانی کو جو سرور حاصل ہوتا ہے وہ ہر حالت میں بیداری و خواب و خواب گراں میں یکساں رہتا ہو کسی وقت کی قید و سیر عائد ہو کر اس کے سرور کو زائل نہیں کر سکتی۔ کیونکہ گیانی آتما سرور ہے۔ اور آتما قید ازمنہ ثلاثہ سے مبرا ہے اور بگا پنا آپہ پس جہان کی دیگر نعمتوں سے آتم گیان برتر و افضل ہے۔ اسکی مجوری کا خوف کسی حالت کے آنے و جانے سے نہیں ہوتا خواہ جسم بھی رب یا بعد و م ہو جائے۔

گیانی نے تمام جہان و دنیا کو بلکہ بہشت و عرش تک کو خیال سمجھا کر اس سے آئینہ دل کو صاف و پاک کر کے آتم گیان سے جو دائما حاصل ہے اہل کیا ہے۔ گیانی کی نظر دنی سے پاک ہوتی ہے اسکو کل جہان سے محبت ہوتی جو اندکل دنیا و پہلی کہنے کا عجاز حاصل ہے۔ فرمن کر دیکھی شخص کی عورت گیان وان جو تو وہ جقدر خدمت و محبت اپنے شوہر سے کریگی کوئی نادان نہیں کر سکتی۔ سب طرح خاوند گیانی اپنی عورت سے محبت و عشق حقیقی کر لیا۔

گیانی کی نگاہ کسی کے عیبوں کی طرف نہیں جاتی۔ بلکہ بجائے عیوب وہ اس کے ہنروں پر نظر کرتا ہے اس واسطے کیسا ہی ناپاک سے ناپاک آدمی ہو۔ اس سے بھی محبت کر لیا۔ کیونکہ ناپاک آدمی کے پس پشت بھی وہی خدے و احد شاہد ہے۔ جس آدمی کی چھوٹی سی خودی بھی زائل ہو جاتی ہے اور بجائے اس کے خدا قائم ثابت ہو جاتا ہے وہ دنیا کو ہلا ڈالتا ہے اور دنیا کی عزت ہی اسکی نظر میں بد لجاتی ہے۔ اور تکلف و مصیبت نابو و ہو جاتی ہے۔ جد و جہد باری جاتی ہے کائنات و دہندہ ہی خانہ نہیں رہتی جہاں لقمے لقمے کے واسطے روزانہ ہاتھ پاؤں مارنے اور لڑنا پڑنا ہے بلکہ دنیا ایک دھڑکنی نظر آتا ہے۔

در بازی عشق صرفہ جان | رہبانہ بود پیش جانان | آتم کو فرائے عشق یار است | اور برتن و بجاں چکار است
بیجان و تن است در تن جان | آرام گہش کنار جانان | در حب و فدا قدم گزارد | پروای وجود و جان ندارد
در راہ پگانہ خاک گشتہ | اموت و حیات پاک گشتہ | بادی کہ دولت صفنا پذیرد | جز رنگ یکا گنجی نہ گردد
این است ولی رہ خدائی | جز این همه باطل ہوئی

اے پدیا موش حاصل کر لیا رہتہ کیا ہے ؟ { جواب } جو لوگ ایشور کو اپنے سے علیحدہ سمجھتے

<p>علم وفال سے دونوں دشمنی سدا برہم گیانی کے لہجوں کو کتنی</p>	<p>دشمن دوست نیک اور ناک در ناک یکساں ظہری راحت و رنج جہانی سے پاک ہمیشہ رات میں گھر</p>
<p>گرو ناناکت کی بانی</p>	
<p>برہم گیانی کا سب جو جی گیانی برہم گیانی سدا ترسب</p>	<p>ناتک برہم گیانی کا برہم جہانی بیسے جل میں کنول انیسپ</p>
<p>برہم گیانی سدا درو کہ برہم گیانی نزل سے درلا</p>	<p>جیسے سورسرب کو سو کہ جیسے میل نہ لاسگے جلا</p>
<p>برہم گیانی سدا سم درہی برہم گیانی مشک گل اور ہار</p>	<p>برہم گیانی کی دھٹ امرت برہی ناتک برہم گیانی کو جیسے کھلی سنہا</p>
<p>برہم گیانی سدا مرجاگت برہم گیانی کے من پر ہم آئند</p>	<p>برہم گیانی ابنگ بدھ تیاگت برہم گیانی کے من سدا متحد</p>
<p>برہم گیانی کے دشمن نہ بیگین پاک برہم گیانی کو کہو بے مشور</p>	<p>برہم گیانی کے بل بل جانیے ناتک برہم گیانی آپ پر مشور</p>
<p>برہم گیانی کا کیتھانہ جانے اور ہڑا برہم گیانی کی مت کون بھلے</p>	<p>برہم گیانی سدا سرب کا شاکر برہم گیانی کی ملت برہم گیانی جاتے</p>
<p>برہم گیانی کا امت نہ پار برہم گیانی سدا مرث کا کرتا</p>	<p>ناتک برہم گیانی کو سدا لڑکا برہم گیانی سدا جیوسے نہیں رتا</p>
<p>برہم گیانی کت جگت جی کا داتا برہم گیانی راتھ کا نامت</p>	<p>برہم گیانی پورن پر کہ بدھتا برہم گیانی کا سب اور ہدات</p>
<p>برہم گیانی کا سکل آکار گیانی پرش کی بیرونی علامات کو رعاظ قیاس اور تحریر میں آسکتے</p>	<p>برہم گیانی آپ تر نکار لیکن اس کے ذاتی نشان وہ خود ہی باخبر ہے بیرونی علامات</p>
<p>مسبذیل ہیں۔</p>	
<p>گو جوئی ورنج جوئی خود خودی طریق فقر و فاقہ پرش گیر و خوش میرو</p>	<p>چند دہستہ بہر نیک بادی زین نظر کن و شرو و شریں گھبریں</p>
<p>صحت پر اس کا ہر حصہ دیا داروں کی صحبت سے اس کا اثر کم ہر ناچو اور نشینی فقر و مارقان سے روز افزونی ہوتی ہے۔</p>	<p>پس واجب ہو کہ صرف بقدر لاچارۃ الہیہان دنیائے ارتباط رکے زابل فقر و فاقہ پرش و قی فقر و فاقہ انانکہ بہت گرفتار مال جاہ و میرا</p>
<p>اور پٹے دل سے بھی اس قدر بے تعلقی رکھے کہ بدن تک اپنا نہ بھے ہمیشہ شبک و لطیف و بے صورت و بے نشان رہے۔</p>	<p>ہر چا بصدق نہادی ترک سر کردی یکانشان از نشان یار بست</p>
<p>یکساں ہر شے میں ذات حق کا جلوہ اور ان سب قابلین میں قی ہے</p>	<p>توحید نہ گفتار کے باشد عاشق نہ دو دل اور رشے باشد</p>
<p>گیانی بننے سے کیا فائدہ ہے</p>	
<p>یہ گیان وہ نعمت ہو کہ تمام ذات انسانی سے سروی زمانہ سے سری شکستہ ہو بغیر گیان کے اس ناچار دنیا میں سرو آہم نہیں</p>	<p>غلام بہت زندان ہے سرو و نام ناتک کوئی بھی نہ صحت نہ نیست</p>

گیانی یعنی عارف کی کیا شناخت ہے؟

جواب۔ گیانی وہ ہے جو سب چیزوں میں اپنے کو دیکھا رہے نہیں ہے۔
ایسا کہ سب چیزیں مشرق و مغرب کی تمام چیزیں جو دیکھنے میں آتی ہیں
وہ اپنے آپ کو سب میں دیکھتا ہے جو کسی سے نفرت نہیں کیا کرتا۔
ایسا کہ سب چیزیں اپنے اندر جس حالت میں تمام کائنات کی چیزیں
گیانی کی آتما ہو گئیں تو ایسی وحدانیت کی نظر کہنے والے کو کیا
موجود یعنی خلقت اور کیا شوک یعنی رخ۔

کین ان پند فرمے۔ ہر جہاں ہی طرح اس وقت جانا جاتا ہے جو جب آدمی اسے
علم کے ہر عمل کا ساشی جانے ایسا جانے والا لافانیت کہہ پتا ہے جو

گیانی لوگ اس دنیا سے مودہ مودہ کر کے حیات ابدی حاصل کرتے ہیں۔
تاشانہ صفت سر نہ بنی در تہ آرد ہرگز نہ ہر زلف نگارے نرسی
تا سر نہ صفت سود و نگر دی رنگ ہرگز نہ بھنا چشم نگارے نرسی
تا ہرچہ در شغف نہ گردی با تار ہرگز نہ بنا گوش نگارے نرسی
تا گل شدہ ہر دہ نگر دی ارشاد ہرگز نہ گل حسن نگارے نرسی
تا خاک تر کو دہ سازند گل لال ہرگز نہ لب بیل نگارے نرسی
تا ہرچہ قلم نہ بنی در تہ کار و ہرگز نہ ہر شگفت نگارے نرسی
تا ہرچہ خاسودہ نہ گردی نہ سنگ ہرگز نہ کھنڈ پائے نگارے نرسی

بیر صاحب بھولے کے من بید ہے مودہ کہتے انیک
گیانی کامت ایک ہے کیا پنڈت کیا شیخ
گیانی وہی ہے جو یہ جانے کہ میں آتما ہوں میری آتما میں انت
بل جو اور انت صامت وان ہے یہی آتما کا پانچا سے بید ہے بندہ
ہے سب سے سکھ آتما میری آتما میں ہیں اکھٹ است جت گنہ
سوچتا ہوں میں تمام میں ہیں میں تینوں حالتوں کا

جواب۔ انسان سے روزہ جو کہ خلافت سے پاک کہہنا ہر چہ نشان
بیرونی ہے۔ اندر ہی انسان وہ کہلاتا ہے کہ کائنات کو طبع مشہورت جس
کینہ بغض۔ یہ ایک بڑی غرور۔ چٹھری۔ پستی سے پاک سکھنا۔ اور اقبال
دولت ممال اولاد و دوزخ پر نازاں ہو کر دل میں خمر نکرتا۔ یہ انسان
اگر وہی بھی مودہ سے نہ کہ بیرونی۔

یہ کرم کب تک کرنے واجب ہیں؟

جواب۔ یہ کرم جو کب تک کرنے میں دیشوں کی ورثہ خرمیت۔ یا
کا خیال نہ کئے کرتا ہوی ہیں جب مدعا حاصل ہو جائے تب بھی ان
کرموں کو اپنی عادت یا سہوا میں داخل کر کے سہکام طبیعت کیوڑے
آئندہ جاری رکھے تو انہی ادنیٰ ہے سری جگوان ہر جگانی کی تفریق
اس طرح کہتے ہیں +

جو کہ میری غرض ہے میرے	سدا کی ہے میرا عشق کی غرض ہے میرا
ہر جگہ سکون جگہ میں پیدا کروں	پہلے میری غرض ہے جو کہ میرا
جو کہ میری غرض ہے میرا	دوسری مرتبہ جب کہ میری غرض ہے میرا
جو کہ میری غرض ہے میرا	ایک نکتہ ہے جو تیرے حق میں میرا
جو کہ میری غرض ہے میرا	یہ میرا میرا سالک تیرا میرا

ہر جگہ گیانی کا وہ بھاری غبت اور نفرت کو چھوڑ کر خصل کرتا ہے۔

شوق و نفرت قاصد ہی کی صفت ہے	دونوں کی چہرہ میں تم کے تاج و تاج
گوراد و نہ وہاں ہم بشکن	ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ
نئی واقعہ انہی درواں میں	ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ
ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ	ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ ہر جگہ
تو خالص از مستراح فائدہ خود	ندانی خواہش یا بیجا خود

طالب حق کو کون کرم ملے ووش کے دور کر نیسے واسطے کرنے چاہئیں

جواب۔ دیکھئے چودہ کرم ضروری ہیں۔ انکی تفصیل ذیل میں درج ہے

(۱) دیا۔ یعنی سب چیزوں کو حق من۔ دین۔ اور بچن سے منکھ چھانا۔

(۲) ست بولانا۔ جتنے دیکھا یا سنا ہو یا حقدار معلوم ہو اختیار ہی کہنا

(۳) ہستی۔ دوسرے کے سن کو باوجود صلہ شکر تسلیم کرنا۔

(۴) پرہیز۔ یعنی آٹھ پرکار کے بہتن سے دور رہنا۔

(۵) شکر۔ جو کچھ پرارہید سے حاصل ہوا پھر شکر دعا پر رہنا۔

(۶) آہنا۔ یعنی کسی چیز کو ضرر یا زیان دین سے تکلیف نہ دینا۔

(۷) تپ۔ یعنی اندریوں کو حق کر کے لذت کی طرف سے سہانا

(۸) مانسی چھانا۔ یعنی من کو جسم کی طرف سے ہلکا کر پاتا کی طرف سے گھانا۔

(۹) اشتان۔ بیرونی و اندرونی سے پاک رہنا۔

(۱۰) دان۔ خارجی و داخلی کرنا۔

(۱۱) برت۔ مہمانی۔ عاقبت۔ من۔ کا کرنا

(۱۲) وصیر۔ تبدیل حالات میں مستقیم المزاج رہنا۔

(۱۳) رجمہ گشتار۔ بشارت پر بار میں عمل راست یعنی سچا بتا کر کرنا۔

(۱۴) ست سنگ۔ بیرونی و اندرونی کرتے رہنا۔

سوال مہن تو صرف بنا کاری ایک ہی ہے آٹھ کون کون سے ہیں؟

جواب۔ (۱) غیر عورت کی بابت جو کہ چاہو کہ ظان خود بصورت اور ناز
و نود والی جو اس کا ستا شن کہنا جو دشمن دشمن کہیں پیکر نام نہ کہنا
(۲) دوسرے کے بدرو اس حرمت کی شرمین کرتی کی ترن کہنا تا ہے
(۳) بار یا اس کا خیال کرنا چہ ترن کہنا تا ہے۔

۵۰ جناب گریں یا گلی دو چہیں اس سے بات کرتی ایک بات کہ کہنا

(۶) دین میں کم لا دو کرنا کہ اسکو ضرور دینا ہی ضرور منکھ کہنا تا ہے۔

(۷) حق کرنا یعنی تمارک کرنا دینی پیکر یا روپیہ خرچ کر کے بھونا یا خود
اسکے پاس جانا جن کہنا تا ہے۔

(۸) حصولی۔ یعنی عورت کا ملنا۔

پیارے بگیا سو یہ آٹھ قسم کے مہن ہی ہیں ان سب سے دور رہنا
طالب حق کو ضروری ہے۔

سوال۔ دان دو قسم کے اور برت تین قسم کے
اور ست سنگ بھی دو قسم کے بتلانا انکو سمجھا دیجئے
جواب۔ دان خیر۔ تو وہ جو جناب اپنی نیک نامی کے یا جو ہل چیر
دان کیا جاتا ہے۔

دو غیر۔ داخلی دان۔ اہوان لون ناموری کو ترک کر کے

بلا خواہش غیبت کے ایشو رارہن کرنا۔

(۱) برت غلطے میا و مہر و کے واسطے برت رکھنا۔

(۲) برت۔ حواس کو اپنی لذت سے باز رکھنا برت اندری کی طرف

(۳) برت جو (روح) کو دو دینی اور دوانی سے پاک رکھنا برت

من یا دل کہنا تا ہے۔

(۱) بیرونی وہ جو کہ گمانی یا شہد کیند مت میں حاضر ہو کر گئے

نشان کو اراومت دی سے سننا۔

(۲) اندرونی وہ جو کہ خفیہ دشمنان کو تنہا جیکر سلیم الطبع جیکر

سینے و غلب کو سمجھنا۔

سوال۔ ان دو قسم بتلانیں کونسی ہیں اشتان تو
روزمرہ غسل کہنا تا ہے

دو ایک جو آگ پہن رہا وہی کہتے سمیٹی رکھے چوتروں سے چوترا پہ چو سادین سے یعنی چار سادین۔ دو ایک ہیرا لگ رہا وہی کہتے سمیٹی۔ چوتھی سمیٹ تباہ ضروری ہیں۔ سب سادینوں کی جڑ دو ایک یا تین یا چار گمان کہ آتما غیر فانی وغیرہ متحرک ہو اور کائنات یعنی منسا کا حال اُس کے برعکس ہو مطلب یہ کہ آتما نہ تو ناش ہوتا ہو اور نہ کچھ کام کر سکا ہو مگر منسا ناش ہو نہ لایا ہو اور اس میں اعمال و افعال بھی ہوتے رہتے ہیں خلاصہ یہ کہ آتما غیر فانی ہو اور دنیا فانی ہو۔ انہیں دونوں باتوں کی تیز بہم پہنچانے کا تمام دو ایک ہو اور یہ سب سادینوں کی جڑ اس واسطے جو کہ اول دو ایک ہم پہنچ جائے تو باقی سادین مثلاً ویراگ وغیرہ ہم پہنچتے ہیں۔ دو ایک ہی ہونے باقی سادین ہم نہیں پہنچتے اس واسطے دو ایک کو موکہہ کہا ہے یعنی ضروری۔

برہم لوک کے جو لوگوں کو بھی آدمی چھوڑنا چاہے تب ہی وہ دیکھنے سے غنی جاننے والے اس حالت نفس کو ویراگ کا نام دیتے ہیں سادہی کہتے سمیٹی ہیں۔ شمع۔ دم۔ شر و باس۔ سادین۔ تپ رتی۔ تیکشا۔ یہ چھ وصفوں کو ملا کر ایک ملنا چھوٹا سمیٹی نجات کی خواہش کو سمیٹا کہتے ہیں۔ ان مذکورہ بالا چار سادینوں میں سروں۔ منن۔ اندھیاس اور ملاویں تو سات سادین ہوتے ہیں آٹھواں سادین تہ یعنی برہم اور قوم یعنی جیوان۔ دونوں الفاظ کے معانی کا صاف طور سے بجا ہے اور ان آٹھوں سادینوں کے کمال کو پہنچا ہوا برہم گمان کا ادھکاری کہا جاوے گا۔

سادہی کہتے سمیٹی ہیں چھ وصف شامل ہیں انکی تعریف کیا ہے؟

(جواب) (۱) شمع۔ من کو دشمنوں سے روکنے کو کہتے ہیں۔

(۲) دم۔ حواس کو دشمنوں سے باز رکھنا ہے۔

(۳) شر و با۔ گورو یعنی مرشد و شاسترینے کتب مذاہب کچھ

پڑھتے ہیں۔ یقیناً واضح ہوتا ہے۔

(۴) سادینا۔ سستی پریشان خاطر سے پاک ہو کر مرشد کے سخن کو

گوش ہو کر سننا کہتا ہے۔

(۵) ہیرا۔ دنیاوی فعل و انگلیانی سبیلوں کی صحت اور دھنا

(۶) تیکشا۔ دیکھنا کہہ سہوئی۔ گوی۔ ہر کو پیاس۔ عزت

بے غنی کو برداشت کرتا ہے۔

کرم اور اپنا سنے حصول گمان میں مدد دیتی ہے یا نہیں (جواب) ملتی ہو۔ چونکہ آتما کرنا یعنی دل میں تین عیوب رہتے ہیں

اس واسطے ان عیوب کو دور کر دینے کے کرم اور اپنا سنا کا کہنا بلا مت

یعنی جگیا سو کر واجب ہو کیونکہ جب تک آتما کرنا سے یہ عیب دور نہیں

گمان کا پرکاش یعنی کائنات کا نہیں ہوتا۔

سوال آتما کرنا میں تین عیوب کون کون سے ہیں؟

جواب۔ مل۔ کشیب۔ اورن۔ یہ تین عیوب آتما کرنا میں ہوتے ہیں۔

(۱) مل۔ عیب رہنے سے آتما کے لذات ہوتی ہو اور لالچ وغیرہ ہوتا ہے

(۲) کشیب۔ رہنے سے من کیسے نہیں ہوتا اور پریشان خاطر ہوتا ہو

(۳) اورن۔ رہنے سے ہر چہ آتما کے کشت نہیں ہوتا یعنی جہل و نادانی

سوال۔ یہ عیوب کس طرح جاتے ہیں

جواب۔ جو کرم کیا جائے اس میں نتیجہ کی غرض نہ رہی جائے دل و دھ

دور ہوتا ہے اور اپنا سنا سے کشیب دور ہوتا ہے۔

اور گمان سے آتما کرنا دوش دور ہوتا ہے۔

تاقیم کر ہی جائے پس اگر بعض مرد مسائل پیدائش عالم میں کچھ نقص رہ گئے ہیں تو رہا کریں ویدانت کو اس سے کچھ زیادہ سروکار نہیں ہے۔ سروکار جو تو صرف اس بات کا ہے کہ ایک ذات امدنی یعنی سچا خدا برہم ہے یعنی ہست جو۔ اور باقی عالم است یعنی تمہارا جو۔ ویدانت میں کائنات حرف آتشازی کا ہستی جو۔ جیسے ایک لڑکے نے کہا کہ ہستی کے ہاتھ پاؤں سیدھے کرکان ٹیرے ہیں۔ ہمارا مطلب حرف آتشازی کائنات جو حرف آتشازی کو ہگ لگا کر تاشا دیکھنا ہے نہ کہ کان ٹیرے

ہونے کوئی سروکار ہے۔
برہم گیان کی تلقین کہ جس طرح باب کالا کافراں بڑا ہوتا ہے اسی طرح عقل کی محکوم اندریاں میں اندریوں پر قبضہ کر بجات اور دہرم جو عقل کے ذریعہ اندریوں کو محکوم کر کے ہت پر مقصد کرے تب اندریاں ہر طرف سے دل اچھا کر برہم حاصل کرنے میں مددگار ہونگی اور دہرم اور اک کے وسیلہ سے برہم پر اپنا کا جلوہ دکھائی دے گا۔ جو مہاتما گیانی ہیں سب کی اتنا پر اپنا سچے میں جس طرح پھول اپنی خوشبو سے ہوا میں پھیل کر دماغ میں نازگی بٹھاتا ہے اور اپنی خوشبو سے واقف نہیں کہ اس میں کیا اثر ہے۔ اسی طرح عقل اپنے تئیں نہیں پہچانتی کہ وہ کیوں کر پیدا ہوئی اور کہاں سے آئی۔ کہاں جلتی ہے۔ اکثر تاجہم کے اندر گیان کی روشنی ہے اس کا کو دیکھ رہا ہے۔ پس انسان کو چاہیے کہ اندریوں کو قابو کر کے گیان کی طرف چلا کر ہت میں پر اپنا کو دیکھے۔ دنیا میں برہم گیان حاصل کر کے ہی پاپ سے نجات ہو سکتی ہے جو طرح سانپ آسانی سے کچھلی چھوڑ دیتا ہے اسی طرح انسان ہت کر کے پاپ کو چھوڑ سکتا ہے جیسے ایک مسموم کا دیا تو جس میں لوبہ۔ مودہ ترشہ کلام۔ کرودہ۔ جھوٹ بولنا۔ چوری۔ مونا بازی۔ کینہ۔ حسد۔ ایسے جانوروں کا نواس دقیلم ہے۔ مگر اور گھڑیاں کی طرح ٹھکار کی کہات میں تاک لگائے ہوتے ہیں۔ ان سے بچنا چاہئے اور گیان اور ہت کی کشش پر موار ہو کر ہو ساگر سے پار ترے کی کوشش کرنا چاہئے۔ یہ ہم گپان کی پہاڑی پر چڑھ کر کلام۔ کرودہ۔ لوبہ سے بہرے ہوئے لوگوں کی حالت پراسنوں کے ایسا اپیش کر رہا ہے۔ وہ بھی اس سندھ سے پار ترے کی کوشش کریں۔ عورت جو خواہ مود جو ہا برہم گیان کو جان لیگا وہ آدھ گون سے چھوٹا ہو گیا۔ یہی ویراگیوں اور سنیاسیوں کا ہست ہے۔ گیتا ہے۔

معرفت سے پاک تر دنیا میں کوئی شے نہیں خود بخود شغل کو ہو جاتا ہے یہ عین الیقین

شونے کو بھرتی ہو پونا ہست	خلف کر کے دامل دنیا ہست	راہی درناؤ خدا بجز خدا سے سالک	دنیا چودھو ایش متی ہست
---------------------------	-------------------------	--------------------------------	------------------------

برہم گیان کا ادھکاری کون ہے؟ (جواب) برہم گیان کا ادھکاری وہی شخص ہے جس کے دل کے اندر خوشا نفسانی و منہائے اشلے خاتی و عادات شیطانی سے ہر الگ ہو

جو شخص مان دولت و اسباب دنیا کی ہوا دہرم میں پھنسے ہوئے ہیں۔ وہ ادھکاری نہیں ہو سکتے۔ علاوہ اسکے برہم گیان کیواسطے شہر و یا یعنی اعتقاد اور اس کا سچ و بچا کر کے دہیان میں ٹپکی کرنا چاہئے۔ علاوہ انیس بچا کر میں لگا ہے کہ برہم۔

قدرتی مجھکی تو عراب میں حسن غور سے
آہری دھرت سے سدا میرے بدلے کے لئے
کیوں بھگتا پھر رہا ہے تو تلاشِ یار میں
رہے شہرگ میں ہے دلیر و جانے کے لئے
مرشدِ کامل سے مل صدق و صبر ہی سے قہقہ
جو بچے دیکھا ہم شہرگ کے پالنے کے لئے
گوشِ باطن ہوں کشادہ جو کہ کچھ دن مل
والہ اللہ ہے اکبر پے ہائیکے لئے
یہ صدا کہتی کی ہے عاملِ عمل پر ہیان نے
کن قرآن میں ہے کلام اللہ اکبر کے لئے

ویدانت میں دنیا کی بے ثباتی

کچھ شکارِ استری اپنشد میں تمام کائنات کو ایک پریش روپ کی نظر سے دیکھا گیا جو جب کا سرگنی جو۔ چاند اور سورج آنکھیں ہیں اطراف کاں ہیں۔ باقی یا آواز وید ہے۔ جو اپنلن جو۔ ہرے۔ قلب خلا ہے۔ زمین پاؤں ہیں۔ چھاند و گ میں ایک اند سے تمام پیدائش عالم ستخرج کی جو برہ دارنیک اپنشد میں منوارست روپ سے جگت کی پیدائش بتائی ہے۔ جو ست رو باطرح طرح کے روپ دارن کر کے طرح طرح کی مخلوقات پیدا کی جو ساسی اپنشد میں تو متین کہے ہیں۔ اگنی۔ جل۔ یہ تہوی پرشن اور ترسئی اپنشد میں ہانچ تو بتائے ہیں۔ آکاش۔ تیار۔ اگنی۔ جل۔ پرتھوی۔ ہیٹھ کیا کلیات کیا خدایات دونوں میں جگہ جگہ اختلاف پائے جاتے ہیں۔ مختلف اپنشدوں میں ہی نہیں بلکہ ایک ہی اپنشد میں مختلف حصوں میں بھی یہی تماشا نظر آتا ہے پس سبکی وجہ صاف ظاہر ہو کہ اپنشدوں کا مطلب جگت کی مستحیاں یعنی قائم کرنا نہیں جو کیونکہ جگت کی بودگیان سروپ آتما میں خواب کی طرح محض نمودی جو۔ اس بود نمود میں جہاں ہے کیو اسطے جو ترتیب قائم کریں سب کسپ سکتی ہے۔ شکار ایک عالمِ علم گورو کے پاس آکر سوال کرتا ہے۔ ہمارے جگت کی پیدائش تین ہی تھوں سے ہوتی ہے اور گورو اسی سوال کو اپنی تعلیم کا مرکز بنا کر اُسکو وحدت وجود کا مسئلہ سمجھانے لگتا ہے۔ ووسرا آتا ہے کہ ہمارے جگت پانچ تھوں سے ملکر بنا ہے۔ گورو اسے پانچ تھوں کو لیکر اُسکو گیان سروپ آتما کا اپدیش کرتا ہے۔ اسی پر اور مسائل کو قیاس کرو۔ اس میں سے تمہاری سمجھ میں جو مسئلہ ہے بہتر اور قرین قیاس بہتر ہے اُسکو اختیار کر لو کیونکہ جگت میں فی الواقع میں کسی خاص ترتیب کا امکان نہیں جو ہاں جو مسئلہ کائنات اختیار کرو اس میں اس بات کو کہیں نظر انداز نہ کرو کہ ایک گیان سروپ آتما کا وجود واقعی ہے باقی کل بود نمودی جو۔ جو اس گیان کے سمندر میں باطل اسی طرح آئے ہو رہی جو جس طرح ایک ذات واحد خواب میں کائنات خواب کے تماشہ ہائے بوطولوں اور نیز نگہیائے گوناگون دیکھتا ہے جو اس حقی سے ملحد چیزیں نہیں ہیں ویدانت شاستر کا کائنات بنا کر کٹری کرنے میں صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ انجام میں اس کائنات کو اڑا دیا جائے اور نیز نگہیوں کے اختلاف کو اڑا کر صرف ایک وحدت وجود

پتلا ہو گا ایک قطرہ۔ جسم کی بوٹی بوٹی ہڈی کا بڑا ریزہ۔ چھڑی کا ٹکڑا ٹکڑا ہمارے خیال یا وجود سے نکلے ہیں۔ یا کہ مردہ لاش سے کہ جسکو در علم تشریح الا بدن پڑھنے والے دیکھتے ہیں۔

معترض۔ ازل۔ ابد۔ مہاجر۔ تو میری طائی ہوئی نہیں کیونکہ میں مفلح و جود ہوں۔ لیکن کر سکتا ہوں۔ جواب عالم خواب میں خواب کا ماضی اور مستقبل ہمارے ذہن میں ہوتا ہے کہ باہر سے کسی اور طاقت کے تحت ہوتا ہے۔ خواب میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی اس کے آثار و احوال اس وقت تک متاثر نہ ہوا کہ آج۔ لیکن وہ سب ہمارے خیال میں موجود ہیں۔ یہ طبع جو کچھ نظر آتا ہے یہ ہمارا ہی خیال ہے جس کے ماضی و مستقبل کے۔

عالم خواب کی ہشیاں اسی وقت پیدا ہو کر نظر آنے لگتی ہیں۔ پر خواب دیکھنے والا ایسا جانتا ہو کہ میری ہشیاں سے پہلے کی ہیں۔ حالانکہ وہ اسی وقت پیدا ہوتی ہیں۔ ٹھیک اسی طرح عالم بیداری کے سامان اور اس کا عالم بھی دونوں ایک ہی وقت پیدا ہوتے ہیں۔ آلاؤ کیا کے زور سے ان ہشیاں کی نسبت یہ خیال بھی ساتھ ہی پیدا ہوتا ہے کہ ان ہشیاں کا قدر جو۔ یعنی یہ خیال کہ یہ چیزیں وہی ہیں جو پہلے دیکھی تھیں۔ یہ طبع صرف دنیا ہی تھا۔ اخیال نہیں جو ملک دنیا کی ابتدا و انتہا اور مبادل بھی ہتھاری کلپنا ہے۔ معترض۔ دنیا نادہی جو اس کا ابتدا کرکے ہی نہیں جواب خواب دیکھتے وقت عالم خواب ہمیشہ نادہی ہوتا ہے۔ گمان کی بیداری آتے تک جگت بعینہ خواب کی طرح نادہی معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ملک خواب ہی تو ہے۔ ایک کاغذ پر وہی کی تصویر ہے اور اگر وہ نہایت خوبصورت مسٹر کنا ہے ہیں بچ میں کشتی چل رہی ہے کشتی میں راجہ صاحب سوار ہیں۔ گمان شن رہے ہیں۔ چھوٹا لڑکا نعل میں کھیل رہا ہے۔ اب دیکھو۔ کنور صاحب کے والد شریف تو مہاراج ہیں۔ لیکن کیا کنور اور کیا مہاراج۔ کیا کشتی اور کیا دریا۔ سب کا والد پیدا کنندہ معصور کا ذہن جو۔ اسی طرح دنیا کا بابتو آدمی منویا آدمی ہی۔ لیکن پیارے خلقت اور اس کے بابا آدم کی ہیں سب تصویر کا بابا تو ہے کشتی دنیا تیرے ذہن میں ہے اور ناخن کشتی یعنی خدا تیرے کن سے ظہور میں آتا ہے میں نے نامادہر کو حق نے کیا پیدا کر لے میں وہ خالق ہوں میرے کن سے خدا پیدا ہوا

گوڑا و اچار یہ نے کہا ہے۔ ”پر سب قائم و متحرک۔ غیرت جہی تک جو جب تک من دیکھنے والا بنا ہے۔ من کے شانت ہونے پر غیرت کی توجہ نہیں رہتی۔ چاند و گیارہ انجبت۔ ان اجسام میں داخل ہو کر یہ حیثیت جو اتنا مختلف اسرار و اشکال کو ظہور دے۔“

دل کا جہاں صاف کر جاناں کے آنے کے لئے غزل
دہیاں غیروں کا اٹھا اس کے بٹانے کے لئے
چشم دل سے دیکھیاں جو جو تاشے ہو رہے
دستاں کیا کیا ہیں یاں تیرے ستانے کے لئے
ایک دل لاکھوں تھنا اس پر اور زیادہ ہوس
پھر لڑکا نا ہے کہاں اس کے گلانے کے لئے
نقلی مسجد مندروں میں ہائے صدا فسون ہے
قدتی مسجد کا سا کن و کہ اٹھانے کے لئے

میں نہیں رہتا اس واسطے است یعنی جیو تلبے۔

مقرر ص - ہیں کشتی میں انسان بچر رہتا ہے اس واسطے جگت دکھائی نہیں دیتا اگر جگت مروجہ تو ہوتا ہی ہے۔

جواب - انسان بچر رہتا ہے تو اسکی زندگی کون بڑا ہے لو انسان خودی ایک نیا پن میں تیار کر دیتا ہو تو وہ بچر جس طرح جہا جاکو
مقرر ص - یہ اسکی بچری کی دلیل آپ خود ہی دیتے ہیں جاگتی حالت میں تو سنار دیکھنے میں آتا ہی جو۔

جواب - جاگتی حالت میں سادہ کی جوتی ہے اس وقت دنیا کہاں دکھائی دیتی۔ بھو جب ساکھ شاستر کی لپہ میں جگت
نہیں ہوتا بھو جب یوگ شاستر سمپر گیات سادہ ہی میں سنار نہیں ہوتا بھو جب نیاے شاستر آپ گم و رگ میں دنیا
نہیں رہتی بھو جب دشنے شک شاستر نہ شرے میں جاگتی حالت میں جگت کہاں ہوتا ہے۔

پس یک جاگتی حالت میں دو ستھلا میں نہیں رہتا اسلئے جگت جتا یعنی جھوٹا ہی جو۔ یہ دنیا اسی وقت تک دکھائی دیتی
ہے جب تک تم دنیا کو دیکھتے ہو۔ اگر تم اپنے خیال کو متوجہ نہ کرو تو دنیا کا ایک فہم بھی نہیں دکھائی دیکتا۔

تمہارا ہاتھ سے اشارہ کر کے فکر کے ساتھ یہ کہنا کہ وہ دنیا دیکھو سامنے نظر آ رہی ہو یہ (عمل) ہی دنیا کو نمودار کر رہا ہے تمہارا
دکھانا اور کینا ہی دنیا کو پیدا کرتا ہے۔

جب تم کسی معاملہ پر غور و فکر میں متفرق ہو تو گو آنکھیں کھلی ہوں۔ سامنے سے خواہ کچھ بھی گزر جائے دکھائی نہیں دیتا
کان اگرچہ کھلے ہیں مگر شور و غل سنائی نہیں دیتا۔ وہ یہی ہے کہ تمہاری توجہ اس طرف نہیں جو۔ اگر اشکال اور آواز تم سے علیحدہ
کچھ حقیقت رکھتے ہوں تو آنکھیں جو کھلی تھیں اور کان بھی کھلے تھے دکھائی کیوں نہیے۔ اور سنائی کیوں نہیے بعض اشکال
کی سمت میں آنکھیں کھلی رہتی ہیں۔ اور کان تو بیکے کھلے ہی رہتے ہیں مگر سامنے کی دیوار اور اشیاء اور آواز وغیرہ کھلی آنکھوں
کو نظر نہیں آتے۔ اگر ساتھ ساتھ لیٹ جائے معلوم نہیں ہوتا کہ تقاریر سے بچ رہے ہوں سنائی نہیں دیتے۔ وجہ یہ ہے کہ کل
مستی تیری ذات پر قائم ہو اور تیرے کُن کی محتاج جو۔ زمانہ بچپن میں۔ آنکھ۔ کان۔ اور سب حواس کھلے ہوتے ہیں۔ لیکن کان
گھر در و دیوار وغیرہ اسمائے اشکال نام روپ کچھ نہیں ہوتے۔ خوشبو و بدبو نہیں۔ اگر یہ اشیاء دامندہ (ساکشی) سے علیحدہ ہو جو
رکبتی ہوں تو بچے پر بھی اپنی موجودگی ظاہر کر دیتیں۔ چونکہ دامندہ بننا اور انکا موجود ہونا لازم و ملزوم نہیں۔ کشتی میں سرکشی جو
عالم و معلوم کچھ بھی جدا نہیں۔

مقرر ص - پتھر سخت ہو کیا اسکو سخت میں نے بنایا؟ جواب ہاں تم خود اسکو دبا کر کہتے ہو کہ سخت جو۔ سخت پن تم سے باہر نہیں
مقرر ص - جو کہ انسانی جسم میں ہڈیوں۔ پتھروں وغیرہ کی ساخت ہم بناتے ہیں وہ تو پیلے ہی جوتی ہے۔

جواب - جسم انسان تمہارا ہے کسی غیر کا تو نہیں۔ اس جسم میں ہڈیوں۔ پتھروں وغیرہ کی ساخت تم سے سرزد جوتی ہے۔ تم کو کہنا

اور کشتی میں وہ نول حالتیں بیداری و خواب نہیں رہتیں تو اس حالت میں سچا کس طرح کہا جاسکتا ہے؟ فتویٰ

تاشا خواب کا دنیا کو سمجھو	کبھی یاں ام الفت میں لہجو	یہ تین ہونے والی ہے علم و ناپاک	تری روح حین علم و باقی پاک
مشائے تن ہو خانی تن کی منت	لگا ہوا یاں باقی سے محبت	انایت تجھ سے رہو دور	ہوا و حرم سے دو دم رہو غور
جسٹانیک ہونے کی صدا ہو	اسی کوشش میں تیرا کھانا	اگر دو دم ترا نیکی عمل ہو	تو پھر دنیا کے غم سے کیا خلل ہو

مسدس

آئے تھے غالی اتھ چے غالی اتھ پیر	تن پر ہوا پلٹ نہ جوتی نہ پاگھر	دنیا نہیں جو ہائے قیام او ساغر	باز ہو کر کٹھری سمیٹو کہ دن ہوا
جان زری کو کہتا ہو کیوں تہا مانع	تن تک بھی تو نہ جاگتا ہاں تیرا کھانا	یہ خواب کا تاشا جو یاں دل نہ باندھا	آب سرب خاصہ کی یاں دل نہ باندھا
دنیا نہیں جو ہائے قیام او ساغر	باز ہو کر کٹھری سمیٹو کہ دن ہوا	گرداب خیال میں نہ بھلاکتی موت	ہم آہیں تاشا جو یاں س نہ باندھا
آگیا صاحب یاں سویر آفر چلا گیا	دو چار در در بچے مسافر چلا گیا	دنیا نہیں جو ہائے قیام کت آندہ	باز ہو کر کٹھری سمیٹو کہ دن ہوا

خط و خوراک و جس وقت تمہارے والدین نہیں کھلاتے تھے پیار کرتے تھے۔ بلائیں لیتے تھے وہ حالت اس وقت خواب کے
لٹا رہے سے کم نہیں ہے۔ اور سوچ جس وقت تمہاری شادی ہوئی کیا تلخ تاشا رنگ رلیاں تھیں اس وقت تاشا خواب
کی مانند ہیں یا نہیں۔ فکر کو کام میں لاؤ تمہارے والدین و بھائی خد و عورت کچے جب حیات تھے اس وقت وہ مانی پہنچ خیال میں آتے
ہیں یا نہیں۔

غزل

سرے دنیا ہے کچھ کی جانے	ہر ایک کو خوف و بیم ہے	رہا سکندر یہاں نہ دارا	رہا فریدوں یہاں نہ حمزہ
سافرانہ منکے ہو اٹھو	مقام فردوس ہو ارم ہے	سفر ہے دشوار خواب کتبک	بہت بڑی منزل عدم ہے
	مکت آندہ جاگو کر باز ہو	آٹھ سو بتر کرات کم ہے	

در بھماش تن ملو اسد میتو ہے آئے
میرا میری مان کر کما من میں رہو بھول
کیا سو سے کھ نیند میں منزل تیری دور
یہ جگ سپن سرے جوں بے مسافر آئے
یہ جگ سپنارین کا بھائی بند پر وار
راون کنس دودھ پر ٹپند راج کتے پر نور
چیت سو پر یا دور سے بر تھا جیون جائے
ماٹی کو سب کیل ہے انت و حول کی دھول
مکت آندہ جاگ رہے چلن تلخے ضرور
پات ہوت رنجائیں گے ات و ت پنجی ضرور
مکت آندہ ک آئیکھ کھول چھوٹا سکل پچار
آئے دوسرے کال سے بچے نہ لگی دھول

دینا سچی کس طرح نہیں ہے؟ { جواب } جو چیز ست ہو وہ ہر حالت میں پریشکشی ہے۔ چونکہ یہ جگت بہن دہشتی

چلے پر لگا کر پریم کی آگ میں پکایا جائے پھر شرارت کے بدن میں لکھ کر صبح شام اذنان کے چھو سے گنتہ سہادت کے ساتھ
لوش جان فرادہ میں پریمیز ترشی حق فراہوشی رشتہ کی مچ۔ روشن اشکار شیرینی لوبہ و مودہ۔ بدھیتی مگرمی کام خواہش
لئے کاستہ خوراک۔ دودھ نیکستی۔ کچھڑی۔ احسان مخلوق خدا۔ پاکیزگی و روحانی صحت +
پس اس نسخہ کا استعمال تا صحت عمل میں لاکر خوش باشی و شانتی کے دیبا میں غوطہ کھایا کرے۔

قسمت کس کو کہتے ہیں اور تہذیب و تمدن میں کیا فرق ہے؟ { جواب } قسمت تو

ہی۔ اور تہذیب و تمدن مال کا تدارک جو در نہ دراصل ان دونوں الفاظ کے ایک ہی معنی ہیں۔ غرضیکہ تدارک وہ پیر کو ایک ہی جہنم پائے
اور انسان کو چاہیے کہ تہذیب میں مصروف رہے۔ وہ تہذیب سے کہ دنیا کی محبت سے باز رہ کر صحبت مہرمان و گلیا نیان اختیار
کر کے ان کے سخاوت پر غور و غوص کر کے عمل پیرا ہو اور من کو قابو میں کر کے اپنا وقت تنہائی میں گزارے اور اتنا کام دیکھ

کس کے نجات ابدی حاصل کرے۔ ابیات		غیر حق امید ہی وہ دریم دل چل	میکشی جو غور و غور سے خطا بطل چل
از باطن جو گشتی و گریہ و گشت	زور ہے پنداری ازین نمل چل	تمامہ وہ گل ہزار آذین و جہت	کہ سہا نص و رکنی کام عیار نیچا
چشمان ان کو بطن ملت و پائے کئی	زور ہے صبح کن آغیز تا فرست	یہ نور ہار جانی لطافت حق کن	کہ چہ نکاح چکرہ و غم ہی گرد
اور تہذیب کا رخود ازابت نہیں	زان پیشہ کہ خاک غدا ہی زیر پاییں	بسیاں گزراں نینا لایم و نوا	کنج رف میں شہر آب زندگانی
پہن پہن شد و تہذیب و تمدن	مہر چوں شن شود بیل و چیدن	اگر وطن مقام رضا تو انی کرد	غبار عا و را تو تیا تو انی کرد
مردانے سفید کی نموداری ہے	دنیا سے بل بکین کی تیار ہے	ہیں صبح اجل کے ستار کیہ بال	ہو شیار ہو کئی وقت ہو شیار ہی چل

یہ سنساری یعنی نیا صناعت سے نمودار ہے جو جھوٹا یعنی مہتیا کس طرح باور کیا جاسکتا

{ جواب } جو کہ ہر ایک شخص روز و رات میں ہر ایک شے دیکھتا ہے اور اس وقت یہ خواب ہیں کہ کوئی دوسرا وہاں نہیں ہوتا ہے
جس طرح روز و رات میں ان ہر ایک چیزوں سے بلاں کرتا ہے خواب میں بھی اسی طرح محسوس کرتا ہے۔ اور ہوتا ہے۔ صرف ایک
تن تھا۔ مگر ایک دنیا پیش نظر ہوتی ہے۔ یہ صریح اگر بہ نظر حقیقت دیکھا جائے تو یہی کیفیت اس سنساری دنیا کی جو ہے سہا
بجھت سمجھ رہے ہیں خواب کے نقشوں کی طرح جو تہذیب و تمدن میں گمان میں برہم میں نمودار ہو رہا ہے وہ خواب کی طرح ہے
(۳) اسی وہ شے ہو سکتی ہے جو تینوں راہ میں ثابت و قائم رہے۔ یہ دنیا بیداری میں دکھائی دیتی ہے۔ اور سہتہ میں بھی
نخلت میں دکھائی نہیں دیتی اور خواب میں جو دکھائی دیتی ہے۔ وہ سینہ کے تہذیب کا طرح ہوتا ہے جو کہ خواب میں ہر لڑی کی حالت میں

کا ہوا ضروری ہو۔ ورنہ گیان کا اسکان ہی نہیں۔ اس واسطے برہم گیانی ایک ایک گیان کے ساتھ دھرم برہم ساکشی کو جاننا چاہیے۔ یہاں یوں کہتا ہے کہ میرا شدہ گیان سروپ اتھا گیان کے ایک ایک عمل میں ہے کوئی لمحہ ایسا نہیں ہے جس میں وہ نہ ہوا اور نہ لاناہیت حاصل ہو تاہم کبیر صاحب کے کہنے۔ سادہ جوہت ہی کرو آسا

جیوت جگہ جیوت توجہ ہے۔ جیوت مکتی نہا	جیوت کرم کی پھانسی نہ کاٹی۔ سوئے موکش کی آسا
تن چھوشت جیوت کہت ہے۔ سوسب جیوتی آسا	ایہوں بلا سوئی جیوتوں نے گا نہیں تو جسم پر باسا
کوہر۔ دوڑ دوڑ پھڑے من لوبھی۔ شے نہ گریبہ تر آسا	کہیں کبیر سنو بھی سادہ ہو۔ پرہو سب کی پاسا

(جواب) جیتتا گئے آدمی کا کرتا ہو گیتا پن۔ اور کہہ دکھ وغیرہ من کے دھرم چمکے کلیں روپ ہیں اس واسطے ہی بندہ ہوا اس کا دور ہو جانا

جیون مکتی کا سرپ کیا ہے؟ { جیون مکتی ہے جس وقت آدمی پرم تو لینے سناں برہم کو جان لے تو اسے چاہیے کہ ڈنڈا تو رہنے دے اور چنپکے ساتھ چٹی کا ترک کرے پھر برہم کو اچھی طرح جان کر ہر چیز کا ترک کرے پھر۔ طلب کی کاٹھ آتما کے جیتن لینے ساکشی ہونے میں ٹوٹ جاتی ہے اور تمام شکوک رفع ہو جاتے ہیں اس وقت کرم نہیں رہتے ہیں۔ سب اونچا پاد پور کا ہے۔ مگر آتما اس سے بھی پر ہے جو اس آتما کا جانا جب ہی ممکن ہے جب یہ شکوک رفع ہو جائیں کہ آتما ساکشی ہی یا نہیں۔ اگر ساکشی ہے تو برہم ہی یا نہیں۔ پرم ہے تو اس بدی یعنی عقل سے جان سکتے ہیں یا نہیں جان سکتے ہیں تو صرف جاننے سے ہی موکش ہو سکتی ہے یا نہیں۔

کرم وہ ہیں جنہوں نے موجودہ جنم دیا ہے اور آئندہ جنموں کے کارن بن گئے۔ یہ تینوں اودی کی کاٹھ یعنی شکوک اور کرم آتم درشن سے ناش ہوتے ہیں۔ اپنڈوں اور سرمد بھگوت گیتا میں یہ مضمون بار بار آتا ہے کہ جس برہم گیانی کو اپنے شدہ گیان سروپ آتما میں ہنکا یعنی خودی و محدودیت کا دھم باطل نہیں ہوا عقل کی لوٹ یعنی شک و شبہات نہیں ہیں وہاں پن سے بانڈا نہیں جاتا۔ اور کرم گئے پھل نہیں پھتے۔ یہاں پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ جب مروت حال یہ ہو کہ جگیا س کے سفلیاس کے پھل تو

گیان سے آئندہ جنم نہیں ہونے پانینگے اور موجودہ جنم کے باقی کرم بھوک کے بذیر ختم نہیں ہو سکتے تو پھر گیانی کے سناں حاصل ہی کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ گیانی کا سفلیاس جیون مکتی کا باعث ہو کر ناس ہے جس طرح جگیا۔ سفلیاس گیان حاصل کرنے کے لئے ہے اس طرح گیانی کا سفلیاس جیون مکتی کے لئے لینے کے لئے ہے۔ ایک منہ ہے اگر کوئی اسکا استعمال کرے تو جیون مکتی کا فائدہ اٹھائے۔ برگ پرستی۔ پنج دیبا چداری۔ آؤڈ ماخری۔ بیڑہ اتفاق۔ سفوت سادگی۔ جوہر و عرق پارسیانی۔ جیلہ خرم دہی۔ غم پر الکاری۔ گل شہر میں مذہبی۔ ٹکپ ملانی۔ راج برہم و محبت۔ فرنگیش۔ ست صحبت ننگ۔ فرامز داری۔ نرگان کی دھار۔ دھرم دوایا کے کاسٹے سے تو کھر جاندار کی سیوا۔ کار۔ وہ یہ یاد دہانی میں عشق الہی کے

کہیں سوچ ہو کب کیا تیرے طہر واپاؤ کھلا یا
 تو ہی باطن میں پنہاں ہو تو ظاہر ہر رکناں پر ہے
 تیرا ہی حکم ہے اندر جو برسا نام ہے یہ پانی
 تجلی آتش سوزاں میں تیری ہی ہے نزلانی
 تو ہی باطن میں پنہاں ہو تو ظاہر ہر رکناں پر ہے
 تو ہی آنکھوں میں نور ہو کہ ہوا پھر چکا ہو
 تیرے ہی نور کا طہر ہو قطرہ میں جو نم کا ہو
 تو ہی باطن میں پنہاں ہو تو ظاہر ہر رکناں پر ہے
 کہیں ملاؤں نذیریں بال بکری حق کرتا ہے
 کہیں ہو فاختہ گو کو کی سی آواز کرتا ہے
 تو ہی باطن میں پنہاں ہو تو ظاہر ہر رکناں پر ہے
 کہیں شاہیں بنا شوہر کہیں شکر ہے ستا
 لشک سے چال چلتا ہو کہیں عشق جانا
 تو ہی باطن میں پنہاں ہو تو ظاہر ہر رکناں پر ہے
 تو ہی یا قوت میں روشن تو ہی پیکر لوح اقدس
 تو ہی کہ سارہ ہو دیباہیں - تو دیوار میں دریں
 تو ہی باطن میں پنہاں ہو تو ظاہر ہر رکناں پر ہے

برہم کے انوہو ہو نیکا کیا طریق ہو؟
 لہذا نذیری اور ہوا ہوس سے منہ موڑ ہر چیز کو اس نظر سے

دیکھے کہ میرا اپنے آتما کا اسی طرح سراپ ہو جس طرح خواب کی
 ہر ایک صورت خواب میں کی ذات محض ہو جب سب میں آپ کو اپنے آپ میں سب چیز نظر آئے گئیں اس وقت اپنے

آپ کو لافانی انوہو ہو کر دے۔ اور یہ حالت زندگی میں ہی ہم پہنچانی چاہیے۔
 (۲) تمام چیزیں نام اور صورت کے مجھوئے خواب کے نقشوں کی طرح جھوٹے ہیں۔ انکا انوہو ہو جب ہو گا گیان میں ہو گا۔
 گیان برہم کا سراپ ہو۔ پس جس جس نے گا گیان تو تہا ہے اس ایک ایک گیان کے پس پشت جہتیں یعنی شہہ ساکشی

ہیں سب برہم ہیں۔ خویش و اقارب ہیں تو برہم۔ حاکم و محکوم ہیں تو برہم۔ محبت کرنے والے و کھینے والے ہیں تو برہم۔ اُسکے قلم و تلوار میں تو برہم۔ لایع و گلزار برہم۔ اُسکے لئے تو برہم ہی فقیر کی گدڑی ہے۔ سارا گہرا جاندو برہم ہے اپنی تو سحر ہے یہی اور شام یہی ہے

فقیر لا پرہ اور گدے شاہنشاہ اپنے تجربہ سے تصدیق کرتا ہے کہ ایک ہی ذات مطلق ہر رنگ میں خود اور ہو رہی ہے۔ وہی سرخ جگر کچتا ہے۔ وہی بھر ظلمات میں اچھلتا ہے۔ گل میں۔ خار میں۔ آب میں۔ غار میں۔ شہر میں۔ صحرا میں۔ ہر مکان و ہر زمان میں ایک ہی ذات مطلق بلا تقسیم علیہ کناس ہے۔ اس ایک ہی اندھا علی دہاری کی چلدر دھیلے میں سے ہر شے برآمد ہو رہی ہے۔

تسریہ انپشد۔ انج سپان۔ آنکھ۔ من۔ بانی۔ سب برہم ہیں۔

شرقی۔ برہم و یکیتل۔ برہم ہی منشا ہے۔ برہم ہی سونگھتا ہے۔ چھوڑتا ہے تو برہم۔ سوچتا ہے تو برہم۔ بھجتا ہے تو برہم۔ غرق ہوتا ہے تو برہم۔ دید و شنید و بغیر قیاس میں آتا ہے سب برہم ہی برہم ہے۔

نہ آسمان و نہ آفتاب و نہ دہریں	نہ انجم و نہ ملائک نہ کس عیاں نہ نہاں
نہ دوزخ و نہ بہشت و نہ ملکستہ ملکوک	و نہ یکے ست کہ در جلاظا ہرست نہاں
و نہ کون دوست و نہ بلعجبال ہٹاں	نہ عقل و نہ اند نہ دہم نہ خرو نہ بیاں
چگونہ عقل پر دے کمال حسرت دوست	نہ ظاہرست نہ باطن نہ آشکار و نہاں

چشم بینا ہر کردار و درجہاں	انہیں ہر ذرہ حق و جہد عیاں
شد جہاں مینہ رخسار و سوت	ہر دو عالم حقیقت کس است

آپ ہی کو دیکھنے کو۔ آپ ہی ترگن بیو	ست برج تم ہوئے۔ جگت کو پہاڑ ہے
کوڈا وچ۔ کوڈیچ۔ کوڈ راؤ۔ کوڈ رنگ	کہوں داس۔ کہوں شاکر۔ آپ ہو پدما دی ہے
پن پاپ بھاؤ کر۔ کرم کو۔ بھاگ بیو	کرم۔ او پاسن۔ کہوں گیان جو دپاڑ ہے
تین گن آپ بیو۔ تیوں سے ورجک	مکت آتند آپ مان۔ آپ ملیا نہ تیارو ہے

نصیر بند گیا تیرے قدر قامت کا دل میں جب	تری تصویر ہی آنکھوں میں مردم بن کے پھرتی ہے
خدا جانے یہ کیا نشہ چھا آنکھوں میں میری ہے	ہر دیکھوں گود ہر بار سے تری تصویر پھرتی ہے
کہیں کیوں ستارہ ہو کے اپنا گور چکایا	دھل میں جا کہیں چمکا کہیں مریخ میں آیا

ماجرے البتہ ایک مثال سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ ایک فقیر کی گدڑی چوری ہو گئی۔ چورائی کس نے کانسٹیبل سے بطور مقرر کے دیا بطور امتحان، فقیر پولیس اسٹیشن کے قریب ہی رہتا تھا۔ سوج میں آ کر تھانہ میں رپورٹ لکھوائے گیا۔ اور پکارا۔
بیس گٹ گیا۔ میراگل مال چوری گیا۔ مال مسروقہ کی رپورٹ

داروغہ۔ تھانہ کیا مال چوری گیا؟	داروغہ۔ اور کچھ؟	داروغہ۔ اور کیا؟
فقیر۔ بکچہ۔ ایک قرضائی گم ہو گئی جو	فقیر۔ کوٹ اور اٹھ گھا۔	فقیر۔ ہاں چھتری بی جاتی رہی ہے
داروغہ۔ اور کچھ؟	داروغہ۔ اور کیا؟	تھانیدار۔ بس اتنا ہی اور تو نہیں؟
فقیر۔ بچھونا۔	فقیر۔ بھیکہ۔	فقیر۔ بندہ ہوتی، سب چوری گئی جو
داروغہ۔ اور کیا؟	داروغہ۔ اور کچھ؟	تھانیدار۔ خوب یاد کرے۔
فقیر۔ پادر۔	فقیر۔ آسن۔	فقیر۔ آور۔ آور۔

وہ کانسٹیبل بھی جسے چوری کی جتنی پاس ہی کھڑا تھا۔ جبکہ مال مسروقہ کی اتنی لمبی فہرست سنی تو وہ بے اختیار ہنس پڑا۔ اور
فقیر کو ٹھکانہ لہجہ میں بولا۔ آور۔ آور۔ بولے جاتا ہے۔ تیرا مال مسروقہ بس جتنی گنا کہ نہیں۔

تیری جھونپڑی ہے کہ سوداگر کی دوکان۔ اتنا اسباب اکہاں سے گیا؟ یہ کہہ کر کانسٹیبل فقیر کی گدڑی اٹھا لایا۔
اور داروغہ کی طرف مخاطب ہو کر۔ حضور بس اتنا تو اس کا مال مسروقہ ہے۔ اور اسے اس قدر لمبی رپورٹ جمع تو کر رکھی
تھانیدار۔ کیا یہ گدڑی تیری ہے؟

فقیر۔ ہاں میری ہے۔ اتنا کہہ کر چٹ پٹ گدڑی کندھے پر ڈال۔ تھانہ سے باہر دوڑ چلا۔ تھانیدار نے سپاہیوں کو
حکم دیا کہ اس فقیر کو گرفتار کر لو۔ جاتے ندو۔ اور فقیر کو دھمکا کر کہا کہ تیرا چالان ہو گا۔ جھوٹی رپورٹ کیوں لکھوائی۔ کیا بھوکا
دھوکا نہیں دیا۔ فقیر جو حیم و جان کی فکر و نیکو کفر و ایمان سے بالکل آزاد تھا۔ گرفتار حیم و رجا تھانیدار کی دہکلی کو کیا بھجھتا تھا۔
ہنس کر جواب دیا کہ ہم جھوٹ بولنے والے نہیں ہیں۔

اور چٹ پٹ اس گدڑی کو اوپر اوڑھ کر بتایا۔ کہ یہ دیکھو میری رضائی۔

اسی گدڑی کو نیچے بچھا کر بتایا۔ یہ دیکھو میرا بچھونا۔

اسی گدڑی کو دھوپ میں سر پر رکھ کر کہا۔ یہ دیکھو میری چھتری۔

اسی گدڑی کو تکر کے زمین پر ڈالا۔ اور اوپر پھینک کر کہا یہ دیکھو میرا آسن وغیرہ وغیرہ۔

وہ شخص جس نے پشت پناہ و تکیہ گاؤ عالم (برہم) خدا کو جانتا ہے اس کا نسب ہی کچھ برہم ہی برہم ہو گیا۔ ا۔ باپ۔ بھائی۔

جو شخص گمانی بزد گمانی بلکہ خود غرض اور نفس پرست ہو گا کیا حال ہو گا

دجواب ایسے لوگ آتم جیسا رہتے ہیں یعنی اپنی آقا کو مارنے والے یا یوں سمجھو کہ اپنے آپ کو بچاتے نہیں ہیں کہ میں شہداء
وہ گمانی سروپ ہیں اس لئے ایسے لوگ آتم جیسا رہتے ہیں جو سخت اندھیرے کے لوگ ہیں انہیں رہینگے اور جو گمانی
پنہنا لیں گے ہوئی وجہ سے ہمیشہ شامنی سے دور رہیں گے اور وہ کہہ اٹھتے رہینگے +

بشر کیا کرشی کہ تباہے تھوڑی زندگانی پر	ظفر	غور اسکو بجا دیتا ہے قصر آسانی پر +
گمان عمر ابد کا کرتا ہے دیکھے فانی پر		نہیں یہ جانتا میں بلکہ ہوں یک نی
فضا کی موج سے جو ایک دم پامال ہوتا ہے	دیگر	لب ساحل سے ٹکر کر پریشاں حال آج
نہاں بیٹے نہ دوست دشمن نہ عاشق اور نہ صنم کسی کے	دیگر	عجب طرح کی ہوئی فراغت نہ کوئی ہمارا نہ ہم کسی کے
جہاں کا ٹوٹکا جگ جگ جو عزیزا	سنبھل کر پاؤں ہڑانا پناہ جا	کہ صحبت سو ہوتی ہے تباہی
اگر صحبت کا جو دنیا میں ہر جا	رہو نیکیوں میں ہی ہو ورنہ تنہا	انانیت کو سب ل سے نکالو
تعلق سے جو آزاد گھر میں	بے مرغانی جون دریاے نہیں	حقیقی فکر کہہ تو دل میں جاوید
حقیقت داں کی باتوں پھرتی جا	شہادہ روز تو سن کر حق کر	منور ہوگی تیری اسنے خاطر
ہمیشہ چشمہ دل میں غسل کر	جھاو لگی تیش کو لے براؤ	صفائی دل کا پاؤ دیکھا کر تو
ہمیشہ رکھ زباں پر اسم غظم	طبیعت تاکہ ہوشے تیری حکم	کہی این ام الفت میں نہ الجھو
پتن جو فانی دے علم و ناپاک	تری مع حسین علم و باقی و پاک	لگا جاناں باقی سے محبت
انانیت تکبر سے رہو دور	ہو او حرص سے زود اٹھاؤ	اسی کوشش میں دل تیرا لگاؤ
اگر آتم تیرا سبکی عمل ہو	تو پھر دنیا کے غم سے کیا غل ہو +	آیتا دو بیاباے دوم منتر ۲۴۲ میں سری جگنن فرماتے ہیں -

طالبان میش جنت - عقل سے نا آشنا		یوں بتاتے ہیں خلاصہ وید کے اسرار کا
عشرت و تن پروری ہے زندگانی کا حصول	ظفر	اس سے اعلیٰ ساری دنیا میں نہیں کوئی ہول
سر سدر رسد و علم بحث - طاق در و اف		چہ سود چوں دل و انا و چشم بینا نیست
سرانے قاضی نیر و ارچہ شیخ کرم است		خلافت نیست کہ علم لطف در انجان نیست

ادویت باوی کی کیا تعریف ہو؟ (دجواب) ادویت باوی کی تعریف میں زبان گنگ اور ظم

عشوس ہو تو سب کو چھوڑ دو ترک کر دو اور اپنی آتما کو بچاؤ۔ اس سے ظاہر ہے کہ آتما سب سے زیادہ عزیز و پیارا ہے۔ پس آتما کو سب سے زیادہ پیارا انسان کر اسکی آتما سنا کرنی چاہئے اور وہاں آتما ہی ہے۔ شرعی بہوانی اس کے دو پہل ہی بتاتی ہے کہ جو شخص سولے آتما کے اور کسیکو پیارا بتا لے اگر اسکو شاپ دیوے تو اسکی پیاری چیزیں نہیں دے سکتے۔ اور سولے پہلے یعنی ماں باپ بھائی بہن وغیرہ وغیرہ پوری عمر نہیں پاسے بیچ میں ہی مر جاتے ہیں۔

اصلی مسکن کون ہے جہاں ہمیشہ سستے ہیں اور سطح ملتا ہے؟ اصلی مسکن وہ ہے جہاں دن ہے

نہ رات نہ سردی نہ گرمی نہ مذہب نہ ملت نہ مذہب نہ خدا نہ استاد نہ شاگرد نہ باپ نہ بیٹا نہ گیان نہ اگیان نہ کچھ اختلاف ہے نہ کیا فی نہ دنیا ہے نہ آخرت۔ نہ میں نہ تو۔ غرض کہ وہ مکان دائم و قائم ہے وہاں چون و چرا کی گنجائش نہیں ہے۔ اسکو صرف صرف محض محض کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ اور ہم سب لوگ اسی جگہ کے متوطن ہیں۔

اسکی حصول کی واسطے طالب ارادہ مند و معتبت ہو نہ دنیا سے دل بڑھتے ہو کر عارف کامل کی خدمت میں جانا ہو اور اسکی ہدایت سے راہ راست پا کر مسکن مذکورہ بالا کی طرف طبعیت لگتا ہے سو وقت عارف کامل اپنے ہمراہ دنیا کے تمام ازار سے نکال کر باہوت کے دیو پر پہنچاتا ہے۔ جہاں بالائیکین و کمین ہمیشہ سرور ابدی کا لطف حاصل کرتا ہے۔

دکھتہ آتش دلی و منتظر ۵۰ نہ وہاں سرج چمکتا ہے نہ چاند تارے نہ بجلی بجلا آگ کا تو کیا کہنا ہے۔ اس رخشاں و درخشاں کے سہارے ہی سب چیزیں رخشاں و درخشاں ہیں۔ اسکی ہی چمکتے یہ سب چمکتے ہیں۔

بمجموع باب سہ ہندو دھرم پر رہا ہے

ناکھ مایا سنا سنا کلج کارن سون ہے حمارا
چندر بھان در سے نہیں تاراجت چوت روت پو بیجا
دیشا دشون و دغہ ہما سنا ہی ایک ہو و پ جلا
جیو پچم میں یہید نہ آکھو بریم پونیت ہی رس ہاکھو

صفات انذات و ذات از وصف غیر	نور ساختہ لوح و قلم را	ز غلبت چوں اصبلا نہ علم را
بجز دانش نہ دانش نیست ماہر	چہ باشد جسم جان عکس صفاتش	جہاں جسم جان مرآت دانش
ز باطن ظاہرش چون گل شکفتہ	لباس ظاہری در بر کشیدہ	ز باطن ظاہرش چون سر کشیدہ
منع مارا نمود از بودا و شد	و عکس ماہ پدیاں با سہ روش	و عالم صیبت عکس نور روش
ہر حق است و حق از حق ہویدا		
بجز حق نہ خدا نیست پیدا		

جو حیات اور اوقویا دونوں کو ایک ماننا اور یگانہ نہ کرنا چاہتے تھے۔ اور یہ ماننا کہ میں برہمن ہوں۔ اسی طرح کئی طرح کے شک اور کم اور ایسی سمجھ کر میری خواہش پوری نہ ہوئی۔ اور یہ پیدائش و موت سب بندہ ہیں۔ گیان سے ان سب بندہ ہوں کا راضی ہو جانا ہے۔

(۱) آج یہاں جو اس سیم میں آتا ہے اس کا ماننا ہے اس کی اور یگانہ نہ کرنا چاہتے ہیں۔

(۲) جسکو رنگین سرگن برہمن کا گیان ہے اس کا نہ کوئی کرم رہتا ہے اور نہ شبہ اور نہ اودی کی گانٹھ۔

(۳) برہمن ست جو گیان کہہ رہا ہے۔ انت روپ ہے۔

(۴) جسم میں آہستہ برہمن کو جاننے والے کی ایک ہی وقت میں سب خواہشیں پوری ہو جاتی ہیں۔

(۵) آتما کو جان کر موت کا ڈر نہیں رہتا۔

(۶) جو من سے رہت سدا پوتر رہتا ہے۔ جو اس پر کو پہنچ جاتا ہے جہاں پہنچ نہیں۔

(۷) جو یہ ماننا ہے کہ میں برہمن ہوں وہ سب روپ ہو جاتا ہے۔ برہمن کا جاننے والا برہمن ہی ہے

غیر نرکون جو ہمیشہ ساتھ نہ جاتا ہے (جواب) اپنا آپ غریب وہ جو اپنے ساتھ اس قدر ملحق ہو جیسے

سمجھنا چاہئے کہ جیسے محبوب و سایہ۔ نہ کہ ماں۔ باپ۔ بھائی بہن و لڑکا و چور۔ جس قدر زیادہ قریب تر جوشے ہوگی وہی غریب ہوگی۔

مثلاً ولایت جاپان ملک ہندوستان سے دور ہے غریب نہیں ہے۔ ہندوستان ہی جہاں جہاں رہتے رہتے ہیں غریب ہے۔

ہندوستان میں اپنا صوبہ جس میں خاص کر سکونت ہو مقابلہ ہندوستان کے غریب ہے اور مقابلہ صوبہ کے اپنا ضلع غریب ہے اور ضلع

میں اپنا شہر اور شہر میں اپنا محلہ۔ اور محلہ میں اپنا قبیلہ جس میں ہر وقت رہتے اور کام کرتے ہیں۔ غریب ہے۔ اور اپنے کنبہ و خیل میں

اپنے لڑکے بالے سگراں سے بھی پیارا جسم ہے۔ اور جسم سے بھی پیاری اندریاں ہیں جو کہ بہت ہی قریب ہیں۔ مگر اندریوں سے

پیاری کوئی چیز ہے جو کہ اس سے زیادہ قریب تر ہے وہ اپنا آتما ہے۔ کیونکہ اگر ماتھیاؤں میں یا کہ کسی دیگر اندر میں تکلیف ہوتی

ہے تو کہا جاتا ہے کہ اسکو کاٹ دو وٹھ کر دے۔ پس یہ ”میں“ جو اپنا آپ جو غریب ہے مثل شہر جو کہ ایک شخص اسکو

گیا واپس مکان پر آیا تو پتا چڑھتا ہے کہ اس سے صاف کیا۔ یہ کیوں اس قدر قیمتی و حلالہ سے جو ان کیوں صاف کیا۔

تحقیقات سے معلوم ہو کہ یہ دو مثال باپ کا تھا۔ اپنا تھا۔ پس اس سے صاف ثابت ہوئی کہ اپنی چیز ہی غریب ہوتی ہے۔

حاصلوں کا قریب جو کہ ایک کی بہتری کے خیال سے گاؤں کو چھوڑ دو۔ گاؤں کی بہتری کے خیال سے شہر کو شہر دو۔ شہر کی

بہتری کے خیال سے ملک کو چھوڑ دو۔ لیکن اگر اپنے آتما کی بہتری کے لئے گاؤں۔ شہر ملک اور دنیا کے چھوڑنے کی ضرورت

ہے کیونکہ وہ ایشور پرست آتما کی اپنا سنا پیرا مان کر کرنی چاہے جو شخص آتما کو پیرا مان کر لیا سکا اور اس کے پیادے کو تار
میں جھکا کر تے۔ وہ ہیں خبر و تیلے۔ آتما غیر فانی جو شہ گمان شروپ جو۔ غیر محدود و پیرا ہوتا ہے ہم آتما کو پیرا کر کے

گیتا اور ہیلے ۹۔ منتر ۱۸

منزل مقصود مالک شاہد و پروردگار	مصدر عالم قدس اسم اعظم او نگار
تخیم لافانی کی صورت موجب خلق و فنا	میں ہی لمبا اور ماونا اور مرتبی خلق کا
روز و عدت بکثرت آوری	ایک شاہ و یار بیکتائی
ہم سوئی چرا ہم سوئی	خلوہ گر کشت دامن و مائی
ہم سوئی چرا ہم سوئی	خیر قومیت تا مائتا پسند
اد کہ برقعہ زرشے بکشتائی	چوں صواشدی نخلو بیو مقرر
خود تماشا و خود تماشا لئی	دلے شہرست صحرائی
	رجواب از کہ ماند و ہر گاہ

آتما کو کس طرح جان سکتے ہیں؟ آتما چونکہ شد و گمان سوپ انو پور سوپ جو اس واسطے آتما کو نہیں
جان سکتے جس طرح کہ میز مگر سی نہیں۔ صرنا اسی طرح جان سکتے ہیں کہ دین ہی آتما ہوں، اور اسکو زبان سے بیان کرنا
ناممکن ہے جس طرح کہ شکر گوشتی ہے مصری میٹھی ہے۔ شہد میٹھا ہے۔ مگر انکے ذائقے آدمی انو پور ہی کر سکتا جو جس شخص
نے اس کا انو پور نہیں کیا اسکو الفاظ کی مدد سے کون بتا سکتا ہے۔

گیان جلد حاصل ہونیکا طریق بتائیے؟ { (رجواب) گیتا میں سری کرشن جہا لاج اور ہیلے ۹
منتر ۳۰ میں اس طرح فرماتے ہیں۔

طالب روشن ضمیر و صادق و پرہیزگار علم کی تحصیل سے فی الفور پاتا ہے تدار
جو شخص یادانت شاستر اور گورو کے چن پر مشرور اور یقین رکھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اور امدادیاں جیت ہی ہواں باتوں
کے صل سے جلد گیان ہوتا ہے۔ اس طریق سے گیان پا کر جس طرح چلے سے اندھیرا دور ہو جاتا ہے اسی طرح جلد شانتی پالیتا
ہے۔ اسی کے ساتھ یہ بات بھی ہے۔ شک و شبہ دل میں نہ لائے کیونکہ اگنیانی جبکو شاستر کی خبر ہے اور آتما کی
اور نہ شاستر اور گورو پر اعتقاد ہے اور ہر کام میں یہ شک رکھتا ہو کہ یہ ٹھیک ہی یا نہیں۔ اسلئے یقینوں یا قیاسوں کو نہ پالنی
ہیں۔ اور جو صرف شک ہی ہے اسکو بیان اور دواں دونوں مجاہد آرام نہیں ہے بے اعتقاد کو گودنیامیں آرام معلوم ہوتا ہے
مگر لوگ میں بالکل آرام نہیں ہے۔ گیتا اور ہیلے ۹۔ منتر ۱۸

چل اور بے اعتقاد ہی کا نتیجہ ہے فنا راحت و آرام کو کھود دیتا ہے بندہ و ہم کا

پل میں جھلک اسی کی پرست پر شاہد ہکا	پل میں طرف وہ ایشور پر شاہد ہے چھایا
آکاس پر وہ شیدا سوسنے میں ہر وہ پلا	دھرتی میں اور لیلیا کیا رنگ ہے بیلا
نفرت سے دیکھناست جگ میں کی کو پیار	کہنا کت آند گیانی ہر ب میں ہر سما
ہر دو عالم در حقیقت یکس است	ہر دو عالم در حقیقت یکس است
از پس ہر ذرہ حق بیند عیاں	ہر کہ اور صورت ہر خیر و شر
ہر دو عالم در حقیقت یکس است	محکم از یوح ہستی نقش غیر
پہچاں آئینہ رخسار دوست	خاور و آکا کرکوش و فواد در جہاں
چشم مینا برکہ دار و در جہاں	دوست بیند او بود صاحب
شد جہاں آئینہ رخسار دوست	تا بہ بینی ہست کعبہ میں در
آن باہ شترسیت بازار آمارہ	خود از دست خویش خرد آمارہ
ز دلف و دوش بڑول باز مغزی	گفتم کہ گیت گفت کہہ باز کوئی
بھرم تھج کے لکھو سیارا	مغربی نے حسب حال کیا اچھا کہا ہے
زاکر خوارید کہ کوکھو پیر کے منڈک	تو ہی ہا تو ہی شند تو ہی تو ہی شکی
تو ہی چکا تو ہی مندا تو ہی تو ہی بی نیا	تو ہی لکٹ ہی ٹانی تو ہی جوڑ تو ہی
تو ہی ہر دم تو ام تو ام تو ہی ست خیمہ کالا	تو ہی کرنا تو ہی ہر تو ہی تو ہی تو ہی
تو ہی کرنا تو ہی ہر تو ہی بی تو ہی	تو ہی سن رن تو ہی تو ہی تو ہی
تو ہی اتنی تو ہی اتنی تو ہی نہت تو ہی	تو ہی تو ہی تو ہی تو ہی تو ہی
تو ہی جو سرگ تو ہا تو ہی امرت تو ہی	تو ہی مابو تو ہی مابو تو ہی تو ہی
تو ہی جگ تو ہی آستہ تو ہی تو ہی	تو ہی ہوئی تو ہی ہوئی تو ہی تو ہی
تو ہی جو یہ تو یہ تو ہی تو ہی تو ہی	تو ہی تو ہی تو ہی تو ہی تو ہی
تو ہی بنا تو ہی تو ہی تو ہی تو ہی	تو ہی تو ہی تو ہی تو ہی تو ہی
تو ہی کوئی تو ہی تو ہی تو ہی تو ہی	تو ہی تو ہی تو ہی تو ہی تو ہی
تو ہی قاضی تو ہی تو ہی تو ہی تو ہی	تو ہی تو ہی تو ہی تو ہی تو ہی
تو ہی رام اور سیتا تو ہی تو ہی تو ہی	تو ہی تو ہی تو ہی تو ہی تو ہی
تو ہی فرج تو ہی تو ہی تو ہی تو ہی	تو ہی تو ہی تو ہی تو ہی تو ہی

حکمت مرشد ہے مددگار	بیہوش بے مثال لا جواب	دشمن پرورش کردست آفتاب	ہم کہی اللہ اعلم بالصواب
خاندان کعبہ ہے دل بس پر کا	ظہر ذات وصفات کبریا	سجدہ بہت امداد دینا دلیا	سجدہ کا وہ بہت آفتاب
رہنمائی راہ عرفان میں چوڑی	راہ کب سے جو سکے یہ لہر	پیر را بگزیں کسبے پیراں سفر	بہت براہ آفتاب و خوف خطر
بات کامیری جو مطلبان فنا	کچھ تعلق جو نہ یاں لاف و گزاف	طالع ہر اندھین چوں کوہ فنا	برق اوتینغ و سحابی طوفان
حاجت مرشد نہیں جو بے سبب	آسمان گرنے سے لوفتی رب	مردی ہمسہ حاجی طلب	خواہ ہندی خواہ ترکی خواہ عرب
پیر کی گزیر گئی بقیہ پر نگاہ	پیر کو کیا کہنا ہے تیرا وہاں	اولیا بہت قدرت ازالہ	تیر جہت باز گردانہ زراہ
پانچا ای کت تو اپنی مراد	ہے ہی میں بہتری کہ لکھنا	جو کچھ نظر آ رہا ہے سو کیا ہے ؟	

(جواب) جو کچھ نظر آ رہا ہے آتما ہی آتما ہے۔ آتما نام اپنے آپ کا ہے سب اپنا ہی نظارہ ہے۔ سب کا پیارا جو سب کی جان ہے خوش سے خوش ایک میں ذات حق ہے۔ اور کچھ نہ تھا اور نہ سے اور نہ ہوگا۔ گو بصورت مختلف جلوہ نما ہے۔ مگر اسکی وحدت میں ہر موقوف نہیں جسکی تائید میں عدالتوں میں انگوٹھے کی چھاپ لیجاتی ہے کیسی مستند ہے کہ ایک انگوٹھے کے نشانات دوسرے سے نہیں ملتے۔ یہ وحدانیت ہے۔ جاہل اسکو دنیا کہتے ہیں مگر عارف کی نگاہ میں یہ ظہور جلوہ خدا ہے جو گوشے و احاطہ گزنام و وحدت کے تفاوت ہو کر بھی اصلیت میں فرق پیدا نہیں کر سکتا۔ دیدار دنیا دیدار خدا ہے۔ بغیر دیدار دنیا خدا کا دیدار ناممکن ہے۔ بلکہ خدا کو خدا ہر کریم الا انسان ہی ہے (دیکھو نظم جو آگے تحریر ہے)

عارف معرفت کے طفیل سے کل کو ذات حق یقین کر کے دائما دیدار کا لطف اڑاتا ہے۔ اگیا نی دجاہل رائل کو ذات حق سے بدلان کر ہمیشہ تکلیف اٹھاتا ہے۔ پھر بھی اتنے غالی اندھوں کی مانند ٹھوکرین پر ٹھوکرین کہاں ہے۔ اسی واسطے بظہر حقیقت عارف کو بتایا اور اگیا نی کو تائید کیا کہ بقول لیکہ شہیدہ کے بودمانند دیدار۔ جیسی شہیدی دوستھا یعنی خواب گراں رہیں شاہد کو عارف و اگیا نی برابر ہیں۔ اور انجام بھی دونوں کا ایک ہے۔ مگر درمیان میں طاقت خیال و لطف نے واحد میں کثیر کا دم پیدا کر رکھا ہے اسکو وہ کہے خدا و انجام کی طرح کیسانی سے وقت گزارنا چاہیے ہرچہ آید و نظر از غیر و شرعہ جائزات حق بود و بخیر بود

بقول جہا تھا پلٹو دس

چاہا کہ بان میں کچھ چوری۔ اور نہ کوئے دو جا	آپ ہی تھا کہ آپ ہی سیدوگ۔ کرت آپنی پوجا
آپ ہی دانا آپ ہی منگنا۔ آپ ہی جوگی ہوگی	آپ ہی بشو آپ ہی بشی آپ ویک ہوگی
آپ کا راج۔ آپ کا رن۔ بشو روپ درسا یا	پلٹو اس ڈرشت جب آنے منت کریں جب طیا
آنکھوں میں بوت اسی کی ص میں اسی کی مایا	سب تپ ہیں اسی کے جس کا ہے جگ بپایا

اس لئے گواہی میں نہیں آتا۔ اس میں شک و شبہ نہیں ہیں۔ اس سبب سے من کی رسائی سے باہر ہے اس لئے
 اہم گیان کے بغیر شخص مطمئن نہیں ہو سکتا۔ جب طالب حق عارف کمال کی سرن میں جا بیگا اور اس کے سخاں کو راست مان کر
 ارادت صادق و عقیدت صادق سے گام علم یقین۔ حق یقین و عین یقین کے درجہ پر پہنچے گا تو وہ بھی سکون و مطمئن
 ہو جائیگا۔ گورو بہا۔ گورو شنو۔ گورو دیو جیشرم۔ گورو ساکشات پرم برہم نسبی سری گورو۔ بے نیم موج کرے گورو دیو دیا کرے
 شہد شک کے کہو ہر تیرے۔ جن رب کے ہر گھٹے سے جات سوں۔ وہ کہو بھرم بہاں اندھیرو۔ بردار فیکٹا نپٹا اور ہیلے
 برہمن ۴ مقرر ۲۵۔ تحقیقات۔ ذات عظیم بے پیدایش اتما اجرام امرت ایچے برہمن۔ تحقیقات ایچے برہمن ہی وایا باشتا و دہ برہمن
 یعنی اپنے آپ کو آدمی برہمن عروس کرتا ہو تو اچھے یا بُرے کرموں سے اپنے آپ میں کچھ کمی و بیشی نہیں دیکھتا یعنی
 سکھ کہہ نہیں آتا۔ اس مقام پر پہنچنا چاہیے۔ آدمی سچ جاتا ہے تو پھر کرم اسے لبت بہیں کر سکا کرتے۔ یہ جیون کمتی
 کی حالت ہو۔ اس کے مزید سادہ من سم یعنی من کاشات رکھنا۔ دم سینے اندریوں کا دمن یا ضبط کرنا آپ رتی یعنی بیٹوں سے
 سیری۔ تمکاشا یعنی سکھ و کمہ کا سہ لینا اور ان سے نہ گھبرانا اور سادہ ہی یعنی سب حرفت سے چپ ہٹا کر ایک برہمن میں لگائے
 رکھنا ہیں۔ یہ کوشش کر کر کے ہم پہنچے پائیں۔ ہم پہنچ گئے تو آدمی آتا ہے یعنی بدی سے آجا کو یعنی اپنے آپ کو شوش
 کر لیا کہیں ہم غامی نہیں ہوں۔ بلکہ شاد۔ مہر۔ مکت آتا ہوں۔ اور اپنے آپ ہی کو نہیں بلکہ سب کو آتم روپ دیکھے گا۔ یعنی
 جو کچھ ہے سب میں ہی ہوں۔ یاں کا تیجور ہو گا کہ پاپ اسپر تا دہیں ہو سکے گا اور پچھتاوے سے اسے نہیں جلا سکے گا۔ اتنا
 وہ خود پاپ پر قابو ہو کر آت جلا ڈالے گا۔ کیا وجہ کہ آیا کے کار یہ آپ اس کی نظروں میں نہیں۔ سرو آتم بجاؤ کو پہنچ گیا جو اور دونی
 تمام کمال آدھ گنی ہے پس وہ بے پاپ و بے میل ہے۔ اور دل میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں رہا ہے۔

گراں ردا سے غصہری از تیغ عفانی بری	قند حقیقت میخوری۔ بر خود ہمیں در خود ہمیں
شمسہ و خال صاف کن۔ قطع ہوا و صاف کن	موا با حقیقت باف کن بر خود ہمیں در خود ہمیں
از خود گزر در خود نگہ بنود بنود بنود بنود	نیں ہر دو بالا کن نظر بنود ہمیں در خود ہمیں
از خود اگر کیسو شوی بے خود سر اپاوشوی	از سوائے خود بے شوشوی بر خود ہمیں در خود ہمیں
جو یائے خود در خود خود را۔ خود جلوه ہائے اور	صرف نمود ما و تو۔ بر خود ہمیں در خود ہمیں
اور آقا اس سبب نشان او بے نشان میرزا	بل برتر از وہم و گماں بر خود ہمیں در خود ہمیں

شوق جو کمتی تجھے عفان کا	آمن۔ اس قول مردان معاف	ہوں اگر انسان کے گوش ہوش	غیب سے آتی جو ہر ہم بینا
ہر کہ خواہر ہمنشینی با خدا	نوشیں اندر حضور اولیا	ہمنشینی سامعے با اولیا	بہتر انصہ سادہ سماعت بے لیا

کے خیالات جو اس کے پیدا ہونے اور ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہونے کی نسبت ہیں وہ ٹھیک اور درست نہیں ہیں۔
اور علم حقیقت سے ناواقفیت ظاہر کرتے ہیں۔

مفسر محض۔ گیتا اور ہائے سما کے منتر ۱۱ اور ۱۲ سے یہ ثابت ملتا ہے کہ انسان بتل نہیں جانتا ہوتا جو اُن کا مطلب یہ ہے کہ جو انسان
ستوگن کے غلبہ کے وقت جسم کو ترک کر لے وہ عارفوں کے پاک عالم میں پہنچتا ہے منتر نمبر ۱۰۔ انسان رجوگن کے غلبہ
کی وقت وفات پا کر نیک اعمالوں میں پیدا ہوتا ہے ستوگن کے غلبہ کی وقت رملت کر نیسے جاہلوں میں پیدا ہوتا ہے +
چو لپ منتر ۱۱ اور ۱۲ کے معنی اتقدرو دیتی میں کہ عروم اُس کے مطلب کے سمجھنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ جو اشخاص کہ علم حقیقت
سے کافی واقفیت رکھتے ہیں وہی اُس کے مطلب و حقیقت سے واقف ہیں جو معنی و مد کے ضمیر اور عارفوں کے کلمات کے
موافق حل ہوئے ہیں وہ عقولات کے بھی خلاف نہیں ہیں۔ ان منتروں کا مطلب اصلی حسب ذیل ہے۔

”علم و روشنی انسان میں ستوگن سے پیدا ہوتی ہے۔ اور نہی و اشیائے دنیوی سے بے رغبتی ہونے کے سبب رجوگن نمودار ہوتی ہے جو
پس جو لوگ ستوگنی غلبہ کی وقت جسم ترک کرتے ہیں وہ ستوگن میں جذب ہو جاتے ہیں وہ عارفوں کا پاک طبقہ ہے اور حصہ ہوا
کے پابند گزار رجوگن کے طبقہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ جہالت اور نارسائی توگن سے پیدا ہوتی ہے اسلئے مرتے دم تک
جہالت اور نارسائی سے رہائی نہیں پاتے انکی صفات و سمیہ توگن کے ادنیٰ طبقہ میں جذب ہو جاتے ہیں غرضکہ وقت وفات
انسان کی جو صفیتیں ہوتی ہیں وہ اُس طبقہ میں جہاں سے کہ انہوں نے نمودار پایا ہوتا ہے کچھ باقی میں معنی جزو سے کل
کی صورت اختیار کرتی ہیں جس طرح کہ کہا ہے کہ

مانی کی مائی نیراگن بل پون پون کی پون ہوئی اب کس سے پوچھوں کون ہوا اور کس کو کہتے کون ہوئی
پیارے سالک یعنی طالب استماع یعنی آواگون کا مسئلہ بعض متقدمین نے ناہجروں کی براہمنی سے بچانے کے لئے
ہجوم رج کے پیرایہ میں بیان کیا ہے مگر اہل دانش اس کو ہم ورجا سے زیادہ وقت نہیں دیتے۔ آج کل آواگون کے معنی
عام طور سے یہ لئے جاتے ہیں کہ جان ایک جسم ترک کر کے دوسرے جسم میں پیدا ہوتی ہے اور جسم سابق کے فعلوں کا
نتیجہ ہاں پاتی ہے۔ مگر اس خیال کے ثبوت میں کوئی کافی دلیل نہیں دیکھائی ہے۔ اور جو دلائل پیش کئے جاتے ہیں
وہ غور و فکر کرنے پر پایہ ثبوت سے گر جاتی ہیں +

جبکہ بندہ گیانی کو نہیں جو صرف گیانی کو ہر شخص اپنی آتما کا گیان حاصل کر کے مطمئن ہو جائے
آتما گیان غیر مرشد گوروں کے آپدیش کے حال ہی نہیں لکھنا ممکن ہے کیونکہ گیان سروپ آتما تک اندریوں کی رسانی نہیں
ہے۔ آتما بے شکل ہے صورت ہر اس نے آتما کو آٹھ نہیں دیکھ سکتی۔ چونکہ اس کا بیان نہیں ہو سکتا وہ نا قابل بیان ہے

جیسے انسان پیدا ہوتا ہے اور آتما بھی اسکے ساتھ پیدا ہوتا ہے اور جب انسان مرتا ہے تو آتما بھی اسکے ساتھ مر جاتا ہے اس طرح صحیح ہے کہ حقیقت میں آتما نہ پیدا ہوتا ہے اور نہ مرنے والا ہے یہ خیال خام ہے کہ آتما پیدا ہوتا ہے اور مرنے والا ہے جیسے گہرے کی پیدایش سے آکاں پیدا ہوتا ہے اور شاخ کے فنا ہونے سے قنا ہوتا ہے۔ اکیانیوں کی مدد شئی میں گہرے کی پیدایش و فنا آکاں میں دکھلائی دیتی ہے یہ سب مخالف و خلعت ہے۔ کیونکہ حسب ذیل چھ تبدیلی جس میں ہنوں اس کا ناش نہیں ہوا کرتا ہے۔

۱۔ پیدا ہونا۔ ۲۔ نظر آنا۔ ۳۔ جانا۔ ۴۔ ٹھٹھانا۔ ۵۔ جانا۔ ۶۔ ناش ہونا۔ آتما ان چھ کاروں سے رہت ہے۔ مثلاً خلو کی پیدایش سبب چھ کے علم سے مانی جاتی ہے اور سبب چھ کے ٹوٹنے پر خلو کی فنا مانی جاتی ہے۔ یہی تو ہم (دھرم) کو واقعہ مانتے ہیں۔ اصل خلو برابر موجود رہتی ہے۔ سبب چھ کا فنا ہو جاتا ہے۔ یہ ان اکیانیوں کا ہم بے جنہوں نے آتما کو جسم مانا ہے جس کے سبب انکی نظر جسم پر محدود ہو گئی ہے۔ گیتا میں سری کرشن بھگوان فرماتے ہیں۔ (گیتا۔ ادریاے ۲۔ اشلوک)

حق فنا سے پاک ہے باطل نہیں رہتا وجود گو فنا جسم کو لیکن بقا ہے سب ان کو اس کا جینا اور مرنا۔ مان لیتے ہیں غبی یہ کہی پیدا نہیں ہوتی۔ فنا ہوتی نہیں گردش ارض و سما کی اس کو پناہ نہیں مرگ و پیدایش سے برتر مانا ہے جو اسے آدمی جیسے پرانے پڑے دیتا ہے آثار جان بھی اپنے پرانے قابلوں کو چھوڑ کر آگ میں جلتی نہیں تلوار سے کشتی نہیں	خداؤں نے خوب کھولا عقدہ بود و نمود یہ انسانی شے نہیں تو جنگ سے بے خوف ہو زندگی اور موت سے یہ درحقیقت بڑی بری جسم میں آتی نہیں۔ اگر خدا ہوتی نہیں پیکر خاکی کے پنجے سے یہ مٹ سکتی نہیں وہ کسے دیتا ہے ایذا قتل کرتا ہے کسے اور نہ پتا ہے نیا یا کینرہ جامہ بار بار ڈالتی ہے روشنی و گہرے اجسام پر سیل میں گلتی ہو اسے سو کھڑ گشتی نہیں
--	---

سری کرشن بھگوان نے تیرہویں ادریاے گیتا میں چہتر و چہتر گیارہ بیٹے جسم و جان کی تشریح بخوبی طور سے کر دی ہے اور چودہویں ادریاے میں اس تعلق کا بیان ہے جو کہ جسم و جان کے درمیان واقع ہوا ہے اور اس تعلق سے لوازمات صفات کا جو اثر ذات پر پڑتا ہے ظاہر کیا گیا ہے۔ دراصل ذات باوجود اس صفاتی تعلق کے موجود ہونے کے اس کے اثر کو قبول نہیں کرتی اور جو اثر اس کے اثر کو اس کی شہادت سے تسلیم کرتی ہے وہ ناقص اور محدود ہوتا ہے جو ذات محیطہ ہے زوال۔ پاک اور صفات سے برتر ہے اور جو کچھ ظاہر ہو رہا ہے وہ سب صفات میں شامل ہے۔ چونکہ جان ذات کا جلوہ ہے اور جسم صفات کا کرشمہ ہے پس جان ہمیشہ جسمانی قیود سے آزاد ہے اور ایک حالت پر قائم ہے۔ جبکہ جان جسم میں مقید اور محدود نہیں ہے۔ اور پیدایش و فنا کے حیطہ سے باہر ہے تو عوام

خیالات انسان متفرق رہتے ہیں یعنی کبھی خوش کبھی رنجیدہ و کبھی رونا کبھی ہنسنا اس کا کام ہوتا ہے۔

طالب متصل اس راہ سے آگاہی فرما رہا ہے جواب جسوقت دل اس پتے پر جا رہا ہے جس کا رخ شمال کی طرف ہو تو انسان کو محاسن کا ارادہ ہوتا ہے اور علمائے شری کی طرف دل مائل ہو جاتا ہے اور اسی قسم کی حرکات کرتا اس کا اصل ہوتا ہے (۲) جب دل اس پتے پر جو کہ سمت شمال مغرب میں ہو اور اسکو بائیں کہتے ہیں سوار ہوتا ہے تو ارادہ سفر کرنے اور چلنے پھرنے اور دوڑنے اور اسی قسم کی حرکات لڑائی میں مشغول ہوتا ہے۔

(۳) اور جسوقت پتے کنول کا منہ جو مغرب کی طرف ہو اس میں دل آتا ہے تو جنتا کھیلنا خوش و غم ہونا و بیچ و بکھانا یا جنگ لڑنا۔ اس قسم کے حرکات انسان سے سرزد ہوتے ہیں۔

(۴) اور جسوقت کنول کے پتے کا منہ جو گوشہ مغرب جنوب کی طرف ہو جسکو نیرت کہتے ہیں۔ اس پر دل جلاسا کرتا ہے تو تو غمناک گناہوں کے کونے کی ہوتی ہے۔ مثلاً چوری، بکیتی، جلازی، رشوت خداری وغیرہ و غیرہ برائے صغیر و کبیرہ و اسکی تفصیل خیال کرو (۵) جسوقت کنول کے پتے کا منہ جنوب کی طرف دے لے دل مقام کرتا ہے تو انسان کو خلق آفرینی۔

غضب سنگدلی کی ہمت ہوتی ہے اور اس قسم کے سر انجام کو تعبیل کرتا ہے۔ یہ حرکت زیادہ نظر آئے وہ اپنی شرح میں صبح کو نیچے قابل (۶) جسوقت دل اس پتے کی طرف جاتا ہے جو کہ گوشہ مشرق و جنوب یعنی الگنی کون میں ہے تو دل خواب کا طالع کمالی و سستی و آرام طلبی کو چاہتا ہے۔ پس سستی و غیرہ لوازمات میں لگا جاتا ہے۔ (۷) جسوقت دل مشرق کی طرف دے لے پتے کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو انسان نفع رسانی، خلاق و نیک اعمال خاص عام کے کام انجام دیتا ہے اور اس قسم کی حرکات میں شمار کرو۔

(۸) جسوقت انسان کا دل اس پتے کی طرف رجوع ہوتا ہے جو کہ گوشہ شمال و مشرق کی طرف ہو اور وہ ایساں کے نام سے نامور کیا جاتا ہے تو انسان سے سخاوت و فضو و خیر و غیرہ کا ارادہ سرزد ہوتا ہے (۹) جسوقت دل کنول کے پتے کی ڈانڈی میں پہنچتا ہے تو تک لذات و تجرد وغیرہ کے خیالات کی خواہش کرتا ہے۔

(۱۰) جب دل کا مالک دروازہ سولہ دل پر آتا ہے اس وقت جاگرت یعنی بیداری میں تماشاجہان کا دیکھتا ہے۔

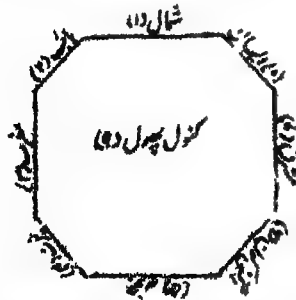
(۱۱) جب اندرہ دل کے آتا ہے تو حالت سپن کی ہوتی ہے اور خواب دیکھتا ہے

(۱۲) اور جسوقت چھوٹے سولہ میں جو کہ چاروں طرف کے برابر ہو پہنچتا ہے تو حالت بکسیت

یعنی خواب غفلت کہ بخیر عالم سے مل رہی ہوتی ہے اور آرام سے ہوتا ہے مگر خودی و غرور متا ہے

(۱۳) جس وقت آتما کو چھوڑ دیتا ہے جسکو مرتبہ تریا کا نام لگیا ہے تب یہ جیو آتما

میں داخل ہو کر آواز ناہر سناتا ہے +



پانچ پرانوں کی تفصیل اور اسکے مقامات

پران کی قسم	پران	امان	ویان	اودان	سان
مقام	ہر دے	گدا	سراونگ	کنٹھ	ناٹ

پس یہ جسم پانچ مہا بھوتوں یعنی عناصروں سے بنا ہے اور اسکے اندر پانچ گیان اندری اور پانچ کرم اندری اور چار انتہ کرک و پانچ پران ہیں۔ چونکہ یہ سب اندریاں ستہول و سوکشم یعنی بڑ ہیں۔ ان سب اندریوں کو پرکاش کرنا والا پران ہے کیونکہ اندریوں نے آپس میں بحث کی کہ ہم بڑے ہیں لیکن ایک ایک سال یہ اندریاں جسم سے باہر ہیں اور جسم بہ دستور بنارہا۔ لیکن ہر وقت پران نے باہر نکالنا چاہا تو اسکے ساتھ سب اندریاں بھی باہر ہونے لگیں۔ اسوقت اندریوں نے پران کو بفضل قرار دیا اور اپنا راجہ مان کر بھیٹ دی۔ یہ شرتی بجگوتی کا قول ہے۔

اس سے ظاہر ہے کہ پران ہی جسم کو دھارن کرنا اور تحریک پہنچانا ہے۔ اب رہا یہ معاملہ ان عناصروں و اندریوں اور انتہ کرک و پران کا پرکاش کرنا والا کون ہے۔ شرتی بجگوتی کہتی ہے کہ ان سب کے پس پشت ایک طاقت چیتن گیان سروپ آتما کی ہے کہ جس کے سبب سے سب اندریاں و پران وغیرہ کام کرتے ہیں اور وہ ذات مطلق اپنا آپ ہے۔

چکشو نہیں دیکھیں نہیں۔ چکشو کی رکھ جان جا کو بانی نہ ہے جب بانی کی جان۔	سو پر ماتم دیو تو کر نشچہ میں آن ایضاً سو پر ماتم دیو تو کر نشچہ میں آن ایضاً سو پر ماتم دیو تو کر نشچہ میں آن
مرد و تر جا کو نہ سہیں جو مرد و ترکی جان پرانوں کو جیوت نہیں جو پرانوں کی جان من بدھ جا کو نہ لگیں پرکاش چچان	

دھیہ نہیں تو برہم ہے۔ انسباسی زبان پاک و پانی بہنو ہے۔ دہرتی اور آکاس پانچ بھیسوں دھیہ سنگ گن تینوں سات آپ بھولا تو آپ میں بندھو آپ سے آپ اچھا دوتی بسا کر کہو نہ ہووے نہ باس	نت نیا۔ تو دھیہ سے۔ کرم دھیہ سب جان پانچ تھو کے کوٹ میں آن کتے ہے باس گھٹ اُپادھ سے جاننے کرت ربت اوتپات جا کو ڈھونڈت پھرت ہے سو تو آپ ہی آپ تو تو جیون مکت ہے تجو مکت کی آس
---	--

انسان گاہ خوش و گاہ بیزار ہوتا ہے۔ اسکا کلیا سب سے

دل کے اندر ایک کنول کا پھول ہے اور اسکے آٹھ پتے ہیں ان پتوں کی سیر میں دل مشغول رہتا ہے۔ اسی سبب سے

ان عناصروں کے ہر ایک کے پانچ پانچ تئو ہیں جسکی تفصیل یہ ہے

۱) اس جسم میں پانچ گیان اندری اور پانچ کرم اندری۔ اور پانچ پرلن۔ اور چار اننتہ کرن ہیں۔ جو نقشہ ذیل سے ظاہر ہیں۔

(۱) گیان اندری ۵۔ کان۔ آنکھ۔ ناک۔ قوت ذائقہ۔ قوت لاسہ	(۲) پرلن ۵۔ اپان۔ ویان۔ اودان۔ سمان۔
(۳) کرم اندری ۵۔ پانچ۔ پاؤں۔ منہ۔ آلت تناسل۔ گڈا۔	(۴) اننتہ کرن ۴۔ من۔ مبدی۔ جت۔ آبشار۔

اندھیوں کے کرموں کی تشریح سب کے صفحہ پر دیکھو! - گیتا، وہیائے ۱۲ منتر ۶

پانچ عنصر پانچ اعضا۔ دس۔ حواسِ ہولکہ	چاروت یعنی عقل و دل و خال و غلطہ	مختصہ الخاطمیں تفصیل و جامعہ کی
شوق و نفرت۔ رنج و راحت۔ ہوش و غفلت اور فدا	الہیوں کے کرموں کی تفصیل	

[illegible]

اسے کہ غم سے روپے او مید ویدم سوئو
 آخرا لامر شس بدیدم تنگنہ در کے دل
 دل گرفت آرام چوں آرام دل در گرفت
 ایک عمرے آرزو سے وصل او بودت چرا
 تاج کے سر چہم خود را بگل اپنا شستن
 آب حیواں در در دل وانگہ برے قطرہ
 مطرب آن مجلسی دف رامنہ ہر جا گرو
 ناظر آن نظری بر دار از عالم نظم
 نیست بے او بیج تاجے کو از عہد متنا
 جان من و جان تو گوئی کہ یکے بودت
 از باغ جمال تو یک بند گیا ہم من
 برگرد تو این عالم خار سردیو است
 غارت چہنیں باشد گلزار تو چوں پاشد
 خورشید بودمہ با بر چرخ حریف ایجان
 دیدم مہرہ عالم انقشے دگر گر مایہ
 ہر منس سوئے جنبش زنجیر سنے دارد
 گرد دل من ایجان مدیدہ ہی گردی
 دہیز قبا اسے جاں تو شمع نہاں تاری
 از قند تو سے نوشم پاسبند توی کو شم
 امروزمہرہ مست ز سے ہائے خدائیم

دیگر

دیگر

دیگر

ناگہانش یافتم یاد دل نشستہ زو برد
 گرچہ بیاکے دویدم روپے او کو بکو
 جاں چو باناں را بدیدہ آسودہ گشت از بوجو
 از پے آں آرزو بگذشتی از ہر آرزو
 جوئے خود را پاک کن تا آید آب آہنجو
 رختہ در پیش ہر ناداں و دانا آہر
 طالب آں باوہ بشکن صراحی و سبتو
 عاشق آں شادی برد و ز چشم از غیر او
 بے دیت چوں نیست آبے دست را از دستو
 سو گندہیں یک جاں کر غیر تو بیدام
 در خلقت ترک تو یکبارہ کلمہ دارم
 بر بوسے گل وصلت من مشتعل حارم
 لے خوردہ و لے بردہ اسرار تو اسرارم
 دائم کہ نہ بگذاری در مجلس اغیام
 لے بردہ تو دو شام ہم سوئی دست ارم
 من جنس کیم کا بجا مدد ام گرفت ہم
 دہم کہ چہ بچوئی اسے دلبر عیادم
 خواہی کہ زنی آتش در خمن و انبارم
 من صید جگر خستہ تو شیر جگر خورم
 امروز ہمہ محشم و شاہ عطا نیم

از و لبہ نشان کہ دارد	دخانہ ہے جہاں کہ دارد	بے دید جمال او کہ میند	بیرون ز جہاں جہاں کہ دارد
آں تیر کہ دل شکار دلباست	بنائی کہ آں کلں کہ دارد	در ہر طرف نے یکے نگارست	سوئی تو بگو کہ آں کہ دارد
ایں صہرت خلق حلقہ نقشنند	ہم جان مند جاں کہ دارد	ایں جلدہ گدا و خوشہ چیتند	آں دست گبر نشان کہ دارد

آسے عاشقان اسے عاشقان من عاشق بچتا ستم دیگو
 من عاشق بچتا ستم من والد و شدید ستم
 عالم نبود و من بودم - خواند بود و من بودم
 عالم منور شد ز من - آدم مصورت ز من
 قاضی من ناز و ہے - فتویٰ زمین ساز و ہے
 بر عرش و بر کرسی منم - الاصل لا یخطی منم
 زانجا کہ بیرون آدم - سرست بیرون آدم
 یر لایله - یر لا یجو - تر لا تلد - تر لا یجو
 ہم عاشق شدید ستم - ہم البسبر زیبا ستم

اپنے کو خدا یا بر ہم کہنا تو آسان ہے۔ مگر اسپر عالم جو نامشکل ہے { دراصل یہ بات

بھی ٹھیک نہیں ہے کہ کوشش کی جائے اور کت چھوڑ کر قہات میں مبتلا رہے۔ اگر فرض کیا کہ امرت دے تو نہ ہر کھانا کب وہ ہے
 جب انسان خود کو خدا بنا لے گا تو خدا کی طرح تمام ذمہ داری بھی اُس پر عائد ہوگی اور پھر کام سب اچھے ہی انجام ہونگے اور زندہ گی رہی
 دوسری وجہ جانگی بلکہ اگر کسی نابالغ کا سر بہت بنایا گیا تو اس حالت میں تہا رہے دل سے خودی کے خیالات جاتے رہیں گے
 اور وہ کی حفاظت اور کسی تعلیم اور کسی نگرانی میں گئے رہیں گے اور سوائے نیکی کے یہی ہرگز نہیں سیکھی۔ پس غمناک رہی بڑی چیز
 جو ذمہ دار نہ ہو جائے وہ ہمیشہ اچھے سے اچھے سے اچھے کام کر دے گا۔ جیسا انسان خود اپنی تقدیر کا تادیر ہوگا تو پھر وہ اپنے لئے
 خواہ بڑی پیار کر خواہ جلائی اسکو خوف کسکے اور سادہ موت کہناں ہو کون اس کا باپ لہ کون اسکی ماں - ایسا انسان
 نہ کسی پیدا ہوتا جو نہ تر ہے اسکا نہ کوئی دوست جو نہ دشمن اسکی قریب خوشی و رنج نہیں ہوتی - نیکی اثر کرتی جو نہ بدی - خواہ وہ تیرے
 یا تو اسے خواہ رسوم دنیاوی ادا کرے - پس مقصود پر پہنچنے کا یہ طریقہ جو کہ ہم برہم آسمی خود کہیں اور دوسروں سے کہلاویں
 اور یہی تعلیم ہر فرد بشر کو دیں جسقدر اس کا بیاس ہوگا اسی قدر مضبوط و طاقتور ہوگے - جسقدر زیادہ درد ہوگا روشنی پڑھتی جاتگی
 اور نہ بہرہ ور ہوتا جاوے گا۔ بالآخر اکیان دور ہو کر گیان کا نور چمکے گا۔

اگر آدمی خود ہی خدا کو خدا کو تلاش کیوں کرتا ہے اور کتب مقدس میں کاذب کتبوں یا جو کہ خدا کو تلاش کرو
 جواب ہے چونکہ انسان پردہ غفلت و مایہ سے جالت میں پھنسا ہوا ہے اسکو نیز تلاش کے کوئی چارہ نہیں ہے جو گہائی

چاہیے۔ اپنے سے اہر تلاش کرنا نادانی ہے۔ باطنی ذات جو صفات جامع در توہ زائل ہو حقیقت است لایع در تو
بر خود تو عیش بہت ہستی داری بدی حق است کہ شہ قابل و سامع در توہ گیتا اور ہیائے ۸ اشتر ہیں صاف کرشن بھگوان
فراتے ہیں کہ قلب میں ہی قادر مطلق کی تلاش واجب ہو۔

مرکز تسکین دست خلیجے بجائے گا۔

اسے دلاور ہر نفس میں لے اسی کا آسرا

ساکل کر لہو چشم دل بنیاد	دیگر چشم دلش حقیقتے پیاد	از ہر دم تو چہ نہ نالی	آخر تو باصل اصل خویش آ
دانست کہ من ظلم و دیا بستم	دانستہ جان چشم زان دریا	علیٰ بہ بیان سنگ غار	تا چند وہی غلط تو مارا
تا چند تو پس روی پیش آ	دیگر در کفر مردوئے کیش آ	در چشم تو ظاہرست یدارا	آخر تو باصل اصل خویش آ
در پیش تو نوش میں پیش آ	آخر تو باصل اصل خویش آ	چوں از بریار سرکش آئی	سرست و لطیف و دلکش آئی
تا چند بصورت از زینتی	سب رشتہ ہوہ یعنی	با چشم خوش و پر آتش آئی	آخر تو باصل اصل خویش آ
بر محسن نور حق امینی	آخر تو باصل اصل خویش آ	حتا کہ پر تو حقے تو	وز جو ہر رفت مطلق تو
خود را چو بے خودی بستی	میدل کہ تو از خودی بستی	وز ہادہ روح را دقتی تو	آخر تو باصل اصل خویش آ
وز بند ہزار دم جستی	آخر تو باصل اصل خویش آ	در پیش تو بہت جاہر باقی	شمس تبریز شاہ ساتی
عمریت کا سیہ غریبی تو	پا پستہ دام معنی تو	سبحان امد رہی روائی	آخر تو باصل اصل خویش آ
چوں گوہر کاران دولتی تو	آخر تو باصل اصل خویش آ	طوطی خوش اکامہ سنج سخن	دیگر ہم فضل انعام ہم شرف حیوانم
بشکن بدنہ کالبد را	آزاد کن از زمانہ خود را	ہم تم کو ہم نصرت ہم حجت ربانی	ہم روح ہم اہل ہم محبت دینام
رو ترک بگوئے نیک ہدرا	آخر تو باصل اصل خویش آ	ہم سایہ خویش ہم ہم زادہ جمشیدم	ہم محبت ہم جوہر ہم روضہ رضوانم
دنیا جو نیست رود بگذر	زاتوئے جان باز بنگر	ہم علوی ہم علی ہم عرش فخر شعی	ہم عامل افلاک ہم حامل ارکانم
ہیں عہد قدیم یاد آور	آخر تو باصل اصل خویش آ	یک غنیہ لا جو ہم یک نیمہ زنا سو ہم	ہم لوتو ہم بحر ہم گوہر ہم کانم
از پشت ظیفہ نژادی	چشمہ بھیان دہل کشادی	ہم ہم ہم ہم ہم ہم گلشن گلبرم	ہم نہ ہو ہم ہوا ہم ہم قہر ہم کیہ ہم
آج کہ بدیں قدر تو شاہی	آخر تو باصل اصل خویش آ	ہم نور و نورانی ہم غلط طاعتی	ہم ظاہر و باطن ہم ہم ہم ہم ہم
ہر چہ ظلم ہم این جانی	در باطن خویش تو کانی	ہم پورہ شہنام ہم عاشق اللہ ہم	ہم طالب کمال ہم ہم صاحب خانم
کشتائے دودیدہ جہانی	آخر تو باصل اصل خویش آ	ہم ناہو ہم ہم ہم ہم ہم ہم ہم	ہم باعث یاران ہم ہم ہم ہم ہم
چوں زاد و سپر تو جلانی	از ظلال سعد نیک خالی	ہم نور ہم ہم ہم ہم ہم ہم ہم	ہم ہم ہم ہم ہم ہم ہم ہم ہم ہم

کونسی بات اسے نوجوان + سرہائے دو جہاں گرد و عیا + انسان اگر موافق دین و شاستر و مرشد و گورو کی ہدایت کے
 موافق اپنا دھرم اختیار کرے اور سب تکو اور راست جو راست ہیں ہو تو ہر ایک بات وہ کر سکتا ہے۔ جو کہی ہے وہ خود انسان
 کی خلقت و خود بینی سے ہے۔ بکیر صاحب کیا اچھا فرمایا ہے اسے اور کہہ کھیتی وارا چتن بن مرگوں نے کھیت اجاتا
 پانچ مرگ پھیں مرگنی سنگ لئے تین چکارا + اپنے اپنے رس کے لہجی چرت پھریں نیارانیار + کلام کرو دھرم واصل مرگنی میں
 نت آتھ چرت سوہرا + پریم بان لے چڑھو پارہی بہاؤ جگت کر مارا + میدی میدی کل سب باغیں جاسے بید نرالا + اٹل جوت
 شن گزرتے پرستے پریم پیار + ست کی باڑھ دھرم کی کھیتی کرو کاشد و کھارا + کپے کپیر شوبھی سادھو بریاں پہلی سنبھارا +
 جتن بن مرگوں نے کھیت اجاتا + گیتا اویہائے ۱۳ منتر ۵

دیکھ لیتا ہے خوشم دل سے جسم و جان کمال معرفت کی راہ سے پاتا ہے وہ اوج کمال
 تفسیر۔ جو لوگ جسم و جان کی حقیقت کو اپنے لہون میں مشاہدہ کرتے ہیں اور جب مانی افعال کی قید سے رہائی پانے کا طریقہ
 جان لیتے ہیں۔ وہ کمال کا درجہ پاتے ہیں +

جیویا انسان خود خا بہ تو پرستش کی کرتا ہے؛ { (جواب) اپنی آپ کہ کیونکہ انسان اپنے
 آرام و خوشی کے واسطے اپنی آپ قدرت
 کرتا جو مثلاً خود ہی غسل کرتا ہے اور خود ہی فرحت حاصل کرتا ہے۔ خود ہی روٹی کھاتا جو اور خود ہی کھاتا ہے اور سیری آواز لیتا
 ہے۔ خود ہی کھانا کھاتا ہے اور سرمد کھاتا ہے اور پاکیزہ نفیس کپڑے پہن آئینہ سامنے رکھ پاتا آپ مشاہدہ کرتا ہے اور خوش
 ہوتا ہے اور کہتا ہے جستدر میں خوبصورت ہوں اور سرا نہیں ہے۔ انسان خود ہی بستر اچھا کپڑوں سے اسی سچ راستہ کرتا
 ہے اور خود ہی لٹ کر پیشی خینا سو کر مزے سے خالے لیتا ہے۔ انسان خود ہی علم و دشنامی حاصل کر کے اپنا حجاب و جمل و نمادانی
 خود ہی دور کرتا ہے۔ خود ہی انسان اپنی عبادت آپ کرتا ہے اور خوشی کہہ لگاتا ہے۔ خود ہی انسان اپنا تصور خود ہی جا کر
 (مراقبہ) سماجی میں آنا لیتا ہے + میرے پیارے جگیا مویہ انسان خود اپنا آپ جو جو یہ تمام سرور خود مانتا ہے -

سرب نام آپ ورتارا	سرب روپ آپ آکارا
سرب سنگری مانکا مانکا	آپن جس آپ ہی شنا
برہم گمانی کاسل آکارا	برہم گمانی آپ ترکارا
گرگنی نھارہ ہر دو جہاں	خیر خود چیزے نیانی دیرا
کوناسی خلیش اسے نوجوان	سرہائے دو جہاں گرد و عیا

گیتا اویہائے ۱۸ منتر ۶

قادر مطلق جو کل جسوں کے اندر جلوگر | سب کو کھت پھرتا جو صفاتی چرخہ
 مطلب یہ کہ واجب الوجود تمام مخلوقات کے دل پر مقیم
 ہو کر انکو اپنی قدرت کاملہ کے چرخ پر پھرتا ہے۔ پس اسے
 طالب آتما اس جسم میں مقیم ہے تو اپنی آپ ہی پرستش کرنی

بسیار تر اپنے کو اپنے سنی اور کردار سے ہوا اور خدا کو چھوڑا کرتے ہو تو یہ بڑی بھاری غلطی ہے اور اس غلطی کو جس سے ہر آدمی سے ڈاکہ لگتا ہو کیا اس میں تمہارے واسطے کوئی بھری ہے۔ کہ ہر آدمی کے سولے کوئی نیو نہیں۔ ہمت کرو۔ مدد خدا ہی کر لیا۔
 علم کوئی شخص پیدا نہیں کرتا سب اس کے ان وجود ہے جو مقرر اور وقت پر انہما میں آتا ہو اس کی علم ہستی علم کیلئے ہے اور مقرر ہستی خدا کا اور ہستی علم ہے۔ جیسے ایک دانہ پھل کا امتداد گراں بہا وقت اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس طرح ایک غلام طاقت و قدرت انسان کے اندر بھری پڑی ہے۔

اور کو تو انہیں ہرگز علاج و دوا	چون کہ خدایں تبارک و تعالیٰ
نہیں چاہتے کہ ان کو ہرگز	جو ہر ہی چوں نزد خواہد عرض
بیکام ہے ہر گئی شہر گئی تری	ذوق و سوز و ملواری سب
جیکہ انسان قاصر مطلق	در سہ گز عالمے حیران شدہ
ہرگز نہ کر سکتا	تا جوئی را و نشاط و انجم
چونکہ انسان اپنے کو کمزور و ضعیف	زہد از خود کے شد کار خواہ
نہیں لانا جو ہی سبب	آفتابی جس حد اعلیٰ حیف
ہر ایک بات نہیں کر سکتا جو یہ کمزوری کا	حقیقت در مونی تہ آشکار مجھے
خود اپنے ہی منہ سے تاز نکال کر اور خود	غور و فکر میں کہتے ہیں خاک مجھے
کیا ہو سکتا۔ اس آگیا تاکہ دور کر دے	بھولنا خاک ہوا اور باد و بار مجھے
آوے اور جہات کہ ناممکنات سے جو ممکن	جان نظر و دیکھو گے بار بار مجھے
الشیوہ سپورن جو بیٹے کل ہر شے میں	دکھاتے ہوتے ہیں تھکا ہوا مجھے
ہے۔ اس حساب بھی جو کام تمام مخلوقات	تو تماشای خدائی جو تماشائی تری
کہ وہی تو کر رہی ہے۔ اپنے کو فرد و احد و	میری ہم شوق میں پیرتی ہو تری
رہے ہو کہ نہیں ہو رہے ہستی کے حالت میں	و نظری کیا جو جو دیکھے رخسار تری
ہو رہے ہے	ایک دنیا جو ہی ہو کس شیلی تری
دل میں آتی کار خدائی ہی کند	سج مدح و ثناء ہو کو تو تماشائی تری
دنیا و ملک و دولت سے جسکی	جلی ہو و پڑ گھڑ میں شمع کیلئے تری

چونکہ انسان اپنے کو کمزور و ضعیف البیان سمجھ رہا ہے اور اپنی حقیقت نداشت اور قوت راوی کو کام میں نہیں لانا جو ہی سبب ہر ایک بات نہیں کر سکتا جو یہ کمزوری کا جال مثل کڑی کے خود اپنے ہی منہ سے تاز نکال کر اور خود و پھین ماتی جو اپنے اوپر کیا ہو سکتا۔ اس آگیا تاکہ دور کر دے تو کوششی ہی کوششی لطف آوے اور جہات کہ ناممکنات سے جو ممکن کر دے کھلا سکتا ہے (۱) الشیوہ سپورن جو بیٹے کل ہر شے میں دیا پ ہو اور اثر و تمام ہے۔ اس حساب بھی جو کام تمام مخلوقات کر رہی جو اسکو نظر کر کہ وہی تو کر رہی ہے۔ اپنے کو فرد و احد و شیشی سمجھ کر تم سمجھ رہے ہو کہ نہیں ہو رہے ہستی کے حالت میں کل کام سر کیا ہو رہے ہے

دل میں آتی کار خدائی ہی کند | آدمی لطف و ایجا و تنگہ قدرت
 دنیا و ملک و دولت سے جسکی | اور دست و پا صاحب اثر ہے

میں برہنہ کے لئے جقدر طبی روشنی اور جذباتی گرمی مطلوب ہو کہ کبھی سب آتی جیتن میں حاصل ہو سکتی ہے۔

انسانی جسم کو گرم کرنے والا اور دیگر جسموں کو بھونکنے والا کیوں کہا ہے؟

جواب۔ وہ کہہ سکتے ہیں کہ گرمی دیکھیں۔ جوئی بننے والے دیکھیں۔ یہی کے اندر و حلقہ ترقی کے گرمی جوئی ہونے کے کام آتے ہیں۔ یہی سے ہی جنم لیا جواسلئے اس جوئی بننے کے سلسلہ میں گرم کر نیے ملو اور مانی ترقی کے گرم میں وہ لاکھوں دیگر جنوں کے جو پیرسپیجی وغیرہ سب کھاتے پیتے چلتے پھرتے ہیں۔ یہاں تک کہ درختوں میں بھی ایک قسم کی جاندار شگتی جو جو پیر کام کرتی جو غرق صرف یہ جو کہ درختوں وغیرہ سے وہ ہر ایک ہر ایک کو ذرا قسم کے جسموں والے جو اس لئے بہتر ہیں کہ وہ چلتے پھرتے جیتے اور مختلف کام انسانی انسان کے بخوبی انجام دیتے ہیں۔ مگر انسان سب سے اعلیٰ و افضل اسلئے کہ اس میں سب سے زیادہ طبیعتیں مس سکتی ہیں۔ مانی ترقی بھی کر سکتا ہے جو کہ اصل گرمی جو کہ کھانا پینا سونا وغیرہ گرم صرف جسم کو قائم رکھنے کے لئے ہیں یہ گرم وہ کہاتے ہیں جو قدرت خود بخود سب کراہتی ہے کیونکہ بلا اس کے کوئی شیر قائم نہیں رہ سکتا۔ درخت بھی پانی پیتے اور غذا کھاتے ہیں۔ اس قسم کے گرم قدرتی طاقت میں شریک ہو کر سب کے لئے مساوی مدد کر سکتے ہیں۔ اسلئے یہ گرم مجبوری اور قدرتی کار کے جاتے ہیں ان کے کوئی جاندار سب سے نہیں۔ انسانی جسم میں انیوالا جو مجبوری قدرتی کر سب کے علاوہ گرم اختیار ہی کر سکتا ہے۔ یعنی جو گرم کر سب سے متاثر و غور و مختار ہو اور وہ اس اختیار و طاقت کو پورے طور سے انسانی جسم میں ہی اگر حاصل کرتا اور کام میں لاسکتا ہے۔ یہ جو سے اس جوئی کو وہیوں میں گرم کر دینی قرار دیا جواسبک جسم کے گرموں کے بھونگ و دھیرے لاکھوں جسموں میں ہو سکتا ہے یہ درست نہیں جو۔ کہہ سکتے اور آئندہ سب کہہ سکتے ہیں۔ اس سے مراد یہ کہ پناہ و کسی حالت میں گزرا تلاء شام ہم کہیں گرم آئندہ بھونگ رہے ہیں مطلب یہ ہو اگلا آئندہ میں وقت گزار رہے ہیں یا سکھ میں وقت گزار رہے ہیں۔ اسلئے انسانی جسم کے بعد یا انسانی جسم کے قبل جو وقت کر رہوں جنوں میں جو گزرا تلاء جو وہ کہا جاتا ہے کہ لاکھوں جنوں کو بھونگا جو یعنی لاکھوں جنوں میں وقت گزارتا ہے۔ ان جنوں کے اندر بطور بھونک کے اگر وقت گزرتا ہے تو تمام دیگر جاندار بھی ہی نظر آتے ہیں لیکن ایسا نہیں ہوتا ہے بلکہ ہر جاندار خوش و غور اپنے اپنے جسم میں گمن نظر آتا ہے اس لئے وہ سب نہیں کاشا بلکہ جنوں میں جو پیر کا قاعدہ کے وقت گزرتا ہے انسانی جسم کے خلاف گرمیوں سے چمٹتے ہیں اس کے معنی نہیں ہیں کہ اس میں جو کہہ میں بلکہ یہ مطلب ہے کہ اگر انسانی جسم میں ہوا و آہک گرم کرنا تو یہ موکس کو حاصل کر لینا سب سے لاکھوں جنوں کے چمٹنے کے بعد انسانی جسم حاصل کر لیا۔ اسی لئے کہا ہے کہ انسانی سخت فطری چمٹنے ہر گرم ہے جس سے وہ بددعاں جنوں میں چکر لگاتا ہے اب یہ خیال کہ ایک انسانی جسم لاکھوں ایسی تار تو آخری جو کہ انہر بہت دنوں میں تار ہو گا قیاس سے خارج نہیں بلکہ شک اور مناسب ہے۔

احکام کی تعمیل کرنا ہی اور چڑھنے کا یہ ہے کہ عدم تعمیل احکام ایک افسردہ نبوی کو بھی جب اس کا تحت اس کے حکم کی تعمیل نہیں کرتا ہے تو وہ اس کو اپنی نظر سے گرا دیتا ہے اور کتاب ہے کہ ہاؤر ہمارے ملت سے چھ ماہ تک پہنچ رہا ہے جو ملک مخلوق کا خالق ہے اس کے احکام کی تعمیل کرنے پس ایشور کی تعمیل میں ہمیشہ انسان کو مستعد اور مکرر محبت باذننا چاہیے پیشور کوئی لاپرواہی تو ہے نہیں جو یہ خیال کیا جائے کہ وہ جسے نظر انداز و معیشت لیکر خوش ہو گا۔ وہ تو صرف یہی چاہتا ہے کہ اپنے فرائض ایک اسلامی سے انجام دو کہ جس میں تنہا ہے ہم جس پر بھی تنکوا اچھا کہہ کر پکاریں۔ جو شخص فرائض سے مرہور ہو گا۔ وہ کام کر دے۔ وہ بوجہ۔ سو۔ انکار کا تارک ہو گا۔ اور شہوت۔ وغیرہ۔ طبع۔ الفت کاموں سے دور ہو گا۔ اور محبت بد سے پرہیز کرے۔ صحت عارفان وادگار موت و حیات ذات بچان وچرا میں اپنا وقت صرف کر گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ چاہے کے لائق ہیں ان میں موکش کا وجہ سب بڑھ کر ہے۔ کیونکہ ہر انسان کو کہ سے رہائی اور پرہیز۔ کی جس کی کا فہمست گار۔ اور یہ موکش ہی میں ممکن ہو اور کسی حالت میں نہیں۔ کیونکہ جسم انسانی جو اسی لاکھ جسموں کے بعد ملتا ہے اور یہ لاکھ لاکھ جسموں کے بعد یہ جسم موکش جسم۔ عورت کو تو پرورش لطفال و چھ لکھ چوکے و فانی امور سے ہی فرصت نہیں ملتی۔ عورت کی آزادی عطا ہو۔ کو ہی آزادی حاصل ہو اگر وہ کام میں لائے تو تعلیم یافتہ طبقہ میں ختم ہو۔ اور انسانی طبقہ میں بھی ویدک تعلیم پائی ہو۔ اور ویدک تعلیم اگر بھی عامل عمل ہو اور اپنی ذات کا انوہوہم پہنچا ہے۔ اور انوہوہم پہنچا کو ہی برہم جہاد میں قیام کرے۔ نتیجہ یہ کہ موکش ایسی چیز ہے کہ کروڑوں جنموں کے عمالی نیک کے بغیر نہیں مل سکتی۔ اس لئے انسان کافر نہیں ہے کہ اس کا خوشمندانہ رہے۔

(۱) اپنے آپ میں جاگ کر ہر طرف ہر حالت میں اپنا آپ دیکھتا ہوا اپنے گیان کو سپھل کرے۔

(۲) سب کے ساتھ اپنے آپ کی طرح محبت کرنا ہوا اپنے پریم کو سپھل کرے۔

(۳) سب کو اپنا آپ جانکر سب کی بھلائی میں اپنی طاقتوں کو نکال کر سپھل کرے۔

(۴) یہ خیال ہر وقت قائم رکھے کہ انسان کا جینا صرف پریم ہی اس کے لئے ہے۔

(۵) انسانی زندگی کا مقصد اپنی روحانی بستی کو شیک طور پر جاننا اور ظاہر کرنا ہے جیسے جب کوئی بیج زمین میں اگتا ہے اور پھلتا

پھلتا ہے تو اس کا مقصد اپنے آپ کا ظاہر ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان بھی کسی غیر بستی کو ماننے اور ظاہر کرنے کے لئے پیدا نہیں

ہوا۔ اور وہی لئے کسی غیر بستی نے پیدا کیا ہے جو مکان اور زبان میں اس کا بیرونی وجود رکھتی اپنی ہی لاکھان اور لازمان بستی سے پیدا

ظاہر ہو رہی جس طرح بیج کو اپنے کالائے کے ظاہر کی۔ مٹی۔ پانی۔ ہوا کی ضرورت ہو اور اس کی شعلگی کے لئے سورج کی گرمی اور روشنی

عالمش وکار ہو۔ اسی طرح انسان بھی آپ جتن مل (انسانی دین)، والی جتن سن (آسمان)، سیوانی فرد کو روحانی صفات میں

اگر کوئی شخص دراصل نیکی سے بھرپور نہ ہو اور گمان کو شیا ہو کہ میں سراسر باغیروں میں لگا ہوا غالص کی بجائے طبع ہو تو اسکو ہرگز امتحان سے ضرور نقصان پہنچے گا۔ مگر غالص سزا تو آگ میں اور بھی جگے گا۔

ایک پریگی کے بچن

جو گھر بیٹوں کو پیشہ رہے ٹوٹک

جو گھر جاتوں کو پیشہ رہے ٹوٹک جو کہوں جاؤں تو لگے ہی جاؤ

سنے میں تو بے پہنے میں چونک چڑوں تو کٹھ لگاٹے

موت ہوں تو بول ٹٹے گٹ لین موزوں نوکھ و کھلاؤ

یا سرورین رہے من ماہیں ہاتھ پہاؤں تو ہاتھ نہ آئے

پیشہ رہوں ہٹ کر گٹ میں دیکھ بے کوئی گھات نہ پاؤ

موزن کہوں من موزن بولے ہاتھ گاؤں تو ہاتھ نہ آوے

میں تو میں موزنیں ہر موزن جو میں سے میں بیان جٹاٹے

پیدا کی کے پان ہیں میں پٹا پربت کی ریت نہ کاہر لکھاؤ

جاؤں سے گوین لکھو ہے دیکھو وادوں سے چب لکھاؤ

تن میں نہ میں جیوں جہن بھوشن اولہ ترکچہ ناہیں سہاٹے

انٹے شے ناکہیوں کیہتوں مندن جیوں میں ہی پٹے کٹاٹے

گٹ آند کہو کیسے کروں پکڑت ہوں پر ہاتھ نہ آئے

ہر گہری تیر قصور گہری تیر لیا تیرا نقشہ آئینہ میں تیر ہی تیر لیا

جٹاٹک جٹاٹک میں تیر سرور میں جٹاٹک تجو میں فل کے میں تپاؤ

پریم ایسا چاہیے جیسے میراں بائی

میں نورے رنگ راچی سانورے نورے رنگ راچی

جگے پیا پر دیں مست ہیں لکھ لکھ بھیجیں پاتی

میرے پیا میرے گٹ میں اپن کر ت سواتی

ہنسکا تیل پران کا دیو لا اور صورت کی باقی

انبہ جوت ایک دس شکاری ایسے جگے دن راتی

سنگ کی سکیاں مہلا پاتی چوڑی سہاٹاتی

میں مہو پو پو پریم ہنسی کا ست رہوں دن راتی

میں نورے رنگ راچی سانورے میں نورے رنگ راچی

دیگر میرے تو گرد ہر گولال دوسرا نہ کوئے

آنسوں میں سہج سہج پریم پیل بولی

اجتہاد پو سے لگن ہی لاگی ہونی ہونی ہونی

سنتن سنگ جیہ جیہ لوک لاج کھوئی۔

اتبوات پیل گئی جانت سب کوئی

میرے تو گرد ہر گولال دوسرا نہ کوئی

دیگر۔ میں تو ہنسی سے باوری میرا مرم نہ جانے کوئی

چہتری اوپر سچ ہاری پوسن کس دم جوئے

گولال کی گت گولال جانے لکھ نہ جانے کوئے

میں تو ہنسی سے باوری میرا مرم نہ جانے کوئے

فرائض انسان جس جھٹکے اٹھ کی رچی ہوئی سرشتی ہے یعنی

خدا تعالیٰ کی جس قدر مخلوق ہے اسیں انسان کو ہی وہ شرف

ماصل ہے کہ جسکے سبب سے وہ شرف ان مخلوقات کہلائی

ہے اب انسان کچھ شرف ان مخلوقات کہلا کر اپنے چڑھنے

یعنی ہم بلند پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے نہ کہ نیچے گرنے

اور کتنا سراسر نہیں پہنچنے کی۔ چویشور کے نیوں یعنی اسکے

دو گلابھوانی

کی سواری شیر کی ہے۔ کیوں
اسکو محبت یعنی پریم ہے +
ہریم کے میں شیر ہے

دو گلابھوان کو نرم ہنسنے کا کام آ رہا ہے
وہ جان تیار اور نہ ہرٹی ہنسنے سے دشمن کے
روئے خنداں چھتری بناتا ہے۔ کیوں؟
وہی پریم۔ وہی محبت۔ وہی کی تابی۔

شیر جو جی مبارک کے گلے کا بوشن لیا
سانپ بنے ہوئے ہیں۔ اور محبت سے دیوال
بوشن کے گرد لپٹ کر شانتی کی تاثیر کی
تصدیق کر رہے ہیں۔



یہ سب کہ بچائی و محبت و پریم سے ہو سکتا ہے۔ ادھر تم ڈرے اور ادھر وہ جالور ڈھا آپس میں جنگ و جہال ایک دوسرے کا
دشمن۔ پھر کیوں نہ سانپ کا شیں گے اور شیر بھاؤ کھاؤ بیگے۔ اگر تمہارے دل میں ایک آتما جا کر پریم ہے تو وہ تمہاری گود میں
لوگوں کی طرح کھلیں گے۔ بھگوان بدھ (بودھا) نے ایک راجہ کو ہرن پچھتے ہوئے دیکھا۔ اُدھر بدھ مرگ کی بھی
ہوئی صورت۔ اُدھر چلتا ہوا تیرے پناہ۔ نظر آنے کی دیر تھی کہ بھگوان بدھ مارے درحقیقی کے راجہ کے سامنے چت گرتے
اور پراثر و حافی گداز کے ساتھ راجہ سے عرض کی کہ آپ بڑیک میرا جسم و الذیر کر لیجئے۔ لیکن اس تو الی آنکھوں والے تہہ کو نینا
و سانی سے سنگدہ کیجئے۔ مجھے اپنے جسم سے محبت نہیں۔ لیکن اس غلطی بچارے کو زندگی بڑی پیاری ہے۔ خیال کرو کہ ایسے
موقع پر راجہ صاحب کا پتھر دل پر کس قسم کا کلہاڑا چلا یا ہو گا۔ بدھ کی قربانی نفس (جان نشادہ) نے راجہ کے شکاری دل کو
کستہ صید کیا ہو گا۔ ہزار سال منقضی ہو گئے کہ وہ بدھ جو ہرن کی خاطر جان دینے کو تیار تھا آج کٹر دم آدمیوں پر راج کر رہا ہے
وہ دھڑی میں کا مقولہ کہ ایک گال پر کوئی طیا پچھ مارے تو وہ مرگا لٹا اس کے آگے کر دو وہ دھڑی ملک کے ملک قبضہ میں لے آیا
آئندہ پریم بھرے جاتا مل کے قریب غضب بھرا اصحاب بھی پانی پانی ہو جاتے ہیں۔ بھگل کے بھیڑیے۔ شیر و خیر و انہیں
دیکھتے وقت زہر مہلے ہیں۔ سانپ کچھ دیر وارے مہدی بن کر بھول جاتے ہیں۔

خار و پیرا بن آتش گلستاں می شود

برمن اندر روشن ولی وینع جان ہو کر شد

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

ایا عبادت سے تجھے بل جائیگا کبد بخت سے تیری ہمتا جائیگا
ہریان اپنا کر کہ تو پہل جائیگا وہیں انپاد نہ تو پتہ جائیگا
ہے تماشاکارہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

کسکی تکو ہے زلے میں تلاش سے حاصل کیسا کایسا
بھرتے سن کہتا ہر حال کا نفع شاد باش دعو رو کاں شاد باش

ہے تماشاکارہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

دیکھتا ہو گرتو دیکھ لپٹے تیں جمہ سے باہر کھینے کی ٹوٹیں
دیکھ لپٹے کھینے دیکھ اپنا حسن احوال میں

ہے تماشاکارہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

دیکھ چہرہ اپنا جو تیرے دیکھ شان اپنی جو انصاف سے
کب خدا تجھ سے جو اور دور ہے آپ تو نے شخص شہر کو

ہے تماشاکارہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

تجہ میں ظاہر عالم ناسوت ہے تجہ میں چہاں عالم ملکوت ہے

کو نہ ملے عالم جبروت ہے تیرا عالم عالم لاہوت ہے

ہے تماشاکارہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

تو ہے سہل و سہل میں تیرا ہونو تو ہے سہل و سہل میں تیرا ہونو

تو نہ تامل کا سر کاغذ ہے تو ہے سوچ کا کاغذ ہے

ہے تماشاکارہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

جو گویں کس میں ہیں دیوان گہنیک دل میں ہیں دیوان
معرفت ملوں کا جواہر ہے کتنی تیری ذات کی دشان

ہے تماشاکارہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

سانپ پھوڑ ہر لیے جانور و شیر بہر لیے
موذی مندے سے ہم اپنا آتما جان کر پریم
کریں تو کیا، میں نہیں کاٹینگے اور نہ پھاؤنگے
جواب - نہیں -

یوگ مدھن کہنا دھنی ایدھا سانی کے مضبوط طور پر قائم
ہو ملنے سے آس پاس ہی عداوت نہیں پھوڑ سکتی -

سعدی

یکے دیدم از عرصہ رود و بار

کہ میں آدم بر پلنگے سوار

چناں بول نراں مال جوشت

کہ تر سیدم پائے رفعت بیت

قبتم کلاں دست برب گرفت

کہ سعدی دارا نچہ ایدھی شکفت

تو ہم گردن از مکیم داور سوج

کہ گردن نہ چپ نہ علم نہ بیج

پہاں دھنی میں شکر و نہ

کہ اقبال دست و آتش ہونہ

وہ بیاضستان پر اور تو چل سن مرا عالم میں کیا ہو تو نفل

ہے تماشا گاہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

بجز ذات حق پر اور تو ہے جہاں کیوں سمجھ کر فرق چنا ہو خراب

جب جوئی وایتیری شمع بخواب کچھ نہ آئیگا نظر سمجھ کو خواب

ہے تماشا گاہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

خود کل ہو قطرہ وہی ہے تو بلغ وستان شست ہو صحرای تو

جام و دنیا بادہ و سہا ہے تو آپ ساتی آپ متوال ہے تو

ہے تماشا گاہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

ہر جگہ مستور ہے تیری ہی ذات جس جگہ دیکھو عیاں تیری ہی تفتا

وہ کیا کہنا ترا کیا تیری بات تو نہ ہوتا تو نہ ہوتی کائنات

ہے تماشا گاہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

تیرے ہم سے ہے وجود اسوا تیرے ہم کو یہ ظلم کان کا

سن تو کیا کانوں میں تیری صدا مرحبا عیذات کامل مرحبا

ہے تماشا گاہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

تو ہے طاہر اور تو مستور ہے تو ہی پاس اور تو ہی سب دور ہے

معدن شبنم پر شب و یجور ہے تو ہی تاریکی پر تو ہی نور ہے

ہے تماشا گاہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

آپ تو ہے گلشن باغ و بہار آپ شہر و دشت کوہ و لالہ زار

تجھ میں ہر مستدیر سیر کرہا تجھ میں غنی ہر جزا ہمیں لکنار

ہے تماشا گاہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

کیوں ہر شیدا عالم تنہا ل کا یہ تماشا سلسلے اندھا ل کا

چوڑی جی بنال نیل نال کا تیرا مرجہ ہے ہمیشہ حال کا

ہے تماشا گاہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

شان تیری ہر عالم سے بلند و ہم کی جس میں نین نچی کند

تو چراغ احمد و کیوں ہے پسند یہ تماشے کی تجھے پاؤں میں بند

ہے تماشا گاہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

ابا بادہ برق در عدد مہر و ماہ سال ماہ و روز شب شام و بچا

دید کی تیری خاطر کتے ہیں ماچ کس طرف ہے لے بشر تیری نگاہ

ہے تماشا گاہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

حکم سے تیرے وال جو ابرو باد گشت میں میں آفتاب تاب

موت تیرے حکم سے پادری کا ڈوڑنی پھرتی ہے یاں چو خطاب

ہے تماشا گاہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

حور و غلمان کی تجھے کیونتی ہے کیوں ہوس کے شبت میں گمراہ

عرش مگرسی کا تو شاہنشاہ ہے یہ جہاں تیرا ہی جلوہ گاہ ہے

ہے تماشا گاہ عالم آپ تو

طالب - آپ تو پھر وہی وہی ہو جیو تھلا دیا۔

عارف - ایں جہاں خم بہت دول چوں جوئے آب

ایں جہاں نانہ است دول شہر عراب

چشم بیتا برکہ دارد در جہاں

از پس ہر ذرہ حق بیند حیاں

ہر کہ او در صورت ہر حنیہ و ستر

و دست بیند او بود صاحب خبر

عجوں دل و لوح ہستی نقش غیر

تا بہ بینی بہت کعبہ عین ویر

طالب - توجہ نظر آ رہا ہے سب آتما ہی آتما ہے ؟

عارف - دیانت میں برہم لین کو ایسا ہی لکھا ہے

امرکم کہلدم برہم چس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جام نام روپ کا کثات

برہم یعنی دیانت حق اسی ہے۔

ہر چہ آید نظر از غیر و شر بہ جملہ ذات حق بود لے ہر خبر بہ

طالب - شرعاً لالت تو پھر میں ہی سمجھا کر انسان کو ہی آتما

بتلایا جو۔ میری سمجھ اس سے زیادہ نہیں پہنچی۔

جواب عارف۔

کون کہتا ہے کہ تو انسان ہے کھنڈ اشد تیرا و بیان ہے

توحیث میں خدا کی شان تیرے دم سے عالم امکان

ہے تماشا عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے چہ جستجو

کون بتلے کہ تو تھاک ہے کون کہتا ہے تو مشیت خاک ہے

خون کی تھک تو میا کے خود سرور مدہتی واد ملا کے

ہے تماشا گاہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

کون کہتا ہے چرخ دور ہے دل ترانے شخص کو ہر طرف

یہ وہ خانوں سرا کو رہے جس میں نہ کبریا مستور ہے

ہے تماشا گاہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے جستجو

طاقتیں تجھ میں ہیں بجد و ستا قوتیں ہیں پیشانی لا جواب

دل تو ہے قدرت حق کی آتما لے شہ والا گھر علی بناب

ہے تماشا گاہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے جستجو

تو نے دنیائے دنی دیکھی نہیں سیراس کارا کی دیکھی نہیں

یاں کی کیفیت کبھی دیکھی نہیں ایک تو نے روشنی دیکھی نہیں

ہے تماشا گاہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

شکس آئینہ میں چرخ بریں اندر آئینہ کے ہے باہر بریں

یہ غلام اور یہ ماسب بالیقین ہر کچھ میں تو ہو کیوں نہ دیکھیں

ہے تماشا گاہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

پاند کی سرخ کی ناؤں کی چمک رعد کی آواز بجلی کی کڑک

موتوں کی آب ہیروں کی لنگ سب کچھ میں ہیں عیش جو نیرنگ

ہے تماشا گاہ عالم آپ تو

کس تماشے کی تجھے ہے آرزو

جھوٹے امرا ذات حق ہو گئے جام تو ہو اور وہ دینائے کل

(۶) آگنی سے جل

(۷) جل سے پر ہوتی

(۸) پانی سے خنجر یا ہماہوت کے چرگن اسی سے اندریاں پیدا

ہوتی ہیں جو گیان اندریاں و کرم اندریاں کہلاتی ہیں۔

(۹) ستوگن اسی سے ہم سائنہ کرن پیدا ہوتے ہیں۔

(۱۰) راج

(۱۱) طاقت جو اناج سے پیدا ہوتی ہے۔

(۱۲) آدمی جو طاقت سے پیدا ہوا اور اسے تپ کیا

(۱۳) تپ سے وید منتر۔

(۱۴) وید منتر سے یگیہ۔

(۱۵) یگیہ سے اونچے لوگ۔

(۱۶) اونچے لوگ پرشوں میں نام لینے نام واسے چور۔

عارف جس آتما کا ظہور یا پرکاش پاؤں کے انگوٹھے سے لیکر سر کی چوٹی کے بال کی نوک تک ہو رہا ہے اور وہ نہیں دیکھا کہچہ دم پران اور پران نہیں ہے ایسی آتما کا خاص ہستیاں پوچھنا کہنا حقیقت و دوانائی کے خلاف ہے۔ کیونکہ وہ ہم تمام ہے خاص نہیں ہے۔ خاص مقام والا محدود ہوتا ہے۔ عام والا محدود ہوتا ہے۔ وید بھگوا ان نے مبتدی جگیا سر کو بھانے کی غرض سے اس کے مقام یعنی آتما کے مقام بروے۔ تا بھی کہنٹھ۔ پر ہم اندر بتلائے ہیں۔

عارف اس امر سے آگاہ ہی کہ آتما کا کوئی خاص مقام نہیں ہے۔ کیونکہ اگر خاص مقام ہوتا تو ہم پوچھتے ہیں تمہارے پاؤں میں ایک دھاسا کا ٹکڑا لگنے پر تھوڑا محسوس ہوتا ہے۔ جہاں کہ مقام آتما کا نہیں لکھا ہو۔ اگر تمہارے بدن پر ایک پھیر کے بیٹھے تو فوراً متا را د بیان اس طرف جائیگا اور پھر کوڑھ لائے بغیر جہاں نہیں آئیگا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ آتما دم دم میں دایک ہو۔ جن کا کوئی حصہ اس سے خالی نہیں ہے۔

طالب۔ ہن کا کوئی حصہ اس سے (آتما سے) خالی نہیں ہے تو کیا حسم آتما ہے۔

عارف۔ نہ این سیم نہ این جانم نہ این کفر نہ ایم سام
نہ خصم نہ ہنس نہ تم۔ کہ ہم دانا و نادانم
عجب شکے کر خام۔ کہ نہ بندہ نہ آزادانم
چو باہر نقش و ہر رنگ۔ نہ از نقش و نہ از رنگ
نہ مرد نام و نہ نگ من۔ دبا اس صلیع و نہ نگ
نہ الا قوام خواہ نام۔ دار اسبل شاہ نام
دگر ایم نہ خند نام۔ بروں از چار ارکانم
چو این و اس بر گشتم۔ نہ این و نہ نام و نہ نام
نہ از خواند از آدم۔ نہ از جسم نہ از جانم
نہ از گوہر نہ از سنگم۔ نہ از بحر نہ از کانم
نہ دل شاد و نہ دل تنگم۔ نہ دنیا غم نہ از انام
نہ مرد و نہ دوائے نام۔ بروں از کفر و ایم نام

طالب کہنے تو فرمایا کہ حسم و جان وغیرہ وہ نہیں ہے تو اصل کیا ہے؟

عارف۔ سنا کہ مرید اذیب و غلام گروں ہوش خطاب کہ جو ادویت و سرسہ وجود نہ حقیقت کسے دگر موجود

۱) وہی وہی۔ وہی یہ کہ قدرت میں ہی کائنات پیدا ہوئی۔ وہی یہ کہ قدرت میں ہی کائنات کو قائم رکھا۔
بہرہ کیلئے۔ سہی اور کائنات اور۔ جس چند ان کو کائنات ہے۔

حضرت انسان کہ ویش دیباں چلی گئے
سنی اور انجیم میں جو کد از حق صورت است
جسم انسانی میں آٹھایا خدا کہاں رہتا ہے؟
ایسا وہی پائندہ مشورہ

جواب۔ آٹھایا کائنات کے اندر جو اور وہی ہے۔ ایسا سب میں وہی ایک ہے۔ مشورہ
کٹھ پتھر۔ ولی۔ ۳۔ مشورہ ۳۰۳۔

آٹھایا اس جسم کا سوار جان جسم وہی۔ یہی وہی۔ من لکام
کٹھ پتھر۔ ولی ۴۔ مشورہ ۴

غواب وہی بیداری ہر چیز جس سے دیکھتا ہے وہی بڑا وہی ایک آٹھایا
کٹھ پتھر۔ ولی ۵۔ مشورہ ۵

آدمیوں میں وہی قافلہ میں۔ آٹھایا میں۔ بستی میں وہی رہتا ہے
کٹھ پتھر۔ ولی ۵۔ مشورہ ۵

جو پیش منی گیان سر وہی آٹھایا سوتے ہوئے آدمیوں میں ہاگت ہے۔
کٹھ پتھر۔ ولی ۵۔ مشورہ ۵

آٹھایا ایک ہے۔ سب کا منتظم ہے۔ سب کا اندر وہی ہے۔
بڑن پتھر۔ مشورہ ۶

سور کد وہی پیش ہی جسم انسانی ہے۔

سڈک پتھر۔ مشورہ ۷

پیش یہ وہی کل کائنات ہے۔

پیش کے ۶ اکلاک کون ہیں؟

سکوا ۱) اپنی منی آدمی منکبہ، ہند گریہ۔
۲) شرمہا منی تین جو نام کرم کی ہے۔

۳) آٹھایا جو نام آدمی کہ کٹھ پتھر کا نام ہے اکلاک
۴) آٹھایا سے غوا۔
۵) جوا سے لکھی۔

سلاخ - بایں کان میں | جھگن - بایں آنکھ میں | کشیب - بایں ناک
سہوتر - دایں آنکھ میں | وسٹ - دایں ناک | اتری - منہ

جسم انسانی میں وید کیا مانے گئے ہیں - (دگوید بانی) - (دجوید من) - (شام وید - پران)
جہر دیوتا آدمی کہاں مانے گئے ہیں - (بانی - دیوتا - دمن - پتر - پران - آدمی)

کہر کا کتبہ انسانی جسم میں ہے - (داں - بانی - داپ - من) - (دلوکا - پران)
کتے دیوتا اس جسم کو اٹھا رکھتے ہیں - (پرشن اپشہ - منتر - ۲)
(۱) آکاس (۲) دیو (۳) اگنی (۴) جل (۵) پرتھوی (۶) بانی (۷) سن (۸) آنکھ (۹) کان

سات اعصار

(۱) بس سہوتر - آتما کا سر چٹا لوک یعنی دیو لوک ہے - (۵) جائے پٹیاب - اناج پیدا کرنے والے بادل
(۲) آنکھ - سب کو پرکاش کرنے والا سورج ہے - یا بارش ہے -
(۳) پران - سب طرف چلے والا جوا ہے - (۶) پاؤں یہ زمین ہے -
(۴) درمیانی حصہ جسم پھیلا ہوا آکاس ہے - (۷) آگ جو بانی ہوئی اُسے منہ بھینا چاہیے -

۱۹ منہ

۵ - گیان اندری - ۵ - کرم اندری - ۵ - پران - ۴ - انتہ کرن +

انسانی جسم میں چار دل ورن یعنی ذات

نبرہمن - اگنی - چھتری - اندر - دھن - سوم - روو - پوجن - یم - مرتیو - انسان +
ولیش - اسو - روو - آوتہ - وسوے دیوا - مرت - شوو - پرتیو -

میں انسان کو تین اندریاں + اول و آخر ناند غیسہ آن + ملباس دی کارضائی میکن + آئی انفرانچیا و تنگاہ و قدرت
حقان جہان بہت و جہان تلہ بن + اقسام ملائکہ حواس اس تن + اجرام و عناصر و مواہید اعضا + توحید ہیں ت و گرجیل و فتن
شد جہاں آئینہ رنار دوست + ہر دو عالم و حقیقت عکس است

ادھی بھوتک و ادھیہ ماتم - اور ادھی دیو - کسے کہتے ہیں

جواب - ادھی بھوتک وہ چیزیں ہیں جو پانچ اہلیہ توں پانچ اصراروں سے ملکر بنی ہیں اور وہ انسانی اندریوں کے بٹے ہیں -
ادھیہ ماتم - اندریاں کہلاتی ہیں - کیونکہ جسم میں رہتی ہیں -

مرے ذہن نے تیرے بت کو ترکا
تصیر نے غم دکھا دیا تھا
ہنسی آتی ہے سوچ کر بے تھکا
نہ ہوتا میں تیری جگہ تھا
تجہ میں نے سمجھ دیا
اُسی وقت سے تو ہے سب کچھ خدا
یہ کھراور بنداری میری ٹپک
یہ دین دریا کاری میری ٹپک
خدا کیلئے پیاری میری ٹپک
تیری کچھ نہیں ساری میری ٹپک
تجہ میں نے مقصود جب سے بنایا
اُسی وقت سے تو ہے سب کچھ خدا

دہاں دہاں میں رہا ہوں
یہ جگہ ملک و پادشاہی میں
تجہ میں نے غلامی جب سے بنایا
اُسی وقت سے تو ہے سب کچھ خدا
نہ تو ظلمت شب نہ تو ماہ تابان
نہ تو رند و شن نہ ہر و خشاں
نہ غلوت نہ عورت میں تیری ٹپک
یہ ہیں کہ جس کو ہوا نکلیاں
تجہ نے مشہور جب سے بنایا
اُسی وقت سے تو ہے سب کچھ خدا

نفس انسانی دوتاؤں کے چار دروازے

مشرقی دروازہ	پران	یہی آنکھ میں سمج	چاند و گُلفِ انشد آنکھ کا پرش پرچم ہے۔ اس پرش کی ہی شکل ہے جو اس پرش کی ہے۔ وہی جوڑ میں جو اس پرش کے ہیں۔ وہی نام ہے جو اس پرش کا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان ہی سب کچھ ہے۔
جنوبی دروازہ	دیان	یہی کان میں چاند	
مغربی دروازہ	اپان	باقی۔ آگنی	
شمالی دروازہ	اودان	ہوا۔ اکاس	

انسان کا وجود ہی سجد خدا کی ہے
انفوس اُن پر جو کہ ایسے وجود میں
دیکھنے لایق تماشا ہے یہ کمت
وعدت میں ہو کے جو گزارہ نماز کو
دلدار کا وصال نہ دل کھول کر کیوں
خاک کے پتلے میں پنہاں تو رہے

گیتا اور بیلے ۱۲ - منتر ۱۲

جتنے انسان کے ہاتھ پاؤں ہنگامہ پر۔ اور منہ میں۔ یہ سب اسی عظیم کے ہیں جو سب میں محیط ہے۔
ذات بہرہ صفات جامع در تو لائے نور حقیقت لایع در تو بر خود باعث جنت ہستی در تو حق است کہ شد قائل مساح در تو
انسان کی آنکھ میں دوتاؤں کی قیام گاہ

رود۔ آنکھ کے لال دورے	اغد۔ سفیدی آنکھ کی۔	دیو لوگ۔ اوپر کی پلک
بارش۔ آنکھ کا پانی	شورج۔ پتلی آنکھ کی	پست دشی۔ اسی کے جسم میں جو ہیں
آگ۔ سیاہی آنکھ کی	زمین۔ نیچے کی پلک	گرم دشی۔ دلیان کان میں۔

11-2-2024

امیہوت سے توبہ کی دعا

نہاں کہ شکر و باریک ملک متاثر
نہاں کہ زمین و فلاح اور ملک متاثر

بیچتے ہیں نے مضبوط جب سے بتایا

اُسی وقت سے تو ہے سب کی غذا

نہ جہن و ملک اور نہ انسان و مخلوق نہ و انما ہرگز نہ نادان و مخلوق
نہ اشکال و جسمیں نہ آسان و مخلوق نہ معین و حقیقت نہ امکان و مخلوق

بچے میں نے غروبِ جب سے بنایا

اُسی وقت سے توڑی سب کچھ خدایا

نہ قصد تھا تو دیر کا اور حرم کا دیر کر رہا تو غلام کا اور نرم کا
نہ دہا رہا تو گہروں میں ہر دم کا نہ تو بھوگتا - نگینہ کا اور کریم کا

تجھے میں نے معبودِ جب سے بتایا

اسی وقت ہے تو جو بکچہ خدایا

ہو امیر سے سجدہ سے مستغفر عالم
ہو انیس میں تو ہو ابد عالم

تجھ میں حق میں نے جیسے بنایا

اُسی وقت سے تو ہر سب کچھ خایا

ہر دوست کے قصے میں وہ جو پیش نظر نہیں ہے ہر دوست کہنا چاہیے
 کہ دوست بہت کم ہیں اور یہ کہانیاں کسی کا نہ تو کا لبہ نہ تھانہ ہے جان

تجھ جان جاں میں نے جب سے بنایا

اسی وقت سے تو ہر سب کچھ خدایا

تو چہ میں اور گل میں پہنچاں نہ تو جام میں نہ مل سکتی ہوں

خوشی میں جاؤ اور غم میں نہ جاؤ۔ غم میں جاؤ اور غم میں نہ جاؤ۔

تجھے میں نے محبوب جب سے بنایا

امیوقت سے تو دوسرے پہنچا

نہ ہوتا جو میں تو نہ الطہار ہوتا ظہور و دھماکہ نہ نہ ہوتا
کے تیری جیستی پہ اقرار ہوتا نہ تھا جو میں تو نہ دو چار ہوتا

بچے میں نے سوجوہ سے بنایا

اسی وقت سے تو ہے سب کچھ خراب

یہ پریشان میری۔ تو گریہ ہے۔ بیٹوں کی برکت جو یہ تو خدا ہے
 زبیاں نے میری تجھ کو بچ کر کہا کیا میرا کام جو تجھ کو بچ کر دیا ہے

بچے میں رے مطابق جگہ بنایا

آسیقت سے تو ہر سب کچھ خدایا

جو قدرت پر تجھ میں علیہ ہو میرا جو صنعت پر تجھ میں علیہ ہو میرا
جو کثرت پر تجھ میں علیہ ہو میرا جو وحدت پر تجھ میں علیہ ہو میرا

مجھے جزو کل میں نے جب بتایا

سیوفت سے تو ہے سب کچھ خدایا

مجھے مشکل اور نام میں چڑھنا
یہ آغاز و انجام میں ہے چڑھنا

میرا ارادہ اوکھام میں ہے چڑھنا
غرض ہو کش کا نام میں ہے چڑھنا

لکھے میں نے سب لچر و جب بنایا

یہ وقت ہے تو ہے سب کچھ خدایا

نہیں عورت و کرسی پر جلو بھجلیا کہیں میں لے بٹھا نہ میں بت بنایا
تیرا کیل ہے دیاب ہے میری کیا تیرا کیل ہے دیاب ہے میری کیا

معمے الشیر رب سے میں نے بنایا

اسی وقت سے توبہ سب لپچھڑا دیا

پرست بوسطن کے ہمہ پہن کلمہ شریف
دعا کریں کہ سب کو سچا ہو

عالم سستی میں عادت کا کلام

دہم اور دوسرا کلاساں تھیں
تھیں میں نے مشہور جب سے بنایا
اسی وقت سے تو ہے سب کچھ خدایا

تھے کیا فتنے تھی کہ مجھ کو دینا
ترکیہ کا مطلب کہ مجھ کو دینا
ترکیہ کا مقصد کہ مقصود دینا
تھے کیا پڑی تھی کہ مجھ کو دینا

تھے جب سے مجھ کو دینے لے بنایا
اسی وقت سے تو ہے سب کچھ خدایا
ظاہر ملک تھے مجھ کو دینے
زمین ملک کہ پڑی تھی صفات اور صفات

تھے میں نے موصوفت جب سے بنایا
اسی وقت سے تو ہے سب کچھ خدایا
نہ آئے بنائے کا اطلاق تھیں
نہ علم و عمل اور اخلاق تھیں

نہ مجھ کو دینے لے بنایا
اسی وقت سے تو ہے سب کچھ خدایا
خدا تو نہیں کہ نہ آیا کسی بھی
نہ تو نہ مطلق نہ آیا کسی بھی

تھے میں نے مجھ کو دینے لے بنایا
اسی وقت سے تو ہے سب کچھ خدایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا

نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا

کہا ہے مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا

نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا

نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا

نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا

نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا

نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا

نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا
نہ مجھ کو دینے لے بنایا

زبان طبل لال آگاہ سپید استند سپیدانند دیگر کہ زایغ شوم و دشمن نالہ موزوں چہ میداند
 لمپیدن با چہ سپیدانند دل ہنسندہ تراہ اولے کاوش نشتر گیبے خوں چہ میداند
 غلاطوں علت بیتابی بجنون چہ میداند تو اس حکمت ز مجنوں پرس افلاطوں چہ میداند
 تغافل ہائے یوسف بازینما دیدم و گفتتم کہ طفل ناز پرور لذت شبنوں چہ میداند
 گر آجی نم نشینی دیگرست و خم چیشی دیگر تو سر از خم از من پرس افلاطوں چہ میداند
 پیارے جگیا سو ابر ہارنیک انپشد میں برہم کے دورپ صورت بتانی گئی ہیں۔

با صورت وہ روپ ہی جو ہوا و غلا کے علاوہ ہی یہ فانی ہے اور ساکن چہ
 با صورت فانی غیر فانی
 با صورت ساکن متحرک
 با صورت ظاہر باطن
 تجلی دست حق را در نقاب ذات انسانی شہو غیب گرفتاری جو با نیجا ست بکافی
 حجاب جلوہ ہم کچھ جو ہم جلوہ بہت اینجا نقاب نیست دریا را اگر طوفان عریانی
 کمال خود شناسی شد ذلیل قدرت عارف تو گرائیں رنر شناسی تو نیز لے بھر آئی
 چمن را شوخی از نازت فلک بارودہ سلاست دو عالم جو اندازت بہ فہم لے قطرہ دانی
 ہر حاکم و نظر اخیر و مشرب جلوہ ذات حق بود لے بھر پیارے طالب یہ جو کچھ تجھے دکھلائی دیتا ہوا اسکو سب کو
 با صورت برہم جان۔ بے صورت برہم کا جاننا سخت مشکل ہے۔ نہ تیری استقد سمجھ ہے۔

خون خالص خود خور کہ شرابی بہ انیس نیست و ذراں بہ جگر زن کہ کبابے ہا انیس نیست
 در کس نہ دہا یا نتواں یافت حصارا در مصعب دل ہیں کہ کتابے بہ انیس نیست
 ملے پوا ہو بس سوز کہ آن عشق آتش است ما آن سمندریم کہ آتش حیات است
 پیارے جگیا سو آتما کارنگ ہلدی دھکا کھڑا۔ خاکستری۔ ادنی کپڑا۔ سرخ پر ہٹی۔ آگ کا چکارا چکتا ہوا۔ غید کنول کا پھول
 یا یکدم بجلی چمکے۔ اہیاسی یعنی شعل کہ نیو لے کو اس طرح کی شکل دکھائی دیگی۔ اور آتما کا جلوہ جسم انسانی میں اس طرح ہوتا ہے
 جس طرح آئینہ میں عکس صاف نظر آتا ہے مگر اس میں پھنس جانا مناسب نہیں ہر لیکہ شعل مستحکم طور سے جاری رکھا جائے
 پھر آتما کا اصل حقیقت کی شناخت ہوگی۔ اور خود اپنا دیدار اپنے دل میں مشاہدہ کر دے۔ اور حقیقت کھلنے پرستی کیجات
 میں درویش کا بل سے ایسے الفاظ بھی زبان سے نکلتے ہیں کہ خدا کی ہستی اور۔ خدا کے اوصاف ہم سے ہی ظاہر
 ہوتے ہیں۔ ورنہ خدا کو جاننا ہی کون تھا۔ جیسا کہ نظم ذیل سے ظاہر ہے۔

ہر کہ مصعب شود ادا ہوا عرفان مرست
 ہر جو غور شیدہ میں دائرہ تنہا گردو

[illegible]

تو تک امکان ہے ذرا مینہ دل صاف کر
دیکھ تو پھر اس میں اپنے حسن کی جلوہ گری
بیاہر آسمانِ دل چرخِ شہید
رک رکب پاکی کسی طرح دوسارا

تکمیل و تجدید اولی ۴ - منبر ۱۲

انگوٹھے کے برابر پرنس جیم کے سچ میں رہتا ہے۔ وہ ماضی مستقبل کا ایثار ہے۔

سورہ انشیدولی ۴۰ - متر ۱۰

انگوٹھ کے برابر پرش جو اندرونی آتما ہے۔ آدمیوں کے طب میں ہمیشہ جاگزیں ہے۔

تشریح انپیدہ - انواک و منترا

جوہر دے کے اندر آکاں ہے اُس میں یہ پُرش دیر ہی رہتا ہے۔

چھاندو کو منشد اور ہیائے ۳ منتر ۳

قلب میں یہ آتما ہاں جو سرسوں ساک۔ اور ساک کے چانول سے چھوٹا ہے۔ پیارے طالب جو شخص اپنے قلب میں ایک کونڈھنڈھنڈے ہیں وہ ضرور پاتے ہیں۔ مگر سعی و کوشش درکار ہے۔

اے سائبانہ طلبہ گیارہواں (رباعی) رہنما عمل شریعت و ذکر و دعا و احسان

عبدی سے انہیں کام ملتا ہرگز ہو جائیگا رفتہ رفتہ دینار خدا

کرسی کہی ہے، مطلب مایل ^{دیگر} بہت دور پہاڑ امت اسے شافل

اسے مرو خدا یہ خدا ہے سیدھی تو بل تو بھی مگر نہیں ہے منزل

طالب۔ اب تک میں نہیں سمجھا کہ صورت و شکل کیا ہے اور رنگ کیا ہوگی۔ جب تک مجھ کو اس امر سے آگاہی نہ ہو جائے

کہ مشعل پیوستہ اور دشمنوں سے ہمارے بالکل نابالہ ہیں۔

کدامی که قلمی است مرغ نوشته بر پلا

نگہ پر ملاحظہ کرو: مزگاں باد سے گرد و

انسان کیا چیز ہے؟ جواب۔ انسان کیا ہے

یہ نہیں بلکہ کچھ اور ہے۔ سو کچھ نہیں ہوتا۔

انسان کیا ہے۔ ذاتِ مطلق کی ہوا و غلط کا مجموعہ

انسان کیا ہے۔ دیوتاؤں کی قیام کی جگہ

انسان کیا ہے۔ ذاتِ عالی کی جگہ رہائش

انسان کیا ہے۔ بیخِ اظہار ذاتِ باری۔

انسان کیا ہے۔ اپنا آپ۔

مطلعِ دیدار حق و دیدارِ منع گفتار حق گفتارِ

ساختہ لوگوں کا پکار کر کہتا ہے

کہ انسان کا سر آسمان

انسان کے پاؤں زمین

انسان کے دونوں ہاتھ اطرافِ دسمت

انسان کے دونوں آنکھ سمیع و بینا

انسان کے بال درخت و پناہ

انسان کی ہڈی پہاڑ

انسان کا مادہ رقیق پانی یا سمندر

انسان حرارتِ غریزی (جیو لائن) آگ

سے شہرہ جلوہ جو سب جاہی کا ماہ و بادل میں قیام اس کا

بلکہ ہے ٹھیک ٹھیک بات تو یہ

اس میں ہے بود و باش عالم۔

کیا امیر۔ کیا غریب۔ کیا عالم۔ کیا جاہل۔ کیا شاہ۔ کیا گدا۔ کیا حکیم۔ کیا بیمار۔ کیا گمانی۔ کیا دیبانی۔ کیا جوجی۔ کیا بھوگی۔ کیا دانا۔

کیا نانا۔ کیا میں۔ کیا تو۔ کیا یہ۔ کیا وہ۔ کیا انسان۔ کیا حیوان۔ کیا نباتات۔ کیا حادثات۔ کیا پہاڑ۔ کیا سمندر۔ غرض کہ جو کچھ

دیدہ شنیدہ گفت و فہمیدہ میں آتا ہے سب کچھ اس کا ہی ظہور ہے۔ اور اسی کی ہوا و غلط ہے۔ بقول گنائیں کسی داس ہی۔

آکر چار لاکھ چوراسی جاتی جیو تپ چل چل بسی سیارم میں سب جگ جاتی اگر مل پر نام جو رنگ باقی

چند لکھ

بزمِ برت باندھے رہے تب لگ دیبیاں نہ ہوتے

آباد یہہ بھٹکے کہ گیان سوادہ لگائے

لگی کہی چھوٹی نہیں یہ سوادہ و گیان

آپ ہی تھا کہ آپ ہی سیدو کہرت آپنی پوجا۔

آپ ہی بشو آپ ہی بشی آپ وید آپ روگی

پاشو اس ورس جب آوے سنت کرں جڈیا

جب لگ تنہ پکار کے کہے ایک اور دوتی

میں تو بدھ بھول کر رہے جو بیج سبھاؤ

گیان نہت گیا نہ ہت اور نہت گئے جان

چل کر جان میں لگے چوراسی اور نہ کو اور دو جیا

آپ ہی دتا آپ ہی منگتا۔ آپ ہی جوگی بہوگی

آپے کارج آپے کلن و شور و پ و شایا

سوال۔ انسانی جسم میں تین لوک کون ہیں؟ جواب۔ دیو لوک۔ پراں ہے۔ اتر کرکس لوک۔ من ہے۔ دنیا۔ ہانی ہے

نقشہ صفحہ ۱۴۸ سے تفصیل و یوتاؤں کی معلوم کریں

جسم انسانی میں تین لوک کبائے کس طرح ہیں؟

شہنشاہ کا سر پہ۔ وہ میں کاظم کے کراہنے لگتی ہیں اور دیگر شہنشاہیں جتنی بھی ہیں۔ میرے کڑی جواب دہ ہیں کہ وطن کی طرف توجہ دینے والا اور شکبہ خیال و کلپ لغزشوں پر واردات اللہ کی آرا میں بے غشیل غافل خاص اہم اس کی منقوشی کو شہ سے بد اس طرح ۱۹۵۶ء تک کہ میں ہر کام کر رہا تھا۔ اس لئے میں نے اس سے کلامی سب سے بدینہ اور میں نے وہ کاموں۔ میں میں خیال آتے رہتے ہیں۔ میں بے خیال ہوں۔ میں نے اس سے بچا رہوں۔

وگیا ان ہی کوٹھ۔ بدبھی۔
 گینٹری وگیا ان ہی کوٹھ کہلاتے ہیں۔ بدبھی اسکو کہتے ہیں جو ناخن ہٹاؤں
 سے پکڑ کر ہڈی کاٹ کر ہڈیوں کے وٹے دھوسات کو ٹشپ کے برنگتی سے ہلو کرنا سوپ بدبھی ہے۔

سوال۔ رنگین مٹی کو شے سے کس طرح بنایا ہوں جواب۔ سکھوت

ہر ہوائی ہے اور میں ہوں کا قتل فیہ یورپ پر ہوتا ہوں اور جاگرت و سپین میں بدہ ایک حالت پر نہیں رہتی کبھی کسی لذت
کی اور کبھی کسی لذت کی طرف ہوائی جو میں دانندہ کیاں ہوں اس سے نہیں دیکھتا ہوں (آنند مئی کوٹش)

پہن کر کم کے پہلے بھونگنے کے وقت انعاماتی برقی ذخایں آتم سرورپ (سرورپ ذات) بہوت آئند کی پرت نہی یعنی عکس کو اختیار کرے جبکہ پرت یعنی سرور موہو یعنی سرور پر سرور یعنی سرور رکھتے ہیں۔ اور گیان میں سکھ پرت وہ پرت ہو گا وہ یہ آخذ
مشی کوئل ہے۔ سوال۔ آخذ مشی کوئل کا سرورپ کیا ہے؟ جواب۔ برقی کو جو مطیع چیز کے دیکھنے سے خوشی ہو وہ
آس کا سرور یعنی مطیع چیز کے حاصل کرنے سے جو برقی کو موہو یعنی راحت ہو وہ اس کا راست پیر ہے۔ مطیع چیز کے بھونگنے
سے جو خوشی ہو وہ اس کا چپ پیر ہے۔ آتم سرور بہوت آئند کے پرت نہی کو اختیار کرنا اس کا سرورپ ہے۔ اور بلندی سرورپ
یعنی اصل شے کا عکس پرت آتم آئند اس کی دوہ ہے۔ ایسا مرغ آئند ہی کوئل ہے۔

سوال۔ آئندہ مٹی کو شجائیں گے جواب چونکہ آئندہ مٹی اور دیگر کچا مٹا رہا ہے اس لئے ناش و ان ہے۔

سوال۔ میں کون ہوں اور میرا سروپ کیا ہے جواب۔ ست چہ آئندہ تیرو روپ آتا ہے۔ اس کی ایک سنگت حاصل ہوئی ہے۔

هر که صائب شود از باد و عرفان هرست
چو خورشید درین دانه تنه کارود

بزرگست و جرمش کنگار نیست
اینجا جز این که سر بلند پادشاه نیست

یہ دوسری ہی عبارت نہیں کتاب ہے بلکہ ایک ہی باب ہے۔

۱۱۔ حکماء غدا سے آئے اور بظنِ اسلم

... ..

کون دیکھیں اور کون نہ دیکھیں

بیر و اعظم والا و کریمت تنبیہ و اعظم کریمت من و اعظم کریمت کریم کریمت

من وچانگن بر اقلیم کما حقہ بیکدیگر

ویدانتی۔ جوتی۔ چت۔ برہم۔ کہتا ہے۔ سورج۔ چاند۔ ستارے۔ بجلی۔ آگ۔ روشنی نہیں کہلاتے۔ روشنی گیان ہے جسے لفظ کہو۔ کالشن کہو۔ برہم کہو۔ چو کہو۔ یا جو چاہو نام رکھ لو۔ اسی روشنی کا ذکر برہدارنیک انپشن میں شری خوجی سے آیا ہے

مکالمہ۔ راجہ جنگ ویاگیہ و لکھ مونی

سوال۔ اے ویاگیہ و لکھ اس پرش یعنی آدمی کی جوتی کون ہے؟

جواب۔ اے راجہ سورج ہے۔ کیونکہ سورج روپ جوتی سے پرش۔ چلتا۔ پھرتا۔ اور کام کرتا ہے۔

سوال۔ اے ویاگیہ و لکھ سچ ہے۔ لیکن جب سورج غروب ہو جاتا ہے۔ اُس وقت اُسکی جوتی کون ہے۔

جواب۔ اے راجہ چاند ہے۔ چاند روپی جوتی سے پرش چلتا۔ پھرتا۔ اور کام کرتا ہے۔

سوال۔ اے ویاگیہ و لکھ سچ ہے۔ مگر جب سورج غروب ہو جاتا ہے اور چاند چھپ جاتا ہے اس وقت جوتی کون ہے؟

جواب۔ اے راجہ آگنی۔ آگنی روپی جوتی میں آدمی چلتا ہے۔ پھرتا ہے۔ اور کام کرتا ہے۔

راجہ جنگ۔ اے ویاگیہ و لکھ سچ ہے۔ مگر جب سورج غروب ہو۔ چاند چھپ گیا ہو۔ آگ بجھ گئی ہو۔ اُس وقت آدمی

کی جوتی کون ہے؟

جواب رشی۔ اے راجہ بانی یعنی کلام۔ باقی روپی جوتی سے پرش چلتا۔ پھرتا۔ کام کاج کرتا ہے۔ جہاں ہاتھ کو

ہاتھ دکھائی نہیں دیتا۔ وہاں آواز آئے تو آواز کے سہارے پہنچ جاتا ہے

جنگ۔ اے ویاگیہ و لکھ سچ ہے۔ مگر جب آواز بھی نہ ہو۔ اُس وقت جوتی کون ہے؟

جواب رشی۔ اے راجہ آتما ہی اُسکی جوتی ہوتی ہے۔

اس مکالمہ سے صاف ثابت ہو کہ اصلی روشنی گیان سرورپ آتما ہے۔ پہن و شپتی میں آتما جوتی ہی باقی رہتی ہے

اور سب جوتیاں شانت ہو جاتی ہیں۔

طالب۔ ہمارے اب میں سمجھا شدہ گیان کا نام برہم ہے۔

عارف۔ ہاں شدہ گیان کو ہی برہم کہتے ہیں۔ اب میرا تیرا۔ سارے جہان کا شدہ گیان لیا جائے تو ایک گیان سے

دوسرے گیان میں کیا فرق ہوگا۔ کچھ بھی نہیں۔ کیونکہ فرق ڈالنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔

جواب۔ آپ کو تیار تہ (علم حقیقی، جاننا کہ میں تین شریا، استہول، کشیف، سکھشتم

(لطیف) ۳۔ کارن و غفلت، اور تین اوستھاد (مات) ۱۔ جاگرت (بیداری) ۲۔ شپن

گیان کیا ہے؟

(جواب) ۳۔ سکھوپت (خواب گراں)، اور پانچ کوش (خلائی فن) سے اقیق (فارغ) ہوں۔ اسی کا نام گیان ہے۔

یہی کہنا کہ تین ہونے تو مخلوق جو	تو عزت آتین بچکون بچکرا	جو تو وہ ہو گیا یہ کہہ سکتے نہیں	اعرفنا جو اس سے قول مردان عہدا
خالق مخلوق ہو سکتا ہو کہ نور بیضا	لم یلک کے اولم یلک کی بوجہ پیدا	دعویٰ لعل نہیں جو دعویٰ را کشف	ذات جہی علم جو معلوم وہ کتب سکا

سبز فغان الہی ہے مگر گونگے کا گڑ
آدمی کھانا ہو لیکن کہہ نہیں سکتا مزا

پیارے طالب۔ اب بھی بھائیہ تو نفعی نفعی کی تعلیم نہیں ہے۔

جواب طالب۔ مہاراج مجھے اس قدر سمجھ نہیں ہو۔ مجھے تو شر میں بھجائیے۔

عارف۔ تو مونی سمجھ کا آدمی ہے تجھے مونے ہی طریق سے برہم سمجھاتا ہوں۔ ایک سوا اس کے بن پر پیدا کیا۔

طالب رویہ۔ چلایا۔ او کہ مہاراج کیا کرتے ہو!! عارف۔ تو چلا یا کیوں؟

طالب۔ چلاؤں کیوں نہیں۔ مجھے چوٹ لگی دروہوا۔

عارف۔ پیارے چکیا سو۔ ٹھیک ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے یہ گیان ہی تو برہم ہے۔ اور کیا جاننا چاہتا ہے

طالب۔ اس سے تو یہ ثابت ہوا کہ برہم گیان کافی ہے۔ کیونکہ میرا دروہا جاتا رہ گیا۔

عارف۔ پیارے طالب یہ دروہا ماضی تھا جو گیان آگیا تھا اس کا ناش ہوا۔ نہ کہ گیان کا۔ گیان تو جن کا توں بنا ہے

باہر کی چیزیں سب گیان کے سمندر میں ابھرا بھر کر ناش ہو جاتی ہیں۔ مثلاً پہلے تو شیر خوار بچہ تھا۔ پھر نوجوان ہوا۔ پھر ادھیڑ بنا۔

اب بوڑھا ہو گیا۔ یہ سب کی طاقتیں ہستی رہتی ہیں یعنی ناش ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن ان حالتوں کا بانے والا ویسا کا ویسا ہے۔

تیرا تو ناش نہیں ہو گیا۔ اسی طرح جگہوں سے کلپوں۔ تے تو گیان نہ روپ اتنا موجود ہے اور جگہوں اور کلپوں تک رہ گیا۔ ناش

ہوتا ہے صورت کا اور نام کا۔ کیونکہ یہ خواب کے نقشہ کی طرح وہمید ہیں۔

طالب۔ مہاراج مجھے اور سمجھائیے۔ بھی بھی طرح نہیں سمجھ آئی ہے۔

عارف۔ ذرا غور کرو ایک مکان میں چراغ جل رہا ہے۔ اس روشنی سے آدمی جا نور گذر رہے ہیں۔ جب تک روشنی کے

سامنے ہیں سب پر روشنی پڑتی ہے۔ جب روشنی سے دور ہوئے اندھیرے میں سب مخفی ہو گئے اب روشنی کا ناش نہیں

ہوا۔ روشنی بہت وسیعی کی وسیعی قائم ہے۔ چونکہ گزرنیوالے روشنی میں نہیں ہیں اس وجہ سے روشن نہیں ہیں اندھیرے

میں ہیں۔ اس طرح یہ سارا سارا اندھیرا سب گیان کی روشنی صرف برہم ہے۔ اگیان کے جو جو درت اس روشنی میں آتے

ہیں مثلاً سکھ وکھ۔ خواب۔ بیداری۔ بستی۔ سادھی۔ سب کا پرکاش ہوتا ہے۔ جو چیزیں اس روشنی سے ہٹ جاتی ہیں

وہ اندھیرے یعنی اگیان میں لے ہو جاتی ہیں۔ پس ناش اس چیز کا ہوا نہ کہ روشنی کا۔ اس روشنی کو صوفی نور کہتا ہے

کہو تم شیخ و برہمنوں سے کیا کریں نہ کلا کہی جو تو ہوشیار ہے آئو نہ کہے میں اس کے ولا کہی

نہ عدم میں ہے نہ وجود میں کوئی چیز تو بتائیں ہم

پیارے جگیا سو! اب سہا! طالب جہانج اس تعلیم سے کوئی کیونکر سمجھ سکتا ہے یہ تو "ہیتی ہیتی" کی تعلیم ہے۔

یعنی برہمن یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں۔ مجھے تو یہ بتائیے برہمن کیا ہے؟

ایک تیر نور سے پر نور جافض سا رستاشا کا جس چشم تماشائیں ہر تو جس طرح سے عالم و ایمانی کی دنیا کہ وہ جو حجاب جنگل شہر بازار و رستا مختلف افعال اور کئے نتائج مختلف ذات بنیاد و بیان عالم معلوم و علم خالق و مخلوق دونوں کیلئے عالم ہیں عالم اسباب میں بھی شمس و ابواب ہیں غیر پر پاش کسوہ تو زیب حسن ہے جس طرح شاہی محل میں کاغذ ایلگ سقف اور سطح دیوار و در پر ہر طرف و ان مصرف خود آرائی کوئی زیبا نگا آئینہ فانیہ جو عالم تو ہے وہ زیبا نگا گرچہ تو سب میں سب اور سب عجیب جس طرح ہر گرجہ میں میں امر و شجہ جس طرح میں طرح تھی نظر آتی ہر چہ جس طرح خواب کی کیفیت اسیدیم جس طرح ہر گریز و نیل نہیں ہوتا تو تو بھی وہ طرح ہر شے میں گر سب جدا	پرتو تیرا ہر شاہنشاہ عالم کی دنیا دیکھتا تو نور و وحدت میں کثرت اپنی افلاک میں ہر سیر کثرت دیکھتا آدمی ہر وضع کا اور جانور ہر قسم کا مختلف اعمال و ان کی جزا ان کی منزل ذات و احد میں ہر کثرت کا تماشائو بلکہ کثرت آپ جو آئینہ وحدت نما خالق و مخلوق دونوں کیلئے یکا زینت مغل مغل مغل نشین تو کتب تھا آئینہ فانیہ مع وجود دل فرما راست چپ پائین ملا ہوا شیشہ بڑا جس طرح دیکھنے نہ دیکھنے کو لایا ہے ہوا تو ہی تو ہی ہر طرف کوئی نہیں دھوا چرخ اسب ہر سب الگ سب جدا لیکن اس رگ محتر نہ نہیں تھی ہل میں لیکن سن رستہ کو جدا بن نہیں تھی ہر حصہ اب میں کئی کتا سب طرح گرجہ پانی میں ہوا ہر گرجہ تو بھی وہ طرح ہر شے میں گر سب جدا	اک تو کاش جس طرح کی کوشش پہلے ہی کاش میں جب رہتا مجھ و مبدم بجلی جلتی جو گرجہ رعد میں رہتا چھپا چھپا ہر اک ریا آب کون کس کتا ہی اس حالت کو دم بھر دیکھ کر ٹھیک ٹھاک اپنے معاہدے کی ناک اب با برق و تابش باران آب یہ بھی تجھ میں کیا نہیں اٹھکے اور ٹھیک کیوں نہیں اور پھر کیوں ٹھیک آخرت ختم قاصر ہو یاں اور کت قاصر ہو یاں گرچہ جب ہو لیکن پھر ہی کہتا ہوں کارخانہ تیری قدرت کج سمجھتا کون تو طلوع ہو تو بر خرو اور گل پر قدر ایک شمع تیری قدرت کا ہر سا کجی ہر مکان تجھ میں تھیم افلاک و نیلے خاک تیرا یونان تھی کا کتیر میں خاک قدر "تاج فلان" تیری رستہ ہر رستہ خوف تو تیرا ہاں جو ہر روشن ہوا اپنی قدرت میں تجھ کو غم نہیں کتا	کوئی شے اسکو ملوث کر نہیں سکتی اک اندھیرا سا نظر آتا جو کجی ایسا زور ہو اور شور و طغیانی ہو طغانی ہو چشم دنیا جیتی جو سو جن اندھیرا یہ ہی کاش جو ہمیں چلے کتا اور فلان میں بھی ہر کاش کا کون ایک کجی ملوث ہو ہو گا اور نہ تھا اور کجی ہم ٹھیک کر رہ جاتی ہیں فرما اور صرف غم کرتی ہر یاں اس طرح چشم تماشائیوں جلوہ گرجہ میں چشم دنیا کجی تو کجی تماشائو ہر اور تماشائو دست بس ہی ہر کتا صانع بیست آسمان و چوچا اک کرشمہ تیری صنعت کا ہر کتا ہر یاں پر محیط از ابتدا تا انتہا تیرا یونان تھی کا کتیر میں افنی قضا میں طبع حکم تیری رستہ ہر رستہ خوف تو تیرا ہاں جو ہر روشن ہوا اپنی صنعت میں نہیں طبع تو آلات کا
---	--	---	---

نہ عدم ہے وہ نہ وجود ہے کوئی چیز ہو تو بتائیں ہم

نہ عقیدہ اس کا جدید ہے۔ نہ جدید جو کے کہیں ہوا
نہ کلام اس کا مجید ہے وہ کلیم اب ہے نہ پہلے تھا
نہ کسی صحیفے میں ہے نشان نہ کسی کتاب میں کچھ پتا
نہ مار جاؤں میں وید کی نہ وہ پوتھیوں میں، یہاں ملا

نہ عدم ہے وہ نہ وجود ہے۔ کوئی چیز ہو تو بتائیں ہم

کہو شیخ سے کہ وہ کہیں نہ تو اب ہے اور نہ پہلے تھا
کہو برہمن سے کہ مندروں میں نہ گا اس کا نہ کچھ پتا
کہو یوگیوں سے کہ یوگ سے بظاہر میں میری ڈھکوسلا
کہو گیانیوں سے کہ گیاں میں نہ وہ جب ملا نہ وہ اب ملا

نہ عدم ہے وہ نہ وجود ہے۔ کوئی چیز ہو تو بتائیں ہم

نہ وہ ہست ہے نہ وہ نیست ہے نہ وہ ظلمت اور نہ نور ہے
نہ وہ درستی ہے نہ کذب ہے۔ نہ وہ علم ہے نہ غور ہے
نہ وہ عرض ہے نہ وہ طول ہے نہ قریب ہے نہ دور ہے
نہ فرشتہ ہے نہ وہ دیو ہے نہ پری ہے اور نہ حور ہے

نہ عدم ہے وہ نہ وجود ہے۔ کوئی چیز ہو تو بتائیں ہم

نہ تو اسکی صورت ڈھنسل ہے کہ ہے کسی کے وہ دہیان میں
نہ کثیف جسم و لطیف وہ کرے زمان و مکان میں
نہ وہ چیز کوئی ہو خارجی جسے لائیں کھینچ کے گیاں میں
ادھر آؤں سرے دوستو کہوں بات رمز کی کان میں

نہ عدم ہے وہ نہ وجود ہے۔ کوئی چیز ہو تو بتائیں ہم

نہ وہ عرش پر نہ وہ فرش پر نہ جہان و کوئی مکان میں ہے
نہ وہ مومنوں میں ہے جلوہ گر نہ بہار اور خزاں میں ہے
نہ خلا میں ہے نہ ملا میں ہے نہ زمین میں ہے نہ ماں میں ہے
نہ وہ دل میں ہے نہ دماغ میں نہ کسی کے وہم و گماں میں ہے

نہ عدم میں ہے نہ وجود میں۔ کوئی چیز ہو تو بتائیں ہم

نہ وہ مندروں میں نہ مسجدوں میں نہ معبودوں میں مقیم ہے
نہ سمیع ہے نہ خیر ہے نہ کریم ہے نہ کریم ہے
نہ وہ دیوار و حرم میں ہے۔ نہ وہ عاوث اور قدیم ہے
یہاں صوفیوں کو ہیں حیرتیں یہاں ذلکِ عقل حکیم ہے

نہ عدم ہے وہ نہ وجود ہے۔ کوئی چیز ہو تو بتائیں ہم

تجھے آہ کی تلاش ہے، شب و روز کسی ہے جستجو
تجھے کس سے ملنے کی چاہ ہے تجھے کس کے وصل کی آرزو
وہاں نام ہیں نہ صفات ہیں نہ وہاں میں نہ وہاں ہے تو
وہاں اہیت ہے نہ فردیت نہ انانیت کی ذرا بھی بو

نہ عدم ہے وہ نہ وجود ہے، کوئی چیز ہو تو بتائیں ہم

نہ وہ ملتوں میں ملا کہی نہ وہ نہ ہوں میں ملا کہی
نہ فضول بحث و مباحثے نہیں کت کچھ بھی صلا کہی

مجھ سے گل پوچھتے ہیں باغ میں گلشن کیا
آدمی پوچھتا ہے مجھ سے خدا کیا ہے
چشم بینا ہے کچھ پردہ غفلت طاری
مجھے سن سن کے ہنسی آتی ہے اللہ اللہ
پھلیاں بھر میں ہیں بحر سے آگاہ نہیں
گل میں گلزار میں پر گل نہیں گلزار کی چاہ
جس خدا کی تجھے رہتی جو شب روز تلاش
ہے پس و پیش وہی اور چہرہ رست ہی
دور نزدیک کالاؤ نہ طبیعت میں خیال

پیارے بگیا سوچے جواب بالکل نہیں مجھے تو اس طرح سمجھا دیجیے تیلی پر کھی ہوئی کوئی چیز ہے۔
عارف - آئندہ میں آیا ہے کہ جاننے والے کو کس طرح جانیں۔ برہم کوئی جاننے کے لائق ہے جو میں بتاؤں نیتی نیتی
یعنی برہم یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں۔

جائے رہائش خدا - "نیتی نیتی"

یعنی برہم یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

سنووات حق نہیں ہو یہی کہ نہیں پچڑ کے دکھائیں ہم
نہ سرخ اس کی نہ کچھ نشان کہ تپا کسی سے لگائیں ہم
نہ وہ شے ہے کوئی مشینہ بی کہ تم آؤ اور بتائیں ہم
کہیں سب کیوں نہ کھلا کھلا ہمیں کیا غرض جو چپائیں ہم
نہ عدم ہے وہ نہ وجود ہے کوئی چیز تو بتائیں ہم

نہ وہ خاک ہے نہ وہ آگ ہے نہ وہاں ہے اور نہ آب ہے
نہیں بے خودی سے فرض آئے نہ فی خودی سے خراب
نہ وہ جاننے کی مثال ہے نہ زبان عالم خواب ہے
نہ وہ اس کی ہے واقعی نہ وہ شیل موج سراب ہے
نہ عدم ہے وہ نہ وجود ہے کوئی چیز تو بتائیں ہم

سنو میری دم غلطی پر یہ جو کہتے ہیں خدا ہے وہ
نہ وہ ہر لوگوں کا ہے اور نہ دلیل اہل دینی جو وہ
یہ غلط ہے اور یہی دوستو کہ ہم اور تم سے جدا ہے وہ
میرے دل نقش و نگیں کی طرح بس اس طرح سے کھڑا ہو

نہیں دکھایا۔ بلکہ ہمارے دوست کی شواہد کو بھی دکھا کر ہمارے پاس بھیجنا خود بھی اسے دو بار دیکھ آئے۔ اور گاؤں میں سے چاہے جسکو آج روانہ کر دو۔ وہ بھی دیکھ آئیگا۔ وہ ہے کچھ نہیں میرے من کا کھیل جو۔ شکر! جس ملک کو تم جاگرت کا تپا کھیل بھیجے بیٹھے ہو۔ وہ کچھ نہیں ہر صوف ایک خواب ہے۔ رات کو جوتا شے تم دیکھتے ہو وہ ایک طرح کے خواب ہیں۔ کیونکہ تم نے انکو ایسا ہی مان رکھا ہے۔ بیداری کے خواب کو تم نے اور طرح کا مان رکھا ہے۔ لیکن میں دونوں خواب روز دیکھتے ہو کیا کیا عجیب تبدیلیاں تمہاری نظر کے سامنے ہوتی ہیں۔ کہ نہ مکان کوئی چیز ہے نہ زمان کوئی چیز ہے نہ علت کوئی شے ہے۔ خواب میں بھی یہی حال ہوتا ہے۔ تبدیلیاں ان دونوں طرح کے خوابوں میں ہیں۔

تم ذات غیر متبدل ہو۔ تم دیکھنے والے ہو۔ تم سہی انہد گھن چہن آتا ہو۔ یہ درشہ جات جو کچھ ہے سب بہرہ رو ہے۔ اس بہرہ کو چھوڑو۔ اور اپنے سروپ میں سنبھت ہو جاؤ۔ جو خدا کا سمندر ہے۔ یہ کہہ کر بنگلوان و شنوا نرو حیان ہو گئے۔ شکر نے جب یہ باتیں سنیں اور غور کیا تو جاگرت کا عالم اسے بالکل خواب کی طرح معلوم ہونے لگا۔ اور گہر لنگا جویم بعد بندہ معلوم ہونے لگا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ یہ صورتیں جو میری نظر کے سامنے ہیں میں ان سے علیحدہ چیز ہوں پھر یہ منظر ہی اسکی نظر کے سامنے سے ہٹا اور اس نے یہ ظہور دیکھا کہ اوپر نیچے آگے پیچھے۔ دائیں بائیں ایک سہی انہد گھن متو ایک ہوا وہ میں ہی ہوں۔ اسے وہ شروعتی ماحصل ہو کہ اندہ ہر سکتا ہے۔ لیکن بیان کی حد سے باہر ہے۔ سادہ ہی ہے کچھ۔ یہ بعد آنکھ کھلی تو یہ دنیوی دنیا اسے پھر نظر آئی لیکن تمام دنیا اسے اپنی آتما ہی نظر آتی تھی۔ اور دو دیت بھاؤ طبیعت سے بالکل نکل گیا تھا۔ اب وہ چوں مکتوں کی زندگی بسر کرنے لگا۔

اند پرست میں جب راجسو گپہ ہو چکا اور سب جہان رنجت ہو چکے۔ پاڈوں نے بڑی محبت سے دریو دھن کو کچھ ڈول اسہن پاس ٹھہرایا۔ اور جب خاطر تواضع کی۔ ایک دن دے دانو کا بنایا ہوا عجیب و غریب محل اسے دکھانے لگے۔ اس محل سے فرش میں ایک جگہ پیش بہا شفاوت تپہ اور شیشے اس خوش اسلوبی سے جوڑے تھے کہ آپ رہاں معلوم ہوتا تھا۔ جھکے کھاتا ہوا اور یا نظر آتا تھا۔ اس جھوٹے مٹکے میں اسے ہوئے پانی کو دیکھ کر دریو دھن دھوکا کھا گیا۔ اس سے موجزن آب بھرت کر پار جانے کی خاطر کھڑے اتارنے لگا۔ یہ دیکھ کر بھیم سین اور دریو پی وغیرہ حاضرین نے زور سے قہقہہ لگایا۔ پیارے جگیا سوا یہ عالم مایا کار چاہوا تعمیر کردہ شدہ ایسا ہی مکان ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا +

بزم کیا ہے؟ جواب۔ شدہ گیان۔ وہ اپنا آپ ہے۔

باہر اس نخبہ کے کیا چیز ہے اند کیا ہے
متحرک ہے کہ ساکن ہے نہیں ہم کو میتر

پہیلیاں پوچھتے ہیں مجھ سے سمندر کہا ہے
پوچھتے ہیں مجھ سے ہیں طائر کہ ہے کیا چیز؟

جاگتے میں مجھے کیوں سچا نظر آیا۔ بھگوان و شنو پور سر کرنے اور کہنے لگے کہ شکر ہے تم سچی دنیا سمجھے ہوئے ہو وہ سچی نہیں جو۔ خراب کی طرح محض عالم خیال جو۔ دنیا سچی ہوتی تو ہمیں اشیائے خارجی کا علم ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ گہیا ناما اور گہیہ میں زمین و آسمان کا فرق جو۔ عالم اور معلوم میں بعد التشرقین بہت معلوم بڑھ ہے۔ عالم چھتین ہے۔ ان دونوں میں تعلق کیسے ہو سکتا ہے۔ دنیا کے شاکر کار فلسفی اور حکیم مگر میں مار کر مر گئے۔ لیکن بیرونی اشیاء کے علم کا عقدہ کسی سے حل نہیں ہوا۔ یہ لوگ یہی غلطی کر رہے ہیں کہ جو بونے ملک کو سچا سمجھ رہے ہیں مالا نمکہ بیداری کا تمام عالم بھی اسی طرح گہیاں کے سمندر آتھیں اُدے ہوتا ہے۔ جس طرح خواب کا عالم۔ پس شکر تمہارے پانچ مہینے کا سفر اور مایا نگرو وغیرہ جوتے اس سفر میں دیکھے سب تمہارے اسی من کا بھیل تھے جس نے لگاکے بل میں ہمیں تماشاد کہا یا تھا بے

شکر نے کہا ہمارا ج میں آپ کی کرپا ہے سبھا کہ لنگائیں غوط مار کر تو تماشہ میں نے دیکھا وہ میرا منوراج تھا۔ اور چونکہ وہ میرے من میں بس گیا تھا اور مجھے شب و روز اسی کا خیال لگا رہتا تھا عالم بیداری یعنی سفر میں بھی وہی صورت ہمیں میری نظر کے سامنے رہی۔ اور مجھے یہ معلوم ہوتا رہا کہ میں سچی دنیا دیکھ رہا ہوں۔ لیکن لنگائیں جو نظارہ نظر سے گنرا اور بعد میں سفر میں جو تماشاد دیکھا وہ دونوں میرے منوراج تھے۔ سری ہمارا منوراج اسی آدمی کو نظر آیا کرتا ہے جسے وہ منوراج رچا ہے۔ مثلاً میں اس وقت یہ تصور کرتا ہوں کہ ہاتھی میرے سلسلے کھڑا ہے وہ ہاتھی مجھے ہی نظر آئے گا۔ اور کسی کو نظر نہیں آئے گا۔ پھر میرا منوراج میرے دوست کیشو آند کو کیونکہ نظر آیا۔ وہ وہاں کیونکہ پرچہ اور انہوں نے مہیڈول سفر کرنے کے بعد مجھے کیونکہ کر کہا۔

یہ سنکر ہمارا ج مسکرے اور کہا شکر تمہارا بھرم نہیں جاتا پندت اور سمجھدار ہو کر کیسی بچوں کی سی بات کر رہے ہو جو جن لنگائیں چانڈال کی تمام زندگی چھ سکتا ہے۔ جو من پانچ مہینے باہر پھر کر مایہ نگرو وغیرہ کی جہت رچا آپ چکر دیکھ سکتا ہے کیا اس میں اتنی شکتی نہیں ہے کہ ایک دوست کو وہی رچنا دکھا کر اور اپنے پاس بلا کر اس کا حال سنے۔ کیا وہ یہ نہیں کر سکتا کہ تمام تندہ گاؤں کے رہنے والے کل جائیں اور سارا تماشاد دیکھ آئیں اور آکر کہیں ہم نے یہ تماشاد دیکھا تمہیں میں یہ سب طاقت موجود ہے لیکن چونکہ تھے اپنے آپ کو محض بی طاقت سمجھا ہوا ہے۔ اس واسطے کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے۔

چونکہ میں اس بھرم یا پندار کے پٹے میں گرفتار نہیں ہوں اس وجہ سے ستیہ نکلپ ہوں۔ یعنی من سے جو چٹا رچا ہوں وہ بکو ویسی ہی نظر آتی ہے جیسی نگاہ تصور سے میں خود دیکھتا ہوں۔ چونکہ تم مایا کا تماشاد دیکھنے کے خوش مند تھے میں نے اپنے نکلپ میں تمہارا چانڈال کے گھر پیدا ہوا۔ اور پھر مایا نگریں راجا ہونا رچا۔ اور اسے صرف بتیسی ہی

بہت سی یونانیوں کے دلچسپ حالات سنائے۔ آب شنکر گھر پر ہونے کو رہتا تھا۔ لیکن کیا سفر میں، اور کیا گھر پر ہی طبیعت نہایت بے قرار تھی۔ رہ رہ کر خیال آتا تھا کہ چاندال کے گہرجم اور یانگر کا راج جو میں نے لنگائیں غوطہ مار کر دیکھا وہ محض میرا تصور و منو لہج تھا۔ لیکن جاگرت یعنی عالم بیداری میں پانچ مہینے سفر کر کے پہنچے اُسے کینہ کر دیکھا۔ سوچتا تھا لیکن عالم سمجھ میں نہیں آتا تھا عقل حیران تھی اور دل کو سخت پریشانی تھی۔ آخر سوچا کہ بھگوان وشنو جی اس عہدہ کو حل کرینگے انہیں سے پوچھئے یہ سوچو وہ پھر سابق کی طرح بھگوان وشنو سے آراؤ ہنا کرنی شروع کی اور وشنو بھگوان نے پھر اسے برکشن دیئے۔ شکر نے اتنا باز رکھا کہ صدق والے تہنکی ہستی کی۔ جہاں نے مسکا کر پوچھا کہ ہوش نکر تم نے کیا کا تماشا دیکھا؟ اور تمہارا شوق پورا ہوا؟ شکر نے کہا مہاراج اتنا شاکھ تو ایسا عجیب دیکھا کہ عمر بھر نہیں بھولوں گا۔ لیکن سمجھ میں کچھ نہیں آیا سخت حیران و پریشان ہوں۔ جہاں نے کہا شکرا س میں حیرانی کی کیا بات ہو آیا کہ تو سنی ہی ہیں کہ چیز کا وجود نہیں ہوا وہ آنکھوں کے سامنے کبھی ہے۔ جیسے تھی میں سانپ۔ رگ عہد میں امواج شراب کا کش یعنی تھامیں باغ عالم خواب کی دنیا بایا کی مثالیں ہیں۔ یہ واقع میں کچھ بھی نہیں لیکن ہر ایک چیز ایسی صاف صاف، وصیتی باستی نظر آتی ہے کہ کیو اسکے وہیمہ ہونے کا خیال تک بھی نہیں گذرتا۔ اس طرح تھے اپنے من کی دشمنات لنگائیں غوطہ مار کر تمام تماشہ کا نظارہ کیا جو شکر کو بلا بھلا جہاں نے اپنی دشمنایا خواہش سے چندال کے گہرجم کیوں لینے لگا اور پھر اتنی تکلیف اٹھانا اور اپنے باپ اور خسر کو چڑیوں سے ٹھونانا۔ اس تماشے میں میری دشمنی کا داخل ہرگز نہیں ہو سکتا۔

بھگوان مسکا کر بڑے شکر جو نادہی ہے ایک نہیں اسکے انت جہم ہو چکے ہیں اور ہر ایک کی لازتبادا شائیں یا خوشیوں اسکے ساتھ ہیں۔ انہیں کے مطابق لو کہ کرم چل کے موافق اُسے جاگرت اور پن میں سکھ یا د کہہ کا بھوک ہوتا ہے۔ اس سے معلوم نہیں ہوتا کہ اپنے تمام سکھ یا د کہہ کا کارن خود میں ہوں۔ لیکن بات یہ کہ اس کے سوا اور کوئی نہیں ہو پس تھے جو چندال کے گہرجم لیا۔ وہ تہاری ہی پڑنے سنکار کے باعث تھا۔ تمہارے باپ کرم دوسے ہوئے ہیں اور انہوں نے تمہیں یہ تماشہ دکھایا ہے۔ گو تمہیں انکی خبر نہیں ہے۔ رہا تمہارے باپ اور خسر کا بونیموں سے پٹنا وہ بھی تمہارے سلسلہ خیالات کا نتیجہ ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا قدرتی بات ہو سکتی ہے کہ بیچ آدمی شراب پیئیں گھڑا بھر کر۔ ان میں گالی گلج جوتی پڑی ہوئی لازمی امر ہے اور مردمان نوازوں کا پٹنا بھی ضروری ہے۔

شکر کی سمجھ میں یہ بات آگئی اور کہتے لگا مہاراج لنگا بل میں میں نے جو تماشہ، کچھا وہ بیشک میرا ہی تصور یا منو لہج تھا۔ اور میری شو شہر اسنا سے اسی طرح پیدا ہوا جس طرح سوتا ہوا آدمی خواب دیکھتا ہے۔ لیکن میں تو عالم بیداری میں اپنی پہنچے پھر کبھی صبح خیال لیا کو دیکھتا۔ ہا ہوں خواب کی صورتیں تو بیداری میں غائب ہو جاتی ہیں۔ اگر مایا مگر خواب تھا۔ تو

انگ سی میرے پورے دوست ایک تجھ پر ہنسا کرتے ہیں کسی سفر سے آئے آپ کو بھی یہ قہر نہ آدیا ہو گا۔ لیکن انکو
 سزا بھی خوب ہی ملی۔ کجبت غلیظ میلے آدمی۔ نہ کہی نہائیں نہ وہوئیں۔ برسوں کی بھٹی پڑانی کلی مٹری گڈیاں جمع کیے
 رکھیں تھیں۔ آخر یہاں سے دو روز کی راہ ایک گاؤں پہنچے وہاں ہاکر ب و بایں مر گئے ہم گاؤں والے اب چین سے
 رہتے ہیں اور چوری پکاری کا پہلا سا اندیشہ نہیں باہر۔ رشکر ہڑے کی باتیں نہ کہہ سکتا رہا۔ رات آئے وہاں گزاری۔
 صبح اپنا رستہ لیا۔ تیرے روز اس گاؤں میں پہنچا یہاں آئے کئی رشتہ دار و بایں میرے تھے۔ یہاں سے وہ جنگل میں
 داخل ہوا اور کئی جفتہ میں جنگل طے کر کے اس میدان میں پہنچا یہاں باقی لئے آئے راجہ بایا تھا۔

دواڑہ سے وہ شہر میں داخل ہوا۔ تمام بازار اور گلی کو چوں سے چپے چپے سے واقف تھا کہ یہ فلاں امیر کی حویلی جو
 یہ فلاں امیر کا مکان ہے۔ یہ پردہ بان کا محل ہے۔ یہ فلاں بازار جو یہ فلاں کو چہرے۔ مکان ایاب سے بھرے ہوئے دستور کپڑے
 تھے۔ لیکن آدمی اور آدمی کا نشان نہیں تھا۔ چلتے چلتے وہ اپنے محلوں میں پہنچا۔ اس کا ایک ایک کمرہ جانا چھانا تھا وہ
 روز کے جلسے عیش و عشرت کے سامان۔ ریاست کے کار و بار کی فہمیں چرنے تھے کیا ہی خوب تھا۔ حیرت انگیز خوب
 تھا۔ آدمی تمام خوب خیال ہو گئے لیکن مکان میں ہی کپڑے ہیں محلوں سے خل بیوہ آگئی۔ اس کے قریب آیا۔ یہاں ہی
 آدمی کپڑے تھے۔ ان میں سے بعض اس پاس کے گاؤں کے پھیل پھیر رہے۔ نوکریاں تھیں۔ رشکر نہیں دیکھتے ہی پہچان گیا
 اسکو حیرت نہ ہو دیکھ کر ایک آدمی کہنے لگا کہ جہاں اس نگاہ میں جو تائب وہ حیرت نہ عالم تو یہ بن جو تائب وہ کئی طرح
 چار پانچ چھینے ہوئے ایک سا۔ ہو کیشو آند آیا تھا۔ وہ بھی اسی طرح یہاں ہو گیا تھا۔ رشکر کو یہ سن کر وہ بھی حیرت ہوئی۔ وہ گھر سے
 اسے تمام حال سنایا۔ یہاں دن ہیں اب ایک چاندیال حکومت کرتا رہا۔ اور سب اسکے ساتھ کھاتے پیتے رہے۔ ان کے پاسیوں کو
 جب اس کا حال معلوم ہوا تو وہ ہم کے نشٹ ہو جانے سے سب پر اسجھت میں جل کر رہ گئے۔ ایک نے کہا ان میں میرا باپ
 بھی تھا۔ دوسرے نے کہا میرے دو بڑے بھائی بھی تھے۔ تیسرے نے کہا ایک شکایت کرنا تھا۔ ہاں شکایت چاندیال کو نکال دیاں۔ یہ تھے۔
 رشکر نے پوچھا تو میں سے کسی نے اس چاندیال کو دیکھا بھی تھا۔ انہوں نے جواب دیا۔ دیکھا کیوں نہ تھا سب نے دیکھا تھا۔ ایک نے
 کہا۔ ہمارا بچ آپکا سازنگ گندمی۔ بدن چھریا۔ اور قد چھوٹا ہے۔ دوسرے نے کہا وہ وہاں نہ تھے۔ وارا۔ ورتوے کی طرف
 رنگ کا تھا۔ اسکی عمر بھی ساٹھ برس سے کم نہ تھی۔ اس طرح کی باتیں کرتے ہوئے سب وہاں سے پیٹ۔ ان کو رشکر نے نوکریاں
 کے گاؤں میں اس کے مکان پر قیام کیا۔ رانگی کی حالت میں بھی وہ کئی مرتبہ اس گاؤں میں آیا تھا۔ وہ زیادہ رکے ہاں رہا تھا۔
 صبح ہوتے رشکر نے گھر کا رخ کیا۔ انہیں مقاموں سے گزرتا ہوا کوچ و تمام کڑا ڈبائی چھینے بد گھر پہنچا اس آئے جانے میں
 قریب پانچ چھینے لگے۔ گہروالے اور گانوالے اسکے واپس آئے سے بہت خوش ہوئے۔ رشکر نے انہیں جنگلوں۔ اور

کیشو آند کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں جہینوں سے زیادہ ہوئے مایا نگر کو میرا دوست اپنی آنکھوں سے دیکھ آتا ہے کیسی تعجب کی جگہ ہے اور کیا ہی حیرت کا مقام ہے۔ کیشو آند نے جو اسے اس طرح دیا ہے استعجاب میں غرق دیکھا تو کہا کہ مجھے بھی یہی متاثری طرح حیرانی ہوتی تھی۔ لیکن ایٹور کی مایا کے عجیب و غریب کھانا نے ہیں بٹ نکرے اُس سے دریافت کیا کہ مایا نگر یہاں سے کس طرف واقع ہے اور کتنی دور ہے اور رستے میں کون کون سے مقامات آتے ہیں۔ کیشو آند ہنسنے لگا۔ کیا آپ کا وہاں جانے کا ارادہ جو۔ شکر نے مسکرا کر جواب دیا کہ ایسا عجیب شہر تو بیشک قابل دید ہے۔

کیشو آند نے کہا تو بہت جو۔ یہاں سے ٹھیک جانب جنوب دو واہ۔ کیشو آند دو ایک روز شہر کے خیمت ہو گیا۔ اُس وقت شکر نے جنوب کا رستہ لیا سات روز تو لیے مقامات سے گذرنا ہوا جن میں پہلے ہوا تھا۔ مگر ہفتہ عشرہ جنوب کی طرف چلتے چلتے اُسی گانوں میں پہنچا جہاں وہ چنڈال کے گھر پہنچا ہوا تھا اور طفلی و جوانی میں اکثر آکر رہا تھا اور اُسکی حیرت و تعجب کی حد نہیں رہی۔ کیونکہ وہاں کا حال چپ چاپ سے معلوم تھا۔ کہ اس وقت پرچہ کر جاسیں توڑا کرتا تھا اور اپنے بھائی بہنوں کے لئے نیچے بھی پھینکتا جاتا تھا۔ اس نالے کے کنارے ایک دفعہ تمام قبیلہ ایک ماہ سے زیادہ ٹھہرا تھا۔ اس رستے سے سب اکثر آیا جا کر تے تے۔ اُس نے بہت سے آدمی دیکھے جو صورت آتش معلوم ہوتے تھے۔ اس میں شک نہیں جنہیں پچاسا

دیکھا تھا وہ اب آدھ بیڑ تھے۔ اور جنہیں جوان دیکھا وہ اب بڑے ہو گئے تھے۔ لیکن بہت سی صورتیں صاف پہچانی جاتی تھیں اور بہتوں کے نام اُسے معلوم تھے۔ وہ اُن سے شکر چاڈال اور اُس کے قبیلے کی نسبت پوچھا بھی پاتا تھا۔ لیکن بہت نہیں ہوئی۔ رات کو اُس نے اُسی گانوں میں قیام کیا۔ دوسرے روز یہاں سے چلا تو جہاں سے گذرا وہ تمام مقامات اُسی طرح سے پہچانے معلوم ہوتے تھے۔ کیونکہ خانہ بدوشی کے زمانے میں وہ اکثر یہاں سے گذرنا تھا اور رہا بھی تھا کئی روز اُسی طرح چلتا رہا۔ آخر اسے وہ گاؤں ملا جہاں اسکی شادی ہوئی تھی۔ بٹ نکرے گاؤں کے باہر وہ جگہ دیکھی جہاں دعوت اور دعوت کے ساتھ جوتی پیزا رہتی تھی۔ گانوں میں آیا تو اکثر لوگوں اور اُن کے ناموں سے واقف تھا۔ بڑاؤ کی دکان جہاں سے کپڑا خریدا تھا۔ اور درزی کی دکان جہاں ساوا دیا تھا۔ پستو موجود تھیں۔ لیکن دوکاندار بڑھے ہو گئے تھے۔ چلتے چلتے۔ وہ دوکان ملی جہاں سے اُسکی ماں نے لوٹا اٹھایا تھا۔ بوڑھا دوکاندار بیٹھا تھا۔ شکر اُسے اشریاد و کیر مٹیہ گیا۔ دوکاندار نے اتنی دیر میں ہنسنے لگا کہ بھو جن کرا پا۔ پھر ادھر ادھر کے تذکرے ہوئے گئے۔ باتوں باتوں میں شکر نے اُس سے پوچھا کہ یہاں کبھروں کا ایک قبیلہ آیا تھا۔ اور اُس میں ایک نوجوان کنجوش نکر بھی تھا۔ آپ کو ان لوگوں کا حال معلوم ہے۔؟

بوڑھا دوکاندار مسکرایا اور کہنے لگا۔ جہاں جڑی پانی ات پوچھی۔ ہاں یہ لوگ آیا کرتے تھے۔ اور کیا بتاؤں بڑے ہی سادہ سنے بٹ نکر کی ماں میرا لڑکا چالے گئی۔ اور اُس کے شیطان بیٹے نے اُن کو روپیہ جہاں بھجھ کر لیا۔ جگ ہنسائی ہوئی سو

اپکو شکر ہے آپکی مایا پر مہار ہے۔

شکر انہی کٹی میں چٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ ایک سادہ جوداں آیا یہ شکر کا پڑنا رفیق تھا۔ آتے ہی اُسے کہا کہ شکر مہاراج آج تو بڑے چٹنا سا گرمیں ڈوبے ہوئے نظر آتے ہو۔ شکر نے نظر اٹھا کر دیکھا تو بہت خوش ہوا اور کہنے لگا۔ کیشو اندر جی آئیے کچھ پٹے دن بعد روشن دیئے۔ کہاں دم گئے تھے۔ پھر شکر اٹھا اور کیشو اندر سے بھلیگر ہوا۔ اور پوچھا تم وہ بٹے سوکھ کر کٹا کیسے ہو رہے ہو۔ کیشو اندر نے کہا کہ کچھ نہ پوچھو میں ایک بڑے ان ارتھ کے استھان میں جا چٹنا تھا۔ اس پاپ کے پر شجست میں مجھے سخت برت رکھنے پڑے یہی باعث ہو کہ اتنا ڈبلا ہو گیا ہوں۔ یہ شکر شکر کو مایا مگر میں اپنا ان ارتھ یاد آیا۔ اور نہایت شوق سے پوچھا کہ بات تو کہو کیا ہے؟ کیشو اندر نے کہا کہ میں ایک عجیب مقام میں پہنچا۔ شہر بڑا عالیشان تھا بازار فرخ۔ مکان بختیہ اور دوسرے۔ سہ منرے۔ بلخ کنوئیں۔ تالاب کثرت سے۔ لیکن اس بڑے شہر میں آدمی نادر کا نام و نشان نہ تھا۔ مکان کھلے پڑے تھے۔ اسباب جوں کا توں رکھا ہوا۔ مگر آستے برتنے والا کوئی نہیں۔ میں بڑی حیرت میں تھا کہ ہے پر اتنا یہ اجر کیا ہے۔ بڑے بازار سے گزرتا ہوا آخر راجہ کے محلوں تک پہنچا۔ وہاں بڑا میدان تھا اور اس میں ایک بڑا بھاری تالاب تھا۔ اُس کے کنارے دو آدمی کھڑے تھے۔ اس تالاب میں بجائے پانی کے راکھ بھرا ہوا تھا۔ میں نے ان آدمیوں سے پوچھا کہ یہ شہر خراب کی بستی ہے تم آدمی ہو یا کوئی اور مخلوق ہو۔ مجھے بتاؤ تو کیا ماجرا ہے؟

ان میں سے ایک نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ جہاں کچھ نہ پوچھو یہاں بڑا رن ارتھ ہوا ہے۔ یہ شہر نہایت آباد تھا۔ اور یہاں بڑے بڑے راجا ہو گزرے ہیں انہیں کے یہ محل اور تالاب ہیں۔ سب پھلا راجہ ایک چاندال تھا جو دس برس راج کرتا رہا۔ سب اُس کے ساتھ کھاتے پیتے رہے اور کیکو معلوم ہوا۔ آخر اُس کے کچھ رشتہ دار چاندال یہاں آئے۔ انہوں نے بھانڈا پھوڑ دیا۔ مگر بایسویں کو اپنے خود ہر ہر شٹ ہو نیکا بڑا رنج ہوا۔ اور وہ اس اگنی کند میں جل کر مر گئے۔ اسی میں وہ چندال بھی جان سے گز گیا۔ ہم پاس ہی کے گافوں کے رہنے والے ہیں۔ ادھر سے ہاتھ تھے دم کے دم کھڑے ہو گئے ہیں۔ مکانوں میں مال اسباب بھرا ہوا ہے لیکن پاپ کے خیال سے اُسے کوئی باتہ نہیں لگتا۔ اتنے آدمیوں کا اس طرح مڑا شکر مجھے بھی سخت رنج ہوا۔ اور ایسے رن ارتھ استھان میں چلے جانے سے بڑے پاپ کا اندیشہ ہوا۔ اسکی شانتی کے لئے میں نے چاند راجن برت رکھے۔ میرے ڈبلے ہونے کی یہی وجہ ہے اور عرصہ سے تم سے نہ ملنے کی یہی وجہ ہے۔ میں اس ٹنگتے آنا ہوں وہ یہاں سے کم از کم دو ماہ کی راہ ہے۔

سادھو کیشو اندر سے یہ حال نے شکر کا اوپر کا دم اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ فطرت سے بولا نہیں جاتا تھا۔ اور سوچتا تھا کہ یہ واقعات میرے من کے بھرم تھے۔ اور میں نے ابھی پانی میں غوطہ مار کر انہیں خواب کی طرح دیکھا تھا۔

اکرام و دیگر رخصت کرو اور کہد کہ پھر اس مگر میں نہ آئیں :

پردہ بان اور اعلیٰ عہدہ دار رخصت ہوئے اور انہوں نے کچھ دوس کو انعام و اکرام دیکر رخصت کیا۔ شہر میں راجہ کے کچھ ہونے کی انواہ پہلے ہی خوب مشہور ہو چکی تھی۔ پردہ بان اور اعلیٰ عہدہ داروں سے لوگوں نے آکر پوچھنا شروع کیا اور جب انہیں یہ بھی کہتے سنا کہ راجہ بیشک کچھ ہے تو سب کو بڑا رنج ہوا۔ اعلیٰ عہدہ داروں کے ساتھ کھاتے پیتے رہے تھے۔ اور اور لوگ ان عہدہ داروں کے ساتھ کھاتے پیتے رہے تھے۔ اہل شہر نے ایک بڑی سبھا کی اور باہم مشورہ کیا کہ بڑا منجھ ہوا ہے کہ ہم ایک چنڈال کے ساتھ کھاتے رہتے ہیں۔ ہمارا دوج و ہرم لٹ ہو گیا۔ اب کیا پراشچت کرنا چاہیے۔ ب کی یہ رائے قرار پائی کہ جس پاپ سے دہرم لٹ ہوتا ہے اس کا پراشچت سوائے اس کے کچھ نہیں کہ گنی میں پرودیش کر کے شادی حاصل کجائے لیکن ہم سب لوگ آگ میں جلا کر مر جائیں۔ اس رائے کو سب نے منظور کیا :

راجہ کے محلوں کے نیچے ایک بڑا بھاری تالاب و بہت کچھ مٹے نشتاب کیا گیا تھا وہاں لکڑیوں کے انبار کے انبار لوگوں نے گہروں سے لاکھڑوں سے شروع کئے۔ نواڑہ تختہ۔ چھت کی کڑیاں۔ عورتن جہاں جہاں سے ٹاٹ ملا سب لاکھڑا اس میں ڈال دیا۔ اور جو ٹاٹ سے ایک رتبہ بھی لگا دی۔ جب آگ خوب دھک گئی تو اول پردہ بان اس میں کودا۔ اور پھر نرائوں مردار عورتیں اس طرح سے اس میں گرنے لگیں۔ جس طرح شمع پر ہوا نہ گرتے ہیں اور جس جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں۔ شکار اپنے محل پہ سے یہ خطہ ناک نھارہ دیکھ رہا تھا۔ اس میں کہہ دھکا رہے تیرے بیٹے۔ اسے پانی تیرے باعث سے یہ شہر کا شہر جل کر مر رہا ہے تو بھی اس آئین کنندہ میں ٹوٹا اور جل کر مر جا۔ یہ سوچ کر حیرت منکرا اچھا ہوا۔

دیکھتے تو کہیں لایا نگر ہے نہ آئین کنندہ بہت۔ یہ لوگ اس میں کود کود کر اور جل کر مر رہے ہیں لہذا آئین کنندہ کے نزل جل میں غوطہ لگا کر سر رہا ہوا۔ پوچھا کی ساگر میں کنارہ پر پہنچی جو۔ غوطہ لگائے اور سر اٹھا رہے ہیں بھلا کتنی دیر لگتی جو۔ اس خطہ بھر میں سے کیا کیا نظر دیکھے اور اس طرح دیکھے۔ ریش مکر اس وقت یوں بھٹا کہ لنگا میں نہیں نہا رہا تھا۔ بلکہ دریائے حیرت میں غوطہ زن تھا اور۔ یائے حیرت بھی وہ کہ جس کا وہ نہ پار۔ وہ جس کوں نہا کہ دریائے حیرت نکلا اور باقی میں آکر سو پنے لگا۔ کیسی حیرت کی جگہ ہے کہ خطہ بھر میں جھنڈا پور گانوں میں تلواروں سے جی کر اپنی وفات دی۔ چاندال کے گہر میں اپنا جنم بشر خواہی مٹلی۔ جو انی دیکھی۔ چاندل و لنی کے ساتھ اپنی شادی دیکھی۔ چھ لٹ کے اور چار لٹ کباب پیدا ہونا دیکھا۔ سارے فائدان کا مرنا دیکھا۔ لایا نگر کا دس برس کا بیٹا عیش و عشرت کے تمام سامان اور پھر گنی کشتہ میں اس کا فائدہ دیکھا۔ ایک خطہ بھر میں اور دو جنم کے جنم بہت گئے۔ اور کیسے کیسے عجیب و غریب واقعات پیش آئے۔ کیسے کیسے حیرت افزا مناظر نظر سے گزارے کہ وہ ہر دیکھان بھی ان کے خیال سے قاصر ہے۔ یہ دلچسپی لایا ہے۔ وہ کہ کیا اندازہ جال ہے کہ جینے سے سمجھ میں نہیں آ سکتا۔ جگہ اور ریش:

خوش ہو سکتا تھا اس طرح مایا نگریں دس نے دس برس سلطنت کی۔ گوساٹہ بن کی عموں کی تھی۔ لیکن دین دیسا ہی گھملا۔
تو دیسا ہی کشیدہ اور صحت دیسی ہی رہی تھی۔ یہاں ہی رانیوں کے بطن سے رکے چارٹکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں
مکھی خوشی میں بڑے بڑے جشن شادمانہ ہوئے۔ شکر کا ہر روز عید تھا اور رات شب برات تھی۔

ان دنوں دسہرہ کا میلہ تھا۔ مایا نگر کا میلہ دو روز مشہور تھا۔ چونکہ راجہ خود جلوس کے ساتھ میلے میں شریک ہو کر آتا تھا
چنانچہ دور دور سے لوگ تماشہ دیکھنے آیا کرتے تھے۔ ایک روز راجہ جلوس کے ساتھ میلے سے واپس آیا تھا۔ اور خلق خدا کے ٹٹ
کے ٹٹ کھڑے سواری کا تماشہ دیکھ رہے تھے ایک جانب کچھ کنجری الگ کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے
کہا۔ ارے کوڈو! آٹے کہا کیوں کڈھیرا۔ وہ بولا۔ جو نہو یہ راجا تو چار رشتہ دار شکر ہے جبکی شادی میری سوئی کی بیٹی چندی
سے ہوئی تھی۔ کڈھیر لے کہا آٹے وہی شکر جس کا باپ اور شش سو دنوں رات کو شراب پیکر خوب جوتیوں سے پٹے تھے۔
ہاں سبھی معلوم تو وہی ہوتا جو۔ یہ یہاں آکر راجہ کیونکر ہو گیا۔ ان بے تہذیب شیوں نے یہ کلمات ایسی آواز سے کہ
تھے کہ اس پاس کے لوگوں ہی نے نہیں سنا۔ بلکہ راجہ اور پردہ بان نے بھی جاسکے چھپے ہاتھی پر بٹھا تھا۔ صاف صاف تھے
راجہ نے فوراً حکم دیا کہ ان کنجروں کو پکڑ لو اور دیار میں لپیٹو۔ سواری تو آگے نکل گئی۔ اور کنجروں کو پکڑ کر لے آئے جس نے
انہیں پکڑا ہوا تھا آٹے پوچھا۔ انہوں نے کیا لٹا دیا کیا ہے؟ اور اسے بھی پتی پلوم ہوا کہ یہ راجہ کو کنجری کہتے تھے۔ یہ افواہ شہر میں
آندھی کی طرح پھیل گئی چھوٹے بڑے سب کو معلوم ہو گیا کہ کنجری ہے۔ لوگ سرگوشیاں کرنے لگے اور جگہ جگہ اس بات کا
چرچا ہونے لگا اور ذکر وادکار بند ہو گئے۔

کنجروں کو پکڑ کر راجہ کے پاس لائے تو اس وقت پردہ بان امر پٹے سے تہہ عہدہ دار سب موجود تھے راجہ نے ان سے پوچھا
ارے تم بھرے بازار میں نہیں کیا کہتے تھے یہ شکر کوڈو بولا کہ مہاراج آپ کی معورت اور داد بالکل ہمارے رشتہ دار چندی سے
خاوند کی سی جو بھی ہنسنے بازار میں کہا تھا۔ اور یہی ہم یہاں کہتے ہیں۔ مارو یا پھینکو۔ یہ شکر شکر کی نظر میں اپنی زندگی کے
تمام واقعات پھر گئے۔ اور وہ دیر تک دیر سے حیرت میں غوطہ زن رہا۔ اسکی خاموشی سے پردہ بان اور تمام عہدہ دار بے جا
گئے کہ راجہ حقیقت میں کنجری ہے اور انہیں کنجروں کا رشتہ دار ہے۔ جس ہوسٹ کڈائی سے وہ روز اول مایا نگری میں آیا تھا
اور اسکی بے علمی اور شرفیاذ و اوضاع و اطوار کی ناواقفیت بھی اسکی تائید کرتی ہے۔ پردہ بان نے کہا کہ مہاراج مہاراج شیج کو
کہہ ہی نہیں چھپاتے۔ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ حقیقت آپ کے رشتہ دار ہیں۔ اب آپ کیسے اصل جو کیا ہے۔ جتنے کنجری
باز پکا پکا حال پوچھا لیکن آپ نے کسی نہیں پایا۔ اس سے اور بھی یقین ہوتا ہے کہ یہ کنجری ہیں۔ اصل مشہور ہے کہ مہاراج
کے سے آدمی کی بچی بری ہے جاتی ہے۔ شکر کے سند سے اس وقت یہی نکلا کہ تم انہیں میرا رشتہ دار سمجھتے ہو تو انعام

ہندوؤں کا زنگی سے ایسے اور چھ سے بیڑ لنگوں میں لکریں لڑتا تھا کہ باں یہ خوشحالی و طالع البائی کا ایک راستہ
 کچھ ہوں تمام شہر بہت نام کے بچے کارے برتے اور میری زبان میں یہ طاقت ہو کہ حکم کرے کی دیر ہے کہ جو چاہتا ہو
 فرما دیتا ہو جادو۔ قدرت سبب کار نے میں عجیب طرح کا پایا جا ل میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ جتنا غور کرتا ہوں اتنی
 زیادہ حیرت ہوتی ہے۔ لنگ پر پڑا پر آشکہ سوچ رہا تھا اور دنیا آنکھوں سے طرح کا فور ہو گئی تھی کہ تین چار بج گئے نہیں آئی
 جب صبح کا نور شرق میں نمودار ہونے لگا تو شکر کو خیال ہوا کہ امیر و وزیر آتے ہونگے ان سے مجھے کیا بتانا کرنا چاہیے۔

پہلی بات تو یہ کہ مجھے راجہ جی میں دخل نہیں ہے اسلئے سب سے بہتر تجویز یہ ہے کہ راجہ کے معاملات میں فی الحال کچھ دخل
 نہیں دیر میں پھر پڑوں۔ اس طرح کام بھی اچھا چلا چلے گا اور یہ سب مجھ سے خوش بھی رہیں گے۔ دوسرے پڑھنا لکھنا گھوڑے
 کی سواری اور ہتھیار کے اطوار و اداب سیکھنے چاہئیں ورنہ قدم قدم پر لوگوں پر ترسنا کر ڈالیں گے۔ پردہان ختری اپنے
 وزیر غلام حسن رسیدہ اور مقبول آدمی معلوم ہوتا ہے اس پر اعتماد کیجئے اور اس سے سب کچھ سیکھئے۔

ارباب ہستی صبح کی چوکی کو آئے ہی تھے اور انہوں نے اپنے ساز لاکر گانا شروع ہی کیا تھا کہ شکر بہتر سے اٹھا۔
 اور راجہ ضروری سے غافل ہو کر دربار خاص میں باکرہ بیٹھا۔ غنڈی ویر میں پردہان آیا اور کسے کا فداست پیش کر کے شروع
 کئے پہلا کا فدا کسی صوبہ دار کے تقرر کا تھا۔ شکر نے پوچھا پردہان جی آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔ مرنے کہا کہ ہمارا راج
 یہ شخص لائق اور فاضل اور راج کا فدا دار ہو کر ہے۔ بیشک اسے مقرر کرو دیجئے۔ راجہ نے کہا منظور ہے۔ اسے جو تھوڑا فدا
 پیش کئے تو شکر نے کہا کہ مجھے لکھنا پڑنا نہیں آتا۔ وزیر یہ سن کر چڑکا تو سہی۔ لیکن تھا وانا اور جہد آزادی کہنے لگا کہ ہمارا راج
 یہ ریاست آیا انگریز کہلاتی ہے اور شہر کا نام بھی لایا لگ رہے ہیں اس کے راجہ ہیشور کہلاتے ہیں۔ تچے آپ پہلے ہو چکے ہیں اور
 ساتویں آپ ہیں۔ دیکھئے پہلے راجہ کے کوستھل ہیں۔ اس طرح آپ بھی شق سے لکھنے لگیں گے۔ دیوناگری حروف ایسے آسان
 ہیں کہ آدمی بہت کم تو چار روز میں لکھنا پڑنا سیکھ سکتا ہو چنانچہ راجہ نے پہلا سبق پردہان سے سیکھا۔ اس طرح گھوڑے کی سواری
 کی مشق کو شکر نے فطرت کے اور طوارا فدا کئے اور قلیل تر عرصہ میں سب باتیں اس طرح کر لے لگا۔ گویا پستینی رئیس زاوہ ہے۔

شکر سے راجہ کو قدرتی حقوق ہوتا ہی تھا۔ کیونکہ تمام عمر ہی کام کیا تھا۔ چنانچہ گرد و لوح میں شہرت ہو گئی کہ راجہ قدر انداز
 ہے۔ راجہ کے گانا میں جو کہ زیادہ دخل نہیں دیتا تھا اس وجہ سے اعلیٰ عہدہ دار اس سے زیادہ خوش تھے۔ شکر خود افلاس
 کی حیثیت میں علیل کا تھا اس واسطے غریب اور مستحقین کو غیرت بہت کیا کرتا تھا۔ ان وجوہات سے وہ ریاست میں روز بروز عزیز
 ہوتا گیا اور روز بروز ان کی خوشامی ہو جاتی گئی۔ محلوں میں حسین رانیاں تھیں۔ رہنے کے مکان جو کہ دشان کہتے تھے۔ اچھے سے
 اچھا لکھنا تھا ہر طرح کے پیش و آرام کے سامان تھے۔ سب طرح کا اقبال حاصل تھا اس وقت شکر سے زیادہ لوگوں

گردن جھکاتے ہیں۔ لیکن فرما حیرت سے سمجھو یاد آئی سے سمجھو وہ کسی سے نہ تو کچھ بولا۔ نہ کسی سے کچھ بات کی۔ سو بھی سنا
 دیر میں محل کے دروازے پر پہنچا۔ وہاں دروازہ کھلسا رہے تھے۔ نگارانی۔ اور ہاتھوں ہاتھ دروازے کو کھل کے اندر چلے گئے
 نوٹھیلیں۔ ہندیاں۔ نوکرانیاں۔ وہاں اور سر جھکا جھکا کر منسک کرنے لگیں۔ پھر نہایت۔ دروازہ کھل کر آئے غسل و بھتی کا
 مسلمان پہلے سے تیار تھا۔ راجہ کو غسل کرایا۔ اچھے اچھے کپڑے اور زیور قیمتی پہنائے۔ خوشبوئیں لگائیں۔ اور ہندی سونے
 کے تھالوں میں مٹم مٹم کے لذیذ کھانے کھیلے۔ شکر سب کا پایا سا تھا اور کٹے ایسے کھانے کب دیکھے تھے جواب بیٹ
 سمجھ کر کھائے اور چونکہ شکا اندہ بھی تھا کھٹن پٹنگ پٹن کر سہرا۔ آرام کوٹنے کے بعد راجہ اٹھا۔ اور جلوس و سواری کی
 تیاری ہوئے لگی۔ اور دروازے سے راجہ سے باقی کرتی اور اس کا پہلا حال دریافت کرنا چاہا۔ لیکن وہ یہ کہکر خاموش
 ہو گیا کہ تم لوگوں نے مجھے اپنا راجہ تسلیم کر لیا ہے اور مجھے گدی پر بٹھا رکھا ہے۔ اب دریافت کرنے سے کیا حاصل کہ میں
 پہلے کون تھا۔ یہ سوال آئندہ مجھ سے کوئی نہ کرے۔ لوگ خوف سے چپکے ہو رہے۔ سواری سے پہلے تمام ملازمین کو ایک
 ایک جہینے کی تنخواہ انعام دیکھی۔ اور فقراء و محتاجین کو بہت سی خیرات تقسیم کی گئی۔ اس سے شکر ہر دلعزیز ہو گیا۔ اور شہر
 میں ایسی بڑی تعریف ہوئی۔ شام کو شہر کے بڑے بڑے دروازوں سے بازار محل میں راجہ کی سواری کا گشت ہوا ہاتھیل
 پر جملا جلی کی جھولیں اور سونے چاندی کے ہودے تھے۔ خالص کے گھوڑوں پر کھٹ ساز کے ہونے اور جب زہر
 میں دوسرے ہونے۔ تھ صفت کاری کے نمونے۔ سواروں کے دستے کے دستے۔ پیادوں کی صفیں کی صفیں۔ اور دروازوں
 کی سواریاں اور خاص جلوس خود راجہ کی سواری جو جھک وادشا میں سب پر فوق کھتی تھی۔ طر من قابل دید تھانے تھا۔ اور شہر
 نے شہر میں آئینہ بندی کی تھی۔ ہر بازار کو شے خاص کھٹ سے سجائے گئے تھے۔ جاگہ جاگہ پر کھٹ دروازے اور محل میں ثانی
 تھیں۔ جاگہ جاگہ بخت و قمار سبج رہے تھے اور گانا ہر ہاتھ اور دل بہاں خاخرہ پہنے گشت کرتے پھرتے تھے۔ پاجھتوں اور
 جھروکوں سے جھوٹا شلے۔ راجہ کی سواری پر جا بجا پھولوں کی برکھا ہوتی اور خوشی کے جے جے کارے ہونے لگے۔ شہر کا ہر
 کھاکے سواری محلوں کے نیچے بڑے میدان میں آئی۔ نہ تو روشنی سب جگہ اچھی تھی۔ اور تمام شہر بھر کو نور نظر آتا تھا۔ لیکن
 رات میں دن کا سماں پیش نظر تھا۔ راجہ کے آتے ہی آتش بازی چھوڑی گئی اور وہ وہ کھٹ زمین سے آسمان تک بلند
 ہوا نصف شب کے بعد راجہ محلوں میں داخل ہوا۔ لوگ تو گھر جا کر آرام سے سوئے ہوئے لیکن اس رات شکر گوشت نہ کھائی۔
 وہ بکر سوچا تھا کہ میں جاگتا ہوں یا خواب دیکھ رہا ہوں۔ ابھی کیا سوچا۔ کہ سمجھ میں نہیں آتا۔ کہاں وہ شکر کھانے چٹاں
 کے گھر پہنچا۔ اور داخل حرم سے چھڑی کرنی اور بیک باگنی کی زینے کا شکا اندہ کھاتے۔ شے کا سالانہ تیر و تھن کو کھلا
 نہایت کورٹی۔ ایک جھٹ کے اندازہ پچاس ساٹھ آدمیل کا خانہ دان کا خانہ دان طمہ بنگ۔ اہل چو گیا۔ اور کب پکڑا۔

شکر کے اپنے چہرے کے ساتھ رہنے لگا اور ڈیڑھ سال کے بعد اسکے ہاں لڑکا تولد ہوا۔ اور اس موقع پر بیسی ہی دعوت کی گئی بیسی اور بیان ہوئی۔ شکر کے چار بھائی۔ تین بہنیں۔ ماں۔ باپ اور کچھ قریبی رشتہ دار تھے۔ جیسی طرح سے شکر کی زندگی کے پچاس برس مہر ہوئے۔ انہیں ایام میں وہ ایک قصبہ کے کنارے مقیم تھے کہ لوگوں میں وہ باپیلی بہت محکم دو دو چار چار روز مہو میں ہونے لگیں اور آخر کار شکر اکیلا رہ گیا۔ اور ایک طرف کو چل کھڑا ہوا۔ اور چلتا ہوا سوچتا جاتا تھا کیا تھا کیا ہو گیا۔ اور میں کیا سخت جان ہوں کہ اس قدر قدیم گزر گیا اور صدے سے اور مجھے موت نہیں آتی دنیا آنکھوں میں اندھیر تھی۔ اور دل میں رنج ایسا بھرا ہوا تھا کہ آنکھوں سے آنسو نہیں نکل سکتے تھے۔ سفر کرتے کرتے آبادی کے قریب پہنچا اور شکر نے دور سے دیکھا کہ ایک فرخ میدان میں آدمیوں کا ایک کثیر جمع جمع ہو۔ یہ اسی طرف چلا۔

پہلے بعض مقاموں میں یہ رواج تھا کہ راجہ لا ولد مر جاتا تھا تو راجہ ہاتی کے لوگ باہر میدان میں جمع ہوتے تھے اور ایک ہاتھی کو چھوڑ دیتے تھے وہ اپنی سونڈ سے جس شخص کو اٹھا کر اوپر بٹھالیتا تھا اسی کو شہر کا راجہ بنا دیا کرتے تھے۔ یہاں کا راجہ مر چکا تھا اور انتخاب راجہ کے لئے ہاتھی چھوڑا گیا تھا۔ شکر غیب کو اس حال کی خبر نہ سنی وہ سمجھا کہ کچھ تاشا ہو رہا ہے اور آپ جا کر کھڑا ہو گیا۔ اور چونکہ حالت شکستہ تھی ایک طرف سے بچہ کھڑا ہو کر دیکھنے لگا کہ ماجر کیا ہے۔ ہاتھی سب طرف سے گزر رہا تھا شکر جہاں کھڑا تھا اس مقام پر آیا۔ اور اس نے فوراً سونڈ سے شکر کو اٹھا کر اپنی پیٹھ پر بٹھالیا شکر خوف سے چلا گیا کہ ہاتھی نے مجھے مارا۔ لیکن لوگوں نے بے جے کار کے نعرے بلند کئے۔ جسکے یہ معنی تھے کہ شکر کو اپنا راجہ تسلیم کر لیا۔ چونکہ شکر کی یہ عزت کہ اتنی تھی اس وقت بازار سے نکلتا مناسب نہ سمجھ کر باہری باہر محلوں کو لئے چلے۔ تاکہ شام کو جلوس و سواری نکالا جائے۔ ہاتھی شکر کو سونڈ سے پیچھے ہونے اپنی پیٹھ پر رکھے ہوئے تھا۔ اور شکر چلا رہا تھا کہ لوگوں نے مجھے خدا کے واسطے بچاؤ۔ آخر ایک فیلبان پوچھ پکڑ کر ہاتھی پر چڑھا۔ اور شکر کو سہارا دیکر بولا۔ مہاراج گھبرائے نہیں۔ یہ ہاتھی پلا ہوا اوریت غریب ہو۔ اور آپ اسکے اوپر چارے راجہ ہیں۔ آپ کیونکر تکلیف پہنچا سکتا ہے۔ شکر حیران ہوا کہ یہ شخص کیا کہہ رہا ہے۔ یہی اسی اٹھارہویں تھی یہ آواز بلند کی۔ مایا گھر کے بیروں سے سوتی سواری رات کی وقت نکلے گی۔

سب شہر میں آئینہ بندی کر دیا سب شہر میں آئینہ بندی کر دیا سب اپنے اپنے گہراور دوکان میں روشنی کر دی۔ کچھ بڑا مبارک دن ہے۔ آج بڑا مبارک دن ہے۔ یہ سن کر خلق خدا گہروں کو سدیا سی۔ وزیر اور اہلکاروں نے آئینے راجہ کو نذر گرائی اور کہا کہ ہمارے آپ ہمارے راجہ ہیں اور یہ اپنے نوکر و رعیت ہیں۔ ہم پر دیا کی نظر رکھنا شکر کو سخت حیرت تھی کہ معاملہ کیا ہے۔ اسے بالکل یہ خیال تھا کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ کہاں میں کنگال بیچ۔ جسکو کل تک روٹیوں کے لالے چسے ہوئے تھے اور جسکے ہاتھ کاٹنی پانی پینے تک کار وادار نہ تھا۔ کہاں یہ بڑے بڑے راجے۔ پیش آکر مجھے اپنا مہاراجہ کہتے ہیں اور میرے سامنے

نشانہ تیر و شکاری بنگاہ تیزی کی جو اگر تھی تھی اور چلا گئی دست میں بھی مشہور تھا ایک دفعہ گاؤں میں ایک شخص اس کا
 اٹھایا اور وہ الگ کی نگاہ پڑ گیا۔ اور ملک پکاڑ کر خانہ میں لایا اور سال مسروقہ پکڑی گئی شکاری بنگاہ تیزی
 چالاکی سے لڑا اٹھا کر اپنی بہن کو دیکھ رہا تھا۔ عورت پر رٹ خانہ میں کبھی گئی لڑکھانے سے دوایا چلا گیا۔ ایک نافرمان
 لوگوں کو تنگ کرتے ہیں شل شہر ہے کہ غریب کی جو رو سب کی پہلی جھوٹی چوری ہمارے منہ لگاتے ہیں۔ جبکہ مدنی
 لڑکانہ بلا تو وہ سٹ پٹایا تھا نذر اس کا کہ حقیقت میں الزام جو ملتا ہے۔ اسنے ایک ایک روپیہ ہاں بیٹوں کو ان مدعی سے
 دلایا۔ فرد و گاہ پر پچھڑاں نے بیٹے کی بلائیں لیں اور اس دن سے یہ کار نامہ شکر کا مشہور ہو چلا اور سب قہقہہ مار کر ہنسا
 کرتے تھے۔ ایک دفعہ جنگل میں دو سر قبیلہ کنجروں کا آکر انہیں کے پاس ٹھہرا۔ ان میں ایک لڑکی جو ان تھی اور وہ شکر
 سے باتیں مہنسی مذاق کر رہی تھی۔ دونوں کی ماؤں نے ایسا دیکھا تو کہا کہ انکی آپس میں شادی ہو جائے تو کسی اچھی
 بات جو چنانچہ مردوں میں بھی تذکرہ ہوا اور شادی قرار پائی لیکن وقت یہ پیش آئی کہ نہ تو دولہا کے پاس کپڑے تھے نہ
 دلہن کے پاس سو خوروں کے قصیدے میں گئے اور کپڑا لانے اور دولہا اور دلہن کے لئے دو جوئے تیار ہوئے
 اور ایک ایک کم قیمت زیور چاندی کا دولہا و دلہن کی ماں نے دلہن کو دیا۔ شادی سے ایک روز پہلے دعوت شیری شکر کے
 خسر و خالہ والدہ و خوشدامن گاؤں کے آس پاس جا کر کچر مرغ چورالانے اور ایک بھری اور سو کا بچہ لڑالانے اس طرح کئی
 طرح کے گوشت مٹی کی ہنڈیوں میں ایک ایک کر کے پکا کر تیار کیا اور دو گھڑے کم قیمت شراب کے آئے۔ چالوں و روٹیاں
 تیار ہوئیں اور رات کی وقت سب دعوت میں بیٹھے اور سبھوں نے خوب کھایا اور شراب کا دور چلا۔ مہنسی مذاق میں شکر کے
 والدہ و خسر خوب لڑے اور جوتہ پیرا ہوا۔ جو لوگ کچھ ہوش میں تھے انہوں نے دونوں کو آپس میں بیچ بچاؤ کر کے چھوڑ دیا۔
 اسی طرح آپس میں عورتوں کا بھی یہی حال تھا۔ کیونکہ شراب خانہ غلب کے نام سے مشہور ہے شکر بھی دولہا کی حالت میں سی
 رہا۔ وہیں تھا۔ تمام حیرت ہو کہ شکر بہن ذات اور شوچ و شہری کا امی سخت پابند۔ اس کا یہ حال زار ناگفتہ بہ ہے۔

دوسرے روز شادی کی آنگ میں سب نہانے اور کپڑے بدلے شکر کے چوڑے میں ایک گاڑ ہے کی دھوئی اور گاڑ
 ہی کا کرتا تھا۔ اور پر خنصری مرغ رنگ کی پچھی۔ لیکن انہی کپڑوں کو پہن کر اپنے کو عالجھا و مجھتا تھا۔ جو کبھی ایسے ہی ہوتے
 کپڑوں کا جو تیار ہوا تھا اور چاندی کے کم قیمت دوزیو لیکن وہ بھی زمین پر پاؤں نہیں رکھتی تھی اور اسی طرح اترا تھی اترا تھی
 پھرتی تھی کسی ڈنی کو بھی کیا غرضانہ ہو گا۔ دوسرے وقت شادی ہو گئی اور رات کی وقت دعوت موقوف رہی کیونکہ نہ تو
 شکر کے والدہ و خسر کے پاس دام تھے کہ وہ شراب خرید کر لائے۔

شکر کوہ ہیز میں ایک میل گد ہالہ۔ اور شکر جو اسباب اپنی پیٹھ پر لاد کر چلا کرتا تھا۔ اب گد ہے پلا کر لہا ہے

ہو گیا وہ دن بھی آیا کہ اپنے کو چارپائی پر دلاؤ دیکھا اور پیاری کے نور نے اس قدر تکلیف دیر کھی ہے کہ پاؤں کو ہلا بھی سکے
 گہروالوں نے اس سے گلے پٹن کر لائی۔ رہ پیہ پیہ کپڑے دان اس کے ہاتھ سے چھو کر مستحقین کو تقسیم کئے۔ اس اثنا
 میں اس کی تکلیف اور بڑھ گئی اور تین اونچے اونچے سانس لیکر دم کل گیا۔ گھر میں گہرام پر پاہو گیا۔ آخر محلہ کے لوگ آئے
 اور سب کو شکین ملا سوا کہ مرزا لاہور گیا اب انکی لاش کے اٹھانے اور نشان میں لیجائیگی اور جلائے گا فکر کرو۔ چنانچہ
 شکر کی لاش کو ارنی پر کھار نشان کی طرف چلے اور وہاں چتا پر کھا د شکر یہ تمام ماجرا اپنی نظر سے خود دیکھ رہا تھا
نوٹ۔ مرزا یہ سہول شریر یعنی غالب خاکی ہے سو کٹم شریر یعنی جسم لطیف اور جیو اس قالب خاکی کے ساتھ نہیں
 مریاے۔ یوں سبھو مرے کے معنی ہیں کہ جیو نے جو موٹا چلا پین رکھا تھا وہ اتر گیا۔ اور اب وہ لطیف کپڑے پہنے ہوئے
 موجود ہے۔ یہی سو کٹم شریر لے شکر نے اپنے قالب خاکی کو مرناد دیکھا۔ عزیز و اقارب کی گریہ وزاری دیکھی۔ اور لاش کو
 چتا پر کھا ہوا دیکھا جو وقت چٹائیں آگ لگی اور ہونی سی دیکھی تو چونکہ برسوں سے سہول شریر میں خودی وہم تھا۔ شکر کے
 دل کے سخت تہلکہ پہنچا اور بیہوشی کی سی حالت طاری ہو گئی۔ اس بیہوشی سے آنکھ کھلی تو اپنے کو تالم کے گریہ میں پایا۔
 ششیاں بند ہیں جسم مرنہ کر عیونی سی جگہ میں اس طرح جکڑا ہوا ہے کہ حرکت ممکن نہیں ہے۔ ناف سے غذا کا رس جسم میں چھا
 ہے اور اس سے جسم کی نم ہوئی جو۔ لٹا چھری یا چنگیلی چیریں کھاتی ہے تو اس کا اثر اپنے تئیں محسوس ہوتا ہے۔ اور اس سے
 تکلیف پہنچتی ہے غرض یہی کیسی اور بے بسی کی حالت ہے کہ ناگفتہ بہ ہو۔ یہ انسان ضعیف البیان کی بنیاد ہے۔ ایسی ایسی کلیفیں
 اٹھاتا ہے اور ایک دفعہ نہیں بشمار بار۔ کیونکہ آواگون کا سلسلہ لاتعداد ہے۔ مگر کیسی حیرت کا مقام ہے کہ پھر بھی بیدار نہیں
 ہوتا۔ وہی اسکے دنیا ہے اور یہ خود ہے۔ بابا ریاں آتا اور جاتا ہے۔ سخت کلیفیں اور غدا اٹھاتا ہے۔ لیکن یہ تدبیر
 نہیں کرتا کہ مجھے اس خدا لہیم سے نجات حاصل ہو۔ اور میں موکش ہو کو چنچوں۔ تو انین قدرت کے مطابق میعاد حل
 جب ختم ہو چکی تو شکار تالم کے بطن سے باہر کی اس دنیا میں پیدا ہوا۔ اور جس گھرنے میں آکر شکر نے خیم لیا تھا وہ کنبوں
 کا ایک قبیلہ تھا۔ ایک خانہ بدوش قوم ہے۔ کنوں کو ساتھ لے جنگلوں میں پھرنے میں شکار مار کر پٹ بہرتے ہیں۔ سر کی
 پٹھانی چادر تان کر سو رہتے ہیں۔ مرد کچھ محنت و مزدوری کرتے ہیں اور عورتیں سرکیاں و چھاج وغیرہ بیکر کھاتی ہیں۔ یا
 بیگ اٹھتی پھرتی ہیں اور دانوں لگتا ہو تو چوری کر لاتی ہیں۔ اب غور کرنا کیا مقام ہے کہ وہ برہمن ذات شکر کہاں آکر پیدا
 ہوا ہے اور کیا کھاتا ہے اور کیونکر تنہا رہتا ہے۔ اب شیر خداری کا زمانہ ختم ہوا تو بچپن میں داخل ہوا کنبھروں کے بچوں اور کنوں
 کے بچوں سے کھیلتا اور رنڈوں کی جڑیں پھل اور جانوروں کا گوشت کھاتا۔ ابتدا سے شکار کی تعلیم ہوتی۔ سرکیاں چھاج
 بنانے سیکھے چوری کے روز و نکات سے واقف ہوا۔ اور طفلی سے عالم شباب میں داخل ہوا۔ اور قبیلہ میں شکر کی تعریف

خواب سے اسکو خلق ہے نہ بیداری سے
اسے تاشا دوست کے دونوں تمشا گاہی
بے یقین خلق ہے وہ بے تقید علم ہے
یہ مسائل سوچے جانے گنج تنہائی میں ہیں
بے خلق ذات ہے وہ بے یقین بے حسا
خواب و بیداری کے عالم اور اسکے کار و بار
راحت بے مثل ہے اندازہ و حد و شمار
یہ زالی لذتیں۔ یہ لطف یکتائی میں ہیں

شکر نامی ایک کرم کا ثمری بہمن تند پور گانوں میں گنگا گنگے رکھتا تھا اسکی پری (طبیعت) ایشور بھگتی کی طرف مائل
اُسے بھگوان سے آرا و ہندیئے خواہش ظاہر کی کہ مجھے درشن ہوں۔ چونکہ شکر کو پریم اور بھگتی مٹی اصال سے انسان
عین یقین و حق الیقین کے درجوں پر پہنچ جاتا ہے شکر نے تپ کرنا شروع کیا اور یقین ہوتا گیا کہ بھگو وشنو بھگوان
کے درشن ضرور ہونگے۔ چونکہ دنیا میں کاکیل پد مرادیں مانگنے والا خود من ہے۔ تپ کر نہوا لا خود من پر پھر تاشا یہ کہ مر
نشنے والا خود من جو تنہا کسی کا یقین اور من کا بھاؤ پر زور اور تیز ہو گا۔ اتنی ہی جلدی کا یہ سبانی ہو گی تمام سد ہیوں کی
بھنڈا تمام طاقتوں کا خزانہ تمام صہروں کا کھسار تم خود آپ ہو جس اعتماد کو من میں رکھکر ابھی اس یا مشق شروع
کرتے ہو وہی صورت جلوہ پذیر ہوتی ہے۔ لیکن غلطی سے یہ سمجھتے ہو کہ تمہیں ادا بخشی ملی۔ حالانکہ امر واقعی یہ ہے کہ
تمہیں اپنی مدد خود کی ہے۔ اور اس نے من سے جو تمام مرادوں کا سر چشمہ جو اور تمام آرزوؤں کا پورا کر دیا ہے اپنی
مراد اور آرزو خود پوری کر لی ہے۔ ہاں پندار و غفلت کا وہ عجب عامل ہے کہ مخزن قوت یعنی انسان اپنی ذات کو تو محض
بی طاقت اور ذلیل سمجھتا ہے اور مرادوں کا دینے والا خارجی قوتوں اور سبب کو سمجھتا تصور کرتا ہے۔ بعینہ یہی حال
شکر کا ہوا کہ ایک روز اسے وشنو بھگوان کے درشن ہوئے۔ وہ سری گنگا کے نزل جل میں مچائی تک ڈوبا کھڑا تھا۔
سرا و نچائے آنکھیں بند آسمان کی طرف منہ۔ پریم کے سمندر میں گمن غرض اسوقت کی حالت بالکل درشنوں کے لائق
تھی۔ کیا ایک اپنی بند آنکھوں کیا دیکھتا ہے کہ شاکسات وشنو بھگوان اسے سامنے کھڑے ہیں۔ شکر نے صدق دل و جوش
عقیدت کے ساتھ ہاتھ جوڑ کر مہاراج کی حمد و ثنا کی۔ اسکی پریم کی بانی سے ہمارا ج خوش ہو کر مسکرانے اور بولے ہم تم سے
بڑے پرشن ہیں۔ مانگو کیا برا مانگتے ہو۔ شکر نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ ہمارا ج میری قنایا کہ لایا کو دیکھوں۔ بھگوان نے
مسکر کر کہا کہ ایسا ہی ہو گا۔ اور جلدی ہو گا۔ یہ کہہ کر انتر صیاں (غائب) ہو گئے۔ شکر اب اپنے بیخ افتاد کہ جس آرزو کو پہلے
تپ کیا تھا وہی پوری ہوئی۔ اسے بھگوان وشنو کے درشن ہوئے اور مایا کے اہم مسئلہ کے سمجھانے کا خود وعدہ فرمایا۔
اس سے زیادہ اور کیا چاہیے۔ چنانچہ چند روز بعد وہ گنگا میں استھان کی غرض سے اترا غوطہ لگاتے کی دیر بھی نہ کیا دیکھتا
ہے کہ تند پور میں اپنے مکان کو چلا گیا ہے اور حسب معمول کار و بار کرتے کرتے اسکی غرض ہوئی اور بڑے پچھوس

مقرر ہے مگر گجیان کی مدد میں لگا کر لبتا تو یہی کہ کہی لا محمد وہی ایک سے زیادہ ہو سکتا ہے ۵
 وحدت اندر ڈیرا ڈالا + آوتے غیر نہ آیا جایا + ناکوئی امفیوز ناکوئی لایا + آپ آپ نہ کھویا پایا
 حاینت میں لایا کو انر چند کہ ہے یعنی جس کا زوچن دیان نہیں ہو سکتا، خواب میں ہم سب روز بچتے ہیں کہ ہستی سانسے
 کڑا ہے چشم نہن میں دہی بدل کر گھوڑا بن گیا۔ پھر مکان بن گیا۔ پھر آدمی بن گیا فرمائیے کوئی کیا کہے کہ ہستی کا گھوڑا
 گھوڑے کا مکان۔ پھر آدمی کیوں کر بن گیا۔ صورتیں بیشک آنکھ کے سامنے موجود تھیں اور من و عین واقعی و حقیقی نظر آتی
 تھیں لیکن جہاں تک کھٹکی اور خواب کی دنیا کی دنیا مفتود ہے۔ روزات کی وقت ہماری نظر کے سامنے ایک نئی دنیا ہوتی
 ہے اور در خواب میں ہم ایک نئی زندگی بسر کرتے ہیں جس کا صبح ہوتے ہی پتہ نہیں تھا۔ بچینہ یہی حال عالم بیداری
 کا ہے جس عالم کو ہم اپنے ذہن میں مقبول یا غلطی سے عالم بیداری یا سچی دنیا مانے ہوئے ہیں وہ عالم خواب سے کسی پہلو
 سے بھی مختلف نہیں ہے۔ ہاں اس خواب سے آدمی کو بیداری اس وقت نصیب ہوتی ہے جب اس کے گیان کی آنکھ کھلے
 ایک گیان ہر وہ آتما تھا جو باقی جو چیز نظر آتی ہے وہ خواب کے نقشے کی طرح محض ہندوی ہے واقعی میں نہیں۔ اسی کا
 نام لایا جو یعنی چیز کا وجود نہیں ہو اور نظر آتی ہے۔ شام کہتا ہے ۵

خواب بیداری میں ہے کیا فرق کہہ دو نیک نام	ایک سے ہیں دونوں عالم ایک سی باتیں تمام
صورتیں بیشک نظر آتی ہیں دونوں حال میں	اور ان شکلوں سے ہے اپنا تعلق لا کلام
یہ ہے بنیاد ہے بھائی یہ حدود یہ دوست ہر	یہ میرا آقا ہے اور شخص ہے میرا غلام
دوست جو یہ لازمی ہے اس سے کرنی دوستی	یہ ہے دشمن اس سے لینا ہے ضروری انتظام
اختلاف موسم نہ ہو گی لیل و نہار	تنگ حالی و نہ رنجی برہمی و انتظام
روز کے جگرے وہی اور روز کے قصہ وہی	وہ عوارض روز کے وہ روز کا کوچ و مقام
اس تماشا گاہ میں آخر بہت پردوں کے بعد	آخری پردہ ہے مرگ ناگہانی کا پیا م
ویدہ حق میں کو واکر اور خود تو ہی بتا	خواب و بیداری میں جو کیا فرق اچھو مرد خدا
بس ہی جب خواب ہو تب کوئی ہو شیا	خواب کا عالم عدم ہے خواب کے سب کار و بار
ایک جیسا خواب جھوٹا آکے بیداری میں ہے	ہے یہ بیداری بھی جھوٹی خواب میں کر اعتبار
ایک کا کیجئے تقابل دوسرے سے نسبتاً	ایک تپا دوسرا جھوٹا نہ کیجئے اعتبار
دونوں عالم محض جھوٹے ہیں اگر تپا کوئی	ہے یہاں تو اکھا نظر ہی ہے بس انجام کار

بار برسوں میں مختلف نظا و دیکھے گئے سید الہیہ شاستر کی کتابان ہونی۔ گونیاوی لایا کہ لیجئے۔

پیش رست زلفا کے آئینہ دل فیدگا میں مقید ہے (دیکھی قید)

نیا پر غیالت و دل من + پڑیوسف ہرنداں کو اور + یوسف گم گشتہ لایوں جو + وہ میں جاو دل پائی سنان
یہ عکس یا رہے جو دنیا پر کرتی ہکا نڈا فل ہو کر دنیا پر قیامت ڈالتا ہے یہی عکس نظر و سنی کی طرح ہر کرتی کے بطن
میں شمع کر شکل موجودات میں پیدا ہوتا ہے۔ گیان آئے ہے پر کرتی کے کلال بندہ ہلے کو ان کے ڈنگ نیل
میں بیان کیا جو کار کا ۱۱ جگہ ترجمہ ہو کہ میری رائے میں پر کرتی نہایت شرم و حیا والی ہو۔ جب اسے نرا لگان گذرتا
ہے کہ میں دیکھی گئی ہوں تو میں پھر پریش کے نور بر دھوے سے بھی نہیں آتی التیشیح کہ جیسے کوئی راہکاری راج محل کے
جھروکے میں بیٹھی ہونی سنگار کر رہی ہو تو جہاں تک اسے خیال رہتا ہے کہ مجھے کوئی مرد نہیں دیکھ رہا اپنے بناو سنگار میں
لگی رہتی ہے۔ جو میں گئے یہ بھاکہ مجھے پریش نے دیکھ لیا ہے بحث کھڑکی کو بند کر ایسی چھپت ہوئی ہو کہ پھر صورت
نہیں دکھائی یہی حال پر کرتی دلایا کلب ہے۔ جب یہ جان پڑا کہ میرا گیان دھم ہو گیا ہے تو اردو ہوش ہو جاتی ہے۔ طرف
نے اسے یوں خطاب کیا جوے زلال جہاں شنو سخن عشوہ فدا کی کمن + دل ترویت مبتلا تان تمللا تاتلا +
پھر ایا حسب ذیل صدا یند کرتی ہوئی پیش میں فنا ہوتی جو کہ سنیم سنیم سنیم ہستی توئی + کہ من سنیم ہر چہ ہستی توئی +
ہم ہم توئی وہم سنی + عاجز شدہ عقل این سنی + کس طرح پریش میں فنا ہوتی ہے +

ہائے خود چوں ہرہ غلط رخ خالی شکیم دشمن خود میشو در خانہ خود یہمان
دکھا یا پر کرتی (دایا) نے مانع پورا صلے میں آؤ گئی ہے ہے ستم ہے
غلط گفتی شکایت کی نہیں جا بنی خود پریش وہ صل و کرم ہے

کار کا ۱۲) کا ترجمہ یہ ہے کہ کوئی بھی شخص دراصل نہ تو مقید ہوتا ہے نہ نجات پاتا ہے نہ آواگون کے ماتحت ہوتا ہے۔
پر کرتی ہی سب پر ہوشوں کے آگے چھنتی ہے۔ آزاد ہوتی ہے اور تسخیر میں کرتی ہے جس طرح پیکر پلاوہ تاتی ملاوئی جیتی
ہے۔ مگر گہا یہ جانے کہ بادشاہ دار جیتا۔ لڑا۔ ویسے ہی کو کہا یوں مانے کہ پڑیل ڈالتا قید حیات میں پھنسا کتہ ہوا
یا آواگون آمد و شد میں رہا نقد پر فی الواقع پر کرتی پابند ہوتی ہو۔ رہائی پاتی ہے۔ یا کھدہ ہستی ہے۔ آٹھا گہرا آلودہ دھن
نہیں ہوتا۔ جیسے ناریل کی جل گڑی (جو گڑی پہلے لٹی پہنے پانی تھی) تو پانی میں بند ہی رہتی ہے۔ تیرتی جاوڑو دیتی
ہے پھر اس کے ڈوبنے وقت چٹا گڑیاں جو۔ گہر بنے گی۔ اس طرح پر کرتی جسم وغیرہ تو پرورن۔ جس اور چٹکا لایں
آتی جو لیکن نام پریش کا ہوتا ہے۔ مرنو گیا جسم نادان لوگ کہہ گئے کہ فلاں پریش مر گیا۔ پریش ایک میں یہ سنا گئے لوگ

ٹھکرے ہو جاتے ہیں سب کا اہتمام موت ہو۔ کیا دشمنی تھی اور کیا پانی و مہا اہل سب ہی مر جاتے ہیں گزر زندگی کی طاقت ہر ایک کو ملتی ہوئی ہے۔ مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ خوش رہی زندگی کیوں ہو۔ اور اسکو کچھ ڈبھی نہیں سکتے۔ پس یہی مایا ہے۔

(۴) ماں باپ بچہ کو بہت احتیاط سے پالتے ہیں۔ انکی جان انکی سوج دو تہہ ہے۔ مگر وہ تہہ ہی بڑا ہو کر یہ معاش نکلتا ہے اور وہاں اور باپ کو لات اور گونسوں سے مارتا ہے مگر والدین بچہ پر فدا ہیں اور بچے دل میں بچہ کی طرف سے محبت ہی محبت بھری ہوئی ہے۔ انہیں کسی یہ خیال بھی نہیں آتا کہ محبت کرب ہے۔ بلکہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ کوئی شے میری رگ و پے میں پیوست ہو گئی ہے اور اسکو گلے سے نہیں اتار سکتے۔ یہی مایا ہے۔

(۵) موت شب و روز ہوتی نظر آتی ہے مگر کسی کو یہ خیال نہیں ہے۔ بلکہ ہمیشہ جینے کی دہن لگی ہوئی ہے۔ راجہ نیشہ شر نے کیا خوب جوہر بیان کیا کہ دنیا میں عجیب چیز ہے تو یہ ہے کہ ہمیشہ مرتے ہیں اور اس کا خیال نہ کر کے کہتے ہیں کہ کبھی نہ مرینگے۔ یہی مایا ہے۔ پس مایا کائنات کا حق الامر بیان ہے کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ جو جو شے زمان و مکان و علت میں محدود ہے وہ مایا میں داخل ہے۔

(۶) ایک دفعہ ناروشی نے سری بھگوان کرشن چندر جی سے کہا کہ مہاراج مجھے اپنی مایا دکھا دیجیے۔ کچھ دنوں بعد بھگوان نارو کو ملانے لے صحرا کو چلے۔ چند میل جا کر بھگوان نے نارو سے کہا کہ مجھے پیاس لگی ہے۔ پانی لاؤ۔ نارو نے کہا کہ بھگوان آپ یہاں ٹھہریں میں بھی پانی لاتا ہوں۔ اب جگہ سے کچھ فاصلہ پر کوئی گاؤں تھا۔ نارو اس گاؤں میں پانی لینے گیا اور ایک گہر کے دروازہ پر دستک نہی تو ایک نہایت حسین نوجوان عورت باہر آئی۔ اسکی صورت دیکھ کر نارو اس پر فریفتہ ہو گیا اور یہ خیال نہیں رہا کہ مہاراج بھگوان جنگل میں چلے بیٹھے ہیں اور میرا انتظار کر رہے ہیں یہ تمام باتیں بھول گیا اور اس سینہ سے باتیں کرنے لگا۔ اور دن بھر وہیں رہا اور دوسرے روز پھر اسی مکان میں جا کر اس سینہ سے باتیں کرنے لگا اور اس کے باپ کی اجازت سے اس کے ساتھ شادی کر لی اور پھر وہیں رہنے پھرنے لگا۔ اور اس کے بالے پیدا ہو گئے یہ ہانک کہ بارہ برس گزر گئے۔ خسر کا انتقال ہو گیا تو اہل اسباب و جاؤں اور بیوہ شی سب نارو کے ہاتھ آیا اور زندگی خوشی سے بسر ہونے لگی۔ ایک رات پاس کے دیہا میں چڑھاؤ آیا اور پانی چڑھتا چڑھتا گاؤں میں آ گیا اور مکانات گرنے لگے۔ نارو کو بھی وہاں سے بھاگنا پڑا۔ ایک ہاتھ سے عورت کو پکڑا اور سر سے دو بچوں کو پکڑا۔ تیسرے بچے کو کندھے پر بٹھایا اور پوچھا اب سے باہر چلا۔ چند قدم پر پانی کے زور سے بچے کندھے سے گرا۔ اور تہہ چلا ناٹھنے چلا ناٹھ اختیار بیخ و بوم سے شروع کیا اور لڑکے کو پکڑنے کے واسطے ہاتھ بٹھا دیا تو وہ نوں بچے جو ہاتھ پکڑے ہوئے تھے وہ بہہ چلے صرف جوی رہ گئی اسے زور سے پکڑے رہا مگر وہ زور سے لے کر بھی چھڑا کر بھاویا اور خود تھوڑا سا تھکا کھڑے لگا۔ نارو نے نارو قطار رونا اور ہر شیا شروع کیا۔ یکایک پیچھے سے دست شفقت پھیرا اور کہا کہ بچے پانی کہاں ہے۔ تو پانی لینے گیا تھا اور گہڑی بھر سے بیچا میں یہاں تیرا انتظار کر رہا ہوں۔ اب نارو کو ہوش آیا اور دل میں کہا کہ ادھر گہڑی بھر۔ اور اس گہڑی بھر میں بارہ برس گزر گئے اور ان

کیو ماسن ہیں ہے صرف اتنی بات لینے میں پیدا ہونا کہ جو چیز اُن کے در علم ہوتی ہے اُسے نہر کی نگاہ سے دیکھو۔
 وشیوں کا پھیلاؤ بڑھتا ہے۔ اس بات کو بار بار شرح کر لینے میں سے چشمہ اٹا پائیے۔ من کا طمع آدمی کا ناش ہے۔ من کا
 ناش بڑی بھاری خوش کنی کی دلیل ہے۔ گیانی کا من ناش ہو جا کر۔ گیانی کیواسے من ذخیر ہے۔

گیانی من کو اس طرح جانتے ہیں کہ نہ کچھ سکھ ہو اور نہ کچھ دکھ۔ نہ محرم ہو نہ ساکن۔ نہ بہت ہو نہ نیست۔ بلکہ ان متضاد صفت
 کے بیچ کی چیز ہے۔ معترض۔ جس تکلف آتے ہیں اُن کو چھوڑ کر اس طرح سمجھتے ہیں؟ جواب۔ یہ بہاؤ نا کرنی نہیں
 کرنا نہیں چاہی (۲) یہ بہاؤ نا کرنی کہ کائنات میں جو کچھ ہو رہا ہے اس سب کا ایک میں ہی کرتا ہوں۔

(۳) یوں دونوں بہاؤ ناؤں کو چھوڑ کر اپنے حال میں مست رہنا جو بہت ہی اعلیٰ مقام ہے۔ بندہ صرف دسنا کا
 رہنا بندہ ہے۔ موکش دسنا نہ ہے۔ دسنا نہ ہے کا نام ہے۔

طالب۔ روحانی زندگی کا ہستہ کیا ہے؟ جواب۔ اول آدمی گرو سے شاستر کا آپدیش لے اور اس پر عمل کر کے
 جنم بنامتر کے بعد موکش پر پہنچے (۲) یہ کہ آدمی کچھ لائق و بیدار ہو اور اسے ایک دم خود بخود ہی گیانی کا چھکارا اس طرح
 ہو جائے جس طرح پہلے پک کر خود بخود زمین پر گر پڑتا ہے +

مایا کسے کہتے ہیں؟ مایا سرگ شکی کا نام ہے۔ اور وہ تین پرکار کی ہوتی ہے یعنی تبت۔ سرج
 تم۔ گویا قدرت کاملہ کا نام ہی مایا ہے۔ شاستر کا اسکو گیانی پر کرتی
 مایا غیر کے نام نامزد کرتے ہیں مایا کوئی خیر چیز نہیں ہے بلکہ برہم کا دوسرا نام مایا کہا جاتا ہے تو بیجا نہ ہو گا۔ گیانی مایا کے نام سے
 نامزد کرتے ہیں۔ گیانی برہم کے سوائے دوسرا کوئی دستو نہ ہونا کہتے ہیں کیونکہ اصل میں برہم ہی برہم ہی مایا نہ تھی۔ نہ ہے۔ ہو گی
 ایک ذات احد قائم بخود جو صوف گیانیوں کے سمجھا ہے کہ مایا کا نام فرض کیا گیا ہے۔ جس طرح کہ اقلیدس کے اندر کمال
 کہنے کے لئے نقطہ فرض کیا جاتا ہے۔ گویا مایا ایک لفظ ہے اور اس کے معنے کچھ نہیں۔

(۲) شاستروں مایا کو نشئی سے مثال دیتی۔ جس طرح نشئی کہ جو اکی طرف مخاطب ہو تا ہے اور غور سے اس کے ناز واد کو دیکھتا ہے
 اس کے سامنے ہی طرح طرح کے رنگ و کرشمہ دکھلا دکھلا کر اپنی طرف فریفتہ و گرویدہ و از خود رفتہ بناتی ہے۔ اور جو شخص اکی
 طرف مخاطب ہو اکی طرف پشت کر لیتی ہے۔ بلکہ شاستروں کو لکھا ہے کہ جس شخص کو گیانی ہو گیا مایا یعنی نشئی اس سے منہ چھپا کر
 بھاگ جاتی ہے اور پھر کبھی گیانی کو دکھلائی ہی نہیں دیتی۔

(۳) تمام دنیا میری چلی جاتی ہے۔ سہ چیز کے ساتھ موت لگی ہوئی ہے۔ ہماری دولت ہمارا علم ہماری عشق شرف سب کائنات
 موت کو دیتی ہے شہر تعمیر ہوتے ہیں اور برباد ہو جاتے ہیں۔ سلطانین قائم ہوتی ہیں اور بگڑ جاتی ہیں۔ سیارے و ستارے ٹکڑے

دوسرے کی نگاہ میں جو اگیا نی ہو شریکے ساتھ شامل اور پابند کا مجھوگنا معلوم ہوتا ہو اسکی ملکیت و درکنے واسطے
 پابند کے باقی دکھایا گیا ہو ورنہ اگیا نی کے ظاہر ہونے سے نہ روکیم ادا کے پہلے شہداء الفاضلین نے معنی کے کا لہجہ لینے
 اتینت اجماع ہو جاتے ہیں۔ تاہم حیکہ طالب میں علم ذات کے حاصل کرنے کی قابلیت پیدا نہ ہو جانے کو لازم ہو کہ وہ
 اسکی توجہ افعال کی طرف سے نہ ہٹائے اور اسکو اخلاق اور نیک اعمال کی سیکھنے کی ہدایت کرتا رہے، بخلاف اسکے فی زمانہ
 دنیا پرست نظر پر چوٹی چھوٹی عمر کے لڑکوں کو سر مشق کے اور گیر وے کپڑے پہنانے کے اپنا چیلنا بنا لیتے ہیں اور اس امر کا
 خیال نہیں کرتے کہ ان لڑکوں نے جو اس کے لازمی فرائض ادا نہیں کئے ہیں۔ اور وہ تحصیل علم سے فارغ ہو علم ذات
 کے سبق لینے کے قابل نہیں ہوتے ہیں۔ گیتا میں سری بھگوان نے اہیلے سوم منتر ۲۶ میں فرمایا ہے۔ ۵۔
 باخبر تر تامن نیک افعال کی ترغیب و
 عاقل کم فہم کو ان سے برکت نہ کرے

بندہ اور موکش کے لگاؤ کی تشریح کیجیے { ایک جسم ہے اور دوسرا جسم والا آتما ہے۔ ان دونوں
 میں سے آتما کا خیال چھوڑ کر جو صرف جسم پر یقین
 کئے بیٹھا ہو۔ اس کا لگاؤ بندہ کے لئے ہے۔ کیونکہ آتما تو غیر متحد و دو چلے محو و سمجھ کر دیوی سکھوں میں جو لگائے وہ بندہ
 کے لئے ہی ہو اسکے برعکس طبیعت کا یہ لگاؤ کہ جو کچھ ہے سب آتما ہی میں کے اختیار کروں۔ کے چھوڑوں۔ جیوں کتنی پرہیزگار ہو
 ہو جس شخص کو یہ یقین ہو کہ نہ میں کچھ ہوں اور نہ اور کوئی کچھ ہے۔ جو کچھ ہے سو آتما ہی آتما ہے اس خیال کے باعث ہے
 دنیاوی سکھوں میں نہیں پہنچتا۔ وہ موکش کا بھاگی ہے۔ بے لگاؤ آدمی وہ کہلاتا ہے کہ نیش کرم کی حالت میں خوش
 ہو گا اور کرموں میں پھنسا نہیں ہو۔ جسے کرم پھل کا خیال چھوڑ دیا ہے وہ سب حالتوں میں یکساں رہتا ہے۔
 لگاؤ دو طرح کا ہوتا ہے۔ آچھا۔ ورسو مٹا۔ اچھا لگایوں کو ہوتا ہے۔ برا لگایوں کا یعنی آتما گیان سے خالی ہوتا
 ہے۔ بے لگاؤ ہونا یہ جو کہ تمام اعمال و افعال میں سے چھوڑے جائیں نہ یہ کہ ہاتھ سے ٹکرے۔ بے لگاؤ ہونے سے ہی تمام
 پھیلے ہوئے کرموں کی طبع ہوتا ہو اور آدمی درجہ اعلیٰ پر پہنچا ہے۔ کرموں کے پھیلاؤ میں پھنساؤ سے ہی جو کہ کچھ بھگتے
 اور بار بار کیڑے کوڑے کی جنوں میں پڑتے ہیں۔ یہ لگاؤ کا ہی باعث ہو کہ جیو بار بار پیدا ہو کر اس طرح مرتے ہیں جس
 طرح سمند میں موجیں اٹھ اٹھ کر سمندر میں غائب ہو جاتی ہیں۔

سنسار میں کہہ سکتے ہیں اس ربانی کی تدبیر بتائیے { جواب۔ اسکے نفع کرنے کی تدبیر صرف
 ایک ہی ذمہ دار ہے۔ اس کا ضبط کرنا بندہ صرف
 جیوگ کی غرض کا نام ہو اس کی چھڑاؤ ہی موکش کہلاتا ہے۔ شاستروں کے مجموعہ کے مجموعہ پر پڑھنے سے بار پڑے (دیکھئے)

انسان کرموں سے رہتی غافل کسوقت ہو سکتا ہے؟

جواب۔ جسوقت اپنے کامیاب ہو جائے کہ میں کون ہوں۔ سوال۔ کرم کون کون سے ہیں؟ جواب۔ بہت۔
۲ گامی۔ پراہیدہ۔ سوال۔ انکی کیا قرض ہے؟ جواب۔ نہایت کرم تو اسے کہتے ہیں جو پچھلے جنموں کا ذخیرہ ملا آتا ہو
اور جس سے یہ جسم ملے۔ اگامی وہ کرم ہیں جو اب کئے جاتے ہیں اور جن کا پھل آئندہ ملے گا۔ پراہیدہ۔ جو شریر سے جوگ
جاتے ہیں وہ پراہیدہ کرم ہیں۔ سوال۔ اس کے دور کرنے کی بھی کوئی تدبیر ہے؟ جواب۔ جس وقت انسان کی استعداد بڑھ
تی ہو جائے کہ اسکو کل کائنات پر ہم روپ ہوتا ہے اور اپنے سروپ کامیاب ہو جائے کہ میں جنم مرن سے الگ ہوں اسوقت
پچھلے کرموں کا جن سے یہ شریر بلا ہے ناش ہو جاتا ہے۔

جبکہ یہ گمان ہو جائے اور غلط طور سے سرایت کر جائے تو اگامی کرم بھی جلتے رہتے ہیں۔

مستعرض۔ جبکہ شریر و اندریاں۔ اندھ کر ن ہیں کرم تو ہوتے ہی رہیں گے۔

جواب۔ ضرور ہوتے تو ہیں گے لیکن نیا فی کی نگاہ میں اس کا تعلق شریر و اندریوں وغیرہ سے نہیں ہے۔ تعلق کے ساتھ
لگاؤ باقی رہتا ہے چونکہ تعلق نہیں ہے اس واسطے اگامی کرموں کا ناش ہو جاتا ہے۔ پراہیدہ کرم بلا ہو گے نہیں کھتے۔

مستعرض۔ پھر گمان ہونے کا نتیجہ ہی کیا ہوا۔ جبکہ پراہیدہ کرم نہیں کھتے۔

جواب۔ واصل گمان دان و عارف کی نگاہ میں تو پراہیدہ کرم ہی نہیں ہیں۔ کیونکہ انکی نگاہ میں تو موجودہ شریر ہی جیو
ہے اور وہ اپنے آپ کو جاننا ہے کہ میں ست چیت نامند روپ ہوں۔ اور اسکو تعین کامل ہو کہ یہ جسم نہ تو پہلے تھا نہ اب ہو اور
نہ آئندہ ہو گا۔ ادھر اگر کسی کس شریر سے تعلق نہیں ہوا نہیں پراہیدہ ہوں اور نہ اس کا بھو گئے والا۔

مستعرض۔ پراہیدہ کرم کو بھو گئے دیکھنے میں کتے ہیں۔ جواب۔ چونکہ عارف کی نگاہ میں یہ شریر جیوٹا اور فرضی ہے اس
واسطے عارف کی نگاہ پراہیدہ کرم پر نہیں ہے مثال جیسے کوئی شخص بجات خواب کسی مکان سے گر جائے اور اسکو چوٹ
آ جائے تو وہ اس تکلیف کا علاج کرتا ہے اس طرح اگمان خواب میں جو کرم کئے گئے اور انکا اعلان کیا گیا اس کا نتیجہ یہ شریر مثل
زخم کے اس جیو کو لگا ہے۔ اب اگر یہ بیداری یعنی گمان ہی حاصل ہو لے گا تاہم اس چوٹ کی سبب ابھی باقی ہے اسلئے اس کا
علاج اب زمان سے کرنا چاہیے۔ اگر ضرور دیکھیں تو گمان دان کے تعین میں پراہیدہ ہی نہیں ہو کیونکہ وہ موجودہ شریر کو جیوٹا
اور ناش دان سمجھ کر اس سے الگ ست چیت نامند روپ جاننا ہے۔ اسکو غلط ہے کہ یہ شریر نہ کسے تھا اور نہ اب ہو اور نہ
آئندہ ہو گا۔ تعلق شریر سے کبھی نہیں ہو رہی۔ پراہیدہ ہی نہ میری پراہیدہ ہی نہیں بھو گئے والا ہوں۔ پراہیدہ ویس شریر کی ہے
اور یہ شریر اگمان کلیتہً مفروضہ ہے اس لئے پراہیدہ بھی فرضی ہے۔

بات ہے اور جانب ہمارے سے ہوا میں ایک چوڑا سا کھمبہ کیسی لگتا ہے
 بل میں ترنگ جیسے چار پریم ایسے لاکھ لاکھ کیسے کو کیسے نہ دھپلے
 جھولتا جھولتا کیوں ہرے بگت میں کیسے قہر لگتا ہے
 نہ کسی کی پہن سہانگی۔ نہ کسی کی ہانگت میں
 شال دو ٹالو لاکھ کوئی اور سے حالت خاک میں کھل جاتا ہے
 ناز ناز قیری تاملہ ہے۔ بہن دووے دس دس دس
 رنگت میں قیری تریارو دس ہنس اکیلا جاتا بگت میں
 کوڑی کوڑی بایا جڑی جڑی لاکھ بچا سارے
 کہت کبیر نو بھائی سا دھو سنگ پلے نہ لگتا ہے

حیوانی انسان دکھ کیوں پائے ہیں

جواب۔ چور کو کسی شانتی نہیں ملتی۔ ہر وقت اس کا دل مانند پارکے مضطرب و لغواں رہتا ہے۔ کیا وجہ کہ وہ اپنی چوری
 سے ڈرتا رہتا ہے کہ میں کب پکڑا گیا اور مجھے سزا ملی۔ قید خانہ گیا اور مار پڑی۔ بس یہی حال شدہ دنیا انسان کا ہے کہ یہ چوری اور دنیا
 دہرے اپنی ملکیت جو کہ دوسرے کا مال ہے چھینتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ میرا ہے۔ یہ اسباب اس پر قیل و قال دھاندلا ہے جس
 مالک کے یہ سب ہتھوں اس کا نام بھی نہیں لیتا۔ بلکہ اسکو ہزار ہا خوشام و گالیوں سے یاد کرتا ہے کہ میرا مال چور ایلے میرا اسباب
 بہاؤ یا میری جائیداد کھو دی۔ میرا لڑکا مارا لاد۔ کوئی پوچھے اس نادان سے کہ جب تو پیدا ہوا تھا تیرے ساتھ کیا کیا سامان
 ہمراہ تھا ساتھ میں۔ اور جب مر چکا تیرے ساتھ کیا کیا ساتھ بایگلا۔ جتو لیکہ ہے

نہ لایا ساتھ کچھ اپنے۔ نہ کچھ ہمراہ جانے گا۔ جیسے آری خالی ہاتھوں۔ خالی ہاتھ جانے گا۔
 پس یہ بد بختی و خیانت ہے جو کہ کاکارن ہے امانت میں خیانت کرنا تو کہ کامول ہے۔ خدا و ہم و رام و کرشن وغیرہ جس نام سے کہ
 کو یاد کرو اسکو وہ ان سے اٹھا کر وہ مالک فاعل بننا تو کہ کاسب ہے۔ یہ نہیں سمجھے کہ جو میری پیدائش سے اول یعنی اور بعد
 مرگ کے ہی رہیگی میں اسکی مروجہ دگی میں پیدا ہوا ہوں۔ سو پر مر سکے ہوتے ہوئے ہی چلا جاتا ہوں۔ تو میں اس کا مالک کس
 طرح ہو سکتا ہوں۔ اسکا مالک حقیقی وہی ہے جو چہاں کی پیدائش سے اول تھا اور چہاں کے فنا کے بعد قائم رہیگا۔ وہ ایشور
 پر اتما۔ خدا۔ اللہ۔ رام۔ کریم ہے۔ ہم تمام لوگ مانند چند پرند کے اس چہاں میں گذار کر کے چلے جاتے ہیں اور ہمارے جیسے
 پیشاں ہوئے ہیں اور ہونگے۔ ملکیت کب کی نہیں جاسکتی۔ یہی خلقت انسان کو باعث ہو کہ وہ گرفتاری ہے۔ خلقت خواب میں
 کوئی بادشاہ ہو گیا۔ اور اس بادشاہی پر ناناں ہو کر اپنے کو ایک ملک سمجھ کر وہ مائل نہیں ہے بلکہ محض نادان و ہوس کہ ہے

گیا۔ اُسے اُسکو بکریوں اور بھیروں میں شامل کر دیا۔ وہ بچہ آنکھ دو دھپتا رہا۔ اور محبت آٹھنے ساتھ کرتا رہا۔ جب کا نتیجہ ہوا
 کہ اپنی اصلیت شیر کو چھو لگا۔ آپ کو بکری و بھیر ملنے لگا۔ اسی طرح بولے اور اسی طرح گھاس چسے۔ ایک دن کسی دوسرے
 شیر نے اُسے اباؤد جنگل میں دیکھا۔ اور حیران ہوا کہ شیر ہو کہ بکریوں میں چر رہا ہو۔ جب اُسکے نزدیک گیا تو وہ شل بکریوں
 کے اُس سے خائف ہو کر بھاگ گیا۔ اُسے اُسے چیرا پکڑا اور جنگل کا ایک جیل تو آپ کو بھو لگا اسقدر اندھا ہو گیا ہے کہ اپنے
 دھبھس سے خائف ہوتا ہے اور غیر جنس سے جو ہماری خوراک ہیں لکڑہتا ہے۔ تو میری مانند شیر جنگل کا بادشاہ سب ہوتا
 بکریوں کی ماری والا ہے۔ اس سخن سے اُسے یقین نہ آیا۔ اس پر شیر اسکو لب آب پر لپکا کر لے اچھا اور اُس کا عکس دکھایا۔ اور کہا دیکھ
 تو ادنیٰ یکساں صورت ولے ہیں۔ اس سے اُسکو یقین ہوا کہ میں بھی شیر ہوں۔ پھر وہ گرجاٹے دیکھ کر دوسرا گرجا۔ تب
 اس شیر نے اُس سے کہہ لگا لب جاکر بکریوں میں گرج۔ اور پھر اپنی شان دیکھ۔ اُسے اسی طرح کیا۔ تمام بکریاں اُسکی آواز سنکر
 خون سے بھاگ گئیں۔ وہ اکیلا جنگل کا بادشاہ ہو کر رہنے لگا۔

اسی طرح یہ سوج شیر بھی۔ حواس ظاہری و باطنی سے جو شل بکریوں اور بھیروں کے ہیں لکڑ آپ کو بھول گیا ہے اور اُنکے
 ساتھ لکڑ لذت نفسانی کی گھاس چرتا ہے۔ اور جسم دھم و صفت میں شل بکریوں کے میں میں کرتا ہے۔ جب کوئی وہ سرا شیر یعنی غار
 اسکو اس حالت میں دیکھ کر اُسے ہامیت کرتا ہے کہ تو عین ذات جو تو یہ اُس سے خائف ہو کر نفرت کرتا ہے۔ جب کتب تعدد
 جو شل آب کے ہیں دکھاتا ہے۔ سمجھاتا ہے۔ تو اُسکو اپنی اہلیت سو جیتی ہے اور پھر وہ نعرہ خود شناسی سے تمام حواس سے الگ جسم
 جنگل میں بادشاہ ہوتا ہے۔ اس تشبیل سے ظاہر ہے کہ روح کو محبت جسمانی سے ذات حق کی طرف سے گمراہی ہوتی۔ کیونکہ لفظ
 میں جب شناخت شامل ہوتی ہے اُس وقت لطافت فراموش ہو جاتی ہے۔ دوسری وجہ اسکی فراموشی کی یہ ہے کہ جو چیز
 بالکل ہی قریب ہو اُس کا علم نہیں ہوتا۔ جیسے آنکھ میں سرمہ ہے۔ اُسکو آنکھ نہیں دیکھ سکتی۔ یا آنکھ میں جو مردک ہیں اُنکو
 آنکھ دیکھ نہیں سکتی۔ یا مینائی کو مینائی دیکھ نہیں سکتی۔ اسی طرح روح جو بالکل ہی حق کے قریب ہو بلکہ اُسکے آسے ہے
 اُسکو بھول گیا ہے۔ جب اُسکو جو کرتا ہے تو وہی ذات پہنے سے واصل ہوتا ہے۔ سولے اُسکے اور کچھ دیکھ نہیں سکتا تو نجات ہوا
 کہ قربت ہی باعث فراموشی ہے۔ عیسٰی روح کو لباس جسمانی کی آلائش سے غفلت ہوتی ہے جس وجہ سے آپ کو ہی وہ
 دوسروں و موجود ہوتا ہے۔ اور یہی گمراہی اور غفلت کی وجہ ہے کہ جب ذات بچوں و چرائیں خواہش چون و چرا ہوتی تو فائدہ
 ہے کثیر اور عید سے مدد اور عالم سے غافل ہوا۔ یعنی وہ خواہش ہی باعث گمراہی ہے۔ جب خواہش زیادتی دور ہو تو وقت
 باقی رہے یہ اصلیت پر کسبت۔ بھو لوسا دھاپ بھول گنوٹن پاپ کون یہ کون آپ کہاں تو بچا بنے
 برسوں جو گئے ہو گئے موگ اٹ بھوگ بھئے سرجن یہ جو گئے کیسے جی آٹھنے

صفا فی قلب کے اصول

قدرت نے جو جسم اور حواس دل و باغ وغیرہ بنائے ہیں انکا آتما سے تعلق ہے۔ آکھہ کان، ناک، زبان، ہاتھ۔ یعنی حواس خمسہ کو خود ہی حقیقت معلوم نہیں۔ لیکن آتما انکو اپنا لہو سمجھتی ہے۔ ویسا میں اندریوں سے آتما اس طرح کالم یعنی جو۔ جی طرح پاکبوسہ گھوڑے سے۔ اندریوں سے منکرین ارتقہ سے من۔ من سے تہی یعنی عقل، تہی جس سے ہاتھ تو یعنی ہاتھ صاف سے (خصل طاقت) ہاتھ تو سے ایک (یعنی قدرت کاملہ) اور اس سے زیادہ کوئی ہے تو آتما۔ جسے آتما کو پہچانا وہ نجات دہی پا گیا۔ عام ذی روح کو آتما نظر نہیں آتی۔ اسکی روشنی ان لوگوں کی چشم دل کو نظر آتی جو پرہیز گامی ہیں۔ جو صیان یوگ اور تپ کی طاقت سے اندریوں پر غالب یعنی خواہشات نفسانی پر قابو پا کر ہاتھ تو کے نفسانی سے آگاہ ہو جاتا ہے جو کہ پرہیز گامیوں کا گمان ہو گیا یعنی سمجھ لیا کہ پرہیز میں ہی ہوں۔ یا یہ یقین ہو گیا کہ پرہیز مجھ ہی میں جو وہ اور مجھ بیٹوں سے جو دیگر مومنین کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ اگر یہ نہیں تو کچھ اور بھی نہیں۔ جو لوگ نفس کے قابو میں ہیں۔ جو کہ آتما کا گمان نہیں جنہیں خواہشات نے مغلوب کر رکھا ہے وہ زندگی موت کے جھگڑوں میں پھنسے رہتے ہیں۔ آفریں جو ان انخاص پر جو کہ تعلقات نفسانی سے علیحدہ ہو کر پرہیز سے دل لگاتے ہیں اور قلب کی ذلالت کو گمان کے پاک اور لطیف پانی سے دھو کر بہا لے لیں۔ نہن سے غرض اور نہ پاپ سے مطلب ہو۔ وہ بہاؤ کی طرح اٹل ہو کر نارین گے دیہان میں گن ہو جاتے ہیں انکو ہر وقت آندہ ہے۔ ان امور کو ہر ایک شخص نہیں جان سکتا ہے۔ نہ شاستر پر بندہ اسے ہی ان جمیدوں سے واقف ہیں۔ ایسی باتیں قدرت کی طرف سے دل میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہی حال بگیتی اور پرہیز کا ہے۔ پرہیز کا دل خاص جو ہر ہے۔ وہ خود ہی پیدا ہوتا ہے۔ اسکا سکھانے پڑانے والا کوئی نہیں ہوتا۔ پرہیز جسکو سچی محبت کہتے ہیں وہ دنیا پرہیز سے نہیں آتی۔ موجود حقیقی میں جب دل لگ گیا تو پرہیز پیدا ہو گیا۔ اور جب پرہیز ہوا تو پرہیز کے درشن ہونا اور لمحہ نہیں جس طرح وہی سے کہن اور کاٹھ سے اگنی پیدا ہوتی ہے۔ یہ گمان دس ہزار ویروں کی رچاؤں سے سمجھ کر آرمیات کی طرح نکالا گیا جو آدمیوں کو لازم ہو کہ اپنے پیشے پوتے۔ ناتی سلو سے کو اس گمان کی تعین کریں۔ یا جو بگیت پرہیز کے بس ہو انکو پیشہ دیں۔ ان لوگوں کو ایسا گمان سکھانا لازمی نہیں ہے جو حواس خمسہ کے مطیع اور بندے ہیں۔ ریاکار۔ کبر و نخوت کے پابند۔ لوگوں پر یہ گمان اپنا اثر نہیں کھاتا کہ وہی کا قول جو نہ طبیعت کن مرا چند انکہ خواہی کہ نہ تو اس شستن از زندگی سیاہی

انسان اپنی صلیبت کیوں گمراہ ہو گیا ہے ؟

جواب۔ باعث نشہ کثرت و غفلت گمراہ ہو گیا ہے + اسہر ایک مثال دیکھائی ہے۔ ایک شیر کا بچہ کسی گلو پیٹے کے پاس

ہوا۔ ہوا سے وارث اور وارث سے زمین ہوتے ہیں۔ زمین میں اتنی کی کسی دوسری داخل ہو جاتے ہیں۔ ہوا کے جسم میں جاکر دیر بچتا ہے۔ پھر عورت کے گریہ میں آکر وہیں سے بچ پیدا ہوتا ہے۔ شری کہتی ہے کہ اس طرح یہ الگ الگ ایک لوگ سے دوسرے لوگ میں پڑے چکر لگایا کرتے ہیں اور یہ چکر کسی طرح ختم ہونے میں نہیں آتا۔

اب ان لوگوں کو کہئے جو نہ تو پاؤں پاؤں میں نہ کرم کا نڈی ہیں۔ شخص ظاہر ہے کہ نہ دیویاں پہنچتے کے ادھر کڑی ہیں نہ پتیاں پہنچتے دینی ہوس میں پہنچتے اور دنیا کے شے بنے رہتے ہیں اس واسطے انہیں نہ ہم لوگ میں جانا نصیب ہوتا ہوتا پتیاں لوگ میں۔ بلکہ یہیں دنیا میں مرتے اور پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ خوشی یا غمی ذاتوں کے آدمی بن گئے یا کڑے کو کڑے ہو گئے۔ پنج آگنی اور دیا کا نقشہ بھی ذیل میں دیا جاتا ہے۔

پیارے بچیاں شری پکار پکار کر کہتی ہے کہ جینک تک گیان نہیں جوتا اس وقت رہتے کے چکر گھومتا رہیگی کیسی آواز دے دی نیچے۔

طالب۔ آپ تو بہت ساحل تحریر کیا ہو جو میری سمجھ میں نہیں آتا مجھے مختصر طور پر سمجھا دیجئے۔

عارف۔ پیارے طالب! ہوشیوں میں مرنے کے بعد انسان کے دوسرے تعلقے ہیں۔ دیویاں۔ پتیاں۔

نمبر شمار	آگنی	ایچیزین و حواں	شعلہ	آگستہ چکر	پاؤں	پتیاں
۱	دھوک	سورج کرنی	دن	اطراف	کڑے	شرود
۲	ایہ	سال	باول	بجلی	بجر	کرک
۳	بہر لوگ	پتھری	آگ	مات	ہلا	مات
۴	کھلا	پان	بانی	آگ	کان	نظ
۵	عورت	مستم	نہ	شہوت	مات	نہ

جو لوگ کامل تیاگی۔ پورے گیانی اور ذات مطلق و خود میں ابھید ہو گئے ہیں وہ براہ دیویاں جاتے ہیں اور وہ عین حیات جیون مکت ہیں۔ بعد مرگ مکت ہوتے ہیں۔ اور وہ دنیا میں پھر لوٹ کر نہیں آتے۔

د۔ جو لوگ نظام۔ گیہ۔ دان۔ تیرتہ۔ برت۔ پراو پکار وغیرہ کام کرتے ہیں وہ لوگ بعد مرگ براہ پتیاں جاتے ہیں اور جہاد آگے شہد کم ہیں انکا پھل بھرتے ہیں اور جہاد آگے کم پھل ختم ہو جاتا ہے انکی واسطی اس سنار میں پھر جوتی اور ان پانچ آگنیوں کے ذریعہ پھر حکم عورت میں حل قرار پا کر پیدا ہوتے اور مرتے رہتے ہیں۔ دائمی آرام و خوشی میسر نہیں جوتی اور جو لوگ اس دنیا میں باحال و بد کردار ہی ہمیشہ رہے ہیں وہ اس دنیا میں پنج ذات میں پھر پیدا ہوتے ہیں۔ مرنے کے بعد نہ مکت نہ کم ہوتے ہیں۔ یہ ہے مرنے کے بعد کیا ہوگا۔ اسکی تشریح۔

عمل جو نیک ہوں تو ایسی خواب گا نہیں
پاپ پن کو بھول لے دے اتنی جان

صدایہ قبر سے بیہ دار دل کو آتی ہے
مرنے کو پہچان نہیں جو تو ہے سبحان

کو۔ دیو لوک سے سوچ کو۔ سوچ سے بجلی کی لوک کو۔ یہاں ایک پس اگر چاؤمی نہیں ہے انہیں برہم لوک میں پانا ہے
برہم لوک میں لا تھا اور سون تک رہتے ہیں انہیں باز گشت نہیں ہوتی۔

منشر ۱۶۔ جو لوگ گیہ و ان۔ تپ سے لوگوں کو جیتنے ہیں وہ دیو ہیں کی طرف جاتے ہیں۔ دیو ہیں سے رات کو۔

رات سے اندھیرے پندرھواڑے کو۔ اندھیرے پندرھواڑے سے چھ دکشا یی جوینوں کو۔ ان میں سے تپ کو۔

لوک کو۔ پتری لوک سے چاند کو۔ چاند میں پچھڑا جاتے ہیں۔ اور جس طرح گیہ میں بجاری پالے میں بار بار برہم کو۔

بھر بھر کر آخر پالہ خالی کر دیتے ہیں۔ اس طرح انہیں دیوتا کا لپٹتے ہیں جب کرم بھوک ختم ہونے پر واپس پھرتے ہیں۔ تو

پھر آکاس میں آتے ہیں۔ آکاس سے ہوا میں۔ ہوا سے بارش میں۔ بارش سے زمین میں۔ زمین میں پچھڑا کر لپٹتے ہیں۔

پچھڑا کر روپا گنی میں برہم کے جاتے ہیں۔ پھر عورت روپا گنی میں پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح ایک لوک سے دوسرے

لوک میں جاتے ہیں۔ یہ جو پڑے چکر کھایا کرتے ہیں۔ جو ان دنوں رہتوں کو نہیں جانتے وہ کپڑے تنگے اور معیہ بنتے ہیں۔

تشیخ۔ دیویان کا ادھکاری سندرجہ ذیل ہیں اور جو پچ گنی تبرا جاتے ہیں۔ یہ گزرتی ہوں یا بان پرست یا سنیاسی پہلا

(۲) گزرتی ہو کر نہوں میں رہنے والے اپاسک جو بان پرست ہوں یا سنیاسی یہ آپاسا شرد یا سنیاسی ولی اعتقاد سے سنیہ یعنی

سوڑا تپا۔ ان یاہرن گربھ کی جو لوک پر لوک سبک خالق اور ایسا بہت چہن ہے منزلیں سہتہ کی منتر فرہ میں تفصیل آچکی ہو

یہاں سے کوئی پرش جو برہم لوک کا دیوتا ہے اگر اسے برہم چاہتی ہے تو اسے لوک میں پانا ہے یہاں کپ کے آخر تک وہ رہتا ہے۔

اور آخر میں گربھ یا پرچا جاتی کے ساتھ کش پاتا ہو۔ اس سہتہ میں ترقی ہی ترقی ہو۔ آدمی گزرتے نہیں پاتا ہے اسے باز گشت

نہیں جو یو کش پاتا ہے۔ تیریاں پر پٹنے کے وہ لوگ، دھکاری ہیں جو گیہ یعنی ویدک کرم کرتے ہیں۔ ان میں پرو پکار وغیرہ

کے کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔ تپ یعنی خاص مہتم کی ریاضتیں یا یوگ کے ابھاس کرتے رہتے ہیں۔ مگر سادھی کے

دربے کو نہیں پہنچنے پاتے اور بیچ میں مر جاتے ہیں۔ اچھا سہتہ ناریک ہو یعنی دسچے لوگوں میں یا دھکاری نہیں پاتے۔ نہ بڑا

روحانی ترقی کرتے جاتے ہیں بلکہ تیریاں لوک میں کرم چل بھوک کر پھر دنیا میں لوٹ آتے ہیں۔ اس سہتہ کی منزلیں اپنی

میں ورج ہو چکی ہیں۔ یہاں پچھڑا وہ اسی طرح دیوتاؤں کے اندر یعنی بھوک جیتنے میں جس طرح راجہ کا خاندان دارا گین سلطنت

و ملزمین راجہ کے بھوک ہوتے ہیں۔ آخر یہی دیوتا انہیں چہ جاتے ہیں۔ بھلا کس طرح جس طرح گیہ میں براہمن چمکتے ہوئے سوم

س کے پالے بار بار بھر کر اور پی کر خالی کر دیتے ہیں۔ اس طرح سورگ لوک میں ان لوگوں کے کرم آدمی ہوتے رہتے ہیں

اور دیوتا ان کے مطابق چل دیتے رہتے ہیں۔ یہ بار بار پالہ کا بھنا جو آخر وہ دن آتا ہے کہ کرم چل ختم ہو جاتے ہیں۔ یہ یہ پالہ کا

خالی کرنا ہے اور سورگ سے دھکے دیکر نکال دیے جاتے ہیں۔ یہ پالہ کا خالی کرنا جو۔ نکل کر یہ جو سورگ سے آکاس۔ آکاس سے

منتشر ۱۲۔ اچو گوتم خلیفہ موانگنی ہے۔ گھلا ہوا سندھ اس کا ایندھن ہے۔ پرلن دھواں ہیں۔ پانی شعلہ ہے۔ آنکھیں
انکارے ہیں۔ کان چنگاریاں ہیں۔ اس آگ میں دھوٹا لٹکی کی آہوتی دیتے ہیں اس آہوتی سے صبح پیدا ہوتا ہے
منتشر ۱۱۔ اسے گوتم خلیفہ عورت آگنی ہے۔ مقام مخصوص آسکا ایندھن ہے۔ موئے زہار دھواں ہے۔ طہوت شعلہ ہے
مباحثہ انکارے ہیں۔ لذت مباشرت چنگاریاں ہیں۔ اس آگ میں دیر چکی آہوتی دیتے ہیں اور اس آہوتی
سے پریش پیدا ہوتا ہے۔ وہ جب تک زندگی ہے جیتا ہے۔ جب مرتا ہے۔

تشبیہ ۱۔ اس میں دوسرے اور تیسرے سوالوں کا بھی جواب آگیا۔ کہ جو دنیا میں کیونکر وہیں آتے ہیں۔ اور وہ
لو کہ یہ کہیں نہیں جاتا۔ کہ جو وہاں جاتے ہیں تو سب ٹھیک ہی نہیں جاتے بلکہ اس دنیا میں وہاں آئیگا تار بار بار لگا دیتا
ہے۔ پیسے صلے میں سافرتے جاتے رہتے ہیں اور وہ کہیں بھرنے نہیں پاتی۔ اسی طرح عالم عقیقی بھی کہیں بھرتا نہیں۔
منتشر ۱۱۔ اسے پھونکنے کے لئے جلاتے ہیں۔ آگ ہی آگ ہی۔ ایندھن ہی اس کا ایندھن ہے دھواں ہی اس کا
دھواں ہے۔ شعلہ ہی اس کا شعلہ ہے۔ انکار ہی اس کا انکار ہے۔ چنگاریاں ہی اس کی چنگاریاں ہیں۔ اس میں
دیونا لاش کی آہوتی دیتے ہیں اس آہوتی سے درشتاں رنگ کا پریش پیدا ہوتا ہے۔

غرض۔ سوہگ۔ ابر۔ یہ لوک۔ مرد۔ عورت۔ پانچ ایسی چیزیں ہیں جن میں آگنی کی درستی کرنی چاہیئے۔ انہیں
جیو کی آہوتی دی جاتی ہے اور آزدہ صورت انسان میں نمایاں ہوتا ہے۔ جب تک آگنی زندگی رہتی ہے جیتا رہتا ہے
جب مر جائے تو جس طرح آگ سے پیدا ہوا تھا اسی طرح آگ میں ہی پھونکتے ہیں۔ اس نشان کی آگ میں کوئی درستی
کرنی ضروری نہیں۔ بلکہ اس کی آگ معمولی آگ ہے۔ ایندھن معمولی ایندھن ہے وغیرہ وغیرہ۔ لاش جل چکی ہے تو چمکتے ہوئے
سوکھ شریں لیشا ہوا جیواگ ہو جاتا ہے۔ اور اونچے نیچے لوک میں کرم چل بھوگنے کے لئے جاتا ہے۔ اسی طرح آواگون
کا سلسلہ متواتر اور متوالی چلا جاتا ہے۔ کرموں سے اونچے نیچے لوک بنتے ہیں۔ بھوگ ختم ہو جاتا ہے تو آدمی پھر دنیا میں
آتا ہے یہاں اور کرم کرتا ہے۔ جو نئے پھل بھوگنے بھی اونچے نیچے لوگوں میں جاتا ہے اس طرح یہ سلسلہ ختم ہونے میں نہیں ہوتا۔
دوسرے اور تیسرے اور چوتھے سوالوں کا جواب گوتم ذی کوبھا گراہ راجہ پھر پھلے اور پانچویں سوالوں کے جواب دینے شروع
کرتا ہے۔ پہلا سوال یہ ہے کہ مرکز سفر آخرت کرتا ہے تو اس کے راستے کیونکر مہیا ہوتے ہیں۔ اور وہ سارے کہ دیویاں اور
چریاں کی پانچ کیونکر ہوتی ہے۔

منتشر ۱۱۔ جو دنیا جلتے ہیں اور جو جھل میں شردہ اور سہیہ کی آہنا کرتے ہیں وہ شعلہ کی طوط جاتے ہیں۔ شعلے
سے دن کو۔ دن سے آج کل چند چارے کو کھاتے چند چارے سے چھ آٹا بن جیتے کو۔ ان بیہوشوں سے دیو کو

ہیں۔ یہ شکر سیت کینو نے کہا کہ میں ان سوالوں میں سے ایک کا جواب بھی نہیں جانتا۔
سیت کینو کو چونکہ راجہ کے سوالوں کا جواب نہیں آیا۔ اس واسطے شرمندہ ہو کر گھر واپس آیا اور باپ سے شکایت کی۔ باپ نے کہا مجھے خود انکا جواب نہیں آتا۔ اس لئے بہتر ہے کہ راجہ کے چیلے بنکر اس سے یہ بتا سکیں۔

منستر ۴۔ باپ نے کہا کہ اے عزیز بھلا ایسا جان کہ جو کچھ مجھے اتحاد و سب میں نے مجھے بتا دیا۔ اب یہ کہہ دوں اپنی چاکو ہم چاریوں کی طرح ہیں۔ سیت کینو نے کہا کہ آپ ہی جانیں۔ یہ سنگو گوتم رشی جہاں جلی کا بیٹا ہے وہیں اتحاد ہاں پہنچا۔ راجہ نے اس کے پیشنے کو آسن دیا۔ اور پانی منگو کر رگیہ کو دیکر کہا کہ بھگوان گوتم ہم آپ کو برو دینے ہیں۔

منستر ۵۔ گوتم نے کہا آپ جو مجھے برو دینے کا وعدہ کیا ہے اس کے انعام میں میرے بیٹے سے آپ نے جو سوال پوچھے ہیں انکے جواب مجھے بتائیے۔

منستر ۶۔ راجہ نے کہا کہ اے گوتم تہا روبرو پوتاؤں کے شعلے ہیں۔ آدمیوں کے متعلق مانگو!

منستر ۷۔ پھر کہا کہ گوتم چاہتے ہو کہ میرے پاس۔ سونا۔ گائے۔ گھوڑے۔ لونڈیاں۔ نوکر۔ چاکر۔ کپڑا۔ باغراطہ جو جو ہے۔ گوتم نے جواب دیا۔ کتاب بہت سی۔ بیڑ۔ اور لادنتہا دولت کو دینے میں مجھ سے بخل نہ کریں۔ راجہ نے پوچھا کہ اے گوتم کیا تم پرتی رسم کے بموجب مجھ سے بدیا چاہتے ہو۔ گوتم نے جواب دیا کہ میں آپ کا چلیا بنکر آپس آیا ہوں سچے دل سے رانہ میں ہی الفاظ بول کر لگ چاروں کے پاس آتے تھے۔ پس آئے پاس آئیے الفاظ کہہ کر کسی راجہ کے ہاں ہاتھ دھو کر

منستر ۸۔ راجہ نے کہا کہ گوتم تم اس میں ہیں اس طرح تصور وار نہ ٹھیراؤ جس طرح نہ گوں نے ٹھیرایا ہے۔ اب سے پہلے یہ دیکھی ہیں کہ نہیں ملی۔ میں اسے آپ کو بتاؤں گا۔ بھلا میں طرح تم بول رہے ہو ایسے آدمی سے کون انکار کر سکتا ہے۔

منستر ۹۔ گوتم حقیقتاً وہ لوگ اگنی ہے۔ سورج اس کا اندھن ہے۔ کرنیں وہاں ہیں۔ دن شعلہ ہے۔ اطراف انکار سے ہیں۔ گوتم نے چنگاریاں میں سے آگ میں دیوتا سورج کی آہوتی دیتے ہیں اور اس آہوتی سے سورج راجہ پیدا ہوتا ہے۔

منستر ۱۰۔ گوتم براگنی ہے۔ سال اس کا اندھن ہے۔ بلوں وہاں ہیں۔ بجلی شعلہ ہے۔ جو انکار سے ہیں۔ کوک چنگاریاں ہیں۔ اس آگ میں دیوتا سورج کی آہوتی دیتے ہیں اس آہوتی سے بارش پیدا ہوتی ہے۔

منستر ۱۱۔ گوتم حقیقتاً وہ لوگ اگنی ہے۔ پہاڑی اس کا اندھن ہے۔ آگ وہاں ہے۔ رات شعلہ ہے۔ چاند انکار ہے۔ شعلے چنگاریاں ہیں۔ آگ میں دیوتا سورج کی آہوتی دیتے ہیں۔ اس آہوتی سے الخج پیدا ہوتا ہے۔

بگنے ہونے بہاؤ نا ہے پہرہ مورتی دیکھتے تن تپے دیکھیں جبرہ ہار لگیں جو ہر دھرم سے فریاد
 سے ارجن جو زب بیکھا تن پہرہ پوٹ کال ام رکھا پھر اس دیکھ دیکھانی جو ہر دھرم سے فریاد
 (د) جو شخص ہر اقدار اور ذیہ دار کو کر مایں صدق دل سے دعا کرتا ہے۔ ہر صبح و ہر شام دعا تو پڑھ کر یا کر
 ہو کر سر ہٹا کر ادا ہوتا شاکر ناراڈا کرنا ہے وہ مرتے وقت اپنے متقی (شکستہ کنندہ) کے دیہان میں ہم کثیف
 چھوڑتا ہے۔ وہ کہیں وقت انتقال خدا کے دائیں ہاتھ کو حضرت عیسیٰ کے دریا پائنتقل ہوگا
 (د) جو شخص ساری عمر کت شلا پلاور بیگا وہ خواب مرگ میں کت شلا ضرور گھر لگیا اور اسکو تخت گاہ بنایگا
 (دس) جسکے دل میں طہ بچ گیا ہے کہ میں گنہگار ہوں بیچ ہوں۔ پانی ہوں۔ دفع کے لائق ہوں وہ خواہ غلام
 خواب و روزگار مستحق جو سمیت۔ دنیا کے خیالات ہیں جسکے دل میں + واپس دنیا میں وہ ضرور آئیگا۔
 جس طرح کہ بعد خواب بیداری ہے رباعی بیداری سے پھر خواب کی تیاری جو
 لے کت اسی طرح سے تاحہ نجات آنے جانے کا سلسلہ جاری ہے رباعی آنے جانے کا ہے یاں تار لگا
 دنیا ہے لے کت ایک بازار لگا آنے جانے کا ہے یاں تار لگا
 خواہش ہے کہ سب کو گنہگار لاتی ہے خواہش نہیں دل کو تو زہنار لگا
 معترض۔ اپنے تو منازل موت کو خواب خیال ہی بنا دیا کسی ویشا ستر کا اور بچنے تاکہ راست و سچ تصور ہو۔
 جواب سب ہارنیک۔ انہند۔ چننا و حیلے دو سرا بہن۔ مرلے کے بعد جیوں کی گنتی۔
 مستتر۔ ارن رمی کا پوتہ سو بہت کینو پانچال والوں کی سبج میں تھا اور وہاں اس وقت جیل کے بیٹے راجہ
 پر راہن کے پاس پہنچا جب ملازم اسکی خدمت کر رہے تھے۔ راجہ نے اسے دیکھ کر کہا اڑ کے۔ اسے
 جواب دیا جی۔ پھر پوچھا تیرے باپ نے تجھے تعلیم دی ہے۔ اسے کہا۔ ہاں۔
 مستتر۔ راجہ نے پوچھا جانتا ہے کہ لوگ مر کر سفر آخرت کرتے ہیں تو کس طرح رستے جاہوتے ہیں۔ اسے کہا کہ نہیں
 پھر پوچھا جانتا ہے کہ اگر چہ آدمی پھر پھر کر اس لوک میں جاتے ہیں مگر وہ پھر کیوں نہیں جاتا۔ اسے کہا کہ نہیں۔
 پھر پوچھا کہ جانتا ہے کہ کونسی آہوتی سے پانی پرش کھلائے اور اڑ کر جو لئے لگتا ہے۔ اسے کہا کہ نہیں۔
 پھر پوچھا کہ دیویاں اور چریاں کی پڑائی کیونکر ہوتی ہے۔ یعنی کن کرموں سے آدمی دیویاں یا چریاں
 کے رستے چلتے ہیں۔ کیا تو نے رشی کا بہن نہیں سنا کہ میں نے آدمیوں کے لئے دو رستے دیے ہیں پھر وہ
 دھرم اور دین تانوں کا دھرم۔ انہیں تمام تعلقات چھوڑ دینی ہے اور وہ خود ہی مانا ادا کر سکیں گے۔

جواب۔ جو پریم کی ایسا تو جاگ تیاگ لہنا سے ثابت ہی ہے۔ اسکی تشریح کی اس جگہ کوئی ضرورت نہیں ہے۔
پس جیسا پنی کلی میں لجاتا ہے۔ کوئی شے جدا نہیں ہے۔

جب موت میں، موت بل گئی تو کیا دیکھا
پوچھو موت ہے جو اپنا دیکھا
ہم نے اپنے تئیں اس جا دیکھا
ہاں دیکھا تو یار جیلوہ خدا دیکھا

بعد مرنے کے گدا و شاہ کی تہنوی نہیں رہتی ہے

جوانہنگ رفتن کسند جان پاک
چہ بخت مردن۔ چہ برروئے خاک

(۲) عالم بیداری کے بعد خواب کا عالم ہمیشہ آکر رہتا ہے۔ خواب سے بیداری طلوع ہوا کرتی ہے۔ گویا موت سے پھر
احیاء ہوا کرتا ہے۔ عالم خواب کے مضمون اکثر وہی ہوتے ہیں جو دن بھر تو جگہ کیلئے ترہے ہوں۔ یعنی جو خیالات عالم جاگرت
میں جہم لطیف کو مصروف و مشغول کرتے رہے ہوں عموماً وہی عالم خواب میں ظہور پکڑا کرتے ہیں۔ جو عمل ہر روز
وقوع میں آتا ہے وہی بڑی سکیل (پیمانہ) پھر مرنے کے بعد واقع ہوتا ہے۔

ایک تپا اور تپکا زادہ جو پچاس سالہ زندگی کے تمام دن بہترین پہن سے لیکر بڑے تک پہنچ وقت نماز پڑھتا رہا
اس فلمین کے ساتھ کہ جب موت کی رات ٹپکی۔ مجھے بہشت بریں نصیب ہو گا۔ حور و غلمان ہم آغوش ہوں گے۔
آپ کو ٹپکے کو۔ باغات عالی سیر کو۔ قصور نفیس رہنے کو ملیں گے۔ بیشک موت کی مات پڑنے پر ایسے مومن کے جسم
لطیف کو یہ سب چیزیں ملنی چاہئیں۔

دو دنیا نظر آتی ہے مجھے مثل سراب
میرا ہی تصور ہے کہ ہے صورت آب
بیخوف ہوں بیخوف ہوں بیخوف ہوں میں
جو کچھ ہے شراب ہے۔ عدم جو۔ یل خواب
رباعی

جس طرح کہ عالم ہے یہاں کا جھوٹا
حالم ہے اسی طرح وہاں کا جھوٹا
اسے مکت ہمارا تو حقیقت یہ ہے
سودا ہے ہیشت جاوداں کا جھوٹا
لے طرح رواں تیری روانی ہے غلط
سچ کہتا ہوں یہ رام کہانی ہے غلط
آٹا کایاں ہی ہے ماں ہی ہے
سادا ہے۔ ہیشت جاودانی جو غلط

(د) شخص تمام عمر کے مل گئے مذہب مندروں میں ہاتھ جوڑ کر اور مٹنے رگڑا کر کہ یہ نیچے (یقین) پکاتا رہا
ہے کہ ہے پرا تا سری کرشن جہاں کے دشمن کو ہی نہ سمجھیں۔ ایسے بھواشی بہکت کو رو یہ داز میں دہر مرگ مضو کو کوں لگا

کیا نظارہ اسکی قدرت کا کہیں نظر پہنچا دیکھا
میرے دل میں کس کھٹکے سے جس میں یہ چھپا دیکھا
دیکھا آپ جو تھے ہی آپ نہ کوئی لنگے ماسوا دیکھا
لکھ کر کہا میں کھٹکے سے جسے مسکوتا رہا دیکھا

تمام دنیا مرنے و پیدا ہونے کو کیوں مانتی ہے؟

جواب ابن کثیر رحمہ اللہ کتاب کے بموجب کتاب کا مطالعہ کر لیا کتاب کے صفحہ پر سفر اٹھاتا چلا جاتا ہے۔ جب دوسرے صفحہ ملتا ہے تو پھر اسے بھی پڑھتا ہے گو کتاب کے صفحہ پڑھتے جاتے ہیں۔ نہ کوئی بد بھلا ہے۔ نہ کوئی اگاہ ہے۔ نہ کوئی جاہل ہے۔ مطالعہ کتاب کا کر لیا لہذا بدلتا ہے نہ کہیں آگاہ ہے نہ کہیں جاہل ہے۔ یہ تمام قدرت یا پرکرتی یا مایا۔ روح کے سامنے یہی رہی ہے جیسے آدمی کتاب کا ایک باب پڑھ لیتا ہے۔ اور پھر دوسرے باب کا مطالعہ شروع کرتا ہے اور نئے نئے مضامین نظر سے گزرتے ہیں۔ جب وہ پڑھ لیا تو دوسرا شروع ہوا بعض کتب کے مضامین یا نظارے ہیں۔ آتا یا روح میں کوئی تبدیلی نہیں۔ وہ ہمیشہ جو ان کی قوتوں سے۔ تبدیلی ہمیشہ مایا یا پرکرتی (قدرت) میں جو۔ روح انسانی میں مطلق تبدیلی نہیں ہے۔ پھر روح کا بدلنا کیا۔ پس پیدائش و مرگ۔ قدرت یا پرکرتی۔ مایا میں ہے۔ اور یہ دھوکا آگیا نی پڑشوں کو ہر دہا ہے جس طرح کہ ریل گاڑی میں بیٹھے ہوئے یہ دھوکا ہوا کرتا ہے کہ درخت چلے جا رہے ہیں۔ اس طرح پیدائش و مرگ کا مطالعہ ہے۔

سورج چلتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور زمین ساکن نظر آتی ہے۔ حالانکہ زمین سورج کے گرد گردش کرتی ہو رہی ہے حال پیدائش و مرگ کا مطالعہ ہے اور یہ سب دھم و خیال کے سوا کچھ نہیں ہے۔

برگ و پتھر بن کر نظر ہو شیار
ہر دور تھے و قریب سے رفت کر دھار

مرنے کے بعد کیا ہوگا

جواب پھر ان ملک و دم سے کوئی کہیں پوچھوں + مسافر و منزل پوچھا گدنی ہے۔

یہ سوال بالکل بے معنی ہے۔ آج تک کسی مرنے والے نے یہ خبر نہیں دی۔ البتہ کمال عرفان و گمان و ان جاہل پڑشوں سے ایسا نہیں ہوا ہے جو بیچ ہوئے گا حاصل ہوگی + رکھ یا دیکھ بیکار نہیں جائیگی۔

(جسم اپنی خضروں کا مجموعہ ہے۔ بعد مرگ ہر ایک عضو اپنے ذخیرہ و قوت میں لٹا ہے)

انی کی مائی ساگ ان گن۔ جملہ بدن کے بدن ہوئے + اب کس سے پوچھوں کون ہوا اور کس کو کئے کون ہوئے
مسترحن یہ تو اپنے خاصوں کا حال ظاہر کیا ہوا مطلب تو جو روح ہے کہ اس کا کیا مشورہ ہوگا؟

انہوں نے کہے کہ میں تیری صدا ہے کتا گو ہے مندر میں تیری نوا ہے

کیا میں بے باق اور بے غرض ہوں سب کی یہی صدا ہے

جہاں کیا ہے؟ کمینہ خانہ ترا ہے

ہر مرد بچے ایک توڑوٹا ہے

بدھ رہنے، دیکھاتری آرزو ہے نظر ہے کی ہے تری جستجو ہے

ترانہ گرو اے خدا کو بکھ ہے سنا بھی تو یہی سنا چار سو ہے

جہاں کیا ہے؟ آئینہ خانہ ترا ہے

بہرہ ویکھے ایک ٹور وٹس ہے

تراستہ ہے طریقت شریعت تری راہ ہے نام جس کا طریقت

ترے راستے معرفت اور حقیقت جہاں جاؤ ملتی ہے بس ایک وحدت

جہاں کیا ہے؟ آئینہ خانہ ترا ہے

بدھ روکھے ایک توڑو ناما ہے

تجھے دیدہ حق مگر دیکھتا ہے تجھے مارن باخبر دیکھتا ہے

تجھے ذوقِ یوں جلوہ گردِ کھیتا ہے کہ بس تو ہی تو ہے جلوہ گردِ کھیتا ہے

جہاں کیا ہے؟ آئینہ خانہ ترا ہے

بعد روکھنے ایک توڑو نما ہے

مٹی بچو ہی سے جو بخود ہے	بخدا وہ خدا ہے بخدا ہی ہیں	غزل	کہ حجاب خودی دہنی جو آٹھا	کوئی خیزا کے سوا ہی نہیں
ہنس و پیش محیطا ہے نور خدا	چپ است محیطا ہے نور خدا		تہیں سب کی تلاش ہے بے خیر	کہہی سے بخدا وہ ہر پہی نہیں
سرے نہر میں مریا میں	تے نور سے پر و زان نہیں		تجھے کس کہا کہ ہر پر و نہیں	کہہی تو کو کسی سے چھپا ہی نہیں
خرا جلاوے جلاوے برق جہاں	کہ عیاں ہی ہو اور نظر سے نہاں		کسی تاپ ہے دیکھے نظر میر کر	بھی ہو ہی ایسا کہ تھا ہی نہیں
سرے پسینہ جوش محبت ہے	مجھے تجھ سے جو عشق و الفت ہے	دیگر	کہ تو وہا کہ جلاوے کرے	مجھے تیری مسموم گلا ہی نہیں
یاد کہہنے جاہد دیکھا	کہیں بندہ کہیں خدا دیکھا		کہیں یہ شاہد گشت ظہیں	کہیں کاسہ کو گدا دیکھا
کہیں تا بہ جنا کہیں لڑا	کہیں زندہ کا پیشوا دیکھا		کہے دھوی کہیں نالائق کا	بر سر دروہ کھنچا دیکھا

وہ خود سوت کا مالک الحکوم ہے۔ کیونکہ ہر دم و ایک ہے۔ تہہ قدہ میں درخشاں ہے سو دہلیں وادیں ہے تہہ
وہ بچے ہے۔ آہ و بچے ہے۔ ہر دم و ہر طرف ہے ہر شے میں بسید و مید ہے۔

ہر ایک شے سے ظاہر قرار دیکھا ہر ایک چیز میں بچہ کو ستور دیکھا
زمان و مکاں تجھ سے معمور دیکھا تجھے پاس دیکھا تجھے دور دیکھا
جہاں کیا ہے؟ آئینہ خانہ تیرا ہے

بدھردیکھے ایک توڑ و ٹٹا ہے

ادھر اور اُدھر ایک توڑ و بڑو ہے یہاں اور وہاں مجھ سے توڑ و بڑو ہے
بس ایک توہی جلوہ ناکو بکسو ہے بدھرد میں نے دیکھا اُدھر توہی تو ہے

جہاں کیا ہے؟ آئینہ خانہ تیرا ہے

بدھردیکھے ایک توڑ و ٹٹا ہے

شراروں میں کئی تش کے تیری چمکے صدائوں میں بجلی کی تیری کرکے
انہیں آب ہیروں میں تیری دکھکے بہنیں بوجھل حرمیں تری ہلکے

جہاں کیا ہے؟ آئینہ خانہ ترا ہے

بدھردیکھے ایک توڑ و ٹٹا ہے

کہیں تیرا جلوہ ہے صدق معافیں کہیں تو نمایاں ہے ناز وادائیں
جھلک ہے تری نازنیں کی حیا میں چمک ہے تری جلوہ دلربا میں

جہاں کیا ہے؟ آئینہ خانہ ترا ہے

بدھردیکھے ایک توڑ و ٹٹا ہے

ترے رنگ سے ذرہ قدہ ہر رنگیں ترے نور سے جزو کل نور آگیں
سنی ہیں صدائیں تری میں نے شیریں تجھے دیکھتے ہیں سر جہنم حق ہیں
نظر آ رہا ہے ہر اک رنگ میں تو ہر اک وضع میں ہر ایک خوشگ میں

جہاں کیا ہے؟ آئینہ خانہ ترا ہے

بدھردیکھے ایک توڑ و ٹٹا ہے

ہیہا ہوا اور علامہ کے جسم میں قدی و عینی گیم ہی رہتا ہے جو حکمت سے اگر کوئی خرابی صدمے میں یا جسم میں ہو جائے تو رفتہ رفتہ تمام کرے۔ اگر وہ خرابی زیادہ ہوتی ہے تو اسکو ادویہ سے مدد پہنچائی جاتی ہے۔ اگر کافی ادویہ خارجہ سے مدد پہنچ سکے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ یہ خرابی انسانی غلطی سے واقع ہوتی ہے۔ اور اسی کو اکال مرتیو کہتے ہیں اس کا یعنی اکال مرتیو کا وقت معلوم کرنا

جس وقت کوئی روگ معلوم ہوا اور وہ دن یوم تک بھاٹے تک یک دن اپنی آنکھیں بند کر کے دیکھے اور آدھی گھڑی تک بند رکھے اور خیال کرے کہ نیلی امل سرخی اگر سائے آجائے تو اکال مرتیو ہونے کی ضرور امید ہی گرا دیا نہ تو نہیں ہوگی۔

ایک ماہ میں ایک روز نفاذ کرنا یعنی برت سکنا اور اعتدال سے چلنے سے صحت قائم رکھ سکتی ہو

موت کا وقت معلوم ہونے کا طریقہ

(۱۰) لاگو ان پند کا منتر یہ ہے :- اوم - ستیم - پرم - برہم - پرشم - کرشن - شگل - اردو - شگل - ترچاکشم - و شور - پم - نمونہ - اس منتر میں یہ بھی خصوصیت ہے کہ چھ ماہ پہلے ہی انہو کو کرنا چاہیے۔

یعنی اوم ایک ماہ پہلے سمرن سے بسمن ہو جاوے گا

ستیم - پانچ ماہ پہلے	ترچاکشم - ۵ ایدم پہلے سمرن سے بسمن ہو جاوے گا۔
برہم - پرم - چار ماہ پہلے	بش - پم - ۸ یوم پہلے
پرشم - تین ماہ پہلے	کرشن - شگل - تین یوم پہلے
کرشن - شگل - دو ماہ پہلے	نمونہ - وقت واپس - یعنی قریب لڑک
اردو - شگل - ایک ماہ پہلے	

موت کی بھی موت ہی پانہیں

جواب۔ سب کی موت اگنی ہے۔ مگر پانی اگنی کو بھی شانت کر دیتا ہے یعنی پانی موت کی موت ہے۔ برہم گیان بجز ایذا کا نہ ہے۔ اور موت اگنی ہے۔ پس جب انسان کو برہم گیان ہوتا ہے تو موت پر طلبہ پا جاتا ہے اور آزاد ہو جاتا ہے اور وہ برہم گیان یہ ہے کہ میں جو الگ الگ شکتی نہیں ہوں۔ میں برہم ہوں۔ جہاں یہ گیان ہو اچھ موت کیسی؟

ہیں ہوتی کہ سنے آگے کیلئے آگاہ کے سامنے اندھا نہیں رہ سکتا ہے۔

(۱۰) جس شخص کا سرچ اور ہانسی کر رہی نظر آویں اس کا کوئی بھی عیوب نہ کرے وہ گیارہ ماہ تک زندہ رہیگا۔

(۱۱) جو شخص خواب میں باتلی یا کنوئیں میں بول دیا کرتا ہے اس کی زندگی ۱۱ ماہ کی ہے۔

(۱۲) جو شخص چٹائی کی نوک پر سہری رنگ والا اور کبھی سیاہ رنگ کا دیکھے وہ نو ماہ تک زندہ رہیگا۔

(۱۳) جو شخص ہوتا ہوا ایک دم تپلا ہو جائے یا پلے سے مڑا ہو جائے۔ خواب اور سیاہ رنگ کا سفید ہو جائے بہادر ہو کر

ڈر چکا اور ہر دم دان ہو کر اور ہری یا شانت ہو کر چل ہو جائے۔ ایسا شخص آٹھ ماہ تک زندہ رہیگا۔

(۱۴) جس شخص کی ہاتھ کی پٹیلی میں اور زبان کی جھل میں دروہو یا سیاہ ہو جائے۔ اور چکی لینے سے دروہوس نہ ہو۔ وہ

ساتھ ہی روتک زندہ رہیگا۔

(۱۵) جس شخص کی دینیاتی میں انگلیاں ٹھہری ہوں۔ بیماری کے بغیر ہی جس کا گلا سوکھ جائے۔ اور بار بار ہانگوں کی

طیحات کرے وہ شخص چھ ماہ تک ہی زندہ رہیگا۔

(۱۶) جس شخص کے دانت اور اوند کوس دبانے سے تکلیف ندیں وہ شخص تین ماہ تک ضرور مر جائیگا۔

(۱۷) اگر ہر گشتی اور بروؤں کا درمیان نظر نہ آئے تو نو دن میں مر جانے کی امید ہے۔

(۱۸) اگر ہمیشہ چند ماں سرے اور ۱۶ دن جا رہا سوچ سر چلے تو ایک ماہ کی زندگی خیال کرنی چاہیے۔

(۱۹) اگر تارہ نظر نہ آویں تو پانچ دن کی زندگی سمجھنی چاہیے۔

(۲۰) اگر ناک نظر نہ آوے تو تین دن کی زندگی ہے۔

(۲۱) اگر زبان نظر نہ آئے تو ایک دن کی زندگی ہے۔

معتبر صنف کیا اکال مرتبہ یعنی موت کے وقت سے پہلے موت بھی ہو جاتی ہے۔ اگر ہوتی ہے تو کیوں اور کس طرح اور اس کا

وقت کس طرح معلوم ہو سکتا ہے۔

جواب۔ انسانی عمر ۹۰ سال مقرر ہے مگر بعض بعض حکما ۱۲۵ و ۱۰۰ برس بھی تسلیم کرتے ہیں غرض ۱۰۰ سال سے کم عمر میں

جان بحق ہونا اکال مرتبہ کی حکما بتلائے ہیں مگر اب نادانوں میں استدعا کو بھی پہنچا تعجب و حیرت مستحق ہیں۔ انسان کے جسم کی حالت

بالکل خف کی مانند ہے اگر ۲۴ گھنٹے تک جلنے کے واسطے تیل بھر دیں تو وہ ۲۴ گھنٹے تک برابر جلتا رہے گا۔ اور اگر دھندلے

بجائے تیل کم کر دیں تو چراغ بجھ جاوے گا۔ یا کہ کوئی سوراخ کر دیں یا سوراخ ہو جاوے۔ یا ہوا کا جھرکا چراغ کی کپڑے تو بجھ جائے

کل ہو جاوے گا۔ یہی طرح انسان کے جسم میں قدرتی تیل اتنا ہوتا ہے کہ عمر بھی کو پہنچاوے۔ بشرطیکہ وہ صاف و مضبوط رہے

تو میرا میرا جو رقتانی نہ تھے پہلے کسی
اور نہ ہم سب ہی ملک مہم ہو گئے کسی
حصہ میری قالب میں آکر جان کرتی ہو گیا
جس طرح پہن جوانی اور بٹہ پہنے کے نشان
اس طرح یہ اوجھڑوں میں بھی کرتی پوزل
لیکن اسکے حال میں کتے نہیں اہل اصول

(۱) وقت موت کا بھی زیرک و بنیاد اس طرح معلوم کریتے ہیں حسب ذیل تدابیر ہیں۔

پورنہاشی کے دن صبح کے وقت ایک ایکانت جگہ پر بیٹھ کر آنکھوں کو بند کر لے۔ پھر زبان کو تالو کے پاس لگا کر ایک گہری سانس لے۔ اسکے بعد غور کرے کہ ایک گہری کے اندر کتنے سانس خود بخود آتے ہیں یعنی زبان کو تالو سے لگائے ہوئے خود بخود آئیں لے سوا انسوں کو شمار کرتا رہے جبکہ سوا انس اس عرصہ میں آویں آنکھیں کھول دے۔ آنکھیں کھول دے اور زبان کو بھی ہٹائے۔ اب ان سوا انسوں کی تعداد میں اپنی عمر کے سال جمع کرے پھر اسکو چار سو میں سے گھٹائے پھر ملنے سے تقسیم دیکھتین سے ضرب دے جو تعداد نکلی گئی ہے سال عمر کے ہونے چاہئیں۔

(۲) دونوں کانوں کے اندر انگلیاں دیکر آئندہ شب بیدار ہونا چاہیے۔ جبکہ یہ آواز سنائی دے تو سمجھ لینا چاہیے کہ ایک ماہ بعد مرتب ہو جاوے گی۔

(۳) اگر ابھی کسی یہ دیکھے کہ ایک دن رات ایک ہی سرچلے اور آگنی تو براہِ پتہ قائم رہے تو جان لے کہ تین سال میں ضرور موت ہوگی۔ (۴) اگر آگنی دن رات سوچ سرچلے تو جان لے کہ دو سال میں موت ہو جاوے گی۔

(۵) اگر تین دن رات دایہ تو چلے اور ایک سرچ جاری رہے تو ایک سال میں موت آنا چاہیے۔

(۶) اگر دن بھر براہِ سوچ سرچلے اور رات کو چند رات تو جان لینا چاہیے کہ صرف چھ یوم باقی ہیں۔

(۷) اگر بیمار آدمی کا سانس جو تک کے پاس سے نکلے ٹھنڈا ہو اور نویہ سے نکلنے والا گرم ہو تو آمیزہ زندگی قطع سمجھنا چاہیے

(۸) اگر بیمار آدمی ستارہ قطبی یا شکر یار زندگی کو اچھی طرح نہ دیکھ سکے تو ایک سال زندگی امید رکھنا چاہیے۔

(۹) اگر غسل کرنے وقت ہاتھ پاؤں سینہ پر پانی گرے اور باطل نہ ٹھیرے تو دس روز مرخصی کی زندگی میں شمار کرنا چاہیے۔ اور بھی بہت سی علامات ہیں مگر وہ ایسی کہن اور مشکل ہیں کہ انکو یوگی ہی جان سکتا ہے۔ اس واسطے

تحریر میں نہیں لائی گئیں۔ ہاں ایک لاکھول بتائیں ایک منتر ہے اگر اسکو بھی ابھی کسی یاد کرے تو اسکو بھی موت کا وقت

معلوم ہو جاوے گا۔ مگر تعجب تو یہ ہے کہ مایہ کا کارخانہ ایسا ہے کہ خواہ کس قدر یاد کرو۔ اور کس قدر ہی خیال و دھیان جاؤ مگر مایا

ہے کہ پناہ کئے بغیر نہیں رہتی اور بھرم و آگیاں میں پھنسانے کی اور غفلت طاری رہیگی پر رہیگی۔ ابھی کسی دیکھانی پر نہیں ہے

مایا جان سچ پائی کیونکہ مایا بطور زندگی کے ہے کہ سب کو اپنے جال میں پھنساتی ہے۔ البتہ گمانی و ابھی کسی کو چونکہ مایا کا علم

ہے پتا ملے تو پھر وہ اسی طرح دور ہو جاتی ہے جیسے آفتاب نکلنے پر اندھیرا دور ہو جاتا ہے اور پھر اسکی اس قدر مہت بھی

ذکر کیا شاہ و گما کا اصل میں وہ لوں ہیں ایک
 دنیا سے نہ کہیں کسی کو اہل تو سنے ہٹا
 دوست و دشمن رفتی ہیں سب کے سب بیل بجا
 زندگی اک دھندلا جالو ہے اوکھچھی نہیں
 کوئی بڑا۔ کوئی لڑکا، جوانی میں مرا کوئی
 دیکھتے تھے کل جنیں آنکھوں سے اپنی غافل
 اول و آخر ہے یکساں بیچ کا کیا اعتبار
 اشارہ آمد و رفت نفس کا ہے یہی ہر دم
 مائی کی مائی آگ اگن جل میروں کی یوں ہو
 آدمی کو موت کے آنے کی ہوتی جو خوشی
 فرق مرنا لے کے جدا انسان و حیوان میں نہیں
 خسرو ہے نہ قہر ہے نہ ہیروام ہے ہانی
 گل تو کیا کاغذ بھی اکھن اس گھٹان میں نہیں
 موت اک بار یک سپرد ہو جو اوکھچھی نہیں
 جسم میں مرگ کا مطلب نہیں آما کہ کیا ہے
 آج اٹھانے کا لہل کے لئے افسانہ ہے
 ہے حقیقت ایک نظروں میں گدا و شاد کی
 بدن میں دم جو آیا ہے کرا سکو جانا ہے
 اب کس بوجوں کوں ہوا۔ اوکھ کو کہنے کوں ہو
 عید ہے جس روز چٹکارا ہو انجوسر کا

موت دو قسم پر منحصر ہے۔ ایک موت طبعی۔ دوم موت ارادی۔ طبعی وہ ہے جو وقت پر ہر کس پر نازل ہوتی ہے۔ ارادی
 وہ ہے جو عین حیات میں اختیار کیا جائے۔ یعنی نفس کو کام۔ کرو۔ دہ۔ لو۔ بہ۔ مو۔ نہجو۔ حسد۔ و بخل و کینہ و غیر و شیطانی
 عادات سے باز نہ کر دیا جائے۔ ست سنگ آتما میں داخل کیا جائے اور راہ حق میں جو تکالیف و مصائب و پیش ہوں
 انکو بخوشی برداشت کر کے محو آتما ہو۔ جو شخص موت ارادی کو اختیار کرتا ہے اسکو موت طبعی سے برتر و فوق نہیں ہوتا
 بقولیکہ ۱۰ یاد بڑا جمل چاشنی قند مکرر در زندگی آنکس کہ بیستہ بہ ارادہ
 موت تو ہر بشر کو مانند ساتھ کے سایہ لگی ہوئی ہے۔ مگر انسان وہی ہے جو موت ارادی کو اختیار کر کے خود شامس ہو
 اور تعلق ظاہری سے دل کو صاف کر کے واصل حق ہو کر عمر بسر کرے۔

موت سے قائف اسی سبب ہیں کہ انکو موت کی وقت تکلیف ہونے کا خیال ہے۔ علاوہ انہیں موت ہو جائے پر
 اپنے کتب کا فکر و انگیر رہتا ہے کہ میرا مال کوئی وہ سرانہ لیلے میرے لڑکے بالے مرنے پر تکلیف آٹھا دینگے۔ میری
 بیوی میری محبت میں اپنی جان کو دوگی۔ غرض کہ جبکہ خواہشات کے لوازمات ہیں یہ سب موت سے قائف کر لے کے ہیں
 اسوئے انسان کو چاہیے کہ اپنے خیالات پاکیزہ و صاف رکھے تاکہ ہر وقت آئندہ سو رہیں رہے اور چپ مساوات اس
 طرح ہوگی تو وقت مرگ کے صفائی باطنی سے کوئی دیکھ نہ دیکھ نہیں ہوگا۔

فکر باطل پر جتنے یہ گفت گویا نہیں
 قافلوں کو زندگی اور موت کی پردہ انہیں

جان ضائع کرے تو کچھ اٹھا بیگا۔

معتصر صنف بعض اپنی ہی بیماری کے سبب سے سخت تکلیف اٹھا کر مرتے ہیں۔

(جواب) بیماری ہی انسانی عقلی و فطرت قدرت کام کرتے سے ہوتی ہے۔ مگر اس میں بھی جس وقت موت کا وقت قریب آجاتا ہے تلخ بیماری دو کچھ تکلیف جاتی رہتی ہے اور ایک طرح غشی و آرام مریض کے چہرے سے نمایاں ہوتا ہے۔ اگر تکلیف ہے تو اس وقت تک ہر چہ تک کہ موت کا وقت نہیں آتا ہے۔ موت کی وقت تھوڑی غفلت ضرور ہوتی ہے وہ بھی اکیلائی کو کہیں کہ وہ مایا جال میں پھنسا ہوا اپنے خیالات خانہ داری میں لٹکا تا ہے کہ میرے بعد کیا ہوگا۔ اور کس طرح ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ علاوہ اسکے موت کی وقت پہنچنے سے قبل ہاتھ پیروں میں سنسناہٹ و ہر کلی سی معلوم ہوتی ہے۔ مگر یہ بھی سب کو نہیں ہوتی۔ جہاں تک ہمارا خیال ہے موت کے وقت آرام محسوس ہوتا ہے کیونکہ یہ وقت جزوی حالت چھوڑ کر کلی سے وصل کی ہوتی ہے۔ تجربہ بھی اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ لوگ بول چال میں کہا کرتے ہیں کہ راجنپتا کا زور ہوا ہے۔ یہ سب لوگ جانتے ہیں کہ چلنے کی کو جس وقت چراغ گل ہونے کو ہوتا ہے ایک وقت نیا دہرہ روشنی کر کے گل ہوتا ہے۔ اس سے صاف یہ نتیجہ مستخرج ہوتا ہے کہ مرنے کے وقت آرام محسوس ہوتا ہے۔

جو لوگ مریض قریب لڑگ کے پاس روتے ہیں یہ بہت ناقص عمل ہے۔ مریض اس عمل سے مایوسی میں پھنکے افسوس ظاہر کرتا ہے اور خیالات اور گھبراہٹ سے رونے لگتا ہے۔ یہ باہر ہی تکلیف سے رہتا ہے نہ کہ اندرونی تکلیف سے اس واسطے مریض قریب لڑگ کے پاس ہرگز رنج و اندوہ کے منکرہ نہیں ہونے چاہئیں۔ بلکہ سب شانت چت رکھ کر سادہ دامن طور سے گفتگو کریں۔ اسی وجہ سے گیانی اشخاص مرتے وقت اپنے غمیہ خیالات اور ایشور پریم میں مکن ہو کر ”اوم“ کا اوچاران کرتے ہیں۔ خوش و غم شری چھوڑتے ہیں جس طرح کہ سانپ کچھل چھوڑ کر علیحدہ ہو جاتا ہے اور اسکو آرام محسوس ہوتا ہے۔ یہی حال گیانی پرشوں کا ہے جیسے بھیشم پیامہ۔ مہاتما گوتم بدھ۔ سوامی شنکر اچاریہ۔ سوامی دیانند سرسوتی وغیرہ مہارشوں کی مثال سے ظاہر ہے۔ یہ مہاتما سب باوازیبند آپدیش کرتے ہوئے ادرسکرتے ہوئے شری چھوڑ گئے۔ ان سے صاف ظاہر ہے کہ ہماری تاقدرت ہو کر آرام پہنچاتی ہے۔ اور قدرت کے سب کام میں ان سے آرام ہی مناسب ہے۔ بقولیکہ ۵

عمل جو نیک ہوں تو ایسی خواجگاہ نہیں
جس خاک سے بنا تھا وہی مشیتِ فنا
شاہ و گدا کو یکساں انصاف کا یقین ہو

صدایہ قبر سے بیدار دل کو آتی ہے
مرکزِ بشر جہاں کی رحمت سے پاک ہے
جنتی کی سرزمین بھی کیا خوب سرزمین ہے

کہ یہ ہیں رہتے ہوئے اس آٹھ کو بٹانا چاہئے۔ وہ ناشا تو سنت دانت ہے یعنی چنبرہ ان لوگوں کو دیا گیا۔ چاکو مان لیتے ہیں وہ غیر زانی بن جاتے ہیں۔ اور سب کو کہہ جی اٹھاتے ہیں۔

طالب۔ ایسے گیانی کی شناخت کیا ہے؟ عارف۔ سنو! جو آدمی اکھ دیو کو رچی طرح دیکھ لیتا ہے تو یہ کسی سے لگت نہیں کیا کرتا۔ اس طرح اس میں طر قائد سے بھی ہیں۔

۱) دیکھ کر سے چھوٹا دینی جیون کو حاصل کرو، (۲) سرتتم بھاء سے (۳) جہنم سے۔ ائی (۴) نفرت کا خیال نہ
سرتی کرشن بھگوان نے گیتا میں فرمایا۔ ا۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶

چشم دنیا کی نظر میں ایک بڑا کبوتر
کثرت عالم میں وحدت چمکوا رہی ہے نظرِ بزم
موت نے سب جگ لینو جیت
مادون کبھ کرن ہر اکس جو جو پیئے اجیت
کیہوں تب جن بات پت کف کیہوں بنکر سیت
اس سے کو اچن نہ سکت ہو پانی اور پینیت
راجہ جڈھنتر سے سوال کیا گیا کہ آجہریہ (رجب) کیا ہے؟ جواب دیا کہ ہر روز دیکھتے اور سنتے ہیں کہ نلاں مر گیا۔
اور مانتے بھی ہیں کہ حیدر امواضر و مرگئے۔

نزدیکی اک موت تھی اس عمر سے ثابت ہوا میرا ہوا تھا حفظ میرے ہونے کے لئے
 جس پر بھی کسی کو اپنی موت کا یقین نہیں ملتا منہ سے گوہر وقت موت کی راگنیاں بڑے گائیں۔ لیکن عملی طور پر کسی
 کو تباہی میں تردید نہیں کرتے۔ کھارو بار کا سلسلہ بابر پھیلائے جاتے ہیں۔

بغیر کسی ہرگز نے اختیار مغروران اگرچہ صورت مقرر صلا دار و گریبانہا
 موت واقعہ ہونے میں تکلیف کیوں ہوتی ہے۔ موت سے لوگ کیوں خائف ہیں ؟
 موت کا وقت معلوم بھی ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ جواب۔ مرے کے وقت آدمی کو تکلیف
 نہیں ہوتی ہے بلکہ کھانا پینا کی طرح کے جسد کام ہوتے ہیں ان کی تبدیلی ابرام کے ساتھ ہوتی ہے
 البتہ غلط فہمیت کام کو نہ سے تکلیف ہوتی ہے مثلاً اگر کوئی زہر کھائے تو ضرور تکلیف ہوگی۔ یا چاہ میں گر کر زخمی

ہرے کا شہ پڑ جائیگی تھل پھٹ کو تک ہواؤ * گیتا میں سری بھگوان فرماتے ہیں۔
 پہنچ راحت سوئی دگری کا باعث ہیں وہاں آتے جلتے ہیں بھل میں نکران سے ہراس
 انکے پنجے سے نکلنے کا جنس ہے کچھ شعور جاودانی زندگی کا انکو ملتا ہے ستور
 خط انسانی سے دل کو روک کر اسے باشعور مارا اس مودی کو جو ہے دشمن علم و سرور
 ہے جس عارف کو حاصل ہے سکون دائمی پاؤں میں جاہل کے پھرتی جو طبع کی پیکڑی
 حرص خواہش اور غضب و فتنے کے دروازے ہیں انصاف ناول جہاد و لکھو پھلتے ہیں جبین
 زعم انانیت تکبر حرص و غصہ خواہشات رخص ہو جاتے ہیں جہدم ہو مٹتی ہے نجات
 پس سب سے بہتر یہ ہے کہ کن کو بے خواہش یعنی لکھام رکھے اور موت کی یاد رکھے کہ جگہ اس جہان ناپائدار سے کچھ کرنا چھو
 سرفے دنیا بے کچ کی ہمارا ایک کو خوف و سبم ہے محسوس ہوا سکندر یہاں نہ دارا۔ ربا فریدیوں یہاں نہ جم ہے
 مسافرانہ مکے ہو آٹھ مقام فرد کس ہے ارم ہے سفر ہے دشوار خواب کتبک بہت بڑی منزل عدم ہے
 نسیم جاگو کمر کو باندھو۔ اٹھاؤ بے کرات کم ہے

سعدی کیا فرماتے ہیں

اگر تو دین روزگار بسچو گھو دسیدہ بریغاک تو خارا خواہد بود

طالب۔ موت کے ڈر سے رہائی کیونکر ملے۔

عارف۔ برہم گیان حاصل کرنے سے خوف لرگ دور ہو جاتا ہے۔ کیونکہ برہم گیان کا راستہ نہایت لطیف یعنی سوشم ہے
 کہ ہر ایک کو دکھائی نہیں دیتا ہے۔ چیلہ ہوا ہے یعنی بہت لمبا چڑھتا ہے اس کا پانچویں تھا۔ چرانا ہے۔ کیونکہ بڑا آباد
 سے گیانی یعنی عارف آسپر چلے آئے ہیں۔ اس راستہ پر منتقل مزارج یعنی لگا تار محنت سے نہ گھبرائے والے گیانی
 دنیا کے بندہ سے نجات پا کر بندہ میں پھسلنے والی دنیا سے اونچے سو رک یعنی موکش پر چڑھتے ہیں۔

طالب۔ اس راستہ کو عاقلین اور اس پر چڑھیں کیونکر ہے۔ عارف۔ سنبھالو! مرحلے تین ہیں۔

(۱) پہن۔ یعنی اعمال نیک کرو جس سے من کا میل دور ہو۔

(۲) اپنا کرو! جس سے کشمکش یعنی اضطراب رفع ہو۔ سنبھالو۔ نیچے پیلے ہرے۔ اور لال رنگ ہر دے کی ناریوں

کے ہیں۔ اور سب حرف سے دیران شاکر ان پر جایا کرو۔ اسی کا نام آپا سنبھالت یعنی من کے ایک ایک کڑکھا سو من پر اپنا نہایت

(۳) گیان کو دور کر کے۔ گیان کو حاصل کرو۔ پھر یہ راستہ نہیں نظر آجیگا۔ اور تم آسپر چل سکو گے۔ گیان کو حاصل کرنا

یا اور جیوں کا جو مجھے لوگوں کا اس زمین دنیا میں رہتے ہیں۔

وہ نفل صبر قوتوں میں جو کہ مجھ کا جسم بنایا ہو گا اس لئے کمزور ہو رہے ہیں جسم انسان سے کسے جبر پہنا چاہئے
اس واسطے شرتی نے زیادہ بنایا اور بڑھ کر ہے۔ یہ بنا جسم اگیا تھی ہی کو تیار ہے یعنی اگیا تھی ہی آد گون میں بڑھ کر کسا یا کسا
ہے۔ اگیا تھی کو وہ بار خیم نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ جسم روپ ہو رہا ہے۔ انہیں دونوں کی شرتی تفصیل کسوتی ہے۔

یہ آتا ہے آپ کو وہی روپ و سن روپ و غیرہ غرض کہ جو کچھ ہے سب آتا ہی کے روپ اگیا تھی کی وجہ سے یہ
اس کا نتیجہ یہی کہ اگیا تھی میں پھنک کر آدمی جیسے کرم کر رہا ہے یا جیسا چال چلن ہو رہا ہے۔ ویسا ہی اُس کا روپ بن جاتا ہے
یعنی اچھے یا بُرے کاموں کی ور سنائیں جو کچھ من میں بھری رہتی ہیں۔ اسی کے سبب وہ انسان اپنے آپ کو نیک یا
بدلو پہنایا تاکہ اپنی مانتا ہے۔ اس واسطے یہ قول باطل ہے کہ آدمی اپنی خواہشوں کا پھلانہ بنے۔ بقولیکہ۔

اس لئے تو خواہشوں سے اپنا ناطہ چھوڑ دے
مردہ لیا۔ سے تو سمجھنا چھوڑ دے
جھوٹ بانٹا تو جب ان اندریوں کے جال
پھر کہ اچت جیسے نہ رہ جائیگا جھوکا ل سے

پنڈت لکھن داس جی کی بات

کبھی شیوی کسی طاقت ہوئے۔ کبھی دیک کبھی نامی ہے
کبھی لوبھی۔ کبھی موہی ہوئے کبھی کروہی کبھی کامی ہے
مست دشمنوں کے پیچھے لگ کر ادھک ادھک بننا می ہے
نزد کرے جو من برتیوں کو سلت وہی اک نامی ہے
مراہیوں کی طرح پھر رہے کیوں تو مدد زغا نسل
تقاعد ہے وہ دولت جس سے غفلت بھی تو نگر ہو
زندگی کا لطف جو چاہو تو آزاد جی میں ہے
ہے تعلق جان شیریں کا پسند نا دام میں
جو اشخاص ایسے ہیں کہ جنہوں نے اپنی خواہشوں کو خیر یاد نہ کیا ہے۔ انکی خواہشیں جو کچھ بھی ہوں وہ رب
العالمین پوری کرتے ہیں کیونکہ رب العالمین سب کے قلبی ارادے سے واقفیت رکھتے ہیں۔ جس طرح کہ سدا مان
جی نے اپنی کوئی خواہش سری کرشن جی سے ظاہر نہیں کی۔ تو سری کرشن جی نے خود سو کر یا کو حکم دیکر ایک ہی
رات میں سدا جی کی جھوڑی کو عایشان محل بنادیا۔ اور گل سامان شامانہ اُس میں بھجوا دیا۔
اور بعد ملاقات سری کرشن جی کے سدا مان جی اپنے گہر گئے تو گھر کو نہ پہچانا۔ اور بھٹکتا پھرا۔

سری کرشن جی سدا مان کی تعریف اس طرح کرتے ہیں

یا کو تو کچھ پہچانتا نہیں	ات تو مردہ رہے جگتا نہیں	اٹھ سدا تو نہ دین می	دشوکرنا کو اگیا کینی
رجو مگر دوار کا سامنا	بھید نہ جانے کوئی ایانہ	بھور سدا سے ہر پوے	تم تو مڑ سدا کے بھولے
اب کیوں لکھتے جیسے چری	تدلایت نہ کاہے چری	چھوڑت کا نہ نہ سکت نہیں	پہلی جی ہی جی جی جی

پانچ سو گئے آدمی کے پاس جو لوگ کھڑے ہوئے میں وہ کیا کہتے ہیں کہ انکی اندیاں کھٹی ہو رہی ہیں ہر اسے لکھو کہ وہ کھانیاں
 کھائے۔ اس طرح سے سو اندیاں ادا ہو گئیں اپنے اپنے دیوتاؤں میں مل جاتے ہیں اور ان دیوتاؤں کے اہم دوسرے شخصوں میں غسل دینے کو بھی
 اس طرح ایک یعنی بڑی روپ برہم روپ اتھا۔ دوسری روپ سلیم ہوتا ہے دوسری روپ۔ پران روپ۔ داکھ روپ۔ کان روپ۔ پرستوی روپ
 پانی روپ۔ ہر روپ اس کا اس روپ۔ آگ روپ۔ بے آگ روپ۔ خواہش روپ۔ بے خواہش روپ۔ کھرو روپ۔ بے کھرو روپ۔ ہر روپ
 روپ۔ بے ہر روپ۔ غرض سب ہی روپ ہوتا ہے یعنی جیسے کام کرنا ہو۔ یا جیسے چال چلن والا ہوتا ہو۔ یا یہی اس کا یہ روپ ہوتا ہو۔ یا
 کام کرنا والا ایک ہوتا ہو۔ بے کام کہو والا دوسرے کے کاموں سے پشیمان ہوتا ہو۔ یا روپ کرے۔ پانی۔ یہ روپ لے لیتے ہیں کہ یہ پرش کام ہے۔
 جیسی کائناتیں خواہش کرتا ہو۔ یا یہی اس کا عقیدہ ہوتا ہو۔ جیسا عقیدہ ہوتا ہو۔ دوسرے کام کرنا ہو۔ جیسے کم کرنا ہو۔ یا یہی اس کا
 شاستر کا شلوک جو اس کا مطلب یہ کہ جہاں اس کا سن بند ہوتا ہو۔ اسی کو شنگی سے کمروں کے ساتھ وہاں جاتا ہو۔ اس کے خاتمہ پر یہ کامی آتا
 نک سے اس لوگ میں کام کر کے لئے آتا ہو۔ اب بے خواہش آدمی یعنی درجہ نظام) ہوتا ہو۔ جسکی خواہشیں پوری ہو گئی ہیں یا جسے صوف آتما کی
 خواہش ہوتی ہو اس کے پران اور نہیں آتا ہے وہ برہم ہو کر برہم کو پہنچتا ہے۔ شاستر کا شلوک جو جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کے قلب کی تمام
 کائناتیں درجہ نہیں دے رہا ہو جاتی ہیں تو انسان غامک یا غامی ہو کر برہم کا انتہو کرتا ہے جس طرح سانپ مردہ کھینچی کو چھو کر مرنے لگتا ہو۔ اس طرح گیانی
 دھارنہ) کا جسم ہوتا ہو اور آپ بے جسم لا غامی پران (یعنی ساکشی برہم) گیان سرور ہوتا ہے +

چندیں ہزار جامہ بدل کر وہ برکتا	دھتے بیکارن حقیقت چنانکہ ہست	یادو جی کند کہ دیک بھرے کنار	میری شراب و آب بجا جلوہ میزخ
---------------------------------	------------------------------	------------------------------	------------------------------

چونکہ آدمی کا آغاز برہم یعنی شدہ گیان سرور ہے۔ اور گیان میں انہو دو طرح کا ہی ممکن ہے (۱) اپنے سرور کا جو غیری و داور پریم آئندہ
 روپ پر مرکب کا سب۔ ہا انہو ہے (۲) اٹھا انہو یعنی گیان سے اپنے آپ کو کچھ کا کچھ ٹٹا۔ جیسے خواب میں روز مرہ دیکھا جاتا ہو۔ اسی گیان سے
 یہ آتما کھٹے کو تیار ہوتا ہے۔ عکھوہ کردن از شتاب عمر کا فراموشی است + عمر چل آہست باشد آب شیریں در گلدانہ +
 مرنے کا اگلا حصہ میں ہیں دہنتا نام ناولیاں ہوتی ہیں۔ چونکہ جو اور شکی روشنی میں آتما جسم سے نکلتا ہو۔ آگے سے مرکب ہو کر یکا یا جسم کے کسی
 اور حصہ مت۔ ناک۔ کان۔ گد۔ وغیرہ وغیرہ جو وہ واہ ہیں ان میں سے کسی سے۔ اس کے نکلنے کے ساتھ پران جو جسم کے سہارے رہتا ہو نکلتا ہو
 پران کے نکلنے ہی تمام اندریاں اندر کرن نکلتے ہیں۔ گیان کے ساتھ ہوتا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ وہی جس میں اندریاں ملی ہوئی
 ہیں تین چیزیں اور ساتھ ہوتی ہیں (۱) جو کام کئے ہیں (۲) بیا گیان یعنی دیوتا گیان یا آپا ساد (۳) پچھلے جنم کا گیان۔
 جب آدمی مزاج تو زندگی میں جو کام اچھے یا بُھے کئے ہیں ان کا نام نقشہ نظر کے ساتھ گدہ جاتا ہو تاکہ جو اس سے سبق حاصل کرے
 پچھلے جنم کا گیان جو۔ آپا ساد اور کرم جو سنا روپ سے جو کے ساتھ رہتے ہیں۔ اب یہ سوال درپیش ہے کہ آگے کیا ہوگا؟
 شری بھگوتی مثال سے اسکی توضیح کرتی ہے۔ کہ جس طرح کیڑا کیڑا کیڑا نوک پر پہنچا کر دوسری چیز کا سہارا لیکر اور بدن کو سکھ کر اس چیز پر چلا
 جاتا ہے۔ بھلا یہ وہ سہارا لکھا ہے؟ سنو! جیسے سنار سونے کے ٹکڑے کو بیکار سے زیادہ نیا اور بہتر دیو رگھو دیتا ہے۔ اس طرح
 اپنے مردہ جسم انسانی کو چھوڑ کر نیا اور بہتر چولا اختیار کرتا ہے۔
 مثلاً اونچے لوگوں میں چروں دیوتاؤں وغیرہ کا +

(۲) اوسط درجے کا طالب وہ ہے جسکو شاستر کے رموز و نکات ذرا شرح و بسط کے ساتھ سمجھانے پڑتے ہیں۔ اس طرح ہر وہ جامدی سمجھ جاتا ہے اور ایسا ادھکاری نہ کہہا گیا ہے۔ یہ بات بات پر فضول احترام نہیں کیا کرتا ہے۔

(۳) طالب درجہ سوم کو کنشٹ ادھکاری کہتے ہیں۔ شخص جو ٹوں کا شائق ہوتا ہے اور بال کی کمال کھینچتا ہے۔

کنڈن منڈن کا دلدادہ ہوتا ہے۔ ایسے ادھکاری کی کو عقل تیرہ ہوتی ہے مگر چھی سو کھٹم ہوتی ہے۔ اسکو شاستر کے پکار میں سخت محنت اُٹھانی پڑتی ہے۔ ویدانت شاستر تینوں قسم کے ادھکاری کا لحاظ رکھتا ہے۔ اور ہر ایک کے واسطے اسکی لیاقت اور شوق کے مطابق تعلیم دیا کرتا ہے۔

موت کیا ہے؟

اس دنیا میں پیدا ہونا۔ جانے کا نشان ہے۔ اور زندہ رہنا موت کے آنے کی خبر تیل ہے۔ کیونکہ جسکی بنیاد ہی ہوا پر قائم ہو۔

اک دم کا ہے دماغ۔ انسان کی زندگی کافی دم بھر کے ہیں فسانے۔ دم بھر کی ہے کہانی

یہ وجود ہی عدم کا پیش خیمہ ہے۔ بلکہ یہ وجود ہی عدم ہے۔ یعنی ہماری اہل ہی عدم ہے۔ پس عدم کے آنے سے ملول نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ عدم ہی جائے قرار و جائے امن ہے۔ یہ جہان گویا گویا جہان جو اور جامہ تن کفن ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ وجود سب مردہ ہیں اور حرکات و سکنات مردہ ہیں۔ صرف نام کے لئے۔ سکندر و دارا بڑے بادشاہ۔ رستم و زال بڑے پہلوان۔ سقراط و افلاطون بڑے حکیم۔ مجنون و فریاد بڑے عاشق۔ محمد و عیسیٰ بڑے پیغمبر۔ ناکم اور کبیر بڑے سنت مشہور ہیں۔ ورنہ دیائے نیستی کی لہر نیستی میں غرق ہو کر صرف اسار سے مشہور ہیں۔

موت ہماری دایہ ہے اور جہنم اسکی گود میں پرورش پا رہے ہیں۔

موت وہ طاقت ہے جسکے آگے ہم شہ دور پشہ کے برابر بھی طاقت نہیں رکھتے اور بڑے بڑے حکیم اسکے دریافت کرنے میں غفلت نادان سے بھی کم درجہ رکھتے ہیں اور بڑے بڑے صاحب کشف و کرامات اس کا بھید کھولنے میں ہیریاں ہیں پس یہ موت نہیں بلکہ ذریعہ وصال ربانی و وضعیہ ملال جہانی ہے۔ اس کا آنا ہی کل امور کا انجام پاتا ہے۔

اے موت تو صبر و راحت ہے۔ اے موت تیری گود آرام ابدی میں پہنچاتی ہے۔ اے موت تیرے ہی سبب سے وصال حق حاصل ہوتا ہے۔ اے موت تو رزاق الہی ہے۔ اے موت تیرے سولے۔ شہوت۔ غصہ۔ حسد۔ کینہ۔ ظلم۔ طمع۔ فخر سے نجات نہیں ہو سکتی۔ قہری دکھوں کا علاج اور غامتہ ہے۔ پس اس موت سے ڈرنا غفلت اور نادانگی ہے

موت میں راحت ہے۔ زندگی دیا ہے موت کا جابگیر۔

صائب الہرکس کہ آدمی رنجشے اظہار کئے شکوہ چوں وصال گزشتہ نغم کلفت می شود

سادہن جوتشہی حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہے

سادہن جوتشہی اس غرض سے ضروری قرار دیتے گئے ہیں کہ ان سے متصف ہوئے بغیر آدمی قدرتِ اویانت کی تعلیم کے لائق نہیں ہوتا۔ جیسے کہ تحصیلِ زبان کے لئے علمِ صرف و نحو کی اول ضرورت ہو۔ یا الجبرائٹ ہونے کے لئے شروع میں حساب کا علم و کار ہے۔ یا کہ علمِ طب کیوں اسلئے اول علمِ تشریحِ افعال الاعضاء وغیرہ سے واقفیت ضروری ہے۔ اسی طرح ویدانت پڑھنے والے کو سادہن جوتشہی کی ضرورت ہو۔ کیونکہ ویدانت ایک بامِ عالی ہے اس پر چڑھنے کے لئے یہ چاروں سادہن عقلی اور اخلاقی زمینوں کا کام دیتے ہیں۔ بامِ بالا خانہ پر چڑھ کر آدمی نہیں چڑھ سکتا۔ زمین پر سے ہی چڑھ کر آدمی جاتا ہے۔ اسی طرح گیان یکدم ممکن نہیں ہے۔ پہلے کچھ عقلی اور اخلاقی شرائط کا پورا ہونا ضروری ہو۔ جو شخص اس اصول سے بہرہ نہیں وہ اکثر بے سوچے سمجھے ہی اعتراض کر دیا کرتے ہیں۔ کہ ویدانت کے چاروں سادہنوں میں کیا عقلی اور اخلاقی سبق دیا گیا ہے۔ ویدانتی ان سادہنوں میں تو کمال حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور وہ ہم پر ہم کے ہو کر کے واپس گیا بی بی جاتے ہیں۔

ایک ایک سادہن ایسا ہے کہ کمال حاصل ہو جائے تو آدمی پارس بن جائے۔ اگر یہ چاروں سادہن درجہ کمال کے ہوں تو ان سادہنوں سے تھوڑی بہت پروردہی ہو ضروری ہے۔ بعض آدمی ایک سادہن میں کمال اور باقی سادہنوں میں کمزور ہوگا۔ بعض میں دوسرا۔ بعض میں تیسرا۔ اس کا کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ وہ عقلی و اخلاقی شرائط سے بے پرہم محض نہ ہو۔ ورنہ حقیقت میں ویدانت شاستر کے پڑھنے کا ادہکاری نہ ہوگا۔ یہ سادہن بہت سوجھ کر رکھے گئے ہیں۔ اور ان کی ضرورت اظہار من اظہس ہے تفصیل سادہن۔ ویکٹ۔ ویراکٹ۔ کٹ پتتی۔ مموکٹنا۔

اقسام ادہکاری

ادہکاری۔ اٹلی۔ اٹھ۔ آدنی۔ تین قسم کے ہوتے ہیں۔

۱۔ اعلیٰ وہ ہے جس نے معافی طلب حاصل کر لی ہیں۔ اسکو آپدیش دیا اور گیانی ہو گیا۔ جیسے دیاسلانی لکھنے سے خشک اندہن میں فوراً آگ بھڑک اُٹھتی ہے کہ جیسے ہی گیان کا آپدیش لیا اور وہ گیانی ہوا۔ شاستر میں اسکو اتم ادہکاری کہا گیا ہے۔

ہو جتا ہے دل میں آشتی ترقی ہیں۔ غرض کہ سب میں پیشور رہا ہوتا ہے۔ اس پہلو سے دیکھو پھر تمام نظارہ بدل جاتا ہے
دنیا پہلے دکھ دو کے سرگردشت نظر آتی تھی۔

غرض کہ کام وہ کرنا چاہیے کہ جسکی حرکت کا رخ آتش و خود غرضی نہ ہو۔ شکام کرم کرنا چاہیے۔ شہوت۔ وطع غضب
والفت و انانیت۔ وحسد و کینہ سے محفوظ ہو کر گوشہ عافیت میں سکونت کرے۔

گلی کوچہ زوید زینے کہ درو سبکت	غلام شکر حسد و کبر و یار و کین است
مایا میں پھنسا ہے میرا، میری، کہت باورے	میرہ اور میری سب مائی میں ملائی جائے
میرا لیل میری دھاک، میرا جس میری ساک	نحوثا اپنا کار حین بھر میں پلائے جائے
میرا دھن، میرا دوام، میرا روپ میرا نام	میرا میرا، میری میری، کہا لگائے جائے
میرا پتھر، میری تار، میرا دس میرا یار	کت آئندہ بہن کو۔ کال کوٹ کھائے جائے
دغم دنیا کا ہے اسکو نہ دنیا سے کھار ہے	نہ لینکے نہ دینا ہے نہ جیلہ ہے نہ چار ہے
نہ اپنے سے محبت ہے نہ نفرت غیر سے بہو	سبھوں کو ذات حق دیکھے ہی میں کا نظر ہے
نہ شاہی میں وہ شاداں چرگدائی میں دغم جسکو	جو ملھاوے سو ہی اچھا یہی جس کا گزار ہے
کفر اسلام سے ظفر نہ ملت سے غرض جسکو	نہ ہند و گبر مسلم جو سبھوں سے ہمت نہ لیا ہے

ہر دل عنیر ہونے کے اصول

شیریں بیانی ایسی چیز ہے جو انسان کو پیارا بنادیتی ہے۔ خاکساری سے آدمی کی توقیر و عزت ہوتی ہے۔ تیغ و تلوار
شیریں بیانی اور خاکساری سے ہوتی ہے۔ عورت ہو خواہ مرد سب اسکے پندے میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ جن کا برتاؤ
خاکساری اور شیریں کلامی سے اچھی جگہ دل میں ہوتی ہے۔ شیریں کلامی سے اگر دشمن بھی ہو دوست ہو جاتا ہے۔
ترش بیانی تو لہد کی دہار ہے۔ دل دو ٹوک سے ہو جاتا ہے۔ معقولہ سے کیسی کرن ایک منتر ہے کہ سچ ہے کہن کہنور ۛ

زودناں تڑا دوا داند آسپائے	دیگر کہ سازی ملائم تو گفتار خود را
خاکساری از بزرگان زمان زمیند عاست	بازمین آفت اوگی از آسمان زمیند عاست
چمن خطائے از تو سرزد و در پشمانی گریز	از خطا نادم نگر و دیدن خطائے دیگر است
دھنائے سینہ خود ہی کس تا ممکن است	صاف اگر با خویش خواہی سینہ احباب را

خویشیاں کو پریشانی کا مرتعہ نہیں تھا۔ کیونکہ خیال حب باہر کی طرف رجوع کرتا ہے تو باہر ہی آسمان کے سوا اور کچھ نہیں دیکھتا۔ اس واسطے اپنی حرکت سے باز اگر قرار سے آشنائی و ملایا کرتا ہے۔ پس طالب معرفت کو واجب ہے کہ ہمیشہ فراق سے سطلق میں محو رہے۔ اور سستی مجازی یا مہو موی سے پاک ہو کر آزادی کا ذوق آتشا وے اور طہیوت کو یکسو کرنے کا تہذیب کرنا رہے اور اسکو آوارہ گوئے اگر خیالات بنتے رہیں تو ہرج مرج ہی کیا ہے۔

جواب۔ زندگی کا بھروسہ کچھ نہیں۔ اگر کچھ عرصہ گوش فراغت دینے کا نظاری میں بسر ہو تو لذت زندگی ہے۔ ورنہ تمام عمر خیالات واهی میں نقدی حیات ضائع کرنی اور پھر خالی ہاستوں اس دایرہ پائدار سے کوچ کر جانا۔ گویا نتیجہ کدیمت و عذاب حاصل کرنا ہے۔ پس واجب ہے کہ بوقت فرصت دل کو شناخت اندی کی طرف مائل کرے اور صحبت عارفان و مطالعہ کتب مقدس و غفرہ نفس آمارہ کی طرف رجوع رہے۔ ورنہ اگر اسی طرح آرام سے گوشہ میں گزرے تو بھی اچھا ہے۔ مگر تمام عمر خیالات مجازی میں رہنا تو نادیدہ دانستہ اپنے کو چاؤ عیش میں ڈالنا ہے۔

خیال سے پاک رہنے کے لئے یہ چار بھی سوچے کہ یہ خیال کہاں سے اٹھتا ہے۔ اور کسے آسے اپنے فعل کی تکمیل کرتا ہے اور پھر کس میں محو ہو جاتا ہے۔ اور کون ان مین حالات کا شکار ہے۔ جب دانش کامل سے ثبوت ہوا کہ مجھ سے ہی اس خیال کی پیدائش ہے۔ اور میرے ذریعے ہی یہ متحرک ہے۔ اور مجھ ہی میں نابود ہو جاتا ہے۔ ان تینوں حالتوں کا شکار نہیں ہوں اس وقت پھر اس خیال کی ہریدی کرنی گویا دیدہ دانستہ چاؤ عظیم میں آپ کو ڈالنا ہے۔

خویش کو چھوڑا کس طرح جا سکتا ہے؟ جب تک زندگی ہر ایک چیز کی ضرورت ہے

جواب۔ خویش چھوڑنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اپنے مال و دولت سے ہاتھ اٹھاؤ۔ یا کہ ضروری چیزیں اور ضروری رہائش و خدیوہ بلکہ خوش چھوڑنے کے یہ معنی ہیں کہ خوش کے غلام نہ ہو۔ مسائل مقررہ ہے تو خوش۔ یا مقررہ و توجہی خوش سب کام کرتے ہوئے حقیقت کی طرف نظر رکھو اور حقیقت جانو کہ دولت سکی سہی۔ اور سکی رہ جائیگی۔ جو لوگ کج امیر ہیں وہ کل کو غریب ہو گئے۔ اور کج غریب ہیں وہ ضروری کل کو امیر ہو جاتے۔ یہ دور اور چکر ہمیشہ سے ایسا ہی قائم رہا ہے۔ پس میری ملکیت کا خیال دل سے نکالو۔ چونکہ ملکیت دو کہہ نہیں دیتی۔ بلکہ میرا اور میری۔ تیرا اور تیری۔ دو کہہ دیتی ہے۔ اگر میرا اور میری ساتھ نہ ہوتی تو ملکیت دوامی طرحی کا ذریعہ ہے۔

ایسا واسیہ آپشن میں آیا ہے کہ سب چیزوں میں ایسا رہنا چاہیے۔

پس ہر چیز کے ایسا کاروبار مانو۔ خدا اس میں بھی ہے جس سے تم لغت و غبت اٹھتا ہے۔ جو اور ان حواسوں میں بھی ہے۔

خواہشات پورا نہ ہونیکا سبب کیا ہے؟

ایسا دیکھ کر قہقہہ کا سبب بنتے ہیں اور پرکرتی کے وشے کا سبب خیالات ہیں۔ خیالات سے ہی انسان تمام باتوں میں مشغول ہو جاتا ہے۔ جیسا خیال پیدا ہوتا ہے ویسی ہی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس خواہش کے پورا نہ کرنے کے لئے انسان پریشان ہو کر مشغول ہو جاتا ہے جس سے ظاہر ہے کہ خیالات ہی تمام پریشانی و بے چینی کی جڑ ہیں۔ خیال سے خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اور خواہش سے فکر و بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً ایک شخص بخوشی و عیش و آرام سے بیٹھا ہے اور ہر طرح سے آرام و دولت موجود ہے۔ مگر اس شخص کو خیال آیا کہ میرا کوئی لڑکا نہیں ہے اور میں مرد لگا تو نہ جانے کون اس دولت کا وارث ہو گا۔ پس اس کا خیال پیدا ہونا تھا کہ وہ غم کے سمندر میں غوطے کھانے لگا اور تمام خوشی اس موہ و غم میں تبدیل ہو گئی۔

معترض۔ خیالات کا کارن کیا ہے؟

جواب۔ خیالات کا کارن دسبب ہے، جسکی بدجی گیان وان ہے وہ ہمیشہ خوشی پیدا کرنے والے خیالات سامنے رکھ کر خوش رہتا ہے۔ کمزور و خواب خیالات کو پاس نہیں آتے دیتا جس سے غم و فکر سے وہ دور رہتا ہے۔ جہاں خواب خیال آیا آئے اسکو علیحدہ کر دیا۔ اور اسی وقت کوئی خوشی کا خیال سامنے رکھ لیا۔ پس خیال کا دار و مدار بدجی پر ہے۔ جیسی بدجی ہوتی ہے ویسا ہی خیال پیدا ہوتا ہے جسکی بدجی صاف ہے وہ ہمیشہ خوش و خرم رہتا ہے اور اشعار

ذیل زبان پر رکھتا ہے سب کام اپنا کر ناتھیر کے کوٹ	نزدیک عارفوں کے تیر ہے تو یہ ہے
راضی ہیں ہم اسی میں میں تری خواہی	یاں یوں بھی واہ واہی اور دُوں بھی واہ واہی
گو شمال آفرین و دست نوازش سازا	سرکش گر گو شامی میسر بہ دوراں تیرا
رہے راضی رضائے مولا پر	عمر خوش خوش جہان میں گزرتے

اب یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ سب سے پہلے خیال پیدا ہوتا ہے۔ اس سے خواہش اور پھر خواہش سے بے چینی اس سے انسان کو دھار رکھنا چاہیے کہ جہاں پرکرتی کے نشے میں ڈالنے والا خیال آیا فوراً اسکو بدل دیا۔ یاد دوسری فقرہ دہیان ڈال دیا۔ اور گیان کے خیالات سامنے رکھ کر نکلن ہو گئے۔ نہ خیال نے جگہ پڑی نہ خواہش پیدا ہوئی نہ بے چینی اس طریقے سے ہر انسان اس سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

سوال۔ طالب خیال کس طرح پریشانی سے باز رہے جواب۔ اگر اہمیت یعنی آتما میں محو رہے اور اسکی یاد فراموش نہ ہو

ایسا نہ کام کرنا جس سے کروہ ہونا خوش
عزت سے اسکو رکھنا وہ ہے جان بوی

باتیں کرو تو پیشی بولو تو اس سے ہنسکر
پہ گہر کی نکستی کی پوجا بہت ہے اچھی

گہر کا دیا جلا کر مست رہیں تم جلانا

گہر کی جڑیاں ہیں وہ دیویاں ہیں ساری
اور دیویاں ہی کیسی؟ جان اور دل سے پیاری

لکھے چڑھائے لاکرست دوستو چڑھاؤ
کپڑے چڑھاؤ لکھ گئے چڑھاؤ بھاری

گہر کی جو دیویاں ہیں جب تک کہ وہ نہ خوش ہو
باہر کی دیویاں کب خوش ہو سکیں بھاری

گہر کا دیا جلا کر مست رہیں تم جلانا

لڑکے ہیں گہر میں جتنے وہ بھاری ہی ہیں
سب ہیں لودہ پیاری صورت کشن کی ہیں

نازائے تم اٹھاؤ۔ ان کو سدا مناد
یہ خوش اگر ہیں تم سے خوش دیا ہی ہیں

بیٹے انہیں دکھاؤ۔ جیسوں میں ساتھ لاؤ
یہ بیج اور لودہ سے آوازیں کہی ہیں

گہر کا دیا جلا کر مست رہیں تم جلانا۔

تیرے تہا را گھر ہے اور سب غریب بھائی
تیرے کے ہیں نو سے کچھ کہئے بھائی

وان انکو خوب دینا۔ انکی دعائیں لینا
ہو خراج وان میں جو اچھی ہے وہ کمانی

جب وصیان دیکے میں نے لے دو متو سنا
بس یہ صلابے و لکش گوش جہاں میں آئی

گہر کا دیا جلا کر مست رہیں تم جلانا

احسان نوکروں پر اور دوستوں پر کرنا
دم مہرا و وفا کالیل و نہار بھنا

پر سکے سب عزیز و تیرے کے ہیں نو سے
انکو بھی پوچھا تم تیرے سے جب گذرنا

انکے بھی حق ہیں تم پر ہم دو نہیں برابر
پنڈے تہیں ڈرائیں تو بھول کر نہ ڈرنا

گہر کا دیا جلا کر مست رہیں تم جلانا

سجھو نہ اسکو گرم تیرے ہے یا کہ مندر
ہے اس دیویوں کا اور دیوتاؤں کا گہر

اور بھاری اور نو سے ملتے بہت ہیں ہیں
اس جاترا سے کوئی ہے جاترا نہ بڑھکر

درشن کیے بھی خرے ہیں اور ان کے بھی بجا
کتنی کا قول ہے یہ تم نقش کر لہول پر

گہر کا دیا جلا کر مست رہیں تم جلانا

میری سنو غریزہ کہتا ہوں بات سچی گہر کا تار ہے کرنی کچھ یہیں سے اٹھ کر
گہر کا دیا جلا کر مند میں تم جلانا

یہ دھوم کی ہے تھوڑی یاں دہیان کاغز ہے یاں بل ہے ایسا نزل ہشتان کا مڑا
تم یاں پڑھو پڑھاؤ تم یاں سنو سناؤ یاں شاستر کا اس جا اور گیان کاغز ہے
کیوں تیر ستموں میں تم جو یوں ارور مارو پھر گہر کرم کی جگہ ہے یاں دان کاغز ہے
گہر کا دیا جلا کر مند میں تم جلانا

سب نے بتا ہے اس جا سب یو یا ہیں اس جا جتنے رستی منی ہیں اُنکے مکاں ہیں اس جا
درشن یہاں ہیں ایسے ایسے کہیں نہیں ہیں ہیں رشت دیو اس جا کُل یو یاں ہیں اس جا
منا ہے آدمی یاں او حکاریوں سے ہر دم گردان دان دینا چاہو درشن اور سگر ہو اس جا
گہر کا دیا جلا کر مند میں تم جلانا

بوڑھے پتا کو ایشہ سمجھا کر و تم اپنا وہ شیوہ اور دشمنوں سے ایک وہ ہے بڑا
وہ رام کی ہے مورت اور کرشن جی کی صورت تم جان اور دل سے کرنا اُسی کی سیوا
سب نے بتاؤں سے وہ بڑھ کر ہے م تے میں مندر میں جاؤ پیچھے۔ پہلے ہو سکی ٹو جا

گہر کا دیا جلا کر مند میں تم جلانا

بوڑھی تہاری مانا سب دیو یو کی دیوی بس راست ہی سمجھنا سیتا ہے راج رانی
باہر سے آؤ گہر میں تو پاؤں اس کے پوجو جب جاؤ گہر سے باہر تو دو دعائیں اس کی
پوجا میں سب بڑھ کر مانا کا پوجنا ہے جس نے کہ اسکو پوجا دیو ہی اسی نے پوجی

گہر کا دیا جلا کر مند میں تم جلانا

ہیں و شودیو گہر میں بوڑھے بزرگ سارے وہ جان اور دل سے تم کو میں پیارے
گہر میں رشی بہت ہیں۔ گہر میں منی بہت ہیں وہ رشتہ دار ہیں اور بھائی بہن تہا ہے
درشن کرو تم انکے سیوا کرو تم ان کی احسان انکے کئے سرے بھلاؤ ان کے

گہر کا دیا جلا کر مند میں تم جلانا

گہر ہے تہا رامند ہے اس میں لکھی بھی آؤ تہیں تباہوں بیوی ہے وہ تہا دی

دو دن دھرم پر بنا کر دنیا میں روشن کریں۔ سو نہ پکاؤ شکہ دیں۔ کیا کرتے سے یک میں رہتی ہے اور ملتی
کی تعداد میں اضافہ ہووے اور چاروں طرف آندھیل جاوے۔

جاننا چاہیے کہ من و اندیاں مری نہیں سکتیں۔ من اور اندیوں کو لڑنا گویا جسم کو ناکہ بتانا ہے یا شک
کہ موت کا شکار ہو جائے۔ من کے مرنے پر نہ لوگ ہو سکتا ہے نہ ایساں کر سکتا ہے نہ دیا حاصل ہو سکتی ہے
من کے بغیر نہ بیان ہو سکتا ہے نہ گمان نہ فرقہ آ سکتی ہے۔ لوگ پر لوگ وغیرہ کے کام بھی سب من سے ہی ملتے
ہیں۔ اگر من مر گیا تو سب خاک میں مل گئے۔ انسان بیکار ہے۔ پس من کو گمان شکتی سے قابو کرنا چاہیے۔
مثلاً گھوڑی اگر شراثت کہے تو اسکو چاگسوار سے درست کرانا چاہیے نہ کہ اس کے پارہ دو انہ میں کمی کر کے اسکو
قابو میں کیا جاوے۔ جس سے وہ لاغر ہو کر موت کا شکار ہو جاوے گی۔

گرہست کا چھوڑنا بھی درست نہیں ہے۔ کیونکہ گھوڑی تمام غیرتوں کا صدر مقام ہے۔ گہر سے بڑا تیرتہ
ہے۔ پران تو چارہ کوٹنے والی مائاں کی سب سے بڑی بی بی ہے۔ اسکی سیوا کرنی چاہیے۔ پتا دیتا ہے اسکو آرام
دیں۔ بیٹا ڈیٹی دلوں سورج و چاند ہیں۔ اکو عالم و دو ان بنایا جاوے تو یہ دونوں گرہست میں اس طرح روشنی
پھیلا دینگے جس طرح چندراں و سورج اکاس میں روشنی پھیلاتے ہیں۔ استری سچا متر ہے جو دل سے مدد اور
سیوا کرنے کے لئے تیار ہے۔ جو شخص یہ سرو سامان چھوڑ کر گھر سے بھاگ جاتا ہے اور اپنے کنبہ کو بربادی و تباہی میں
ڈالتا ہے سب بڑا ظالم بلکہ الظلم ہے۔

دیبا سے بڑا دھرم ہے جس شخص نے جان نثار کرنے والی پہاری مائا اور بھولی بھالی استری و بچوں کو توڑا
وہ کسی حالت میں دہرائتا کہلانے کے قابل نہیں ہے۔

گہری جائے تیرتہ ہے

کیسا بدل گیا ہے دنیا کا کارخانہ	وہ چیز ہے نامیش شیدا ہے اک زمانہ
پوجا تائیشی ہے۔ سیوا تائیشی ہے	ایشور کے ساتھ چل جو اس چل لاکیا شگنا
گھر میں ہو گھپ اندھیرا مند میں روشنی ہو	سے میرے دوست دارو ایسا غضب نہ ٹھاتا

گہرا دیا جلا کر مند میں تم جلا نا

گہرا دھرم تیرتہ سب غیرتوں سے بڑھ کر	دنیا کا کوئی تیرتہ اس کے نہیں برابر
پر یاگ اور کا شئی لگتا ہے۔ پاکہ جہنا	سب ہیں اسی کے اندر کوئی بلاں جو باہر

دنیا میں برائی کیوں ہے؟

جواب۔ جیسا کہ ہوا ہے اسکو ویسا ہی نظر آتا ہے مصرع تشذیب و خواجہ اشک استخوان بیند بخواب۔ مثل مشہور ہے چور کو چھ روز سادہ کو سادہ نظر آتے ہیں۔ پس جعفر دنیا میں برائی نظر آتی ہے وہ سب اپنی ہی طبیعت کی کمزوری کا نتیجہ ہے۔ مصلحتوں کا مقلد ہے۔ کہ نیکی نیک را۔ بدی بد را۔ یہ دنیا حق تعالیٰ کی کتاب ہے۔ اس کے پڑھنے والے جس خیال کو دل میں جگدیں ویسا ہی اس کے ساتھ ظہور ہو۔ کیونکہ کہاسے۔ فکر ہر کس بقدر بہت کوتاہ جو اچھا سمجھتا ہے اسکو اچھا ہی نظر آتا ہے جو برا خیال کرتا ہے اسکی نظر برائی ہی پر پڑتی ہے۔

مثلاً ایک بچہ کے سامنے اشرفی پڑی ہے۔ اگر کوئی شخص اسکو اٹھالے تو وہ اس اٹھانے والے کو چڑھیں گے۔ لہذا کینکڑہ اسکی نگاہ میں کوئی چور ہی نہیں ہے وہ چور کو تبتلا دے۔

دیگر یہ کہ بھل میں ایک ٹونٹہ اپنے کٹا ہوا درخت موجود ہے۔ اس طرف چر نظر کرے گا تو وہ یہی سمجھے گا۔ کہ پالیس کا سپاہی میرے پکڑنے کو آیا ہے۔ اور اگر کوئی بچہ آتا ہے تو وہ بیوت پریت سمجھ کر ڈرے گا۔ اور چار بیٹا کیونکہ اس کے اندر بیوت پریتوں کی کہانیاں اوائل عمر سے گھر کئے ہوئے ہیں۔ اور اگر کوئی عاشق مزارع گزرے گا تو وہ یہی خیال کرے گا کہ میرا مشوق میری تلاش میں کھڑا ہے۔

فرمن انسان متیم خیال ہے جس طرف خیال بختہ ہوتا ہے وہی صورت انسان کی ہوتی ہے۔ اسولے ہر انسان کو اپنا آئینہ دل صاف رکھنا چاہیے تاکہ صاف و شفاف ہی صورت نظر آئے۔

چوں شود دل پاک از کبر و ریا بے گناہاں او بہت ذات یکبارہ

من اور اندریوں کا مارنا۔ اور گریہست چھوڑنا کیسا ہے؟

جواب۔ من امائدریوں کو نادان اخصاس کی خوراک۔ یا ناقص۔ یا سبی۔ خراب۔ خنک خوراک سے لڑنا چاہتے ہیں اس سے بجز خرابی و بیماری کوئی فائدہ نہیں۔ ایسا کرنے سے روزگار سے دل ہٹ جاتا ہے۔ گریہست سے لاپرواہی ہو جاتی ہے اور خاندان کو مصیبت میں ڈالتا ہے۔ سمجھ تو یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری اندیاں اور من مر جائیگا۔ مگر انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ خاندان کو برباد کرتا ہے اور من و اندیاں کی دستا برابراںد وین دل رہتی ہے۔

اگرچہ اس کے متعدد عالم نہیں اور وہ یا حاصل کر کے اپنی استری کو بھی گیان دان بنادیں اور اپنی اولاد کو

لنگہ کے جو ثبات چت اور کشن خمیر ہے وہ ستوگن ہے جنہیں انکار دینی سے نہات نہیں۔ سچ لنگہ جو
 طابندہ ہے۔ چلا پچی۔ دغا باز کو نفس ہو۔ اس پر ستوگن سوار ہے۔ ہر دغہ فریو زندہ ہر وقت خوش رہتا ہے۔ غیر سو ہے
 جوئے لاس میں ہاتھ ڈالنا نارین کے بچن میں عموماً تا بھی ستوگن ہے۔ غرور۔ مریخ گوئی۔ لالچ۔ حرص۔ حسد
 وغیرہ جوگن کے لیس ہیں۔ پریشان خاطر۔ آکسی۔ سستی ستوگن کی باتیں ہیں۔ ستوگن والے برہم بیٹے
 پر تھامیں بہت ہو جاتے ہیں۔ جوگن و ستوگن والے انسان ترک ہو گئے ہیں۔

رجوگن۔ ستوگن کی زیادتی کے نقصانات

دل میں نفس اور کادخت ایسا خوشگوار ہے کہ مرتے دم تک گھلاتا نہیں۔ وہ وہ کس غم سے پیدا کیا گیا۔ گلیان کی
 جڑ ہے۔ اور مایا کپٹ کے جل سے اسکی آبیاشی کی گئی۔ اس میں غیبت اور عیب جوئی کی کنپلیں پسوئیں۔ بے باغ و
 افکار اسکی شبلیاں ہیں۔ حسد اور لالچ کے پتوں سے ہر جا ہو رہا ہے۔ اس عجیب و سخت کے نیچے کور باطنوں کا مجمع
 رہتا ہے۔ اور اس کے زہریلے پھل کی تنائیں اپنا وقت عزیز کو لے لے ہیں۔

وہ ناقابل لوگ گلیان کے تیر سے اسکی بیخ کنی کرتے ہیں اور اسکی زہریلی ہوا سے نہات پاتے ہیں۔

جاہلوں کے لئے وہ دخت خفل سے کم نہیں۔ جو اس کے سایہ کے نیچے کرایا دین و دنیا دونوں خواب کیں۔

قالب غصہ ہی ہی ایک آباد شہر ہے عقل کا سکھ بٹھا ہوا ہے یعنی عقل کی حکومت ہے۔ دل اس کا وزیر
 ہے۔ اندریاں شہر کی رعایا ہیں۔ انکی پروش۔ جگ۔ تپ۔ اور نیک کاموں کے وسیلہ سے کیجاتی ہے۔ جوگن و ستوگن
 بیٹے راجس۔ تاس اہلکار ہیں۔ کرم پہل سکھ۔ دوکھ۔ لازمان خاص کا ڈنگہ بچ رہا ہے۔ اہلکاران سب کا سرکار
 ہے۔ راجسی تاسی لوگ پاستری مکن کرتے ہیں۔ اس پاپ سے دل اور عقل دونوں گناہوں میں آلودہ ہو جاتے
 ہیں۔ اندھیوں کے سر پہ فٹے سن سن کر راج یعنی عقل کا چہرہ بھی ڈھونڈا ڈھول ہو جاتا ہے۔ دہن۔ دولت۔ سکھ کا
 پیش ہو جاتا ہے عقل اور دل سے باہمی جگر سے ہوا کو تھیں۔ اس وجہ سے شہر میں کھل بی ٹھو جاتی ہے۔ اور وہ
 راجسی سکھ فٹا ہو کر دکھ پاپ ہو جاتا ہے۔ رجوگن کی فوج چاروں طرف محصور کر لیتی ہے۔ شہر کی رعایا بیٹے
 اندریاں راج کی دشمن ہو جاتی ہیں اور راجہ کو گرفتار کر کے رجوگن کے سامنے منگلیں باندھ کر کھڑا کر دیتی ہیں۔
 اسی طرح شریکا کا ش ہو جاتا ہے۔ اور جیو اپنا کرم دوسرے جسم میں بھونکاتا ہے۔ سری کرشن جی نے گناہ میں فوٹا ہو کر

چل اور بے اختیار ہی کا نتیجہ ہے فنا راحت دیکھ کر دکھ دیتا ہے بندہ وہم کا

لینے کو مست نام ہے۔ وہ بنگوان ان
کوئی کرم لگے ہیں ایک کرودہ کے
سہل شیرے والے کہ صفت راہکنند
چاند گئی۔ چننا مٹی منواسے پرواہ
گنودھن گنج و من۔ باجی و من اور تن و من کہاں
جسے کو ہے دنیا بوڑن کو ابھان
کیا کر یا سب گیا۔ جب آیا اہلکار
شیر آنت آنگہ خود را بشکند
جن کو کچھ نہیں چاہئے سو ہی شہنشاہ
جب آوے منتوش و من سب و من او ہورسان

ستوگن۔ رجوگن۔ متوگن کے اوصاف

پانچ عناصر خاک۔ اور آب۔ آتش۔ آکاش سے کل کائنات پیدا ہوئی۔ انڈج۔ اویج۔ جہراج۔ سوڈج یعنی اڑے
پتے۔ بیٹے۔ مٹی سے پیدا ہوئے والے جانوروں کے جسم بھی کرم کے آدھین ہیں جس طرح سمندر والے کی لہر کھوپے پر لپاڑ
نہیں دکھائی دیتی۔ اسی طرح حیوان کا قلب کو چھوڑ کر دوسرے قالب میں پردیش کو جلتے ہیں۔ پرلے ہونے پر تمام حیوان
چیتن کا ناش ہو جاتا ہے۔ سب حیوان کی پیدائش پانچ عنصروں سے کی گئی ہے۔ مگر ان میں کچھ فرق رکھا گیا ہے
وجہ یہ کہ جو یعنی روح جیسا کرم کرتی ہے اور جس جسم کا دیہان مرتے وقت یاد آتا ہے وہ دیہ نصیب ہوتی ہے۔
بزرگوں کا قول ہے کہ اذیت متا سوتا۔ اور گیتا میں سری کرشن بنگوان فرماتے ہیں۔

یہ سمجھ لے آخری دم جس کا جیسا ہو خیال
آواز مکان اور سامات جسم کا تعلق آکاش سے ہے۔ سانس لینا۔ مس کرنا۔ یعنی چھونا۔ یہ ہوا سے متعلق ہے۔
صورت شکل۔ آنکھ۔ آگن سے تعلق رکھتے ہیں۔ رس ذائقہ۔ خون۔ ان میں جل کا خواص ہے۔ خشبو۔ بدبو۔ ناک
و جسم۔ پریتوی سے مخلوط کئے گئے۔ ہوا سے احساس۔ جل سے رس۔ آگن سے صورت۔ آکاش سے آواز۔ پریتوی
سے سوچنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ یہ خواص برابر نہیں ہوتے۔ کئی بیشی رہا کرتی ہے۔

ستوگن سے اندریاں قابو میں رہا کرتی ہیں۔ جس طرح کچھ اعضا بڑھ کر کیچھ لینا ہے۔ اسی طرح جو اندریوں پر
قابض ہے۔ رجوگن۔ متوگن میں یہ بات نہیں ہوتی۔ رجوگن۔ متوگن۔ واسے فضل سے بے پیرہ رہتے ہیں۔ ان پر
اندریوں کا تسلط ہے۔ جسم میں پانچ اندریاں۔ چشمان۔ اور ساقاں اور اک یعنی سمجھ ہے۔ آٹھواں آکھ ہے۔
جس سے دنیا کے حوادث پر نظر پڑتی ہے اور نیک و بد میں تمیز ہو سکتی ہے۔ ستوگن میں اور اک یعنی سمجھ کا تپہ بیماری
ہے۔ متوگن والے کبھی بد کام کے مرتکب نہیں ہوتے۔ ستوگن۔ رجوگن۔ متوگن کے اوصاف جدا گانہ ہیں۔ انکے گنوں کا

بتولیکہ دنیا کو فتح کر لیا گیا ہے۔ سنے کر وہ کو فتح نہیں کیا وہ ہمیشہ ہماری میں رہا ہے۔
 کہنے کو ہے زندگی دنگوں کی بھی دیگر انسان کی بھی ہے زندگی اور حیوان کی
 جینا اسی کا ہے بیشک دنیا میں
 پسند کا شکر کی کوٹھری ہے۔ جس میں کو وہ ایک سنگ جل رہی ہے۔ جو اس کے اندر مادہ ضرور چلیگا۔ کر وہ اس کی آگ
 گھر گھر لگ رہی ہے۔ جو لوگ میٹور کی بجلی میں لین ہیں وہی اس آگ سے پکڑے گئے ہیں۔ بتولیکہ
 دسوں دسے کر وہ کی آہنی اپر بل آگ
 (۳۴) لو پھر۔ انسان کا تیسرا دشمن ہے۔ لوہے میں پنشن کر کر لینے سے بھی چھٹکارا نہیں ملے گا۔ خواہ گمانی ہو۔ خواہ
 دہیانی۔ جوگی ہو یا جنگم۔ عالم ہو یا پنڈت۔ لوہے کا سقد بڑی بلا ہے وہ ان سب کو ترشنا کے سبب لیا میٹ کر دیتا
 ہے۔ کیونکہ قاتلوں کا قول ہے کہ جس برتن کی تلی ہی نہ ہو اس میں دھن رکھا جائے تو کیا نتیجہ۔ لوہی کی ترشنا
 کہہ ہی شانت نہیں ہوتی۔ خواہ قینوں لوک کی دولت گہوش آ جاوے۔ اس واسطے ایسا دھن حج کرنا چاہیے جو آگے
 ہی کام آوے۔ ورنہ ترشنا کی گھڑی ساتھ کون لیا دلیگا۔ بتولیکہ۔

کہ ترشنا ہے ڈاکنی کے جیون کا کال اور اور لندن چہ جیون کرے محال
 طاع نہ ہو۔ طمع نہیں اچھی چیند رباعی
 کہتے ہیں جسے مال وہ ہے ہاتھ کاٹل دیگر
 اکہی میٹھی شہد پر نکھٹے لپٹانے
 (۳۵) موہ۔ انسان کا چوتھا دشمن ہے۔ گمانی پریش اس کا بھی ساتھ نہیں دیتا۔ جس انسان کے دل میں موہ نہ گھر
 کر لیا اس کے اندر گیان کی روشنی نہیں چمکتی۔ یہ موہ ایسے بہاؤ کا دیہ ہے کہ اس میں تیرا کہ بھی بہہ جاتے ہیں چہ جائیکہ
 معمولی انسان۔ بقول ہے ترشتری سب پھٹے مرگ ترشنا لگے ہو
 اشت سدھی نو نہ ہی مول سب ہی وہی کہنا تیاگ موہ کی بائنا کہ گئے سنت سہا جی
 (۳۶) انہنگار۔ پانچواں دشمن ہے۔ انہنگار مثل آگ سوزاں ہے۔ اس میں ہر دم طلب ہی جلتا رہتا ہے۔ ایک انہنگار کے
 ساتھ بیت سی چیتیں پیوست ہیں جس وقت انہنگار یا تو سمجھ لوجہ کیا کر لیا ہے سب خاک میں مل گیا۔ جہاں آگ لگا
 ہے وہیں آبدانے مصیبت برپا ہوئی۔ جہاں ششے ہے وہیں سوک ہے غرض کہ انہنگار چھوڑانے سے ہی باقی جانوں
 لا علاج مریض ہو کر جاتے ہیں۔ بتولیکہ۔

خط نفاسی سے دل کو روک کر لے باشو
 لڑا اس موذی کو جو ہے دشمن علم و سرور
 تیری جیت نچوٹا مت جائیگی
 منہ گر گئی میان لگائے
 اس شے وحیہ تر جوت
 آس سداہ جائے
 تندر جائے سپن نہیں آئے
 انہد جوت جنگائے
 اچھو روک لپ سکھ ہووے
 بنجم کو رس کھائے
 کت آنھو پیم رس پائے
 آتم دیو منائے

انسان کے پانچ دشمن

(۱) کام۔ یعنی لذات شہوت۔ اسکی نیت کیر صاحب فرماتے ہیں

ناری کی چھاپا پرت اندھا ہوت بھنگ (سرپ)، کیرتن کی کون گتی جوت تاری کے سنگ
 کامنی۔ یعنی عورت میٹھی پھری ہے جس نے اسکو چھو۔ خربوزے کی طرح کٹ گیا۔ راہن جیسا پرتانی راجا اسی بدولت
 مع اپنی سلطنت و خاندان کے برباد ہو کر اسی ملک عدم ہوا۔ وریو وحن کی سلطنت بھی اسی نے خاک میں ملا دی بقولیکہ
 ناگن کے دوی بھن ناری کے پھن بینش جا کو ناری نے دسا۔ مرے ہے مسوہ ہیں

اب سوال یہ ہے عورت غیر سے پرہیز چاہیے نہ کہ اپنی بیابنہ سے۔ اس پر بھی مافوں کا قول ہے کہ اپنی عورت
 سے بھی انتہائی تعلق رکھے جتھہ کہ ضرورت اولاد کے واسطے شاستر نے اجازت دی ہے۔ ورنہ شہوت رانی۔

دکا مناج کی خاطر سے مصروف رہنا ایسا ہی خطرناک ہے جیسا کہ ناگن (سرپ) کو آستین میں پالنا۔ بقولیکہ
 ناری پانی۔ اپنی۔ بھوگے نہ کے جائے آگ۔ آگ۔ سب ایک سی باتھ دیئے جل جائے
 نہر پالیا۔ اپنا۔ کھائے سے مر جائے اپنی رکھشا نا کرے۔ کون تاہے سمجھائے

غرض کہ کام کے ہاتھوں بک جانا بڑا ہے۔ اس لئے سادھو ہاتھوں نے اس سے دور رہنا ہی مناسب سمجھا ہے
 مثلاً اگر اپنی ہوا دوسرے کی ہوز غم برابر کر گئی۔ چو کہ گتے کو بھوگ کی زیادہ کامتا رہتی ہے۔ اس لئے ہاتھوں نے
 کامی پرش کو گتے کے برابر سمجھا ہے۔ کامی پرش کو رام کا نام لینا اور لیمہ ہے۔ بقولیکہ

جان کام۔ جان نام نہیں۔ جان نام نہیں کام دونوں کب ہوں نامیں۔ روٹی۔ اچھی۔ یک شام
 (۲) کرودھ۔ یعنی غصہ۔ یہ کام بیٹے شہوت سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ اس سے دور رہنا پریشوں کا کام ہے۔

نرہے پد کی اوستھا جیون پرکاشے بہان
رہے دیہ میں جیہ ہوا تباہی زبان
جیوں کا تہوں پہچان کر دے چھوٹے کان
آپ سب سال کمال نہ کچھ پلان پلان

من کیوں دوتا ہوا لگے دیکھ کر اپن تھر کیا کرانی بولتی ہو اور لگے کان کو ٹھیک قیلے

یہ سن جڑ ہے اور گو کثیف اور ہے گرہیت لطیف ہو اور اور کا خاصہ تبدیلی ہے۔ اور جہاں تبدیلی ہے وہیں مادہ ہے۔
من کی حالت میں دمبدم تبدیلی ہے۔

اب یہاں سوال ہو سکتا ہے کہ پلان حرکت کرتا معلوم ہوتا ہے۔ اور اندریاں اور من کو گیان ہوتا معلوم ہوتا ہے۔
یہ حرکت اور گیان بڑ کے خواص نہیں تھیر سکتے۔ تم جس چیز کو پلان کہتے ہو یا اندر یہ من سبکے ہوئے ہو وہ محض بیرونی
آلات ہیں۔ اصلی پلان یعنی من کو حرکت دینے والی اور اصلی اندر یہ من جسے گیان ہوتا ہے وہ من کے اندر اور ان کے
پہرے پشت ہو۔ پس اسے پلان کا پلان۔ اندر کی اندر یہ۔ اور من کا من سمجھنا چاہئے۔ گو یا پلان من وغیرہ اجسام ہیں۔
اور انکا اتنا اصلی دیکھو گیان سروپ اتنا ہے جو اپنے اندر اور سے انہیں حرکت دیتا ہے جس طرح یہ جسم خالی ہے اور اتنا
اسکے اندر ہے۔ جسم خالی جو بعد معلوم ہوتا آسان ہے۔ کیونکہ جسم کثیف ٹھ ہے۔ لیکن پلان و اندریاں اور من چونکہ
لطیف ہیں۔ اس واسطے ان میں اتنا کا دھوکا ہوتا ہے۔ چونکہ من لطیف ہے اس کے واسطے آہ ہی لطیف ہی دھوکا
پس من کو من کے ساتھ مارنا ہوتا ہے۔ اور کوئی بیرونی آہ یا سامان اس کے قابو میں کرنے کا کارگر نہیں ہو سکتا
آن ختم نیت نفس کر جہاں شود مطلع
فاصل مشکوکہ تربیت شیر سیکتی

من کو روکنے کے دو علاج ہیں۔ ایک ست سنگ۔ دوسرا ست شاستر کا چارہ ست سنگ کی دو قسم ہیں ایک بیرونی۔
دویم اندرونی بیرونی یہ ہے کہ برہم گیانی مہاتما پرشوں کی خدمت میں باادب و ارادہ متندی حاضر ہو کر ان کے سخاوت
کو گوش ہوش سے سنا۔ اور راست مان کر یقین کرنا۔

اندر ونی یہ ہے کہ شنیدہ سخاوت کو گوشہ تنہائی میں تمام حواس ظاہری و باطنی کو اپنی اپنی لذت سے باز رکھ کر
شدہ بد سے بچ کر اپنی دلالت سے پایہ ثبوت و رستی پر ایسا کر صندوق حق الیقین میں جمع کرنا مگر کہنی ہرگز
وغیرہ ہو تو ان سے باادب دریافت کرنا۔

اگر برہم گیانی موجود نہ ہو۔ تو اس کے آپدیش مکتوبہ پر طریقہ مذکور بالا عمل کرنا۔ اسی کو ست شاستر و چارہ کہتے
ہیں۔ گیتا میں سری بھگوان نے فرمایا ہے۔

اوم کی اہنگرہ اپنا

اومی ہر دم اپنے من میں دانا کر کے کہ حرف "اوم" برہم ہے سو میرا پتہ لکے جا رہا کوئی وہ بیان نہیں ہے

اگر کوئی شغل ہو تو کیا کرنا چاہیے

گیتا اور سیلے ۱۱ منتر میں لکھا ہے عشق حقیقی ذات سے پیدا کرنا چاہیے

۱ منتر	جگہویرا عشق صادق ہے انہیں اوزناذر	جلد پہناتا ہوں میں روئیے مصیبت سے پار
۲ منتر	جسم دول دونوں کو تیرے خستس میں لگا	راز کھل جائے گا تجھ میں نزل مقصود کا
۳	باندھنا میرا قصور تجھ کو مشکل ہو اگر	شغل کے جذبے میں مجھ سے وصل کی تدبیر کر
۴	شغل میں تکلیف ہو تو مجھ کو قائل مانکر	میری خاطر غل کر عرفاں سے ہو گا بہرہ ور
۵	پر ہی گرو شوارہو طالب ہو میری دید کا	دور کر شغل طلب سے ظلمت بیم و رجا
۶	سہل ہے اشغال عرفان سے طریقہ عشق کا	عشق کا مقصد فنا ہے اور فنا میں ہے بقا

میرے مرشد مجھ کو تو ایسا طریق بتلا دیں جس میں ہلدی لگنے پھٹکی نہ پڑے کھائے

پیارے طالب جتنے طریق آپا سنا بلائے گئے ہیں جو تجھے بن سکے عمل میں لا بہت آسان ہی طریق بتلائے گئے ہیں وہ بہت سے شکل بھی ہیں جسے پنج اگنی و اوندھا لنگنا وغیرہ وغیرہ تیری خاطر سری کرشن بھگوان نے اور بھی ایک طریق بتلایا ہے وہ یہ ہے ایشو کے سوا دوسرے کی تعظیم کو نہ سہجبت اور شمار ہو کیونکہ ذات مطلق وحدہ لا شریک ہے۔

بقول ۶۵ منتر اور سیلے ۱۱

میری خاطر کر ریاضت مجھ میں اپنا دل لگا	میرے پیارے مجھ کو بے تعظیم مجھ پر ہو خدا
مجھ سے نہیں کرتا ہوں وعدہ اسکو سچا جان	بہرہ ور ہو گا تو آخر کار میرے وصل سے
ہر دے تاج تاجہ اور تیرے تین وہ بیان سنا	مُرت ایکتا تاجہ میں ہر دے شیخ پر دانا
سرت لین ہو تشریف بر جہا بندہ میں گیان	تین وہ بیان کی ایکتا پر مِ شانت اور آن
سب جنوت من سے تیرے تاج بجا اور گیان	تیرے پکی اوستھا کیونکر کروں بکھان

انسان کو ضروری اور کوشش حاصل کرنے میں کامیاب ثابت ہوتا ہے۔

آپسنا کا کیا سروپ ہے؟

جواب۔ سب اندیشوں سے بری ہو جا کر ادھکار کے دیوان میں لگانا یہاں تک کہ ادھکار کا دھون ایک سروپ ہو جاوے۔
گیتا۔ ادھیائے ۶، منتر ۱۔ لغایت ۱۲

۱۰ منتر	بھنگ کر گوشہ میں تنہا باندھ کر پناہ خال	۱ منظر	اضطرابِ دل نہادو تیا ہے شافل کا کمال
۱۱	پاسیئے مرگ چرم کا اور حایا لٹا کا بندوبست	۲	پاک مسکن میں بیت اونی نیچی بوشت
۱۲	روح خاطر سے شکار و سوسے اور خوشیں	۳	آوی کا فرض ہے کوشش صفائے قلب میں
۱۳	راست قائم کر کے اپنا جسم گردن اور سر	۴	شافل اپنی ناک کے ہانسہ پھیرائے نظر
۱۴	بیم اور امیہ سے جب قلب اسکا پاک ہو	۵	جلوہ وحدت میں نور ذات کا ادراک ہو۔

سوال۔ ادھی کوئی طریق ہے؟ جواب۔ ہاں۔ ادھکار کو پانوں کی رفتار میں دیوان رکھنا۔ جب دم اندر کی طرف جائے
تو گو بیان کرنا اور جب اندر سے باہر کی طرف آوے ہم کا دیوان کرنا۔

گیتا۔ ادھیائے ۵، منبر ۲۷ و ۲۸

۲۷ منتر	ابروں کے وسط میں لا کر نظر اطراف سے	۱ منظر	تو تلبہ جو نفس کو ناک سے چلتے ہوئے
۲۸ منتر	دل جو اس عقل کرتا ہے شار علم ذات	۲	وہ طلاق سے بری ہے اسکو حاصل جو نجات

سوال۔ ادھ کوئی شغل بھی ہے جواب۔ ہاں اور بھی ہے مگر کرتے والے کے واسطے تو ایک ہی کافی ہوتا ہے۔
بھکر کٹی و دیوان ہے کہ شافل اپنی نظر ناک کے ہانسہ مشرق پر قائم کرے منہ بند کر کے ناک سے سانس لیتا رہے۔
اور کسی خیال کو پھانہ ہوتے دے ۶ گیتا ادھیائے ۸، منتر ۱۲ و ۱۳

۱۲ منتر	خوابشات ظاہر و باطن سے دل کو روک کر	۱ منظر	شغل کی امداد سے دم کو بچ پا کر کام سر
۱۳	آہم غم ادم کا جو ذکر کرتا ہے مدغم	۲	کوئی کر کے جسم سے پانا ہے مادی مقام

ایک اور طریق ہے چنتن کا ہے۔ جیسے کہ گھڑائی کا کلیہ ہے اس واسطے مٹی اس کے اندر بہا رہے۔ جی طرح پانی
سے جو جالک مچ اور جباب پیدا ہوتے ہیں وہ پانی سے جدا نہیں ہیں۔ ایسے جو چیزیں شے کا کلیہ ہے اسکو کارن و پ
بسم اللہ و سب کا کارن ہے۔ سو میں ہوں۔ یہ ہے چنتن کا طریق ہے۔

اہل جہاں کی جو سے وہ بھاگتے ہیں
مکن نہیں غلط ہو جو بات اس کو سچ کریں
عزت جہاں میں پاتا جو جھوٹا بشر کمان
صادق کا نور پاتی جو کاذب بحر کہاں
بھایا جو کذب کشتِ صداقت آج گئی راجی
تو سے بہ نماز و روزہ حق می جویند
بے گونہ اسوہ چہرے نیت
لب پر وہ آئے دیتے نہیں کلمہ غرور
سچ کو نہ جھوٹ۔ جھوٹ کو ہرگز نہ سچ کریں
قابل عقین ہوتی جو جھوٹی خبر کہاں
ستے کی قدر پاتے جھوٹا گھر کہاں؟
چرنا جو کوئی جھوٹا ہو۔ سخن بگڑا گئی۔
جمعے برو کعبہ رہے پوپند
حق جانب انہا است کہ حق میگویند

تپ کی مہمان

تپ سے مراد جگ ایسی اس ہے۔ ریاضت کرنے والے مابذری تکلیف اٹھاتے ہیں یعنی بعض ایک پاؤں سے کھڑے ہو کر نارا میں کا چپ کرتے ہیں۔ بیچ اگنی تپتے ہیں۔ جاڑے گرمی برسات کے موسموں میں جل کے اندھاس کر کے بری نام کا سمرن کرتے ہیں۔ ایسی تکلیف اٹھانے سے ہی شائنی اچھی کہی گئی ہے۔ مگر تپ کی فضیلت بہت ہی بڑی ہے عاموں کا قول ہے کہ اگیا فی علم سے بے پروہی تپ کرنے سے اعلیٰ درجہ پر قدم رکھ سکتا ہے۔ برہما جیتے تمام مخلوقات تپ ہی کے زور سے پیدا کی۔ ریشیوں نے تپ ہی کی قوت سے ویدوں کو ظاہر کیا۔ تپ ہی کے ذریعہ سے برہم پہچانا گیا۔ عسکان کی معافی اور گناہوں سے رہائی تپ ہی کی بدولت ہو سکتی ہے۔ آپ حیات (امرت) تپ کی ہر گز نہیں کر سکتا۔ سناسات جو ملکہ کوئی تپ نہیں خیرات سے بڑھ کر کوئی کرم نہیں۔ تپ کرنے والا شاد ہو جاتا ہے جو چاہے کرے کہتا ہے بعض شاعلوں کو جو اس اور نفس سے
نفس کش کرتے ہیں کم کھانے سے خوش کر دیا
شغل کی غلامات میں ہے وصل کا آبجیات
ست یک میں خاص تپ کمری فضیلت تھی۔ مگر آج کل کلجک میں بھگتی کو مقدم رکھا ہے۔

مقولہ کبیر صاحب

نہا نامارا ہوت ہے جگ جگ کا یوہار
سیرا ہوم۔ آپا سنا عمل ترتیانج
چرپاوت ست جگ بکھے وہا پر جگ آمار
کلجک میں بھگتی جی کیا تم کیا نیج

رہتی ہمیشہ خود کن کہ ہو دوسرے مدام مجلس افروزی شمع چین آرائی سحر
ست کے سنے راست کے بھی ہیں بے رستی اختیار کرنے والا ہی است کا ہالین کر سکتا ہے
از رستی است ہائے الفت و بیان جان واد۔ از کجی ہمیشہ ہو در میان خون
بہیشت تمام جی کیا فرماتے ہیں۔ تینوں جہان کو ترک کرنا۔ بہشت کی حکمرانی چھوڑ دینا۔ بلکہ ان سے بھی بڑھ کر ہو جاتا ہے
نہ لینا منظور ہے لیکن سچائی سے بھاہونا گوارا نہیں کر سکو لگا۔ خواہ زمین اپنی خاصیت (جو) کو چھوڑ دے۔
پانی اپنی خاصیت ذائقہ کو چھوڑ دے۔ روشنی اپنی خاصیت (الطہار الوان) کو چھوڑ دے۔ ہوا اپنے گن (لامرہ
سے محسوس ہونا) کو چھوڑ دے۔ آفتاب اپنے جلال کو چھوڑ دے۔ آگ اپنی حرارت کو چھوڑ دے۔ آکاس اپنے وہم
(اکوا از) کو چھوڑ دے۔ چاندنی اپنی عقدہ رک کو چھوڑ دے۔ میراج۔ (ملک الموت) محل کو چھوڑ دے۔ لیکن میں
سچائی کو ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ بہیشت تمام کے یہ الفاظ ہیں اور انکا این پر عمل ہے۔ اسی طرح ہر شے کو چھوڑنے کے لئے
عمل بتائے۔ جو ایک دفعہ ذہن میں جمع جائے کہ یہ راست ہے۔ اس پر ضرور چلنا چاہیے۔ خواہ ساری خدائی مخالف ہو

ہے باغبان گلشنِ تقریر رستی آئینہ بیاں کی ہے تصویر رستی
صیقل ہے ہر خنجر تو قیر رستی ہے کل چشم چروہ تحریر رستی
لازم ہے فادہ رخ ایمان لے کہوں واجب ہے وجہ غرت انساں لے کہوں
بادی و رہبر غضب را و دیں ہے یہ آفت میں رہت گیرالم میں معین ہو
مشاطہ عروس سخن بالیقین ہے یہ بزم صفات نیک میں بالانشیں ہو
دشمن سمجھتے ہیں کہ خیالات خام کا ہر جفت کیے شاہچرسن کلام کا
ہے روناٹے صدق و صفات کے رستی ہے کبر لیٹے غلو و خطا جوے رستی
ہے فضل حق کو با دنا جوے رستی ہے موجب رضائے خدا جوے رستی
کچھ دخل رستی میں نہیں تین پانچ کو سچی ہے یہ پیشل کہ نہیں آئی سانچ کو
تقریر اسی سے گلشنِ عالم بند ہو تحریر میں اسی سے نکاست بلند ہو
بجسپاسی سے ہر سخن عطا و چند ہو شیریں اسی سے لفظ بیان مثل قند ہو
شولی سے جوش کو آتارے یہ خوب ہے وہ جو گیسوے کلام سنو اتے یہ قوت ہے وہ
تجے جو ہیں بچتے ہیں سب انکو دیشور غیبت سے قند سازی سے ہنستے ہیں قند

اسکو آگ میں نہیں جلا یا مانا گیا کہ جلتے کو کچھ کیا ہلا یا جائے۔ مرنے کو مارتا چوبیدہ سی ہے۔ بہت دور جو غروی سے
مستقرض۔ جلتے کو آگ پر سیکھتے ہیں تو آرام ہوتا ہے۔ اس واسطے سفینا سی کو جلا نا ہی چاہیے۔
آپ کو معلوم رہے کہ آگ سے پانی پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ اسکی اندریاں اور دسنا بل چکی ہیں تو اس سے اس کا کلیجہ پیل
آب سے تھنڈا ہو گیا ہے۔ اور ادم اللہ فرغ سے آئندہ رس جہزتا ہے گویا اس کا ہر دیکھ سیتل ہے۔ اور آگ سے اس کا
پیل نہیں ہے۔ آب آگ کے مخالفت ہے یعنی استا ہر دو آب و آگ کی مختلف جو۔ اس لئے پڑا ہوا جل کر نہا ہے سفینا سی
کا شکیب جو پیلگو اچند مشرہ۔

ناشو کچم نا اگن کاریہ چہ نہ پنڈم نو دک کر یہ منبر
دکت ہسی دتم ناستی کبکے کچم بکو سے تینا
گیا تا اگنی وگدہ دیہ سے نہ چہ اضفم نہ چہ کریا
علاوہ اسکے یہ بھی جائے غور ہے کہ سفینا سی کا رشہ کس سے ہے کہ وہ واہ کرم کرے۔ جبکہ کوئی ماہ کرم کوئے ولا نہیں
ہے۔ تو اس سے بہتر اور آسان طریق نہیں ہے کہ جل پر دوا کیا جائے اور اسی باعث سے اچھے مہاتما پرش سفینا سی اکثر
جل کے کنارے یعنی مری گنگا جی کے کنارے ہی قیام پسند کرتے ہیں۔

ست دھرم کی فضیلت

کل دھرموں میں ست دھرم سے اعلیٰ ہے۔ ست ہی ستان دھرم ہے۔ تپ اور جوگ ست سے ہی ہوتے ہیں۔
۱) دست گوئی (۲) سب جیروں کو یکساں سمجھنا (۳) خواہشات نفسانی پر قابو پانا (۴) حسد بغض۔ دیکھنے سے دل کو
پاک رکھنا (۵) معافی (۶) شرم (۷) جان کشی دینی کسی کو نہ مارنا۔ نہ ستانا (۸) افعالِ قبیحہ سے بچنا (۹)
ایشور کی یاد میں گن رہنا (۱۰) پاک طبعی (۱۱) شغل (۱۲) علم (۱۳) کیسی طرف داری نہ کرنا۔ یہ تیرہ دھرم (۱۴) ست دھرم کے
اوصاف ہیں۔ ویدوں کی شرتیاں ست ہی ست پکارتی ہیں۔ ہزار جگ وشومید کا پہل بھی ست کی جبری نہیں
کر سکتا۔ گیتا میں مری جگوان نے فرمایا ہے: اہم تت۔ ست۔ ذات واحد کا سہ جانی نام ہے۔ علم وشوق دخل
کی مدد پر اس کا کام ہے۔ پڑا ہے۔ واہ لفظ ست جو مرکز صدق و صفا و عالم فانی میں ساری نیکیوں کا رہنما ہے
مہاتما سندھو اس کا قول ہے

ست شوں۔ سوہ پرکار۔ ایک ست جو بڑے
ستی موجب رضائے خدا ہے
تقیاب سنار۔ دو جوت سوہرم ہے
کس نہ دیم کہ گم شد از رو راست

درا۔ حرم و دنیا باندھ کے سمت آنگاہ لگاے
انترہ صوفی کا جتن سوں چان پون ٹھیراے
تین گز تہی کھٹ چکدن بید ہے دم واز تک جانے
جوگی یاد بہ من کو لگا دے

جیسے چنگ جے دیپک میں پریت سوں پران جلاک
جیسے نارنگھٹ کو جات ہے سر کا گر پر لاوے
جیسے نئے کلا کے کارن لگا ڈھاڈ ہوں بجاوے
سنیاسی ہوتا جھگوان کا اقرار مانا گیا ہے جو کہ اپنے سے حسد۔ نفیض۔ کینہ۔ عداوت وغیرہ رکھنے والوں کا بھی بھلا
چاہتا ہے اور انکی خدمت میں اپنا پیار سے سے پیارا دھن حاضر کرنے کو تیار رہے۔

جسے ہر مرد سے بہیم نیک رہا ہے جسکی آنکھوں سے آنند بریں رہا ہے جسکے ملتے پر شانتی کا پانڈ چک رہا ہے نظم
سنیاسی ہوتا پر بہیم کا بعد از رکھل جانا ہے۔ ہر کس واکس سے سولے بہیم کے دوسرے تاؤ نہیں کرتا۔

برگ میش بے خزاں از سبب نوئی یانتم	دیگر	آنچمی جستم و شاہی از گدائی یافتم
جد شو از دو عالم تا توانی یا خدا بودن	دیگر	کہ دار و درو بیا یا خلق آشنای بودن
اگر چه هست بظاہر خراب درویشی	دیگر	ز وصل گنج جو و کامیاب درویشی
تراز در دوسرے آں جہاں خلاص کند	دیگر	اگر چه تیغ بود چون گلاب درویشی
بشوے از دو جہاں دست چون غیر شدی	دیگر	کہ بہت مدد فقیر اس و منوے درویشی
در دل بے آزد و نا و غم و تشویش نیست	دیگر	و جہاں بے نیازی چیکس و وثینیت
آشنائے حق شد آگس کز جہاں بگماند شد	دیگر	ہر کہیں دیار بر آمد گو ہر یک دانہ شد
ہر کہ پیش از مرگ مرو از یک جہاں غم شد خلاص	دیگر	ہر کہ بیرون رفت از عالم نظام شد خلاص
از دو عالم قطع کردم رشتہ پیوند را	دیگر	تا بہ آں بیگمانہ پرور و آشنائی یافتم
چیت دنیا تا بہ آں آلودہ کردن دست خویش	دیگر	بر سر خزان سلیمان کاہ لیسیدن چاہ

سنیاسی کو واہ کرم کیوں نہیں کیا جاتا جل میں پرداہ کیوں کیا جاتا ہے
جواب۔ چونکہ سنیاسی کے حواس خمسہ اندر باں دوا سنا وغیرہ سب پہلے ہی مل چکے ہیں۔ گمان انکی میں دھڑکتا

کچھ اعلیٰ درجہ کے عارفوں کی تفصیل

ترترب جس کائنات عرناں سے دامن ہو گیا
وہ غریبی بھروحات تاگریاں ہو گیا
بہرتری نے باوہ عرناں کا جب ساغریا
کشور توحید کا پیمائست لراں ہو گیا
جب پیاشا و بنارائے تو چھوڑ آتھا تاج
اور جنت اقلیم کا دی جاہ سلطاں ہو گیا
تو کیا منصور ہے دامن عرناں کی جب
مدرکضرہ انا الحق کا وہ منہراں ہو گیا
جب تصوف کا اٹھایا ہاتھ میں سرشے جام
ختم کے ختم خالی کئے باقی پریشان ہو گیا
ام سہنیانا تک تسلی کبیر اور راہ اس
انکساغریب چلا تب چرخ حیراں ہو گیا
دست شفقت سے پاتھا ایک طبع کھٹا جند
مجلس نذاں میں تب ہی سے وثائق ہو گیا

عارفوں کی نگاہ وہ کیہ اگر ہوتی ہے کہ جہاں پڑی۔ خدا ہی خدا بنا دیا کوئی پستی ہی نہ بلندی دیوانگی رہی نہ موشندی
شبلی جمیع کی ناز کے لئے امام بنایا گیا۔ تو وہاں یہ کلہ شیریں گایا۔
من خدام۔ من خدام۔ من خدا
فارعم از کبیر دیکھن واز ہوا
یہ شکر جنید نے شکایت کی۔

آنچہ من با تو گفت ام بہ بخت
تو عیالش ہے کئی اظہار
شبلی نے جواب دیا۔

من ہے گویم وہے شوم
نیت کس غیر من بہرہ دیار

میں تو تنہا میں ہوں۔ غیر کوئی ہے ہی نہیں۔ ظاہر کرنا کرنا کیا معنی۔

تنہاستم تنہاستم در مجر و بریکت استم
جز من ناشد هیچ شے من باستم من باستم
سجدہ کر امن کنم لے زادا
خود خدام۔ خود خدام خود خدا

باوجودیکہ یاگیہ و کبیرہ ملی تھا اور ملی گمان سے بہرہ پرتھا مگر یہی اسے آدھے آشرم یعنی سنیاس آشرم میں جانے
کی خواہش کی اور سنیاس دہان کیا اور اپنی ہرودھرت و زرد مال وغیرہ کو چھوڑ گیا۔

اعلیٰ وہی درویش کہا ہے

دورہ اس شوکہ کا کپیرت لگوٹ پڑھاوے
پریم کی سیلی دہیان کر اس گیان بھوت راموے

غریبیا بھی کروم کہ شیطاں برفوت گرد
زیکہ بینی و یکہ دانی حصار سے کردہ دم پدا
بابت زندہ کے کہ گشت یار
مردہ راسکے و کشا اندر کندر

سری جگوان نے گیتا میں فرمایا ہے

جسکو کل مخلوق سے ہے من الفت آشتی
جسکی چشم مست میں ہرنگ ہے رخ و خوشی
شغل کی برکت سے جو جس کا عقیدہ آتوا
مخل دل کو محو کر کے ہے وہ میرا جاں نثار
خوف و طیش و رنج و راحت سے بری ہو میرا
اس کا مسلک صلح کل ہے وہ جو سب کا دوست
عارف نظر بالذات - اور آزا و رہتا ہے -
ماہل نظر بالغیر ہونے کی وجہ سے پابند صفات ہو جاتا ہے
عارف کہ سب بندہ دوئی را بگیت
چوں شیر و شکر بہ صفت صرف کیخت

سو می شکر اچار یہ اور دیگر اچار یہ غیرہ کے اقوال

(۱) من اور اندہیوں کو دشمنوں سے رکنا ہی سنیا س جو اور یہ جاننا کہ میں دیر نہیں ہوں آتا ہوں یہ تو بتا ہی سنیا س لجن
(۲) کلام کردہ کو دور کرنے کے واسطے سنیا س ہمیشہ کوشش کرتا ہے اور طاقت رکھتے ہوئے ہی پتھے صوفیانہ کپڑے پہنے پورنے
بتربینے کپڑے پہنے۔

(۳) ۲۱ سن لینے بیشک اور سو سنیا س کو زمین پر کرنا چاہیے۔ چار پائی پر نہ جو دے۔

(۴) زک بینی و رنج کے کام۔ کردہ۔ لوبہ متین مدارے ہیں جو آتما کو ناش کرتے ہیں اس واسطے کہ لیان کی واسطے نکو دنیا
یہ سنیا س ضرورت سے زیادہ ملے اور نہ کیس کو دبا کر لیوے نہ کسی دوسرے کو دبا کر لٹھے اور ایسا خیال اسکو میں ہی ہی نہیں
(۵) سنیا س ان دان۔ زیادہ ضرورت سے دنیا و دلیوے۔ نہ کپڑے ہی ضرورت سے زیادہ جمع کرے۔

(۶) شکار پر جا۔ لایہ سے سنیا س کو گلانی چاہیے۔ بہت اور شکار وغیرہ پتاؤ کئے جاتے سے سنیا س اپنی ہر ساتھ سے کر جاتا
(۷) موکش کی واسطے آتما کا لیان ہی ضروری ہے خواہ بستر وغیرہ شافی کے ہوں نہ ہوں۔

(۸) جو کہ ہستی تکلیف میں ہو۔ عیاں داری سے تنگ ہو۔ یا کوئی سرکاری عتاب میں مبتلا ہو۔ یا روگی ہو یا موت جوئے
سے رنج میں ہو آسکو جاکو ہی نہ لے۔ بلکہ وہاں جاوے ہی نہیں۔

(۹) ۱۰ بیٹھے کچاں۔ ہر ایک وضعیتی کپڑے پہنے پر ہی نہ لیوے۔

(۱۱) جو سنیا س سنیا س لیکر وہ شے بھوک کر تلے سوہ فتح ہے۔

ہے وہ تارک جنے رطبت اور نفرت چھوڑ دی
ہے وہ سالک بخود ہی میں جسکو آزادی ملی
عارفان پاک طینت بے گناہ باثبات
فیض پہنچاتے ہوئے دنیا کو پاتے ہیں نجات
اسم اعظم اودم کا جو ذکر کرتا ہے مدام
کو بچ کر کے جسم سے پاتا ہے وہ اعلیٰ مقام
عارفوں کو جن کی وحدت پر نگہ قائم ہوئی
جلوہ یک رنگ رنگارنگی عالم ہوئی
البتہ جو اپنی خود غرضی اور آرام کے واسطے سناسی و مارن کرتا ہے وہ لاصل ہے نتیجہ اچھا نہیں۔

سری بھگوان نے گیتا میں فرمایا ہے

تلمک الدنیاسے جو آسائش تن کے لئے
ترک بالعوام سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا ہے
جو اعلیٰ سناسی و برہم گمانی ہے اس کے سامنے عورت اگر آگہری ہو تو وہ کچھ گاموں۔ ماں۔ لکھی۔ لکھی۔ اور یہ کہتا ہوا
اس کے چرن چھو دیکھا۔ سادھو سناسی میں کبر و غرور مطلق نہیں ہوتا کبر و صاحب نے کیا اچھا کہا ہے۔
روڑا ہو رہا باٹ کا۔ خچ آیا ابھمان
لوہو۔ موہ۔ ترشنا۔ تھے تارے میں بھگوان
روڑا بھیا تو کیا بھیا۔ پنچھی کو دکھائے
سادھو ایسا چاہئے جو پٹری کی کھیس
کہتا کبیرن رات دن جا کے اودم یہہ
کے کبیر تا سادھ کی ہم چرن کی کھیس
گانتی دام نہ بانہ۔ میسے۔ نہیں ناری سے نہہ
جو شخص اس آسٹم میں پہنچتا ہے۔ اسکو برہم کا چھنڈا رکھل جاتا ہے۔ ہر کس واکس سے سولے برہم کے دھرتا و نہیں کرتا
ایک شاعر نے سناسی کی تعریف میں کیا ہی اچھا کہا ہے

انہیں پرواہ کسی ہے جو دنیا چھوڑ بیٹھے ہیں
وہ ہنکھ ہو یا کہ دکھ دونوں سے رشتہ توڑ بیٹھے ہیں
عنی کو جو خوشی۔ اور موت کو جینا سمجھے
وہ زرداری کی دنیا کے دنی کو کیلے سمجھے
جو ہیں مدیش وہ قدرت کی بلاؤں سے نہیں ڈرتے
جو ہیں عارف جفاکش اور جفاؤں سے نہیں ڈرتے
مصیبت کے مقابل میں وہ سید معاذیر جاتے ہیں
وہ آدمی رات کو دریا کی چھاتی چیر جاتے ہیں
وہ عارف جو تمام دنیا کو اپنا آپ دیکھتا ہے۔ ہر فرد بشکر کو اپنا سروپ سمجھتا ہے۔ وہ کس سے ناراض ہو۔ اس کے لئے تو
کوشپ دافطراب کہاں۔ جب بھیجہ اپنے دانتوں میں دب جاتی ہے تو دانتوں کے نکال ڈالنے کا کون خیال آیا
ایسا دوسرا پندہ ہے جس حالت میں تمام چیزیں گیانی کی آتما ہو گئیں تو ایسی وحدانیت کی نظر رکھنے والے کو کیا کو موہ
یعنی خلعت اور کیا سوکھی رنج و غم سے

پیارا وہ جان و دل سے مجھے تیرا نام ہے
 و سر تھو دس اندریوں کا مجموعہ لا کلام
 ہے شہرت کے راج میں از بس کشل تمام
 پیارا وہ جان و دل سے مجھے تیرا نام ہے
 رام کہنے کو فقط دو اکشروں کا نام ہے
 جن کے ہرٹے شری رام ہے
 جن کے وادے شری گنگا ہے
 جن مات پتا گورکھیا کری
 جن سیوا ہل کی سادھن کی
 جن بات کری پر مار تھ کی
 جن کے کہ سے نکلی چنلی
 تنسی و اس بچار رکھیں
 اس واسطے زباں پر میری رام رام ہے
 اور جنم تیرا یاں ہوا بس درخا و عام
 اس کا اسی نظر سے تو کو مشیلا ہے نام
 اس واسطے زباں پر میرے رام رام ہے
 کہاں لیکن گیان کی جڑ و برہم کا گن گرام ہے
 رتن اور کو نام لیو نہ کیورے
 رتن کنوئیں کا نیو نہ پتورے
 رتن تیر تھرت کتو نہ کیورے
 رتن یوگ اور دیباں کیو نہ کیورے
 رتن ہاتھ سے دان دیو نہ دیورے
 رتن ہاتھ سے پاپ کیو نہ کیورے
 پکٹی کو مٹر کتو نہ کیورے

سیناس آشرم کی کیوں بڑانی ہے؟

چونکہ یہ آشرم چوتھی دستا میں لیجانے کا حکم ہے اور پہلی تین منزل برہم چرچ یعنی حصول تعلیم و گریہت یعنی خانہ داری و بان پرست جس میں ایسا بچار کیا جاتا ہے اور تجربہ دنیا سے حاصل ہو کر ناپاں داری سنسار کی دل میں بچنگی ہونے پر شاستروں میں فرمان ہے۔ اب اسکو باقی اگر رہا ہے تو یہ کہ میں کون ہوں اور برہم کیا ہے؟ اور میرا اس سے کیا تعلق ہے؟ جوگی و ان پرست آشرم میں رہی ہے اسکو پورا کر کے اپنی آتما میں مگن اور آئندہ جوکر "اوم" کا شمرن کرنا اس کا کام ہوتا ہے۔ دنیا کی نیکی و بدی۔ دین و راحت و راگ و دوشیش۔ و سر دی و گرمی سے اسے کچھ تعلق نہیں رہتا ہے۔

سیناس آشرم میں خود غرضی۔ رغبت۔ درد ملکوتی۔ رخص و حسد۔ دھیند و اہنگارہ وغیرہ اس شخص سے ناپود ہو جاتے ہیں۔ یا جو دیکھ و دود و تمنہ نہیں ہوتا۔ مگر مستغنا ہوتا ہے۔ بلکہ

سات گانٹھ کوہین میں سادہ نہ لانے سنگ دیگر
 رام عمل انا پھرے گئے اندر کو رنگ
 خشت زیر سر ہوتا کہ ہفت اختر پائے
 دست قدرت نگر و منصب صاحب چاہے

تو وہ ہے رام جو کہ شاہی ہے شاہی ہے
 آنکھوں میں جس کا رنگ ہے دل میں جاہی ہے
 پیارا وہ جان و دل سے مجھے تیرا نام ہے
 تیری جھلک کا ہے سرخوشید میں لہو
 تیری ڈھلک سے نور کا ہر شے میں جو نور
 پیارا وہ جان و دل سے مجھے تیرا نام ہے
 تونیلے غار جی میں بھی جلوہ نما ہے تو
 قوت ہے مادہ ہے حق و جاں بنا ہے تو
 پیارا وہ جان و دل سے مجھے تیرا نام ہے
 تو ہی محیط ہو کے ہو عالم کبیر
 ہر چہرہ و کھیتا ہے تو ہے اس لیے بصیر
 پیارا وہ جان و دل سے مجھے تیرا نام ہے
 ساری بنو و عالم اکبر تجہی سے ہے
 یہ جلوہ گاہ تیری سنو تجہی سے ہے
 پیارا وہ جان و دل سے مجھے تیرا نام ہے
 ہر شکل تیری شکل ہے ہر نام تیرا نام
 نام و صورت کے جلوے میں جو تیرے نام
 پیارا وہ جان و دل سے مجھے تیرا نام ہے
 معشوق ہیں کے آپ مجھے اپنی چاہ ہے
 منظور ناظر آپ ہے جو خود نگاہ ہے
 پیارا وہ جان و دل سے مجھے تیرا نام ہے
 تو ایشور ہے تجھے ہی قائم ہے کائنات
 تو آدمی ہے تو ہی ہے ہر ایک ذی حیات

تو وہ ہے رام ارمن بھی ہے اور شاہی ہے
 باہر بھی جس کا جلوہ ہے اندر شاہی ہے
 اس واسطے زباں پر مری رام رام ہے
 تیری دمک چمک کا پڑا ہے جہاں میں نور
 تیری چمک سے وہر میں ہے ذرہ نور طور
 اس واسطے زباں پر مری رام رام ہے
 دنیائے دغلی میں بھی اندر چھپا ہے تو
 جس کا نظر گئی ہے وہیں رم رہا ہے تو
 اس واسطے زباں پر مری رام رام ہے
 تو ہی سبط بن کے بت عالم صغیر
 ہر شے باخبر ہے تو ہے اس لئے خیر
 اس واسطے زباں پر مری رام رام ہے
 اور ساری ہو و عالم احسن تجہی سے ہے
 چشم نگارہ ہیں سے تو نظر تجہی سے ہے
 اس واسطے زباں پر مری رام رام ہے
 جو جو منظرات وہ تیرے ہی ہیں مقام
 سب میں رہا ہے اس لئے کہتے ہیں اسکو رام
 اس واسطے زباں پر مری رام رام ہے
 عاشق بنا ہے تیرے لئے لب پہنک ہے
 خود جلوہ گر ہے جلوہ ہے اور جلوہ نگاہ ہے
 اس واسطے زباں پر مری رام رام ہے
 تو دینا ہے تجھ سے میں ہر پوشش چٹا
 تو آدمی ہے تجھ ہی عالم میں ہے ثبات

دیگر
دیگر

عاقلاً را عتیاط نفس یک نفس سبایش
یہاں تو وہاں تو عیاں تو نہاں تو
نہیں دیکھتی تجھ کو آنکھیں ہیں درد
پتہ بھٹکوتا ہے منزل منزل
جنا تو رہوں۔ پھر بھی کیا تجھ سے نسبت
قدا ہو گیا۔ ورنہ کیسی جہانئی
تغافل سے کچھ اور مطلب نہیں ہے
مرے عشق کا لطف ملتا کہاں پر
و طالب ہی ہوتا نہ مطلوب ہوتا
کھلائے ہوئے ہیں یہ سب پھول تیرے

بیت
ابیات

یہی آرزو اور حسرت ہے دلکی
چار کوٹ چودھویں سرب بیاکپ نام
اب رام رام کر میت آتارام ملو پیارے
سوامی کرشنا چاریہ سرستی گوروشنکر دھارے
برہم شتر کو بھی جبارے سو پانچ بیوے جبارے
مرگ ترش نامے جلگت لکھو ہے شوک موڈ مارے
کوشین کے سکھ جان لئے جو کسے نیامے نیارے
کام۔ کرو دھ۔ مدھ۔ لو بھج۔ کو کہہ دانی سارے
راگ۔ ودیش اور آجکلار کو دل میں سنگھارے
کھت آئند گوروشنکر نے ڈھکا دے تارے
تو ہے ہر ایک چیز کے اندر چھپا ہوا
جلوہ ہے تیرا میری نظر میں بیاہوا
پیارا تو جان اول سے مجھے تیرا نام ہے

نظم

شاید یہیں نفس نفس واپس بود
جگہ کون ہی ہے نہیں ہے جہاں تو
جہاں ہے نہاں تو وہاں ہے عیاں تو
ہیں جاؤ عشق میں ہے نہاں تو
کہاں تو کہاں میں کہاں میں کہاں تو
جہاں تو وہاں میں جہاں میں وہاں تو
کہ خود کر رہا ہے میدان امتحاں تو
جو مجھ کو عدم سے نہ لانا یہاں تو
اگر اپنے جلوے کو رکھتا نہاں تو
جہاں باغ ہے اور ہے باغباں تو
رہے ذوق پر ہر گھڑی ہر اباں تو
نامک لون نہ دیکھئے پورن تاکہ کام

پتورب لے پتہ پنوں کے اودے ہوئے پیارے
اب رام رام کر میت پیارے۔ رام ملو پیارے
آج اکھنڈ سکھ روپ لکھا یو بھرم مٹے سارے
جنم مرن کو دو کھ کٹو ہے نہیں مرے مارے
بھرم سے میٹھے لگتے تھے اب جان لئے کہاں ہے
کر پا کرست گوروئے سب تنہو تھے کر ڈارے
اچل اٹل زلیپ آتما جان کلیں تارے
اب رام رام کر میت آتما۔ رام ملو پیارے
تو ہے ہر ایک چیز کے باہر کھڑا ہوا
اور روم روم میں ہے مرے تو بیاہوا
اسو اسے زباں پر مری رام رام ہے

دنیا ہے ایسا جال یہ اور جان کا جبال یہ
 لایا میں تو پتہ نہیں دلیل ہے وحید نہیں
 رہ رہ کے تو پتہ لائے گا جس دن یہاں سے جاگے
 وہی یہاں جس کر گیا سنار سا گر تر گیا
 ہے نام زینہ و بیان کا اور نام مالی گیان کا
 بیل حین میں نغمہ خوان گشتن میں قمری تریاں
 وہ رام جو سب میں رہا۔ وہ رام جو ما اور ثنا
 و ذوات لا محدود ہے محبوب و اور مقصود ہے
 جو نام میں اولین ہیں وہ رام کے آدھین ہیں
 گر جبکہ اس بگتی کا ہے مستی ہی کتی کا ہے
 اسے کت کہتا مان تو رکھ دل میں اپنے دیوانی
 رام کہنے کا مزاج جس کی زباں پر آ گیا
 اس نام کی شمرن کے پہلا دے لوٹے فرے
 پریتے حبیلنی لے بیہ میٹھے چاکہ کر
 ککو کال میں غوڑی ہی بگتی سے میں مچرے
 چار ہی ہے کیتی سنار میں سدی رام کی
 کت آنند کی یہ بجاؤ نام سن لے ہی ہے کامنا بھیج

ہونا ہے گراس سے رہا۔ سری رام کہ سری ام کہ
 ہاں اس سے چکر مل ذرا سری رام کہ سری ام کہ
 میں نام ہی کام آئے گا سری رام کہ سری ام کہ
 جسے عمل سپر کیا سری رام کہ سری ام کہ
 لے تو اسی کا اسرا۔ سری رام کہ سری ام کہ
 چاروں طرف سے ہو صلا سری رام کہ سری ام کہ
 تو بھی وہی ہو جائیگا۔ سری رام کہ سری ام کہ
 رٹ نام تو چل پائیگا۔ سری رام کہ سری ام کہ
 خود رام ہیں آدھیں کیا۔ سری رام کہ سری ام کہ
 تو عزباں ہو کر میرا سری رام کہ سری ام کہ
 نے نام کا ہی اسرا۔ سری رام کہ سری ام کہ
 جیون کت ہو کر کے وہ چاروں پار تھ پا گیا
 نرسنگہ ہو دشمن دیا۔ ہرن کتب بدہ کیا
 رکھے تھے وہاں پان کر سر برام تی نے کھائے
 نرسی کی ہندی آدوار کا شکہ را گیا
 جھوٹا گڑھ میں آن کر برسا سنہری کر گیا
 سنا سے جلدی چھوڑا آخر نہ ہو پیر جاننا

رام بجا ہو دے جیتا جگ میں رام بجا ہو لے جیتا رہ۔

ہاتھ سمرنی۔ بغل کزنی تھے بجا گوت گیتا رہے
 آن دیو کی چو جا کینی۔ ہر سوں رہا بجا کارے
 باوریا نے باوری ہوئی پھندہ جال صب کیتا رہے
 اور جن میں اس ہی نکرنا چاہیے لیکہ ہرم کے ساتھ جن میں مجھ ہے۔ دو ہرا
 سوانس سوانس ہر نام چپ برتا سوانس مت کہو
 کیا جافل جوائنت کا ہی سوانس مت ہو

ہر دھند۔ کیا نہیں ہو کہ کت سنت دن بیتا رہے
 دھن جو بن تیرا یوں ہی جا بیگا۔ ات سے چلا رہا ہے
 کت کیر کال یوں کہائے جیسے مگ ادھ جیتا رہے

جو نہت تمام ہیشیا میں دم رہی ہے۔ سو رام ہے۔ یہاں کوئی مکان و زمان یا شے نہیں جو رام سے خالی ہو۔ کال میں کال
 دیس میں دیس، جل میں جل، چاند میں روشنی۔ سورج میں پرکاش۔ روپ رام ہے۔ زمین میں تمام ہو کر جو انواع اشجار
 کی روپیاگی بھاتا ہے اور طاقت دیتا ہے وہ رام ہے۔ نور آ اور عل میں زور۔ خوبصورت میں خوبی۔ گیان میں گیان
 اور اگیان میں اگیان۔ غرضیکہ سب رام روپ ہیں۔ اس طرح بھینا۔ اور نقین کرنا اور دیکھنا۔ اپدیش کرنا۔ رام کا بھن
 کہلاتا ہے۔ رام کا لفظ اور رام کے معنی میں ہزار ہا کوس کا فاصلہ ہے۔ جو رام سب میں دم رہا ہے سو رام میرا آتما ہے
 گو سائیں ملی داس جی کا بھن ہے

بندوں سب کے پد کل سدا جو رگ پان
 سیارام میں سب جگ جانی۔ کروں پنام جو رگ پانی
 رام کو نام دھا دھن ہے ہر نام دھنی دھن وان کہانی
 یہ دھن مول جھکے ہو تو کہہ نہیں سکے دو کہہ شاد تاناہی

بڑھ چہ تین جگ چو جو کل رام میں جان
 آکر چار لکھ چو راسی۔ جات چو نہہ بل نقل باسی
 بے سمر نت رام دھنی دھن ہیئت تنے نہ سوچ کر انہیں
 رام دھنی اور شیا م دھنی اور نام دھنی جیتے جگ جانی

ابیات

جو تو ہے سو میں ہوں جو میں تو ہے
 بسا رام مجھ میں اور میں رام میں ہوں
 اٹھا جبکہ لایا کا پر وہ یہ سارا
 دباں کو نہ طاقت نہ من کو رسائی

نہ کچھ آرزو ہے نہ کچھ جو مہ ہے
 نہ اک ہے نہ دو ہے سدا تو ہی تو ہے
 کیا غم خوشی نے بھی مجھ سے کنارہ
 ملی مجھ کو اب اپنے میں بادشاہی

سری رام نام ہما

خاموش یوں بیٹھا ہے کیا سری رام کہہ بری ام کہہ
 ہو جانے من تیرا ہرا۔ تو جس تو اس کالے ذرا
 کانوں میں رس جو نام کا اور دھیان دل میں ام کا
 کلچہ رام یہ سن رہے۔ ہر کا منا کا جنت رہے
 دنیا میں تیرا نام جو جتنے میں تک انجام ہو
 دنیا کی اس میں منفعت جتنی میں اس سے منفعت

بن بلسل شیریں فدا سری رام کہہ سری رام کہہ
 ہے نام میں امرت بھرا۔ سری رام کہہ سری رام کہہ
 لب ہوں سعادت انما۔ سری رام کہہ سری رام کہہ
 جو چاہے وہ مجھائے گا سری رام کہہ سری رام کہہ
 دونوں جہان میں ہو بھلا۔ سری رام کہہ سری رام کہہ
 ہاں روز و شب صبح و سہا سری رام کہہ سری رام کہہ

ہر کف ہرے اکبر تو نہیں اہل کفر ہی تو آفریں بانی پروردگار کیا

جواب: دیگر مذاہب میں ہر کوشش گمراہی کی تعلیم ہے یعنی تاکہ خدا سے جدا رہے۔ گمراہی پر مشہور ہے مگر کوئی یہ نشان نہیں دیتا کہ کہاں ہے؟ گو ہر ایک مذاہب کی تعریف میں طبع اللسان ہیں مگر ہر کوشش گمراہی کی تعلیم نہیں دیتی جاتی۔

ویدوں نے اسکو صاف کر دیا ہے۔ یعنی اپروکش گیان کی تعلیم دی ہے کہ وہ برہم "میں ہی ہوں" اپروکش گیان سے ساری ادبیا جال کا ناسخ ہوتا ہے۔ اس حجاب کو کہ برہم نہیں ہے یہ اپروکش گیان دور کر کے کہ برہم ہے کیونکہ ستیہ گیان اور امانت برہم ہے کا نام اپروکش گیان ہے۔ اور یہ اس قسم کی پریشانی کا متضاد ہے کہ برہم نہیں ہے "میں برہم ہوں" اپروکش گیان ہے "یہ گیان کے تمام پہلوؤں کا متضاد ہے یعنی یہ گیان کہ میں برہم کو نہیں جانتا۔

محاب یا آدم کو نہ تو برہم ہے اور نہ مجھے اس کا گمان ہوتا ہے کہ یہ وہم کہ میں برہم نہیں ہوں بلکہ میں پاپ کا کرتا اور سکھ وہ کہ کا جو گناہوں سے بے ابد یا حال یا اگیاں کا پھیلنا ہے۔ اس کا ناشق اہم برہم کے اہر دکش گمان سے ہوتا ہے معترض۔ اور صاحب غیب تسلیم دی۔ آپ نے تو اپنے آپ کو ہی پریشور یا خدا وغیرہ مان لیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ برہم ظانی ناش مان ہے۔ اسکو جلا دیا جائیگا یا بھرا یا جائیگا یا کاڑھا جائیگا۔ یہ برہم نہیں ہو سکتا۔

میسرے پیاسے طالب آپکی عقل پر افسوس ہو کہ آپنے جسم کو ہم یعنی خدا مان لیا ہے۔ ہمارا انتشار نہ اس جسم سے
نہ پاؤں گلیان اندامیان۔ اور پاؤں کرم اندریاں۔ اور تینوں حالتوں کی بیداری۔ خواب۔ بستی۔ نہ پاؤں کو سوس
ہے نہ چار اکتہ کرن سے ہے سکہ ہمارا مطلب اس طاقت سے ہے جسکی رُو سے یہ جسم قائم ہے جو اس جسم کے اندر جاری
خدا کو بشم کرتا ہے۔ جو ہمارے احضار کو حرکت دیتا ہے۔ جو ہمارے حالت خواب میں خلافت کرتا ہے۔ جو طاقت ہمیں
روزی ہم پہنچاتی ہے جس طاقت سے نشوونما ظہور میں آتا ہے۔ جس طاقت کے ہونے سے انسان مردہ کہلاتا ہے۔
وہ طاقت جسم میں ویسی کہلاتی ہے۔ اور تمام سنار میں اسے ممشئی کہتے ہیں۔ جو ہر حالت و ہر وقت و ہر مقام پر
ہر صورت قائم ہے جسکی ہے ہمیشی۔ نہ اوپر ہے نہ نیچے ہے بلکہ سر و پایک و آئندہ ہے۔

رام رام بچنے سے نجات ہو سکتی ہے یا نہیں؟

رام رام طوطے کی طرح رتنے سے نجات نہیں چوسکتی ہے۔ چٹک کر رام کے سنی و طلب کو دیکھا جاوے نجات حاصل نہیں ہو سکتی سری راج چند جی نے بھی اسی گمان کو سمجھ کر نجات حاصل کی تھی۔ رام کے حضور دو ایک مینی میاں مل عالم۔

و تشریح میں تحریر کئے تھے۔

(۱) نیائے شاستر کا مصنف گوتم رشی تھے۔ اس میں - لیا۔ ایشور۔ چوبتین وجود مانے ہیں اور ان کا ہی ثابت کیا ہے۔
(۲) وشنے شک۔ کناورشی کی تصنیف ہے۔ اس میں کال یعنی وفات کا سب پر غلبہ ثابت کیا ہے یعنی سارا عالم کال سے ظہور پا رہا ہے اور کال میں فنا ہو جاتا ہے۔

(۳) پاتنجل شاستر کیل منی کی تصنیف ہے۔ انہوں نے پریش کو پر کرتی سے طلحہ مانا ہے۔ ذات پورش
پے لوٹ ہوا پر کرتی سے عالم کا نو تسلیم کیا ہے۔ پورش کو شخص اور پر کرتی کو اس کا سایہ ثابت کیا ہے
(۴) میمانسایہ دو ہیں۔ اترا اور پورپ۔ جو کہ مہا منی بے منی کا کلام ہے۔

(۱) اتر میمانسا۔ شری وید ویاس جی کی تصنیف ہے۔ اور اس میں کرم یعنی فعل سے عالم کا ظہور مانا گیا ہے۔
(ب) پورب میمانسا۔ ویدانت کے اصول کے موافق کرم کا وجود پر کرتی یعنی قدرت سے بتاتا ہے۔ ویدانت اعلیٰ
درجہ کا فلسفہ سری وید ویاس جی رشی کا کلام ہے اس میں توحید خالص ہے
برہم سوتر میں ویدانت کے اصول بدلائل ثابت کئے گئے ہیں۔

گوچاروں ویدانت فلسفہ مختلف ثبوت ذات نامتناہی کے دیتے ہیں۔ مگر سب کا اسکی ہستی بحت اور وحدت پر
اتفاق ہے۔ گو نیائے اوریامنا میں جزوی فرق ہے لیکن ضمیر دونوں کی ایک ہی ہے۔
ویدانت کے لغوی معنی ہیں علم کی انتہا یعنی وہ فلسفہ جس میں اعلیٰ تحقیقات ختم ہو اور محویت شروع ہو۔
ویدانت واجب الوجود کو اول و آخر ظاہر و باطن ثابت کرتا ہے۔

آپنشد کے سنے اسرار خفی کے ہیں۔ ویدوں کے علمی رموز یعنی توحید و عرفان۔ حکایتوں کے پیرایہ میں ظاہر کئے گئے ہیں

ویدانت کا اصل اصول کیا ہے؟

ویدانت کا اصول یہ ہے کہ ایک گیان سرورپ آتما ہست ہر اور سب نامتناہی۔ یعنی کل کائنات ہستی سے ہماری ہے۔
لیکن چونکہ کل کائنات کا احساس ہر شخص کے تجربہ میں آتا ہے اسی ایک گیان سرورپ آتما سے یہ نتیجہ ہونے چاہیے۔
اسی استخراج کے سمجھانے کے واسطے آپادیں نے مختلف طریقے اختیار کئے ہیں جنکی قلت غائی یہ ہے کہ جس طرح ہو سکے
کائنات کی بوجھندوی طالب کے ذہن نشین کر دی جائے۔ کیونکہ کائنات کا وجود واقعی نہیں ہے۔

گیان سرورپ آتما میں محض بوجھندوی رکھتی ہے اس سے زیادہ کبھی وقت نہیں۔ لیکن چونکہ کثرت ہی کو سمیٹ کر وحدت
وجود پہنچتا ہے اس لئے ایک آتما سے عالم کثرت کا استخراج ایک حقیقی ضرورت ہو جس کا ہرگز نا شاستر کا فرض ہے۔

ہاں تک یعنی خدا کا نہ ماننے والا جانتا ہے۔ کوئی اسے ملک اور حاکم کوئی باپ یا ماں جانتا ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ وہ ایک اور ہی چیز ہے۔ وہ ماں۔ باپ۔ حاکم و مالک نہیں ہے۔ کوئی کہتا ہے وہ کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ ایک حالت ہے۔ کوئی اس کو قانون جانتا ہے کوئی رستہ۔ کوئی آواز کہتا ہے۔ تو کوئی رشتہ ظاہر کرتا ہے کسی کا خیال ہے کہ نہ خدا ہی نہ ہم ہے۔ کھاد پیر فرسے اڑاؤ۔ یہی دنیا کا نیم ہے۔ اس سب جھگڑے کو رفع کر کے پیر کا اس سبق اس طرح حاصل کرتے ہیں کہ جاننے والا نہ جاننے والے کی ہاں میں ہاں ملا کر۔ اور نہ جاننے والا جاننے والے کی ہاں میں ہاں ملا کر کہہ دیتے ہیں کہ اُس کا بھید یہی جانتا ہے۔ وہ تو یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں۔ جیسا ویدانت میں کہا ہے ”نیتی نیقی“ غرض کہ اس سے یہ امر ظاہر ہوا کہ آخر کار سب ویدانت کی طرف آتے ہیں۔ اور یہاں اگر تکدین و دشمنی و ہستی حاصل کرتے ہیں۔

وید چار ہیں

(۱) رگ وید ہے اس کا پرگیا تم آند برہم مہا واک ہے اور اصول اور کار کی سادہ ہنا ہے۔
(۲) یجر وید۔ اس کا ”ایم برہم آسمی“ مہا واک ہے۔ اس میں اور کار کے عملی طریقوں کا بیان ہے۔
(۳) سام وید۔ اس کا ”تت توم اسی“ مہا واک ہے۔ اس میں رشتہ نگ یوگ اور عشق کی طریقت کا بیان ہے اور علم موسیقی و ذیل عبادت ہوا ہے۔

(۴) اتھرو وید۔ اس کا ”ایم آتما برہم“ مہا واک ہے۔ اس میں توحید و عرفان کا بیان ہے۔
یہ چاروں وید رشیوں یعنی عارفوں کے کلمات ہیں جو گذشتہ زمان میں گدھے ہیں۔
اب بڑے زمانے میں یہ علم سینہ بسینہ منتقل ہوتا تھا مگر جب شریاں زیادہ ہو گئیں اور حافظہ میں رکنا مشکل ہو گیا تب وہ وثاق و کتاب ہو کر چارہ پر موسوم ہوئے۔

شرقی وہ کلام ہے جو حالت اشراق میں عارفوں کی زبان سے نکلا ہے۔
ویدانادی میں اور اپنشد وید کے علم آکوہیت کا انتخاب ہے۔
سمرتی کے سننے حافظہ ہیں۔

شرتی کی شہادت صرف بطون میں مل سکتی ہے۔
سمرتی کی شہادت حواس سے مل سکتی ہے۔

سمرتی میں چھ شاستری یعنی فلسفہ۔ پادان۔ اور آپ پان وغیرہ شامل ہیں جو کہ وثاق و عالموں نے وید کی تفسیر و

منتر ۱۔ اس عزیزہ جس طرح ایک سونے کی اینٹ سے سونے کے تمام کاریہ جانے جاتے ہیں۔ تبدیلی محض نام کی ہوتی ہے۔ جو صرف کہنے پر مبنی ہے۔ سونا ہی سیتہ ہے۔

منتر ۲۔ اس عزیزہ جس طرح ایک لوہے کے ٹکڑے سے لوہے کے تمام کاریہ جانے جاتے ہیں تبدیلی محض نام میں ہوتی ہے جو صرف کہنے پر مبنی ہے۔ لوہا ہی سیتہ ہے۔ اسی طرح کی وہ تعلیم ہے۔

منتر ۳۔ سویت کیتو لے کہا کہ میرے گرو یہ علم نہیں جانتے تھے۔ جانتے تو بھلا مجھے کیوں نہ بتاتے۔ آپ ہی مجھے بتائیں اس سے ایک نتیجہ یہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ صرف تعلیم حاصل کرنے سے عالم و عامل نہیں ہوتا۔ گیانی پُرسٹوں سے ہی عامل ہوا کرتا ہے۔ ”چارپاسے بروکتا ہے۔ چ۔ نہ محقق بود نہ دانشمند“

یہ ہارنیک انپشید۔ جو بھم گیان چاہتا ہے وہ مال و زر کی خواہش نہیں کرتا۔ بلکہ بھم گیان کی چاٹنا کرتا ہے۔ ادویہ ۱۲ منتر ۳۔ جس وقت پاکیہ و لکھ نے اپنی استری منتری سے یہ کہا کہ اب میں چوتھے آشرم میں جانا چاہتا ہوں۔ آتیرا اس کا تیا می، دوسری عورت سے حساب کر دوں۔ اس پر منتری چونکہ گیان ملان مٹی اُسے جواب دیا کہ جس شے سے میں امر نہیں ہو سکتی اسکو لیکر مجھے کیا کرتا ہے۔ جو آپ جانتے ہیں وہی مجھے بھی بتائیں و نیلے مجھے درکار نہیں کیونکہ میل دل دنیا کے زرو مال سے بیزار ہے۔ یارب ویدانت کی عظمت اس قدر ہے کہ کسی سے بیان نہیں ہو سکتی۔ بقولیکہ ہر موی جگہ لاکھ اگر میری زبان ہو تو بھی نہ ویدانت کی عظمت کا بیان ہو گا۔ معترض۔ ویدانت تو آدمی کو مردہ والی بناتی ہے کہ کوئی اگر کچھ کہے تو سر نہ ہلائے صبر کیا چڑا رہے۔ ایسے ویدانت سے اپنے علم اخلاق سے تو نہ ہر کمالنا بہتر ہے۔

جواب۔ اگر ویدانت سنگھیا کھلا تا ہے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ اس شکنے میں وہ تاثیر ہے کہ پاپ روپی جہاں دور ہوتا ہے۔ آدمی مردہ نہیں ہوتا۔ بلکہ شیوشنکر نیل کنیشرن جاتا ہے۔ یہ وہ سستی ہے جس پر دنیا کی چستی قربان ہے۔ اگر کسی کو ویدانت جڑتا اور اسی معلوم ہوتا ہے تو اسکی وہ مثال ہے کہ جنہیں کہیں (دو فز۔ نور و سرور) اول ویدانت کو اسکی آنکھ دیکھنے والی ہی نہیں۔ یعنی وہ اندھیرے دیکھنے والی آنکھ چکڑا رہی ہے۔ نہ کہ آفتاب جہاں تاب کے دیکھنے کی۔

و فوریہ جہاں ہم بکسر حجاب جلوہ بست اینجا
نقابے نیست دریا را مگر طوفان عربانی
رام۔ ریم پرانتھا۔ اللہ گلاؤ کسی نسبت دنیا کے عباد اجد اخیال اور الگ الگ رائیں ہیں۔ ایک کا قول دوسرے سے نہیں ملتا۔ کوئی آستک اپنے پرانتھا کو ماننے والا کہتا ہے۔ اور جس کا خیال اُس سے نہیں ملتا۔ اُس سے

لوگ کی ہوس ہے کیونکہ تینوں ہوس ہی ہیں۔ اس واسطے برہمن کو چاہیے کہ عالم بنکر برہم بدیا سکے بل میں قیام کرے بل اور ہم پر اگر کے مٹنی بنکر رہے۔

نہ غم دنیا کا ہے اسکو نہ دنیا سے کنارہ ہے نہ لینا ہے۔ نہ دینا ہے۔ نہ چاہے نہ چارہ ہے
نہ اپنے سے محبت ہے۔ نہ نفرت غیر سے اسکو
نہ شادی میں وہ شاداں جو گدائی میں نہ غم اسکو
نہ کفر اسلام سے فارغ نہ ملت سے غرض اسکو
نہ ہندو گبر و مسلم ہے۔ یہہوں پہنچتے نیا رہے

ویدانت شریک دہشت کی حر واپسراں پر آنکھ نہ ڈالنا۔ بلکہ اندر برہما۔ توک کے عالی رتبوں پر ملت مار دینے کی ہدایت کرتا ہے۔ چھانیکہ اس دنیا کی تاپا مذاری و چند روزہ ایشیا کے لالچ میں مارے مارے پھرنا اور خاک اڑانا
حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شہید ایترا
ویدانت میں یہ بات نہیں ہے کہ جس طرح عام لوگوں کا یہ خیال ہے کہ یہ میرا جسم ہے یا میری دستوبے ٹھیک اسی زور کے ساتھ طاف دگیان مان تمام موجودات کو "میرا" کہتا ہے۔

جیسے ہوتی کی لڑی میں تار ہے اک درمیاں سارے عالم میں ہوں ساری اس طرح اور ہوں نہاں
بیشیادہ اسے انپندہ منتر۔ جو گیانی تمام جیو جڑ چیزوں کو اپنے میں دیکھتا ہے اور اپنے آپ کو سب میں اوکسی سے نفرت نہیں کرتا۔

ویدانت ہی یہ پکار پکار کر کہتا ہے کہ ایک کے جاننے سے سب جانے جاتے ہیں۔
چھانہ و گیہ انپندہ اوصیائے ہکھنڈا منتر

منتر ۲۔ جبکہ شویت کیتو تعلیم پا کر اپنے تمام وید چھکروالی طبع اپنے آپ کو عالم ماننے والا۔ اور مغرور ہو کر اپنی آیاتو اسکے باپ اورن رشی نے اس سے کہا کہ اسے غریب شویت کیتو توجو ایسا عالمی طبع اپنے آپ کو عالم ماننے والا اور مغرور رہے۔ کیا تو نے وہ تعلیم پائی۔

منتر ۳۔ جس سے بے شمار ہوا سنا ہوا۔ بے سوچا ہوا۔ سوچا ہوا۔ اور بے جانا ہوا۔ جانا ہوا۔ ہو جاتا ہے۔ شویت کیتو نے پوچھا کہ ہمارا ج یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟

منتر ۴۔ رشی نے جواب دیا کہ اسے غریب جس طرح ایک مٹی کے ٹکڑے سے مٹی کے تمام کاریہ جانے جاتے ہیں۔ تبدیلی محض نام کی ہوتی ہے۔ جو صرف کچھ چینی ہے۔ شہی ہی سہیہ ہے۔

سائنس کہتے ہیں (کنٹینٹ کون) خدا نے حکم دیا تھا دنیا ہو جائے اور (وہ ہو گئی) اس طرح کہنے یا حکم دینے سے دنیا کو
 رچایا۔ اس بات کا بدیہی ثبوت یہ کہ کہنے یا حکم دینے والا گیان سرور ہے۔ اور اس کے حکم کے ساتھ ہی گیان میں دنیا
 اس طرح جلوہ گر ہو گئی جیسے خواب میں کی نظر کے سامنے خواب کا نقشہ آگیا۔ یہاں اس مسئلہ سے بھی ویدانت کی
 عظمت ثابت ہے۔

ویدانت دیگر مذاہب سے وہی اُنس رکھتا ہے جو کہ خاص ویدانتوں سے رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ سب کو اپنا آتما سمجھتا
 ہے غیرت جہاں چمٹے وہاں اور کہ اور دیکھے۔ اور کو اور سنے۔ اور کو اور سوچے۔ اور کو اور جانے۔ اور کو اور سمجھے۔ اور کو
 اور خیال کو۔ جہاں اپنی ہی سب آتما ہو۔ بقولیکہ چن نامور منظور کوئی غیر کو کس نیت میں اپنا سبب گشت پدید آئے غرض
 ایک نقطہ کا جو پھر پرا۔ تب غین۔ عین کا نام دہرا جب نقطہ موشومہ دور کیا۔ تب یہ عین بھی عین کہایا
 ویدانت کہتا ہے کہ جس جن نے اپنی خواہشوں کو یوں سمیٹ لیا ہے جیسے سمندر اپنی ندیوں کو اپنے پیچ میں داخل کر لیتا
 ہے وہی شانتی دانند، کو حاصل کرتا ہے، دوسرا جنیں غصہ و غم کو مغلوب کرنا۔ اسی کا کام ہے جبکی یہ نگاہ ہے
 پیست دنیا تا بہ آن آلودہ کردن دست خویش برہنہ خواں سیلماں کا سہ لبیدن چراست
 ویدانت کا معراج سنایا ہے۔ اور اس میں بڑائی کا معیار بتا گیا ہے۔ بڑائی کے واسطے روپیہ پیسہ کس قدر ہے دیکھا کرت
 نہیں ہے۔ بلکہ یہ دیکھنا چاہئے کہ اس کا استخدا کتنا ہے۔

خشت زیر سر و بزار کہ بخت اختر پائے دست قدرت نگر و منصب صاحب جا ہے
 یہ بیان حال پیدا ہوتا ہے۔ سب کا آتما اپنا آپ کس طرح ہے۔ سنو! بربار نیک، انشد تیسرا دھیاجو تبار برہمن فقر۔
 ”یا گئیہ و لکھیہ نے جواب دیا جو پران سے سانس باہر نکالتا ہے وہ تیرا آتما ہے۔ اندر ہے۔ جو اپان سے سانس اندر
 کہیں پتا ہے وہ تیرا آتما ہے۔ اندر ہے۔ جو وہاں سے کل جسم تین دہارین پہنچتا ہے وہ تیرا آتما ہے۔ اندر ہے۔ اور زیادہ
 وضاحت سے سمجھنے کو اسلئے نمبر ۲ میں تحریر ہے۔ جو اودان سے پران کی دہاروں کو اوپر چڑھاتا ہے وہ تیرا آتما ہے۔ اندر ہے۔
 ”کہ کون سا آتما ہے۔ اندر ہے۔ اس کا جواب یا گئیہ و لکھیہ نے پھر اس طرح دیا ہے کہ

تو جہانی کے دیکھنے والے کو نہیں دیکھ سکتا۔ ساعت کے سننے والے کو نہیں سن سکتا۔ عقل کے سوچنے والے کو نہیں
 پہنچ سکتا۔ جاننے والے کو نہیں جان سکتا۔ یہی تیرا آتما ہے۔ اندر ہے۔ آتما کی اور تعریف پانچویں برہمن منترا۔ اس طرح کی ہے
 کہ جو بھوک۔ پیاس۔ سوک۔ موہ۔ مینھی۔ اور موت سے پرہیز ہے۔ عقل اسی آتما کو باکبر برہمن لوگ بیٹے کی ہوس۔ دولت
 کی ہوس۔ اور لوگ کی ہوس۔ ترک کر کے بیک ماگھتے پھر اگرتے ہیں جو بیٹے کی ہوس ہے وہی دولت کی ہوس ہے وہی

وہ تم جو جو ملا ہے کوئی بری ہے

سوار کے سر پر پادشاہی ہے

یہی بہتری ہے یہی برتری ہے

مناوی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے

وہ تم جو جو ملا ہے ایتھے کوئی

جٹ ٹکڑ میں مگر کیوں تم نے کہوئی

یہ ہے سب مٹنی کر و راز جو فی

مناوی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے

کرم میں نہ تم دل کو ہرگز گانا

میشٹ بریں کا ہے جھوٹا نسا

نہ آتا تھیں ہے کہیں اور نہ جانا

مناوی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے

ویدانت ہدایت کتاب ہے کہ سترگوں میں مقیم رہو۔ مینی دل کا ہر وقت بھاشت اور شانتی کے نور سے معمور رہنا شروع
خصلہ۔ تعصب۔ سے بھرا ہوا دل حق کا ہرگز نہیں اٹھا سکتا ہے

برویدہ جلوہ گاہ آں ماہ پارہ نصیت

اور کچھیم پاک قواں دید چوں پلاں

ایسا ورسہ انشد میں آیا ہے۔

و خندانہ میرا نس گئے کینور وے پرکاش

جانچو اپنا پاپ۔ جب شوک موہ ہے ناش

جو شخص جو گن (دشوت) تو گن (غضب) کو آہستہ آہستہ کم کر دیکھا۔ اسکو برہم بھاؤ حاصل ہونا آسان ہو جائیگا۔

جیسا کہ اندک انشد میں آیا ہے (یقیناً یہ سب کچھ برہم ہے۔ وجہ یہ ہے کہ چپے میلے پتھر سے پر رنگ نہیں پڑتا۔

یا کہ گیلی لکڑی کو لاکھ جتن کر کے پر بھی آگ نہیں لگتی۔ ویسے ہی جو شخص دو یک۔ دو راگ۔ سم۔ دم وغیرہ سادھن

ہیں نہ ہوا سکو آتم گیان کا رنگ پڑنا مشکل ہے۔

گننا کہ زغیر دست بر بند نہاں

رقم بطیب و گنم از در نہاں

گنم پر پھیر گنفت از ہر دو جہاں۔

گنم کہ غذا گنفت جہیں خون جگر

عالم ویدانت کے نسبت مانڈو گید انشد میں آیا ہے۔

”کہ جو پرسش اس حقیقت کو سمجھتا ہے وہ بلاشبہ سب مرادوں کو پا لیتا ہے اور سب سے اول ہو جاتا ہے۔

سو تیا سوترا انشد میں آیا ہے۔

”جب ویدانتی نے نور علی لور کو جان لیا۔ تو زنجیر سٹوٹ گئی۔ نوکھو ہو گئے اور درنے چنے سے خلاصی ملی۔

ویدانت کہتا ہے کہ پہلے آتما ایک خدا ہے۔ سو چاکرتیں بہت ہو جائیں اور وہ ہو گیا۔ عیسائی کہتے ہیں کہ خدا نے کہا

رکشنی ہو جائے اور (رکشنی ہو گئی)

ایسا جلتے والا اگر اپنا جھوٹا چنڈال کو بھی مٹے تو بھی وہ اس کے آتما ویشواںز میں ہی جوم ہو گا۔

اسمیک ایک بہت اعلیٰ مشہور گیکہ ہے اور بہت صرف کثیر سے عمل میں آتا ہے۔ معمولی آدمی کیا اچھے سبب سے
ساہوکار کا بوتا بھی نہیں ہے کہ وہ اس گیکہ کو کر سکیں۔ بڑے بڑے راجہ و مہاراجوں کا ہی یہ کام ہے کہ وہ سرانجام پہنچا
سکیں اور اس کا نتیجہ سو رگ و پیم لوک کی حصولی مانا ہوا ہے۔

مگر ہمارا ویدانت اسکے واسطے ہی ایسا آسان طریقہ بتاتا ہے کہ ایک غریبے غریب اور کنگال سے کنگال
بھی کر کے بشرطیکہ وہ تمام تراکیبے واقف ہو کہ جس جس طریق اور قاعدہ سے یہ گیک کیا جاتا ہے۔ بردارنیک انہشڈ میں
ہدایت ہے کہ یہ گیکہ انک یا خیالی ہی ہو سکتا ہے۔ ضرورت اتنی ہے کہ آدمی تمام گیکہ کرم سے واقف ہو اور اس کا
اعتقاد و تصور ایسا تیز ہو کہ چشم تصور کے ساتھ تمام رسوم بعینہ ہوئی نظر آئیں۔ اس طرح اسے سچے گیک کا ہی پل نہیں
ملیگا بلکہ اس سے کچھ زیادہ ملیگا۔ کیونکہ مشرقی بتاتی ہے کہ گیان کے ساتھ جو گیکہ کرم کیا جاتا ہے وہ زیادہ زبردست ہوتا ہے
جس اصول پر یہ مسئلہ مبنی ہے وہ یہ ہے کہ عالم عالم خیالی ہے۔ یوٹی نظر والا آدمی بہت سارے پیر غیج کر کے اور سخت تکلیفیں
اٹھا کر اس اعتقاد کو ہم پہنچاتا ہے کہ میں گیک کے پل سے بہرہ ور ہوں گا۔ اور ہوں گا۔ ونا آدمی صرف خیالی قوت سے کام
لے کر وہی کیا اس سے بھی بڑھ کر پل پالیتا ہے۔ شرقی چار پکار کہتی ہے (سچ کلمہ برجم) ترجمہ یہ تمام نام روپ کائنات
برجم ذوات حق ہی ہے۔ ویدانت کی منادی ہے۔

انہیں نہ کہہ بھی کچھ نہ ویدانت کی ہے
منادی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے
بہتیں ڈرتے کس کا بہتیں خوف کیل ہے
منادی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے
بکھیروں میں تم بچنے والے نہیں ہو
منادی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے
کہ رہا بھی مٹھیا ہے مٹھاسے ٹوڑنا
منادی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے
نہ کچھ کرم میں ہے نہ کچھ گیان میں ہے
منادی جہاں میں یہ ویدانت کی ہے

جنہیں کچھ خبر میرے برتانت کی ہے
غرض مینے فکر انکی کل سانت کی ہے
کسی نے بحث ڈر کے بھی کچھ لیا ہے
جگت مٹھیا ہے۔ مگت مٹھیا ہے
بکھیروں سے دنیا کے تم کیوں حسنین ہو
جہاں خواب ہے اور تم خواب میں ہو
نہ برجم کی پدوی کی تم چاہ کرنا
بس ایک ست تم ہو۔ دم اپنا ہی بھرنا
نہ کچھ دھرم میں ہے نہ کچھ دیان میں ہے
یہ سب محض مایا کے اسکان میں ہے

پران کے تربت ہونے پر آگے تربت ہوتی ہے۔ آگے کے تربت ہونے پر سوچ۔ سوچ کے تربت ہونے پر پھر سوچ۔ اسان کے تربت ہونے پر جو چیزیں اسان پر سوچ کے نیچے ہیں وہ سب۔ اس تربتی کے پیچھے آپاسک خود۔ اولاد اور مویشی۔ صحت۔ جلال۔ اور برہم بیج سے تربت ہوتا ہے۔

(۲) دوسری آہوتی جو ہم کرے وہ یہ کہ ہم کوئی چاہیے کہ دیان کے لئے سوا با۔ اس سے دیان تربت ہوتا ہے۔ دیان کے تربت ہونے پر مکان تربت ہوتا ہے۔ مکان کے تربت ہونے پر پانہ۔ پانہ کے تربت ہونے پر اطراف۔ اطراف کے تربت ہونے پر جو چیزیں اطراف اور پانہ کے نیچے ہیں وہ سب اس تربتی کے نیچے۔ آپاسک خود۔ اولاد۔ مویشی۔ صحت۔ جلال۔ اور برہم بیج سے تربت ہوتا ہے۔

(۳) تیسرا تعویذ کھاوے قرین کہ ہم کرتا ہوں آپان کے لئے سوا با۔ اس سے آپان تربت ہوتا ہے۔ آپان کے تربت ہونے پر بانی تربت ہوتی ہے۔ بانی کے تربت ہونے پر آگنی۔ آگنی کے تربت ہونے پر پرتوی۔ پرتوی کے تربت ہونے پر جو چیزیں پرتوی اور آگنی کے نیچے ہیں وہ سب۔ اس تربتی کے پیچھے آپاسک خود۔ اولاد۔ مویشی۔ صحت۔ جلال۔ اور برہم بیج سے تربت ہوتا ہے۔

(۴) چوتھی آہوتی جو ہم کرے وہ یہ کہ ہم کوئی چاہیے کہ سان کے لئے سوا با۔ اس سے سان تربت ہوتا ہے۔ سان کے تربت ہونے پر من تربت ہوتا ہے۔ من کے تربت ہونے پر بادل۔ بادل کے تربت ہونے پر بجلی۔ بجلی کے تربت ہونے پر جو چیزیں بجلی اور بادل کے نیچے ہیں وہ سب۔ اس تربتی کے پیچھے آپاسک خود۔ اولاد۔ مویشی۔ صحت۔ جلال۔ اور برہم بیج سے تربت ہوتا ہے۔

(۵) پانچویں آہوتی جو ہم کرے وہ یہ کہ ہم کوئی چاہیے کہ آدان کے لئے سوا با۔ اس سے آدان تربت ہوتا ہے۔ آدان کے تربت ہونے پر جلد تربت ہوتی ہے۔ جلد کے تربت ہونے پر ہوا۔ ہوا کے تربت ہونے پر اکاس۔ اکاس کے تربت ہونے پر جو چیزیں اکاس اور ہوا کے نیچے ہیں وہ سب۔ اس تربتی کے پیچھے آپاسک خود۔ اولاد۔ مویشی۔ صحت۔ جلال۔ اور برہم بیج سے تربت ہوتا ہے۔

جوا ایسا نہ جانتا کہ آگنی ہو کر کرتا ہے وہ گویا انگاروں کو جٹا کر راکھ میں ہم کرتا ہے۔

جوا ایسا جان کر آگنی ہو کر کرتا ہے اس کی ہم سب لوگوں میں سب چیزوں میں اور سب حیووں میں ہوتا ہے۔ جس طرح سبک کا مونہ آگ میں ڈک کر جل جاتا ہے اسی طرح اس میں آپاسک کے تمام پاپ جل جاتے ہیں۔ جوا ایسا جان کر آگنی میں ہم کرتا ہے۔

اور سب کو اس سے محبت ہو اور اسکی سب کو طلب ہے اور ہر دل کو وہ مرغوب ہے۔

ہر سو کہ دو دیدیم ہمہ سوسے تو دیدیم	ہر جا کہ دیدیم سیر کوئے تو دیدیم
ہر مبتلا کہ بگنہ دل از ہر عبادت	آن قبلہ دل را خم ابروئے تو دیدیم
ہر سرور و راں را کہ دریں گلشن و ہر است	بر رستہ بستان لب جوئے تو دیدیم
از با و صبا جوئے خوش و دوش شیدیم	با با و صبا قافلہ بوئے تو دیدیم
روئے ہمہ خوابان جہان را بہ تماشا	دیدیم و لے آئینہ روئے تو دیدیم
در دیدہ شیدائے بستان ہمہ عالم	کردیم نظر ز گیس جادوئے تو دیدیم
تا ہر رخت بر ہمہ ذرات نہ تابد	ذرات چہاں را پیگ و پوئے تو دیدیم

ویدانت کی عظمت یہاں تک ہے کہ ہر انسان کھانا تو آپ کھاتا ہے۔ مگر بموجب ہر اہت وید و طریقہ کھانا کھاتا جائے تو وہی پھل مناسب ہے کہ جو ہون کرنے والوں کو ملتا۔ ہر لقمہ آہوتی مقصور ہو کر وہ شخص غفلت پاتا ہے۔ اور کیسا ہی کھانا پاک و ناپاک ہو وہ بموجب منتر کے پاک و شکر صہ ہو جاتا ہے۔ پہلا لقمہ اٹھاوے تب کہے کہ بعد سیر ہونے شکم کے جو میں مقصد کھانے کا کروں یا کیا جھوٹا لینے پس خوردہ کھانے کا ارادہ کروں۔ یا مشتبہ طعام کھانے کا قصد کروں یا مکروہ طعام کی ہی خواہش کروں۔ یا سہو سے مرکب اس حرکت کا ہو اہوں تو برکت سے لیشن دیوتا کی کہ یہ موکل طعام کلا ہے۔ اور برکت سے آگ کی۔ اور برکت سے شعلہ آفتاب کی وہ پاک ہو جاوے کہ مجھے اسکی حقیقت پر علم نہیں ہو اور جو کچھ میں کھاتا ہوں پاک ہو جاوے۔ پھر تھوڑا د آچمن کرے پانی پیوے۔ کھانا طعام شروع کرے۔ پانچ لقمہ اس نیت سے کھاوے کہ پانچوں پران۔ اپان۔ وپان۔ اوفاق۔ سمان۔ کو دیتا ہوں۔ اسقدر کھانا کھاوے کہ میرے مود جاوے۔ افرات پر مائل نہ ہو۔ پانی پیوے اور کہے کہ واسطے پران کے ہے۔ ہاتھ منہ دھوے۔ اور یہ بات کہے۔ پران کہ یہ تیش غریزی ہے اور ہمیں کڑا طعام کا لاش کا کام ہے اور یہی ہم آتما ہے۔ پانچ قسم کی ہو انکر جسم میں ملتا ہے۔ اور سب کو لذت دیتا ہے۔ اب میں اس غذا سے آسودہ ہوا۔ تمام عالم مثل میرے آسودہ ہووے۔ آتما سے کہے کہ لے آتما نکال کر نے والی تو ہے۔ اور پیدا کرنے والی بھی تو ہے۔ یہ طعام جو میں نے کھایا ہے تجھے پہنچے۔ جو اس ترکیب سے عمل نہیں کرتا اسکی غذا خرد و بن نہیں ہوتی۔

چھانڈک انشد میں آیا ہے پانچوں ادھیائے میں دیکھو۔ جو کھانا پہلے سامنے آئے اسے اہوتی سمجھنا چاہیے پہلے اہوتی جو ہوم کرے وہ یہ کہ ہوم کرنی چاہیے کہ پران کے لئے۔ سو اہا۔ اس سے پران تربت ہوتا ہے۔

کرشن نے فرمایا ہے۔ جسکی نظروں میں جو یکساں ہوتی دھننی گرم و سرد شادی و غم و صدمت وہ بے اثر
 ہاں کل بے خلق جو اور قہر نہیں صابر و آزاد و دل ان پیا رہے مجھے

ویدانت میں آتما یعنی خدا کے تین اوصاف مانے ہیں یعنی ست۔ چت۔ آند۔ یعنی خیر و دوستی۔ غیر محدود علم۔ غیر محدود
 سرور۔ اور ان تینوں کو ایک بتایا جاتا ہے۔ کیونکہ بلا علم و سرور یعنی محبت بستی نہیں ہو سکتی۔ اور علم بلا محبت ناممکن
 ہے۔ محبت بلا علم محال ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ غیر محدود ہستی و علم و سرور میں یکسانی دیکھو۔ تہا را سراج کی طرح
 تنقی نہیں ہے بلکہ بستی و علم و سرور تینوں کا کمالی ہے۔ ضرورت اتحاد و یکتائی کی ہے۔

ویدانت میں دیکھ کی تعلیم ہے۔ مگر اسکے بوجھ سے نہیں ہیں کہ دنیا چھوڑ دو۔ بلکہ دنیا میں رہتے ہوئے لفظ کام دہا
 معا و ضد کر کے کہتے رہو۔ اور سو برس پہنچنے کی خواہش رکھو۔ اسے شخص ایسا کرنے سے کہ کر کے سے طوٹ نہ ہو گا۔ اور
 اسکے سوائے تیرے لئے اور کوئی رستہ نہیں ہے۔ دیکھو ایسا دھرم ایشہ فترا اور صاحب نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔
 کار دنیا کن و اندیشہ عقی بگذار تا بستی زسی دامن دنیا بگذار

ویدانت کو اس دنیا کو خدا کی بستی بتاتا ہے۔ پھر اس کا چھوڑنا کیا معنی جب سب کو خدا چھوڑ گئے تو کیسی عداوت
 کیسی دشمنی۔ کیسی بڑائی۔ اور کیسی لعنت جس وقت کہ ہر کس و نا کس۔ اخلاق۔ محبت و یکدلی کا بڑا ٹاؤ رکھیں۔ تو یہ
 کہنا درست ہو گا۔ "پھر دیکھئے بہار کہ کیسی بہار ہو"

ایسا کہ پہلے صفحہ میں بھی تعلیم ہے کہ اس دنیا سے مبتذل میں ہر شے والی چیز کو اس خاطر سے دیکھو کہ اس میں
 ایشور و پاک ہے۔ جگت روپ سے چھوڑ کر ایشور روپ سے محسوس کرو۔ پس یہی دنیا کا ترک ہے۔ جب دنیا ترک کر
 جو گئی تو جو کچھ رہے گا وہی خواہ خدا ہے۔ وہی تپ ہیں۔ وہی جو ان ہیں۔ وہی دوست ہیں۔ وہی دشمن ہیں۔ وہی بد
 ہیں۔ وہی نیک ہیں۔ وہی موت ہیں۔ وہی زندگی ہیں۔ جیسا کہ چاند کو انہشہا دہیا ہے کہ کھنڈہ و منتر میں آیا ہے
 آتما ہی نیچے ہے۔ آتما ہی اوپر ہے۔ آتما ہی پیچھے ہے۔ آتما ہی آگے ہے۔ آتما ہی دائیں ہے۔ آتما ہی بائیں ہے
 آتما ہی سب کچھ ہے۔ آدمی ایسا دیکھتا ہوا۔ ایسا سوچتا ہوا۔ ایسا جانتا ہوا۔ آتما میں پریم رکھتا ہے۔ آتما کے ساتھ کیسا ہے
 آتما سے وصل کرتا ہے۔ آتما کا آتما بھوکتا ہے۔ وہ سواٹ یعنی شاہنشاہ ہوتا ہو۔ اور تمام لوگوں میں اسکی خود مختاری
 ہوتی ہے جو لوگ اس سے مختلف طور پر جانتے ہیں انہیں فانی لوگ مٹتے ہیں اور تمام لوگوں میں اسکی خود مختاری نہیں ہوتی
 دنیا کے ہر مذہب کے علماء ویدانت کی تصدیق کرتے ہیں۔ اگر کچھ اختلاف ہے تو وہ مذہبی نقطہ درمیان میں جتنا
 ہے۔ پریشور یا آتما۔ یا فترا یا خدا یا گاڈ وغیرہ کو کچھ نام لو۔ گو کسی نے دیکھا نہیں ہے مگر سب اس کا دم بھرتے ہیں۔

کر عالم کائنات میری روح ہے جبکہ ہم خدا سے قریب سے بھی قریب ہیں۔ تو خدا کو دور اور جدا سمجھنا کیسی سخت غلطی ہی نہیں

جگہ تھیرے سے خدا اس پاس یہ ڈھونڈ ہے جنگل میں
ڈھنڈولا شہر میں لڑکا بچل میں
تو کہہ موئے فتنی مشک جوئی اور صحرا
زلف خویش نداری خبر خطا اینجاست
انچہ ماگردیم بر خود هیچ نابینا نہ کرد
در میان خانہ گم کردیم صاحب خانہ را
ہے مرگ تیرے سو گند سے بھیو یہ بن مجھ پور
کستوری تو نکٹ ہے کیوں وعاوے ہے دور

ویدانت دوئی انے والوں کی بھی یہی کہتا ہے کہ چونکہ حص کے پتلے سے دیکھا جائے تو کثرت ہی نظر آتی ہے اس واسطے
تم بھی رستی پر ہو۔ مگر کائنات کے حصہ خاص کو نظر رکھ کر خدا کو دیکھو گے تو وہ ایک ہی شے معلومہ دکھائی دے گی۔
یہ ایک قدرتی امر ہے چونکہ اہل دوئی کی نظر وسیع نہیں ہے انکو اسی طرح ماننے دو۔ آخر منزل مقصود پہنچ کر کھا کر وہ
بھی تھیں گے پر پھیں گے۔ گرد ویدانت کہتا ہے کہ خوشی و آخذ کا سمندر مل میں موجود ہے۔ گرد و پیش ہے۔ ہر جگہ ہے
اسکو باہر ڈھونڈنا ایسا ہے۔ بقولیکہ زرد آئکس کہ بکثرت چراغ وارد۔

لے کہ عمرے دیئے او سے دویدم چار سو
ناگہانشن یافتم بادل نشستہ رو برو
آخرا لامر شش بدیم متکلف در کوئے دل
گر چہ بیلے دویدم در پئے او کو بکو
دل گرفت آرام چوں آرام دل در گرفت
جاں چو جانان را بدیدم آسودہ گشت آرزو
ایک عمرے کز زئے وصل او بودت چہ را
از پئے آن آرزو گزشتی از ہر آرزو
تا بکے سر چشمہ خود را بجل انپاشتن
جوئے خود را پاک کن تا آید آب آبجو
آب حیواں در دروں وانگہ برائے قطرہ
رخستہ در پیش ہر نادان و نادان آب و
مطرب آن مجلسی ہوت را منہ ہر گز گرو

ویدانت کہتا ہے کہ ہر ایک شخص اس حراج پر پہنچا ہوا ہے۔ اپنی ذات یعنی روح کی عظمت میں یقین نہ کرنا تمہاری کشری
وہابی ہے۔ ویدانت میں یہ بات نہیں ہے کہ دنیا میری بنی رہے۔ میں عیش و عشرت اڑاؤں اور جب کسی مصیبت
میں مبتلا ہوں خدا سے پارتنا و عبادت کر کے کامیابی حاصل کروں اور پھر اپنی اسی پراتی عادت میں مشغول ہوں۔
ویدانت تو خواہشوں کا دشمن ہے۔ وہاں تو خواہشوں کا سترا جو رہا پیٹ کر کھدوے

ہم خدا خواہی و ہم دنیا سے دوں
ایں خیال است محال ہست و جنوں
ویدانت کی یہی تعلیم ہے کہ مجھے ہر چیز میں بسا ہوا (دوپاک) دیکھو۔ وہ کسی سے بھی پر فاس رکھنا نہیں چاہتا۔ گیتا میں ہری

بڑے انپشدر میں من کی شدہی کے لئے اپسانائیں بتائی جاتی ہیں جن میں ”ام“ اور پہلی گلی وہ
 آپسانائیں ہر لغزیز ہیں۔

انپشدر کے حصہ کثیر کا تعلق کرم یا آپسانا سے نہیں ہے بلکہ برہم گیان سے ہے۔ یہ گیان کیا ہے؟
 محض اپنے سروپ کا چچا غما ہے کہ میں حقیقت میں کیا ہوں اور یہ عظمت جو مجھے نظر آ رہا ہے کیا ہے۔ اور انپشدر
 سے میرا کیا تعلق ہے۔

کرم کا مطلب صرف افسار ہے کہ لشکار کرم کرنے سے من کا میل اور ہوتا ہے۔

آپسانا کا اتنا کہ من کا اضطراب دور ہو۔ ان دونوں مرحلے طے کرنے والا گیان کا اور ہنگامی پہچاننا ہے۔

طالب (یعنی مرید) انپشدر کے کہتے ہیں۔ اور یہ ادانت کے کیا معنی ہیں؟

جواب۔ انپشدر کے معنی مجاہد مار مخفی کے ہیں۔ اور ویدانت کے معنی ہیں وید کا انت۔ ہر دو کا مطلب ایک ہی
 ہے۔ اس میں برہم دو یا کوٹ کوٹ کر بھری ہے اور اٹھا کا سروپ دکھلایا گیا ہے۔ اور یہ بتایا گیا ہے کہ نظامہ دنیا
 محض خواب کا نقشہ ہے۔ اس کا دیکھنے والا گیان سروپ جو برہم سے طوطہ نہیں جو۔ بلکہ برہم ہی ہے۔

آگیان کے باعث برہم جو بھاد میں ہے۔ گیان سے آگیان دور ہو جاتا ہے تو اسے اپنے شاہ گیان سروپ
 میں قیام ہوتا ہے جو ست تپت ہے افسار ہے۔ یہاں تمام دوئی آڑ جاتی ہے اور ایک ذات احد باقی رہ جاتی ہے۔
 غرض انپشدر میں آتم گیان کی بحث ہے۔ اسی واسطے اسکو ویدانت یعنی آخری حصہ وید کا انت کہتے ہیں۔
 اور یہ انپشدر ان لوگوں کے لئے ہے جو آد آگون کے پکڑے باہر نکلتا چاہتے ہیں۔

ویدانت کی عظمت کیوں ہے؟

جواب۔ ویدانت تعلیم کی نئی دنیاست۔ محبت و خوش اخلاقی سکھاتا ہے۔ دوئی کو جرموں سے اٹھا کر بچھینکتا ہے۔
 صلح و اشتی کی ہدایت کرتا ہے۔ ویدانت ڈنکے کی چوٹ لٹکا کر کہتا ہے کہ اے انسان تُو ہی خود خدا ہے جبکہ مخلوق
 ہے سب اُسی کی شکلیں ہیں۔ سین انسان گرفتار از میان + دل و آخرت اندر غیراں +

ویدانت کسی مذہب سے پرغاش نہیں کرتا ہے۔ سب کو یکساں نظر سے دیکھتا ہے اور یہی ہدایت ہے کہ آپس میں
 دغا فساد کرو۔ نہ کسی کے حق پر کو خواب کو۔ بلکہ سبکی اس طرح مدد کرو کہ کوئے چڑھتے چلے جائیں اور سب کا محبوب
 ہے اس میں داخل ہو جائیں۔ اہل دوئی کہتے ہیں کہ خدا کا نام ہے باہر رگ یا پرست میں رہتا ہے۔ ویدانت کہتا ہے

۴۱) یہ جاننا ہے۔ اور کئی کئی سوکت بل کر مشترک نام پاتے ہیں۔ نظم کا ہر مصرع یا شعر چا کہلاتا ہے۔ یہ سوکت
 دھاتوں کے بچن ہیں۔ اور دھاتیں خاص خاص مرادوں کے لئے اور خاص خاص دیوتاؤں مثلاً سورج۔ اگنی۔ ہوا
 وغیرہ سے نام لگئی گئی ہیں۔ ادھیکوں میں خاص لب و لہجوں سے پڑھی جاتی ہیں۔ گیان کے متعلق بچن بہت کم ہیں۔
 مگر اس میں شک نہیں کہ جو گیان انہندوں میں دستہ دستہ ہوتا ہے وہ سنگبتاؤں میں بیچ کی صورت میں ہے
 (۲) یجروید۔ نثر میں۔ گیوں میں جو ہوں کیا جاتا ہے وہ زیادہ تر یجروید کے منتر پڑھ کر ہی کیا جاتا ہے۔
 (۳) سام وید۔ میں زیادہ تر وہی سوکت (نظم) ہیں۔ جو گوید میں ہیں۔ مگر یہ سام کہلاتی ہیں اور گیوں میں بجائے
 پڑھنے کے گائی جاتی ہیں۔

(۴) اتھروید۔ کی لفظوں کو یوں سمجھو کہ ہر قسم کے گیکہ کرنے کے عملیات (طریقہ) کے مجموعے ہیں۔ غرض ان چاروں
 سنگبتاؤں میں منتر ہیں۔ اور وہ منتر گیکہ کر م میں کام آتے ہیں۔
 ان چاروں ویدوں کے چھ تنگ مندرجہ ذیل ہیں۔
 (۱) سکشا یعنی علم حروف و لفظ جو منتروں کے پڑھنے میں کام آتا ہے۔
 (۲) کلپ۔ جس میں بتایا جاتا ہے کہ کونسا گیکہ کس طرح ہوتا ہے۔
 (۳) ویاکرن۔ صرف دو نحو جسکی مدد سے وید تحصیل ہوتے ہیں۔
 (۴) نرکت۔ جس میں ویدوں کے الفاظ کی تحقیق و تدقیق ہے۔
 (۵) چھند۔ یا علم عروض جس کی مدد سے ویدوں کے نظم منتر پڑھے جاتے ہیں۔
 (۶) جوتش یا علم نجوم۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سال کے کون سے مہینے یا یکس و نایخ و ہورت میں
 بگ کرنے چاہئیں۔

(۲) ویدوں کا برہمن بھاگ۔ یہ نثر کی کتابیں ہیں اور ان میں اس بات کی توضیح و تشریح ہے کہ گیکہ کیا ہیں؟ کون
 کون سے ہیں۔ ہر ایک کیونکر کیا جاتا ہے۔ کیا کیا سامان و رکاز ہوتا ہے۔ کتنے آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے
 کتنے وصلے پوجن جاری رہتا ہے۔ کہاں کہاں۔ کون کون سے منتر کن کن آدمیوں کو پڑھنے چاہئیں۔
 خاص گیوں کا پتل کیا ہے؟

غرض سنگبتاؤں میں یہ منتر ہیں۔ برہمن بھاگ انکی نسبت بتاتا ہے کہ گیوں میں انہیں استعمال کیونکر کرنا چاہیئے۔
 (۳) وید کا مشترک بھاگ انہند ہے۔ ان میں برہمن بھاگ کی طرح کہیں کہیں کوئی خاص گیکہ کرم بھی آ جاتا ہے۔ خاص کر

اندریوں کو دمن کرنے یعنی قابو میں کرنے کا نام دمن ہے۔

لفظ کرم کرنے کو۔ کرم کہا جاتا ہے۔ کہ یہ کچھ بالعموم کرم کرنے سے من کو شد ہی نہیں ہوتی ہے جس کرم سے من قدر ہووے وہی کرم کہلاتا ہے۔

وید کیا ہیں؟ انکی تشریح کیجئے

وید ہندوستان ہی کے نہیں بلکہ کل دنیا کی سب سے قدیم کتابیں ہیں۔ ان میں منتر ہیں جنکی نسبت ہندوؤں کا یہ عقیدہ ہے کہ آدمیوں کے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکہ انادی۔ انت یعنی بے آغاز اور بے انجام ہیں۔ پرلے ہونے پر منتر ناش نہیں ہوتے۔ بلکہ مخفی رہتے ہیں۔ جب منتر شری شروع ہونے کو ہوتی ہے۔ یعنی جیوں کے کرم مانع ہوت چیتن۔ یا ایشور میں یہ محرک پیدا کرتے ہیں کہ میں ایک سے ایک ہو جاؤں۔ تو اول اسی وید منتر کا ہی سمرن ہوتا ہے اور پہلے کلپ کے مطابق وہ ناطو منظور لینے بڑھتین کو حامل شہو دین لانا ہے۔

ان منتروں کے مجموعہ کا نام وید ہے جسے تین حصہ ہیں (۱) منتر بھاگ (۲) براہمن بھاگ (۳) انشد بھاگ۔

پھر راجی روایت یہ ہے کہ وید ایک تھا۔ ویاس جی مہاراج نے اسے چار حصوں میں منقسم کر کے اپنے چار چیلوں کو بڑھایا۔ ان چیلوں کے اور چیلے ہوئے اور انکے اور اس طرح شاخیں پہیلی چلی گئیں (جنہیں سنسکرت میں شاکا کہتے ہیں) اس طرح گیارہ سو اکتیس شاکا ہو گئیں۔

(۱) شام وید کی۔۔۔ اشاکا میں۔ چونکہ یہ گایا جاتا ہے اس واسطے سب سے زیادہ شاکا ہیں۔

(۲) یجروید کی۔ اساکا میں۔ چونکہ ہون کیا جاتا ہے اس واسطے یہ کی ہی زیادہ شاکا ہیں۔

(۳) رگ وید کی ۲۱ ساکا ہیں۔ یہ منتر صرف پڑھے جاتے ہیں۔ اس سبب سے کم ہیں۔

(۴) اترو وید کی ۹ ساکا ہیں۔ یہ منتر بھی صرف پڑھے جاتے ہیں۔

وید سب مشیوں اور راجاریوں کے نام سے مشہور ہیں۔ ان میں سے بہت سی شاکا لکڑوں کا اب ہند تک نہیں رہا۔ اس وقت تھوڑی سی معروف ہیں اور ان کا نام چلا آتا ہے۔

جیسے کہ چاندوک انشد۔ سام ویدیوں کی چاندوگیا شاکا کا انشد ہے۔

منتر بھاگ۔ چار جیوں یا سنگتہاؤں کی صورت میں ہے۔

وید چار ہیں (۱) یجروید (۲) یجروید (۳) شام وید (۴) اترو وید ان میں سے (۱) رگ وید نظم میں ہے۔ ایک نظم کو سوکت

کرتا ہے۔ البتہ جو بشر علمِ عرفان کے ذریعہ سے جسم کو ترک کر دیتا ہے وہ بیشک تارک ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ آتشِ عرفان جسم کی موجودگی میں جسم کو بالکل جلا دیتی ہے۔ یعنی عدم وجود اس کا ساوی کر دیتی ہے۔

مخصوص صفا بہرہ ترشید نیست
تسلیم و رضا چہ نہ پوشیدن نیست
ادریست کہ از خفیف میت گردو
این دولت ناپاک بہ کوشیدن نیست
موجود شدلے ہونیاسی + کپڑے رنگے نہونے اداسی + پیرلوپ کی اینہو باتی + جو پاوے ہونے سکھاسی

برہم گیان کے سادھن کیا ہیں؟

جواب۔ دو یک۔ ویرگ۔ کھٹ سپتی۔ موکشا۔

برہم گیان اس بات کے ذہن نشین کر لینے کا نام ہے کہ میں گیان سُرورپ آتا ہوں۔ اور مجھ گیان کے سمندر میں جگتِ خواب کا نقشہ ہے۔ کیونکہ گیان کے دوش سے رتی سانپ نظر آئے تو رتی کے گیان سے سانپ کا دم باطل ہو جاتا ہے۔ کسی ریاضت یا ابھياس وغیرہ سے۔ اس واسطے برہم گیان میں کرم ابھياس وغیرہ کی مطلق ضرورت نہیں ہے۔ برہم گیانی بچ و خوشی۔ رغبت و نفرت چھوڑ دیتا ہے۔ نہ کوئی گیان ایک نہیں کہ نہیں نہیں + جو برہم تپ ہی ہے جو کرم کا طالب۔ تو گیان کرم پر پاس نہ چل ہی ہیں؟

جواب۔ نہ چل نہیں ہیں۔ کرم پر پاس نہ کے ذریعہ صفائی قلب ہوتی ہے۔ یعنی گیانی کو فضول ہیں۔ مگر گیانی کو من کے شدہ کرنے کے واسطے ان اعمالوں کی ضرورت ہے۔ تاکہ آدمی گیان کے لائق بنے اور راہِ طریقت صاف ہو جائے کیونکہ برہم گیان کے پانوں تپ۔ دم۔ کرم۔ ہیں۔ وید اعضا ہیں۔ اور رہنے کا مکان ست یا صدق ہیں۔ پس برہم گیان سمجھنے کے لائق آدمی اسی وقت ہو کرتا ہے جب اس کا من شدہ ہو۔ شاستر دھار کرے ست گربن کہنے کی واسطے من یا قلب طیار ہو۔

طالب۔ من کس طرح شدہ ہو سکتا ہے؟

جواب۔ شکام کرم کرنے۔ اور اندیوں کو دمن کرنے اور جاکشی کی عادت بہم پہنچانے سے ہوتی ہے۔ ان ہی تینوں پر چلنے کو۔ تپ۔ دم۔ کرم۔ کا نام دیتے ہیں۔

طالب۔ تپ۔ دم۔ کرم۔ کی تشریح کیجئے۔

جواب۔ جاکشی کی عادت بہم پہنچانے کا نام تپ ہے۔

گر ہستی کو اپنے دہرم میں غلامانہ رہنا چاہیے۔

دہرم کو کاشش ہر کتاب ہے وہ خود کاشش ہوتا ہے

دہرم پالنے سے ہی سکھ اور امن پر کاش ہوتا ہے

دنیا دار کو اصول مند جبہ ذیل پر پابند رہنا چاہیے

(۱) فرض کو فرض سمجھ کر بجالائے۔ اور آسکے بجالائے میں اپنی غرض کو دخل نہ دے

(۲) نفع پر یا نقصان۔ کامیابی پر یا ناکامیابی۔ من کو میلان نہ کرے۔

(۳) کو شمن جب تک کہ کام پرانہ ہوئے کئے جانے چھوڑے نہیں

(۴) پھل کی پابندی مطلق نہ کرے بلکہ ہر ایک کام نفع کا ہو۔ یہاں تک کہ بیک اور گیان بھی نفع کا ہی کیا جائے۔

(۵) نفع کا کام کرم سے نفس صفا ہوتا ہے۔ نفس کا شدہ ہونا ہی من کا شدہ ہونا ہے۔ اور من شدہ ہونے پر گیان کا ادھکاری ہو جاتا ہے۔ اور یہ ایک نہایت دن آسکے چت میں گیان کا پرکاش ہو گا۔ اور کس کو پہنچ جائیگا۔

دنیا دار کو کس طرح رہنا چاہیے

چھپانا ہے خوشی سے جو کہ نازک شایع ہو
گر نہیں سکتا کہ ہیں موجود اور ہائے کو پر

اُس پرندے کی طرح دنیا میں رہنا چاہیے
جھومتی ہے شاخ لیکن خوف کچھ آسکے نہیں

گر بہت آسرم میں پہلے زمانہ میں کون کون راج شتی عارف کامل ہوئے ہیں

گیتا۔ ادھیائے ۳۔ مقرر ۲۰

سلطنت کرنے پر بھی راجہ جب تک عارف تھا

ویسوت منو۔ راجا کشوک۔ سری رام چندر جی بھٹ جی۔ وید ویاس جی۔ راجہ جبک اور بیت سے راج شتی تعلقات
دنیا ہی کے بہت سے پر بھی عارف کامل تھے۔ اس وجہ سے کہ وہ تمام جہانی اور روحانی تعلقوں کے صدر و سربراہ بن گئے تھے
سمجھتے تھے اور اپنی ذات کو ہمیشہ افعال سے مبرا رہنے کوٹ جانتے تھے۔ آجکل یہ عام خیال ہے کہ جب تک کوئی سر نہ شاد
اور گوشہ گزینی اختیار نہ کرے تب تک اسے علم معرفت حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ خیال سرسرتھ سے کہہ کر اپنی حیات
میں عطا کسی کسی سے ترک کر دینی ہے اور نہ ہوگی جیم انسانیت خود بخود دیتا ہے۔ ہر جگہ ساتھ رہتا ہے۔ اور برکستی مل

گرستی کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب۔ گریستی کو چاہیے کہ اتیت یعنی سائل کو اپنے دروازے سے خالی نہ جانے دے۔ جہان کی فوج کرے۔
 مام کو گویں سے خاکساری و سخاوت غرض خلق کا بڑا نور رکھے۔ وسیلہ معاش ایسا رکھے کہ کسی شخص کو تکلیف نہ ہو۔ اور
 نیک کمائی کرے۔ اور کچھ وقت ایٹو چیتوں میں گزارے۔ گھر کو شیل سرانے اور متعلقین کو جہان شب باش حضور کرے
 انجی الفت میں گزارے جو گیانی ہاتھ پائوں کا ست سنگ کرے اور انکی خدمت۔ تن۔ من۔ دھن سے
 بجالائے۔ غور و ابھان کرے۔ اور گریستی کو حسب ذیل پانچ گیمہ کرنے لازمی ہیں۔

(۱) دیو گیمہ۔ یعنی ہون اور گیمہ کر کے دیوتاؤں کو بیوگ پہنچا دے۔

(۲) رشی گیمہ۔ ویدوں کو پڑھے اور پڑھے۔ رشیوں کا قرضہ اٹارے۔

(۳) پتری گیمہ۔ سداہ کرنا۔ دان دینا۔ اولاد پیدا کرنی۔ تاکہ آئندہ کو بھی پتری کرم ہوتے رہیں۔

(۴) منشیہ گیمہ۔ آئے گئے جہان کو کھانا کھانا۔ اور شہرے کو جگہ دینا۔

(۵) پسو گیمہ۔ جانوروں کو چارہ اور پانی دینا۔ اہیات

زا دراہے برنے داری ازین منزل چلا

کہ سیم ناقص خود را کنی کامل عیار اینجا

زا دراہے جمع کن لیے خیر ترا فرصت است

عمر خوش خوش جهان میں ہو بس

خلاص سے کنڈاز حرف نیک و بد خود را

دوے ترش کن تلخ کام الفت را

از باطن چو گمزدشتی دگر معمورہ نیست

ترا در پوئے گل بہر آن دا ذماین مہلت

پیش ازان کہ طبل حلت دست و پا لگم کنی

رہے راضی رضائے مولے پر

ز حرف نیک و بد خلق ہر کہ شغاموش

ز خلق خوش شکر و شہیر باش با احباب

غور مال و دولت و مرتبہ و املاک ہرگز نہ کرے۔ غرض ایسی صورت سے زندگی گزارے کہ وہ گریست میں رہتے ہوئے

بھی جیوں کت ہے

جب تلک دل پرستہ ہیں خدا تمنا نہیں

وہ دم نہیں حق میں مرتے تلوار جو یارب

در کار ہے کچھ تو یہی در کار ہے یارب

خود نمائی۔ خود ستائی۔ خود پسندی خودی

جو دم کہ گزرتا ہے۔ تری یاد سے خالی

دے اپنی حضوری کا شرف اپنے کرم سے

پہول بن کا امار تھا ہے۔ دن رات ناراض ہیں۔ سو ادھر سر کام نہیں کرتے۔ سنیا سیو کی سہو سہو ہے۔
 کامادی نہ ہو گیا۔ بستر پہ پہل پہل کا آثار رکھے۔ جاگن میں جاگن سیک سے اپنا پیٹ بہرے۔ سونوں کے پیے
 سووے۔ دنیا کی کسی چیز سے تعلق نہ ہو۔ لذت اور خوش فاقہ کمال سے لغت ہو عورت سے واسن پاک رکھے۔
 دنیا دار جس مثل زہریلے سانپ کے ڈرتا رہے۔ مگر کوئی کسی توہین ہی کرے۔ ابھی خفتہ کو عورت کو ہر وقت پیش نظر
 رکھے۔ نہ کسی سے ڈرے۔ نہ کسی سے محبت بڑھائے۔ ایسے سنیا سیو کی عزت دینا بھی کرتے ہیں۔ اپنی کے چلن
 میں سب کا پاؤں ہے۔ اسی طرح جو کیوں سنیا سیو کی وجہ سے دنیا دار کی زندگی سچل جاتی ہے۔ راست گو طہر
 طلق لوگ ہی سنیا س دھارت کر سکتے ہیں۔ اور اس سے بڑھ کر اور کوئی تپ نہیں۔ ایسے انسان دوجاؤں کے بھی پیادے
 ہوتے ہیں۔ مگر جانی میں ہی دیگا اور چارل نشین ہوں۔ باوجودیکہ کاروبار خانگی بھی کرتا رہے تو نہایت ہی خوش
 نصیبی ہے کیونکہ عمر کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

پیری ہر کس از خوف مرگ فکر کند
 صد آفرین بر آن کس کہ می کند پیشانی
 جوانی بر سیر کج است فرصت دان جوانی
 دوبارہ کس نے یاد تلخ را لگائی

گرہت آشرم کی منزلت

گرہت آشرم سے بڑھ کر کوئی آشرم نہیں۔ مگر محبت کے بال میں چنکر طرح کی تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔
 اسی سبب سے گرہت آشرم آگاہوں سے نجات نہیں پاتا۔ دل کا لڑنا اور اندریوں کا پست کرنا بھی گرہت کی ریخت
 ہے۔ جو لوگ متعلقین کی محبت میں آلودہ ہو جاتے ہیں۔ وہ بڑی مصو بہتیں پاتے ہیں۔ دانا لوگ اسی سے دنیا کو بیچ اور
 اور بچہ خروٹاب کے سب کو زوال پہنچاتے ہیں۔ مرنے کے بعد باقی۔ بند۔ اولاد۔ اور پشتہ۔ مگر کوئی کسی کا نہیں ہوتا
 ہر ایک اپنی اپنی راحت کو دیتا ہے۔ اپنا ہرم اور خیر و ثواب کے سواے کوئی کام نہیں آتا۔ یہی ساتھ جاتا ہے۔ اس لئے
 دنیا کو چھوڑ کر اور سب کی محبت سے منہ موڑ کر اچھے کام کرنے سے دنیا میں وہ اپنی مسترت ملتی ہے۔ اور دین میں سنج و ڈائی
 نصیب ہوتی ہے۔ جو ایسا نہیں کہتا اس کا دین و دنیا میں کہیں بھلا نہیں ہوتا۔ راحت و تکلیف اور خضاور رضا کو چھوڑنا
 اور دنیا کو بیچ جانے ہے۔ وہی ایسا کی چچان سکتا ہے۔ نہیں تو دنیا کے ہرم میں جھکتا ہے۔ دنیا ہی است و کار
 دنیا ہر سچ۔ جو کچھ ہے وہ غلب و خیال ہے۔ ایک دین سکون ال ہے۔ صورت کا و طاق کی جستجوزا ہر انسان کا غرض ہے
 جو ملوث اور عہد است جو کچھ ہے ہر لذت جو ہر حال میں خیر و خیر و خیر و خیر ہے۔ آہ نہائے مولیٰ ان جہا ولی

تھے شریف کروں کیا اسکی جگہ ہے سدا بہتند
 جیم باکر باغ اوم میں حق نے لگائے ہیں اشجار
 تھے خالق کی نیا مکر و تم کیوں بوسے ہو پھولوں میں
 ذوالی ذکر کر اس سرائی کا بجے نور سے گل گلزار
 رسے دیم ہے مالک جس کا کل عالم میں ہو ہزار
 سین سخن شن معج بات پڑ اس نے بنایا جو سننا
 صوا و صا جی اسکی دیکھو جس نے بنایا تن احصا
 طو سے طوفان آدیکھو جس دن نہیں کیسی بچے قفا
 طو سے ظاہر کر غمز جہاں میں کس کی کرتا ہے آغا
 عین غضب ہو روز حشر کو زمین شق ہو پھر طئے
 قاف قفل کو توڑے جو کوئی اسکا ہوتا فدا
 کاف گم کر جو کریں نہیں ان سے رہنی پروردگار
 لام لیں ہو اسکی یاد میں دی سورانیہ سالار
 نون نکل جا جو دن سے مت اے مرد سمجھو دندار
 ہر ہر دم کر یاد الہی اپنے دل میں تو مت ہار
 جیوں کت ہو آئندہ پربت کر کت آئندہ کہتے لکار

تھے ثانی نہیں اس کا جہر شمس کو تے ہاں غلہ
 حج حشر کو بن جائیں گے آدم ایندہ شتر جہاد
 وال۔ دن کا کلمہ پڑھ لو کا فر جھوڑو دار مدار
 بے برحق باری تعالیٰ کا بے شک ہے سچا و بار
 ز سے زبان سے کہہ ہر دم خدا خداست ہو بیاد
 شین شکر کو مومن نے وعدت میں جوتے ہیں شکر
 ضوا و ضرور کرد عبادت بندگی میں رہنا انتظار
 بے برحق باری تعالیٰ کا بے شک ہے سچا و بار
 عین مثل کو رکھتے ہو صبح موزوں کر اشعار
 مے فیکن کہہ فنا کرے خلق امد کو ملیں خفا
 کاف کفر کو دور کیا جس مالک کی مالی سگار
 بے برحق باری تعالیٰ کا بے شک ہے سچا و بار
 میم۔ مورچہ پٹا دیا۔ رن بیتا کافر مار لے
 واو۔ و مل ہو اسکی یاد میں تے سوراد و دودار
 یے سے یاد خدا کو ہم ہر دم بنے جیو یادوں کے بار
 بے برحق باری تعالیٰ کا بے شک ہے سچا و بار

گرہست اور سنیا سی کی دیکھ بھالی

صاحب ہر دت اور جود و سخا کے پابند۔ دہرم کم سے واقفیت رکھنے والے انسان گناہوں سے پاک رہتے ہیں۔ دنیا و مافی
 دونوں جگہ عزت سے دیکھے جاتے ہیں۔ دان دہرم کرتے سے وقت بڑھتی ہے۔ ایسے لوگوں پر کام کرو وہ مہوہ کا
 کا اثر نہیں ہوتا بعض ایسے ہوتے ہیں کہ جن کے گھر میں چین ہی چین ہے۔ کسی طرح کا دکھ نہیں۔ لڑکے بالے فراخ سے
 کو کر کے نہیں کسی بات کی پرواہ نہیں۔ مگر عالم پیری و ضیفی ہے۔ ایسی حالت میں وہ دنیا چھوڑ کر سنیا س دہرم
 کر کے نہیں ہیں تپ اور پاتا کا دیہان کرتے ہیں۔ بعض بان پرست استری کے ساتھ بن میں نواس کرتے ہیں۔ پٹیل

سادہ اور سادہ شک خالص ہیں جو موجودہ دنیا کی بہن کی جو کوٹا بوند کر رہے ہیں۔ جن لوگوں نے مہلتوں کی سنگت نہیں کی۔ انہوں نے اپنا جیون بیکار کر دیا۔ مہلتاؤں کی سیوا اور بنگوان کی سبکدوشی کے بغیر جوتا حیوانوں کی سی زندگی بسر کرنا ہے۔ اگر پریم کے پانی کی پیاس ہے تو خندق میں کیوں تماش کر رہے ہو ست سنگ کی لٹکا کی طرف آؤ۔ تاکہ جیم جیم کی پیاس مٹ جائے۔

رام۔ بلادوا اسیجا۔ دیا کبھی روستے جو سکھ سادہ ہو سنگت میں وہ بیکٹھ ہوئے آؤ من چنل ہے۔ ایک بالوں میں نہ آؤ۔ زندگی کے گھر سے سوانسوں کے قطرے چمن رہے ہیں دم کو فینٹ چھو۔ اوتو دیا کے ہال کو توڑو۔ اور باہر نکل آؤ۔ یہی سنگت کرو گے۔ پھل بھی دیا ہی ملیگا۔ بندھے ہوئے کو بندھا جو انہیں کھول سکنا۔ تھے مہلتاؤں کی تلاش کرو۔ بیس دہائیوں کے بعدیں بن جاؤ۔

بندھے بندھے ہائے چھوئے کو آ پائے کر سنگت فرزند کی پل میں لئے چھڑائے جاہل درشن سادہ کا تامل کے بلہار ست نام رسنا ہے لیجے جنم سدھار اس لئے بری محبت سے بھاگو۔ لوہے کو پانی میں تڑانے کی کوشش نہ کرو۔ پاؤں کے بوجھ کو نیک محبت کی کشتی میں پھینک دو۔ جو جاؤ گے فیج کی محبت کو لوں کی کوٹھری ہے۔ بغیر دروغ لگے خالی نہ آؤ گے۔ دیکھو ایک ہی سوانتی ہند کا قطرہ پپ میں پڑے تو سنی جنا ہے۔ کیلے کے گوبہ میں پڑے تو کافور بننا ہے۔ وہی قطرہ سانپ کے منہ میں پڑنے سے زہر بھرتا ہے۔ ایک قطرہ کی تین مالتیں۔ یہ ہے سنگت کی تاثیر۔ جیسے پاس بیٹھو گے ویسا ہی گیان ملیگا۔

بارش قطرہ کیسا ابل ستا مٹی میں پڑنے سے کیوڑ بن گیا ہری جن سیتی روضنا۔ سناری سون بہت تے زکبھوں نہ آجھوے جیوں کالرا کاکیت مورکھ کو سمجھاؤ گے تو گیان گانٹھ سے جالیگھ صابن لگانے سے کوئے کا رنگ سفید نہیں ہوگا۔ مورکھ کی محبت چھوڑ نہیں تو کیلے کے ساتھ لیکر کے پیر کی طرح اسکی شانیں بٹینگئی اور اس کا ناش ہو جائیگا۔ اوہم سادہ ہو کی سنگت سے فوڈ بھاگو۔ کیونکہ سنگت اہم سادہ کی موت ہوئے ت کاں کہیں کبیرا شن سادہ ہوا بانی برہم رسال کبیر گرو کے دیس میں بس جانے جو کوئے کاکاتے ہنس بنے ذات برن نکل کھوئے

برہم گیانی کا پہلا سبق

البت افش کی کر بندگی۔ کہیں رکھتے ہو دلیر مار بے حق پانی تعالیٰ کا بیشک ہے تھامبل

میرے بڑے خود کار چشم مردمان پر مشید ہمارے در سخاوت خویش را افسانہ چوں عالم کن

سادھو سنگت کی مہما

ایک گہڑی۔ آدمی گہڑی اور آدمی میں آدم۔ کبیر سنگت سادھ کی کٹن کوٹی پر اودھ
بلیک ڈاکو تھارت سنگ نے کچن بنا دیا پہلے پرشول کی صحبت کا وہ رنگ چڑھا کہ ظلم اور بے جی
کا کوئی دماغ دل کے دامن پر نہ پاسدہ اس پر لے درجے کا اوباش تھا۔ ست سنگ کی اکیر نے خاک سے
پاک بنا دیا ست سنگ اودھ سے اودھ بنا ہے۔ کچھ کا سمندر شامیں اڑا تھا ہے۔ دکھ کے بادل چھین ہیں
ہو جاتے ہیں۔ اس نے کہا ہے

سنگت کیجئے سادھ کے جن کا پر امن بے نصیب کو دیت ہیں رام سر بیکھا دمن
واقعی دنیا کی کسی نعمت کو تھا نہیں۔ رام نام کی دولت مل گئی تو پھر کسی اور دولت کی ضرورت کیا۔ سادھو کی
سنگت تو عطار کی دوکان کی خوشبو ہے۔ عطار ہاتھ سے کچھ بھی نہ دے تو سی خوشبو مفت میں ہاتھ آتی ہے
بھلا آدمی اپنے پتے سے کچھ نہیں۔ انکی بھلائی کا عکس ہی بدی کو روشن کر دیتا ہے۔ انسان کے سوکھے
کیت ست سنگ کے بادل سے سیراب ہو جاتے ہیں۔

کلہا کال اور گلپتا ست سنگ میں جائے تاسوں دکھ بھگا پھرے سکھ میں رہے ستائے
لوگ۔ متھرا۔ کانشی۔ ہر دوار۔ جگنا تھ کو دوڑتے ہیں۔ دل میں کھوٹ کی کالک ہے۔ کس دریا کا پانی
اس کو دھوئے گا۔ ست سنگ کے بغیر کون کام۔ کر دودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار کی غلاظت کو کھوئے گا۔
ست سنگ سے ہی رام نام کا منتر ہاتھ آتا ہے۔ اور یہ وہی منتر ہے جس کا اٹھاسیدھا رٹ کر بھی پاپ
اتما پار ہو گئے ہیں۔

میرے سنگی دو جنا ایک سادھ ایک ام وہ تو داتا گنتی کے یہ سہرا دیں نام
سادھو کی سنگت چندن کا برکش ہے۔ اس کا جمل بھی چندن کی خوشبو سے معطر ہو جاتا ہے۔ ست سنگ
کبھی پل نہیں جاتا۔ چندن کی صحبت میں چندن ہو جائے۔ پھر اس کو نیم کون کہے گا۔ آکر ہوا دھواک
چندن سب کو اپنا بیبا کر لیتا ہے۔

ایک گہڑی۔ آدمی گہڑی بھاؤ بھگتی میں جائے ست سنگ پہلے ملے ہم کا بے مٹ جائے

حق پر عمل کرنے جارہے ہو، معلوم ہوا کہ ابھی آپ کو او و منہوت ہو۔ اور چونکہ میں سے کثافت کے خزانے کا
 پلایا ہے لہذا مجھے کسی چیز کی پندار نہیں۔ اس لئے میں شہنشاہ ہوں۔ اور تمام دنیا میں میرا لاج ہے۔ جہاں
 چاہوں جاؤں اور سٹوں۔ اور چونکہ میں نے موت کا مطلب سمجھ لیا ہے۔ لہذا اس کا شہ بھی نہیں۔ باقی نالائق
 کا جواب رہا تو وہ یہ ہے کہ اگر میں دنیا داری سے نالائق ثابت ہوا تو فقیری پائی۔
 بادشاہ کے دل پر کڑکتے ہوئے سادہ جو کے نظا بکلی کا اثر کر گئے۔ سواری سے اترے اور فقیر کے
 چرلوں پر پڑا۔ اور فوج کو واپس لوٹنے کا حکم دیا۔ اور باقی عمر قناعت میں بہ آرام بسر کی۔

فقیر اپنی شہرت چاہتا ہے یا نہیں؟

جواب۔ نہیں۔ شہرت ہوتی ہے شہر میں رہنے سے۔ جہاں پر کئی ایک کثیر مجمع دن و مرد کا ہوا اور وہاں خدا
 کو مستند کوئی ٹکڑ زبان مبارک سے وقت مراقبہ کے کل جاوے اور دنیا داری اپنی مرضی کے موافق خیال و
 گمان میں لاکر طشت انعام پہنچاتے ہیں جس سے عارف کامل نہایت ملول خاطر ہو کر سستی کو شیراد کہنا پسند
 کرتا ہے۔ بقولیکہ

رہنے تک ایسی جگہ چلے جہاں کوئی نہ ہو دشمن جاں ہونہ کوئی مہرباں کوئی نہ ہو
 پڑنے گر ہمارے کو اگر کوئی تو مجھے نہ بات اور اگر مر جائے تو نہ خواں کوئی نہ ہو
 جب فقیر کا مقولہ اس قدر تنہائی قیام کا ہے کہ جہاں کوئی آدم ہونہ آدمی زاد تو شہرت کیا معنی رکھتی ہے۔
 فقیر اپنی گوشہ گردی میں ہی خوش ہے۔ چہ جائے کہ شہرت کا خواہاں ہو؟

در صحبت بر لئے خلق بہ بند ہوس نشخ بابا گرواری
 مرا بر کس کہ بیروں سے کشد از گوشہ خلوت ستم گارایت کز آغوش یارم سے کشد بیروں
 ز چشم خلق نہاں دار کینج غرلت خود را کن شیرازہ محبت کند و حدت خود را
 میں زماں کہ عظیم است جملہ صحبت با کنار گیر و غنیمت شمار عزت را
 خوش آن آذادہ کو مرغ نہاں دارد فقیری را نسا گد شہ شہم توقع گوشہ گیری را
 ہر نو حید خدا ہم چوں الف کو یاست تنہائی ودئی در تپہ شرکت بے ہتاست تنہائی
 ماندشئی دست از دنیا سپارد رو بکتی در شریعت نیت جائز بے وضو کر و ن نماز

۲۳ سوال - فقیر کا دین کیا ہے؟

۲۴ سوال - فقیر کا طریقہ کیا ہے؟

۲۵ سوال - فقیر کا آئین کیا ہے؟

۲۶ سوال - فقیر کا دستور کیا ہے؟

۲۷ سوال - فقیر کی عبادت کیا ہے؟

جواب - کیس کو نہ ستلاؤ۔

جواب - اپنے کو فقیر سمجھنا

جواب - کسی کی طرف داری نہ کرنا

جواب - جو کہے وہی کرے۔

جواب - سب کو نیک صلاح دینی۔ بچوں کی طرح

ہر وقت چوکنا اور خوشبو کنول کے پتے کی طرح

پانی سے آگ ہو اکی طرح پکڑیں نہ آنے والا۔

اور شیر کی طرح بڈر

بادشاہ اور فقیر کا مکالمہ

ایک لنگوٹ بند سادھو چلے مارہے تھے کہ رستہ میں ایک پیسہ پڑا پایا۔ اس خیال سے کہ یہ کسی حاجتمند کے کام آئیگا۔ اٹھالیا۔ اور حاجتمند کی تلاش کرنے لگے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بادشاہ اپنا لالو لشکر لیے کسی دوسرے ملک پر قبضہ کرنے کے لئے جا رہا ہے۔ ہاتھ (دھن) نے جب دیکھا تو بھاگتے ہوئے بادشاہ کے پاس گئے۔ اور آنکے ہاتھ پر پیسہ رکھ دیا۔ بادشاہ حیران ہو کر پوچھنے لگا۔

فقیر - شہنشاہ۔

فقیر - تمام دنیا کا۔

فقیر - غریب اور محتاج دیکھ کر۔

فقیر - موت تو میرے قبضہ میں ہے۔ بیماری کی کیا

طاقت۔ ہاں نالائق ضرور ہوں۔

بادشاہ - ارے تو کون ہے؟

بادشاہ - دھیرانی سے کس سلطنت کا؟

بادشاہ - ارے یہ تو فون تو نے مجھے پیسہ کیوں دیا؟

بادشاہ - نہایت پریشان ہو گیا۔ اور غصہ میں بولا۔ اسے

نالائق بادشاہوں سے مذاق کرتا ہے۔ کیا موت

تو نہیں بلالائی؟

بادشاہ - جوں جوں فقیر کی عجیب و غریب باتیں سنتا

حیران ہوا جا رہا تھا۔ آخر زخمی کے لہجہ میں پھر فرمایا

کیا کہ سائیں جی میں آپ کا معرہ ابھی تک نہیں سمجھا۔

فقیر - رستہ میں جاتے ہوئے میں نے پیسہ پڑا پایا

خیال کیا کہ کسی محتاج کو وید لگا۔ آپ کو حاجتمند میں نے

سمجھا کہ اپنی بادشاہی پر بھی تمامعت نہ کر کے دوسروں کے

یہی آواز "انالحنی" کی تھی بیان کیا جاتا ہے کہ کئی کے وقت یہ قطرہ غن کا زمین پر گرے گا
 (انالحنی) کا نقش بن جاتا تھا۔ اور اس طرح خلیکے پیارے منسوبے آئیں گی یہ میں جان کر ان کو
 اسے دل میں پا کر کہتے جاناں بہت انجان دم مزن
 جان نثار دیتے بیدار جاں وادہ منگو
 کرتا اور دست اندازے کیجی از دمانگو
 چوں یقین آمد ہا کن کشتی شک و گساں
 علم بے دنیاں گزار و جہل را حکمت مخاں
 بالب سیگوں بروے خوب زلف دلکش
 کفر و ایماں را پیش زلف و رویش کن ہا
 چونکہ با او بر نیاری۔ برون از وصلش ہو
 مہر تا باں چونکہ بہت از عکس رویش بائیں
 از دل و جان و جہاں و کشیش ہاں دم مزن
 گرچہ جان و باغی و راہ و جاں دم مزن
 ہر دو ما بہ زہد مان و از دمان دم مزن
 چوں عیاں بنو و رخ و یگی و برہاں دم مزن
 از خیالات فسون اہل یواں دم مزن
 از شراب شادے شیخ مشہدان دم مزن
 پیش تاع و رے او از کفر و ایماں دم مزن
 چونکہ بے او ہم نمی باشی ز جہاں دم مزن
 مغربی و پیش او از مہر تا باں دم مزن

منشوی شریف

لفظ از منہ چہ مدانی جدا
 تو چہ بینی لفظ را منہ بہ ہیں
 لفظ بے منہ ہو خالی ندا
 این شو ثابت کہ معنی لفظ بہت
 بندہ ہم لفظ است معنی آں خدا
 خود خدا اندر لباس آوی
 پرودہ اسم و صفت را پرودہ داں
 چون رو این پرودہ رسم و صفت
 این چہ گوئی نیست این بتہ خدا
 لفظ خود در منہ پوشیدہ بہ ہیں
 معنی ہم معلوم گردد از خدا
 لفظ معنی نیست معنی لفظ بہت
 نیست بندہ از خدا گاہے جدا
 خود خدا اندر لباس آوی
 بندہ داں ہم خداے جاں داں
 خود نمایندات بے رسم و صفت

سوالات شہزادہ وارا شکوہ و بابا لالہ اس بیرگی

کہ خدایا میں تیرے ذیل احسان میں ہوں۔

جواب میں کہل میں کہ ہوں۔

سوال میں کہ کیا جان ہے؟

عشق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا تو آج دیکھ لے گا۔ کل دیکھ لے گا۔ پرسوں دیکھ لے گا۔ یعنی اس روز آپ کو سولی دیکھنی ہو دوسرے روز آپ کی لاش کو جلایا گیا۔ تیسرے روز خاک کو ہوا میں اڑایا گیا۔

جب آپ کو سولی پر چڑھانے گئے تو لوگوں نے پوچھا کہ کیا حال ہے؟ آپ نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور بتلادی طرف منہ کرکے کہا جو کچھ چاہا۔ پایا۔

سولی پر چڑھانے سے پہلے آپ پر پتھر برسائے گئے۔ مولانا شبلی نے ایک پتھر آپ پر بٹے مارا اس وقت آپ نے ایک آہ کھینچی۔

لوگوں نے پوچھا کہ اس قدر اصحاب نے آپ پر پتھر برسائے۔ آپ نے زبان سے اُن تک بھی لیکن ذرا سے پتھر پانچے اس قدر سچ والہم کا اظہار کیا۔ اسکے جواب میں آپ نے فرمایا کہ لوگ نہیں جانتے اس سبب لیکن شبلی جانتے ہیں کہ نہیں پہنچنا چاہیے اسکے باوجود انہوں نے پھینکا۔ جس سے مجھے بوجہ تکلیف ہوئی۔ پسماندہ دیتے وقت سولی کی سیڑھی پر آکے ہاتھ کاٹے گئے۔ آپ ہنسنے لگے کہ لوگوں نے کہا کہ یہ ہنسنے کا کلن مقام ہے۔ آپ نے کہا کہ یہ ظاہری ہاتھ کاٹنے تو آسان ہیں۔ اگر آپ میں سے کسی میں ہمت ہو تو ہمارے صفات کے ہاتھوں کو کاٹ لے۔

پھر آپ کے دونوں پاؤں کاٹے گئے۔ اسپر بھی آپ مسکرائے اور سبب پوچھنے پر آپ نے کہا کہ میں نے دنیا کا سفر ان پاؤں سے کیا ہے۔ لیکن انکے علاوہ دوسرے قدم بھی رکھتا ہوں۔ جواب بھی دونوں جہان کا سفر کر سکتے ہیں۔ اگر تم میں قدرت ہو تو ان قدموں کو بھی کاٹ ڈالو۔ آپ اپنے دونوں خوں آلودہ ہاتھ منہ پہنتے تھے جس کے سبب آپ کی کلاٹیاں اور سینہ خون سے لختہ گیا تھا۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ کسے ایسا کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میرے جسم سے بہت سا خون بہ گیا ہے۔ پس میرا خیال ہے کہ میرا منہ زرد ہو گیا ہو گا۔ شاید یہیں یہ خیال پیدا ہو کہ یہ زردی خوف کے سبب سے ہو۔ اس واسطے میں خون منہ پر ملتا ہوں کہ تمہاری نظروں میں سنخ دکھلائی دوں۔ کیونکہ مردوں کا چہرہ کاٹنا ان کا خون ہے۔

اسکے بعد آپ کی آنکھیں نکالی گئیں۔ ناک اور کان بھی کاٹے گئے۔

مغرب کی بوقت غلیظہ کا حکم آیا کہ اس کا سرن سے جدا کر دو۔

سر کاٹنے کے وقت آپ نے قہقہہ مارا۔ اور جان بحق ہو گئے۔

اسکے بعد ہر ایک عضو کو پارا پارا کیا گیا۔ صرف ایک گردن اور پشت باقی رہ گئی۔ لیکن گردن اور پشت

جیل سے دو رات غائب۔ بیان کیا جا رہا ہے کہ جس رات آپ قید خانے اسی وقت لوگوں نے آپ کو جیل خانہ میں دیکھا کہ آپ بالکل گم تھے۔ جس مکان کے گوشہ میں آپ کو قید کیا گیا تھا۔ اس کو اور تمام مکان کو چھان مارا آپ کا کہیں پتہ نہ ملا۔ آخر کار لوگ متحک کر چلے گئے۔ دوسری رات کو پھر آپ کو دیکھنے کے لئے تو انہوں نے دیکھا کہ نہ تو قید خانہ ہے نہ آپ ہیں۔ اس سے اور زیادہ حیرانی ہوئی۔ تیسری رات آپ کو لوگوں نے جو دیکھا۔ تو دیکھتے کیا ہیں کہ قید خانہ بھی موجود ہے اور آپ بھی موجود ہیں۔ لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ اول رات آپ کو قید خانہ میں ڈھونڈا۔ آپ کہیں نہ ملے۔ دوسری رات پھر آپ کو ڈھونڈا نہ تو جیل خانہ کا چہ لگا۔ نہ آپ کا۔ تیسری رات ہم آپ کو بھی دیکھتے ہیں۔ اور جیل خانہ کو بھی۔ اس راز سے مطلع فرمائیے۔ آپ نے جواب دیا کہ ہاں تم سچ کہتے ہو پہلی رات میں حضور میں تھا۔ اور دوسری رات خود حضور یہاں جلوہ گر تھے۔ اس لئے قید خانہ بھی گم تھا۔ اب مجھے پھر یہاں لائے ہیں۔ فقط مشرعیٰ کی واسطے۔ پس آؤ! اپنا کام کرو!!

قید خانہ کے رستہ ویدیا۔ ایک رات قید خانہ میں تین سو آدمی قید تھے۔ آپ نے ان سے کہا کہ اے قیدیوں میں تم کو رہا کروں۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ آپ ہکو تو کیا رہا اور آنا دے کر بیٹھے۔ پہلے آپ تو رہا اور آزاد ہو جائیے۔ آپ نے اس کے جواب میں کہا کہ میں خداوند کی قید میں ہوں۔ اور مشرعیٰ کا لحاظ رکھتا ہوں۔ اگر چاہوں تو ایک اشارہ سے پس طوق اور بیڑیاں تو مڑاؤں۔ اس کے بعد آپ نے انگلی کا اشارہ کیا۔ اشارہ کے ساتھ ہی انکی سب بیڑیاں ٹوٹ گئیں۔

اس کے بعد ان قیدیوں نے کہا کہ ہم اب کہہ رہے ہیں۔ کیونکہ دروازہ تو بند ہے۔ آپ نے ایک اور اشارہ کیا تو چاروں طرف کھڑکیاں کھلنے لگیں۔ پھر آپ نے فرمایا اب چلے جاؤ۔ قیدیوں نے کہا کہ آپ نہیں چلتے۔ آپ نے اس کا جواب یہ دیا کہ ایک ایسا راز ہے کہ بغیر سولی چڑھے اس کا حل ہونا ممکن نہیں۔ حکام نے صبح اگر دیکھا تو کسی قیدی کا پتہ نہ لگا۔ جب یہ خبر ظنیہ وقت کو پہنچی تو حکم دیا کہ انہیں تین سو قیدیے مار کر فوراً قتل کر ڈالو۔

ملازمان نے آپ کو جیل سے نکالا۔ اور کوڑے مارنے کے بعد آپ کو سولی پر لے گئے۔ اس وقت ایک لاکھ آدمی صبح تھے آپ سب کی طرف دیکھتے تھے اور کہتے تھے۔ حق۔ حق۔ حق۔ انا الحق۔ ایک مدعی لوگوں کی جماعت کو چہرہ ہوا آپ کے سامنے آیا اور اس نے آپ سے دریافت کیا۔

ہاؤں آدمیوں نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ آپ کی اس کرامت سے سب لوگ حیران ہو گئے۔

اسی سفر میں طاہیوں نے آپے کہا کہ حضرت خواجہ دل چاہتا ہے کہ ہم تازہ کھجوریں کھائیں۔ آپ اسی وقت کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ جس طرح خرے کے درخت کو چھاڑتے ہیں۔ اس طرح مجھ کو جھاڑو۔ لوگوں نے آپ کے جسم کو ہلا کر شروع کیا کہ تڑا تڑا کھجوریں گرنی شروع ہو گئیں۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ حضرت ہمارا دل تو انجیریں کھانے کو چاہتا ہے۔ آپ نے ہاتھ پھیلا دیا۔ آپ کے ہاتھ میں ایک طباق آگیا۔ جو انجیروں سے لہلہا بھرا ہوا تھا۔ آپ نے وہ طباق انکے آگے رکھ دیا۔

جب دھچپ واقعہ علوانے طباق کا ہے۔ کچھ لوگ علوانے گرم کے خواستگار ہوئے۔ آپ نے اسی طرح ہاتھ پھیلا دیا۔ اور گرم علوے کا طباق انکے سامنے رکھ دیا۔ جب لوگوں نے اس طباق کے علوے کو کھایا۔ تو سب آپ سے کہنے لگے۔ حضرت ایسا علو تو بغداد کے باب الخاقہ میں جیتا ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ میرے نزدیک باب الخاقہ۔ بغداد۔ اور جنگل سب برابر ہیں۔

اس سلسلہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ اسی وقت بغداد کے علوے کا گرم طباق غائب ہو گیا۔ اس وقت تاریخ لکھ لی۔ چند روز بعد جب آپ کا قافلہ بغداد میں آگیا۔ تو وہ طباق آپ کے ہمراہیوں کے پاس اس علوانی نے دیکھا۔ اس نے ان سے پوچھا۔ آپ کے پاس یہ طباق کہاں سے آیا۔ انہوں نے کل حال معہ تاریخ کے بیان کر دیا۔ علوانی نے جب طباق کے گرم ہونے کی تاریخ دیکھی تو واقعی مری روز تھا۔ علوانی پر آپ کی اس کرامت کا بیت اٹھوا۔ اور وہ آپ کا مرید ہو گیا۔ انا الحق کا نعرہ۔ آپ خدا تعالیٰ کی یاد میں ہر قدر مشغول ہو گئے کہ اپنی ہستی کو بھی بھول گئے تھے۔ انہیں اپنی اور خدا کے درمیان کوئی تفاوت نظر نہیں آتی تھی۔ وہ حق حق۔ انا الحق کا نعرہ لگاتے تھے۔ یعنی میں خدا ہوں۔ آپ کے اس نعرہ کے خلاف متعصب مسلمان بڑے جوش میں آئے۔ اور آپ پر جادو کر اور کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ لیکن آپ نے اسکی شتم بھر بھی پرواہ نہ کی۔ اور اپنے حال میں مست رہے۔ علماء وقت کی مخالفت آپ کو بڑی جہنگلی پڑی۔ انہوں نے غلیفہ وقت کے کان بھرنے شروع کئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ غلیفہ کے حکم سے آپ ایک سال قید خانہ میں رہے۔

اس عرصہ میں لوگ برابر آگے ملتے تھے۔ اور آپ سے دقیق مسائل دریافت کرتے تھے۔ انہیں مزید تنگ کرنے کے لئے غلیفہ کا حکم ہو گیا کہ کوئی آپ کے پاس نہ جائے۔ چنانچہ پانچ ہفتہ تک کوئی آدمی آپ کے پاس نہیں گیا۔ آپ پر زور ڈالا گیا کہ آپ معافی مانگ لیں۔ لیکن آپ نے کہا کہ میں معافی مانگنے کے لئے پیدا نہیں ہوا

کے مانند ہیں۔ جو اس میں پوشیدہ تھانے کی تلاش کرتا ہے۔ وہی گہرے تصور و کھوپا ہے۔
 منف میں مرتبہ انسان این عزائل کے لئے خوبصورت خوش نما ہنر کے دانوں کے لئے
 دے رہا ہے وہ ہم کو کتنا بڑا اند میسر ہے شیر ہو کر حرص کے گیدڑ کے آگے دیر ہے

عارف کامل حضرت شاہ منصور

ہر ہم گمانی بن جانا آسان ہے مگر عامل ہونا مشکل مشکل ہے۔ آفریں ہے ان اشخاص پر جو جسم و جان کی
 ہر واہ شکر کے ثابت قدم رہے۔ عارفوں میں بہت سے اشخاص ہوئے ہیں مگر اس وقت میرا مطلب
 حضرت شاہ منصور سے ہے کہ عشق حقیقی کے سودا فی ادائل عمر میں ہوئے ہیں۔ یعنی اٹھارہ سال کی عمر
 سے ہی آپ کے دل میں عشق الہی موجزن ہوا۔ اور زمانہ کے بردگوں اور عالموں کی تلاش شروع کی حضرت
 جنید بغدادی نے آپ کو خلوت اور سکوت کی تعلیم دی۔ کچھ عرصہ آپ انکی صحبت میں رہے۔ اسکے بعد
 پھر حجاز کا سفر کیا اور ایک سال تک وہاں بجا اور رہے۔

ایک خوفناک پیشگوئی۔ بعد ازاں آپ جامع صوفیان کے ہمراہ بغداد میں رونق بخش ہوئے
 اور آپ نے اس موقع پر اپنے استاد حضرت جنید سے ایک مسئلہ دریافت کیا۔ انہوں نے اس مسئلہ کے
 متعلق جواب فرمایا۔ صرف اتنا کہ ہا کہ تو لکڑی کا سر بہت جلد سرنج کر لگیا۔ اس کا دوسرے الفاظ میں یہ مطلب
 تھا کہ تو مغرب ستولی پر چڑھایا جائے گا۔ چنانچہ حضرت جنید کی پیشگوئی حرف بہ حرف پوری ہو کر رہی۔
 جب حضرت کو اپنے مسئلہ کا جواب نہ ملا تو آپ کو اس سے سخت ملال ہوا۔ اور آپ اپنی بیوی کو بغیر
 اجازت حضرت جنید، ہمراہ لیکر "طشتہ" تشریف لے گئے۔ اور وہاں ایک سال تک قیام کیا۔ آپ کی
 بزرگی۔ کشف و کرامات کو دیکھ کر بہت سے لوگ آپ کے حقد ہو گئے۔ اور آپ کی خدمت میں مصروف ہوئے
 کشف و کرامات۔ آپ کے کشف و کرامات کے متعلق بہت سی روایتیں مشہور ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے

کہ ایک دفعہ آپ چار سو صوفیوں کے ہمراہ جگل میں سفر کر رہے تھے۔ ایسا اتفاق ہوا کہ چند روز کھانے
 پینے کو تیسرا آیا۔ سب لوگ جھوک سے مجبور ہوئے تو انہوں نے آپ سے یہ گزارش کی کہ ہمارا دل چاہتا ہے
 کہ تمہاری ہری کھائیں آپ نے سب کو حکم دیا کہ قطار قطار بیٹھ جائیں۔ بعد ازاں آپ ہر ایک کے پاس گئے
 آپ پیچھے ہاتھ کر لے گئے اور ہر ایک کے سامنے دو روٹیاں رکھیں۔ ہر کوئی سری سرکھیتے تھے۔ اس طرح

مشطی ضرور کوئی چٹکار تھا۔ یا تو وہ آپ تھا۔ یا کوئی اس کا سیوا بر وار تھا۔ بالک کی تلاش کو نکلے۔ اب وہ بالک کہاں۔ کام کیا اور چلتے بنے۔

چلے آئے کہ اپنے بگت کو رستہ دکھانا تھا۔ ٹھہرتے وہ کہاں سورج کا بھی ویسک جلا نا تھا۔ پریم نہ کہتا کیرتن کے بڑے شیدائی تھے۔ لوگ بھی اُنکے بڑے اُو پائی تھے۔ کتنا رنگ جمانے تو مرد و عورت جو جو پر والوں کی طرح پریم کی شمع پر آکر مٹلاتے۔ چمکا ڈر کو روشنی سے عداوت ہے پانی کے دل میں ہمیشہ دہرم کی بغاوت ہو۔ کسی چٹخوڑنے بادشاہ کے پاس چلی کھائی کہ پریم نہ کہتا کے بہانے راگ رنگ کی مصل جاتا ہے۔ عورتوں کو بہکا کر لے جاتا ہے۔ بادشاہ کے ہاں بگت کی طلبی ہوتی۔ ایک طرف پاپیوں کا ہجوم۔ دوسری طرف اکیلا معصوم۔ عذر داری کا کیا آٹھے۔ بادشاہ سلامت بھی غصہ میں تھلا آٹھے۔ دشتو کے عذر کو پسند کیا۔ پریم بدھ کو نظر بند کیا۔

دوا نیگز اور وچک ہے کہانی دھرم کی پاپیوں کے ہاتھ سے ہوتی ہے مانی دہرم کی پاپ کی سیوا کا پہل میٹھا ہے پانی کے لئے اور ہے کشنوں کا کارن پاس مانی دہرم کی رات کو بھگوت نے بھیا نک روپ دہرن کر خواب میں بادشاہ کو روشن دیا۔ اور کہا کہ تو چین سے سوتا ہے۔ یہاں مارے پیاس کے زبان پر چھلے ہیں۔ دل و جگر پر بھالے ہیں۔ بادشاہ نے جواب دیا۔ آبدار خانے سے جتنا جی چاہے پی لو۔ پیٹ بھر کر نوش کر لو۔ بھگوت کو کروہ آیا۔ اور ایک لات جڑوی کھنت و دنا پاک پانی ہم کو پلاتا ہے۔ ہمارے پلاؤ کو بندھن میں ڈال دیا۔ آپ لمبی تانے بند کے جشن آڑا تا ہے۔

الضاف کا یہی کیا تو نے ہے عہد پالا جو بگت تھا ہمارا اس کو بلایا میں ڈالا بادشاہ کی آنکھ کھل گئی۔ فوراً قید خانہ میں گیا۔ پریم نہ کہ کے پاؤں پڑے۔ معافی مانگی۔ کہا میں نے غلطی کی۔ بگت کو عذاب دیا۔ بھگوت کو ناراض کیا۔ جاؤ جلدی تشریف لیجاؤ۔ پیاسوں کی پیاس نبھانے والا پانی کو ترستا ہے۔ واقعی بھگوان بھگتوں کی رکشا کے لئے ذرہ ذرہ میں بستا ہے۔ کس کا دکھ ہے اور کسے لائے پڑے ہیں جان کے بگت کو کاٹا چھبیا اور دروٹھا بھگوان کو بادشاہ نے ٹھٹھے خاکف دینے کی کوشش کی۔ وہاں بگت کے رستہ جانے والے فقیری کے تخت کے بادشاہ دونوں جہان کو شوکر مار بیٹھتے تھے۔ شاہی زر کو ہاتھ نہ لگایا۔ واقعی عارف لوگ کھنڈروں میں خزاں

غمی کو جو خوشی اور موت کو جینا سکتے ہیں وہ مرداروں کی دنیا سے دنی کو کیا سمجھتے ہیں
 ایک پریم نہ نامی شخص تھا اور ہری بھجن کا متوالا تھا۔ چائی ڈھونڈنے والا تھا۔ نام کا فقیر تھا۔ لیکن
 میا دلی میں بے نظیر تھا۔ شانت طرح اور گنہگار تھا۔ انت نیم بھی مقول صبح سویرے منہ اندھیرے
 جناحی سے گھر سے بھرتا تھا۔ اور اپنے دل سے دیو کو بھلا کر پوجا پاٹ میں مصروف ہو جاتا تھا۔
 تعلق سے تو ڈرامہ کی دھڑ سے آشنائی کی صرف عوام میں متی دنیا میں فقیری اور گدائی کی
 ایک روز برسات کی وجہ سے کچھ بہت متی۔ چال کیا طلوع آفتاب سے پہلے جناحی پر جانے میں تو
 گر گر پڑنے کا ڈر ہے اور طلوع آفتاب کے بعد جائیں گے۔ تو جل کے سپر سے ناپاک ہو جانے کا
 اندیشہ ہے۔ چلو جو سر پر آگئی چھلیں گے کچھڑ میں گر پڑے تو جان پر کھیلیں گے۔ انت نیم کا چھوڑنا
 ہری کی تو جین ہے۔ شکہ تو کہ بھگوان کی اتھا کے آومین ہے۔
 جو پریمی ہیں وہ قدرت کی بلاؤں سے نہیں ڈرتے جو ہیں عارف خاکش وہ جھاؤں سے نہیں ڈرتے
 مصیبت کے مقابل بھی وہ سیدھے تیر جاتے ہیں وہ آدمی رات کو دیا کی چھاتی چیر جاتے ہیں
 بر تو کل گھر سے چل پڑے۔ بھگوان اپنے پریموں کی درو شا کہاں دیکھ سکتے ہیں۔ اس اٹل شر واد اور
 دشواش سے خوش ہو کر بھگوان تر لو کی ناہتہ نے بھگت کی رکشا کے لئے مشعلی کا سوا لگ بھرا۔
 وہ دیکھے بھگت کو تو کہ میں تو پھر بیٹھا نہیں رہتا وہ رستہ اور کی امداد کا شکستہ نہیں رہتا
 چیر سا گر کو کشتی کے بنا وہ تیر آتا ہے سنگھاسن چھوڑ کر اپنا دھنگے پر آتا ہے
 پریم نہ جن نے دیکھا۔ ایک خوبصورت بالک ماہ و مہری روپ سے مشعل اٹھائے آگے آگے
 جاتا ہے درواہ بھگتوں کے درو کا اتنا خیال سارے کام چھوڑ چھا کر مشعلی بن گئے۔ خیر یہ تو کوئی ایسا
 ویسا کام نہیں۔ بھگت تیل بھگتوں کے لئے کیا نہیں کرتا۔
 کبھی بنتا ہے نانی پر ویشٹوں کے داتا ہے کبھی فرور بن کر بھار بھگتوں کے اٹھاتا ہے
 نہیں جو کام کرنے کے نہیں بھی آپ کرتا ہے وہ بھگتوں کے لئے دنیا میں لاکھوں روپ بھرتا ہے
 پہلے تو بھگت کو منگلے میں رکھا۔ پریم نہ نے سمجھا۔ کوئی تو کر مالک کو چھوڑ گھڑا تا ہو گا۔ یا چوہا مویشیوں
 کے کھولنے کو جاتا ہو گا خیر مشعلی نے پریم نہ کو بمناسٹ پر بچا پا۔ پھر لوٹ کر بھی ساتھ آیا۔ پریم نہ نے
 گھر سے اسرار۔ تو محبت کے جذبہ نے جوش ملا جوش ماہ و مہری صورت کا خیال آیا۔ سوچا پونہ ہو۔

مکملان کیل کیا کر چنے کہ بس ناروسی نے میرے بگت بنتے ہو۔ اتنا کام بھی نہ ہو سکا۔ میں بتاؤں کون
میرا بگت ہے۔ وہ جو دنیا میں رہتے ہوئے اور نبوی کام کرتا ہوا مجھے نہیں بھولتا۔ جیسا حال خود
دیکھ آئے کہ مارے کی گتے پیشے کے پیشے رہ گئے

راجہ بھرتی کا گیان

نازنینان جاں کو کہتے ہیں ابلا کہیں
ہم آسے ابلا کہیں کس طرح پھر سوچو ذرا
کیونکہ وہ واقف نہیں یہ ہر جلائیے کی چیز
جانتی وہ بھی نہیں ہے یہ کہ میں مر جاؤنگی
ہم پر روشن گرچہ جی طرح ہیں آنکھ عیوب
اور حفاظت میں کسی نے آہی ہے حصہ لیا
جس نے اسکو فتح کر کے دوسروں کو دیدیا
پرورش کرتے ہیں جو دنیا کی دل اور جان سے
کس قدر مغرور ہو جاتے ہیں مغرور ہو جکڑ کچھنے
اور جسکی یاد میں آرام بھی موجود ہو
ہے تعجب ایسی عورت کو کہیں جان جاں
چشمہ زہر بلا ہل بھی نہیں ان سے سوا
اور اگر ناراض ہوں تو زہر سے بدتر ہیں
اور وہاں سے کوہ پر پھر آ زمین پر گر ٹپڑی
گرتا جاتا ہے سدا اس طرح جاہل آدمی۔

شاعران نکتہ رس اس بات سے واقف نہیں
اندہ کو بھی لاہرم سے اپنے ہت جس نے کیا
شمع پر گرتا ہے اک پروانہ آکر بے متینہ
گوشت کاٹنے کا رنجل جاتی ہے پھلی بھی کہی
بھوگتے ہیں پھر بھی ہم سنسار کے فشیوں کو جو
ہے کوئی ایسا کہ جس نے خلق کو پیا کیا
اور کوئی ایسا بھی اس سنسار میں پیدا ہوا
ہیں کوئی ایسے ہی جو چودہ بھون ہیں پالتے
اور یہاں ہم جو کے ایک ایک چھوٹے گاؤں کے
وصل میں جسکے از خود رفتگی موجود ہو
اور بے چینی بھی جسکی دید میں ہو بگیاں
ان سے بڑھ کر ہو نہیں سکتا کہی اب جا
نوشدارو سے یہ بہتر ہیں اگر لغت کریں
جیسے گنگا سرگ سے شیوجی کے متک پر گری
پھر زمین سے رفتہ رفتہ جاسمند میں ملی

بگت پریم ندھ

وہ شک ہو یا کہ دکھ دونوں سے شنتہ تو رہیے

آہیں پرواہ کسی ہے جو دنیا چھوڑ بیٹھے ہیں

ایک گھنٹہ کے بعد نارو منی ایک صاف ستھرے کمرے میں براجلن تھے۔ اُن کے آگے چمکتے ہوئے
برتنوں میں دودھ، کھن، پھل وغیرہ افراط سے رکے ہوئے تھے اور چار دست بستہ دلیر پریشا ہوا تھا
نارو منی کی عا پسی پر بھگوان نے ہرشی کا خیر ستم کیا اور کہا کہ ”دیکھ آئے میرے بھگت کو؟“
نارو منی نے تڑپ کر کہا۔ ”اوہ کس کو آپ نے پتہ بھگت کا خطاب دے رکھا ہے؟“
بھگوان نے کہا۔ ”ہرشی کیا اُس میں کوئی بات نہیں دیکھی؟“

نارو منی نے کہا ”ہی پرانی نگیر کا پینا شام تک جو نے پینا۔ ہاں میری خاطر خوب کی اس میں شک
نہیں۔ مگر آپ کا نام تک نہیں لیا۔ میں نے ہی دیکھا کہ شام ہونے پر بھی لگائے ہیں باندھے کڑی لاکھ
چارن کو دی۔ اور وہ کھانا بنائے لگی۔ اسی دھڑا دھر کے چوڑے موٹے لہکے لگا۔ دھما خمال ہی تو
نہ کیا کہ ہمارا کو تمام سامان ہتیا کر دینا ہی کافی نہیں ہوتا۔ اُس سے باتیں کرنا۔ دلجوئی کرنا بھی جہاں
دوازی میں شامل ہے۔ ہاں تو جب سب کام ختم ہو چکا۔ بچے کھا پیکر سو گئے۔ چار بجے پوچھنے آیا۔ میں
اُس وقت پتل۔ دودھ۔ کھاپی چکا تھا۔ مجھے ترپت دیر ہو کر کھاپی کر لینے ہوئے دیکھ کر وہ بہت خوش
ہوا۔ پھر معافی مانگ کر خود کھانے گیا۔ اسکے پندرہ میں منٹ بعد وہ پھر میرے پاس آیا۔ دو گھنٹہ پہلے
ہی کو بیٹھا۔ میں نے اُس سے کئی سوال کئے۔ اُس کا ایک جواب ہی مجھے ”تھا بھگت“ ہونے کا
ثبوت نہ دیتا تھا۔

بھگوان نے پھر پوچھا کہ میرا نام اُس نے ایک دفعہ ہی نہیں لیا؟
ہرشی نارو۔ ہاں اب یاد آئی۔ سوتے وقت بستر پر لیٹے بیٹھے اسی ضرور اسکو میں نے کہتے سنا۔
”جے بھگوان“ تیرا کام تیرے ساتھ۔ میرا میرے ساتھ“ پھر فراموش ہو گیا۔
بات کو مال کر۔ بھگوان نے نارو سے کہا۔ ایک کام ہے۔ کیا کر سکتے ہو؟
ہرشی ہلا۔ جی حکم! بھگوان نے پوچھا کہ ایک برتن میں دودھ لاؤ۔ برتن دودھ سے لبا لب ہو۔
اور زمین پر ایک بوند گرنے پائے وہ نہیں نہیں ہو گا۔
ہرشی نارو۔ ابھی لیجئے۔

دودھ کا برتن ہاتھ میں تھا۔ لبا لب بھرا ہوا۔ نارو منی کی آنکھیں برتن پر جمی ہوئی تھیں۔ پاؤں اسی تہ آہستہ آہستہ
اٹھا اٹھا کر جب بھگوان کے قریب آئے تو ایسی شوگر لگی سا دودھ زمین پر گر کر بلب بلب ہوا۔

پھوڑا لیں تھیں کہ آئندہ ایسی غلطی نہ ہونے پائے۔
 سورواس بھگوان کرشن کے پورے بھگت تھے۔ اور اسکا تمام کلام بھگوان کرشن کی حمد و ستائش
 سے بھرا ہوا ہے۔ اس کا نقطہ نقطہ اس بات کا گواہ ہے کہ انکی بھگتی کتنی اپنی اور سچی تھی۔ کہتے ہیں کہ ایک
 موقع پر بھگوان کرشن نے سورواس کو ورشن دیئے۔ سورواس نے اُنکا بازو چڑھ لیا۔ مگر بھگوان کرشن نے
 جھٹکا دیکر اپنا بازو چھڑا لیا۔ اس پر سورواس نے یہ دو کہا۔ ۵

ہاتھ چھڑے جات ہو۔ نل جان کے مودہ ہر دے میں سے جانیو تو مرد بد ونگو تو وہ
 مطلب یہ۔ تم مجھے کمزور سمجھ کر بازو چھڑا کر تو چلے گئے۔ لیکن میں تمہیں مرد اس وقت کہوں گا جب تم میرے
 ہر دے سے نکل جاؤ۔

شورواس کا مجموعہ کلام ”سورساگر“ کے نام سے مشہور ہے۔ جو تقریباً بارہ ہزار چوبیڑی نظمیں پر
 مشتمل ہے۔ ان نظموں کو مذہبی اصطلاح میں ”پد“ کہتے ہیں۔ اسکا کلام خاص ”برج بھاکھا“ ہے۔ اور
 بلحاظ حقیقت نہایت اعلیٰ ہے۔ لیکن تاہم نہایت سادہ ہے +

بھگت منوچہار

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ انہوں نے بھگوان سے سوال کیا کہ آپ کا ستپا اور پیارا بھگت کون ہے؟
 بھگوان نے جواب دیا کہ منوچہار۔ نارومنی نے کہا۔ اُس میں ایسی کیا خوبی ہے؟
 بھگوان نے جواب دیا۔ خود ہی جا کر دیکھ لو۔

دوسرے دن نارومنی دوار کا کے نزدیک ایک گاؤں میں منوچہار کے دروازے پر آکر کھڑے تھے
 وہ منوچہار یہیں رہتا ہے، اُنکے سوال کا جواب منوچہار نے خوب دیا۔ منوچہار سوئی کی نوک سے چڑھے ہیں
 چیمہ کر ہاتھ۔ نارومنی نے کہا منو شام ہونے والی ہے۔ اب میں اس وقت کہاں جاؤں گا۔ اگر کچھ انتظام
 کرو تو رات کا لکڑی صبح چل دوں گا۔

منوچہار کا چہرہ ایسے کلمات سن کر چمک اٹھا۔ ناگاسوئی۔ چٹرا زمین پر بیٹھ اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ
 ”وہ من بھاگ ہمارا آج میری کشیا میں پاؤں کی تو حول دینگے“
 وہ دوڑا دوڑا گیا۔ چارن کو کہہ دئے تھے کی ماں تیری تقدیر جاگ گئی۔ بھگوان ہمارے گھر کے ہیں

کوی مالا

- سور داس کے تھے جو کوی مہان (۱) اُن سب سے بڑھ کر نے انہیں کرتستان
اولی رام۔ اکبر۔ اگر۔ درش کوی۔ کریش (۲) چتر۔ بھاری۔ گوپ کوی۔ دین آند۔ امیش
اسٹن کرن۔ جیش آر۔ قادر۔ کیثوداس (۳) توڑ۔ گوپ۔ جیت کوی۔ چرن۔ چتر بھاس
جیون کیثو۔ تاج کوی۔ ہورائے۔ کوی کیم (۴) جو دھا۔ جیش۔ چند۔ کوی۔ کرشن داس۔ کوی جسم
آمرت۔ خاناناک۔ جگن۔ اوڈھورام۔ کسان (۵) جمال لدین۔ جگت مند کوی۔ گوپ۔ داس۔ جمال
جمال دین۔ کسان کوی۔ فیضی۔ جہم۔ جہم (۶) ایسے رام برسدھ کوی۔ وٹل۔ وٹل۔ ریم
امر سنگ۔ گشتام ہوں۔ وکیلہ۔ تروتم داس (۷) چیت۔ چند۔ گوپ۔ بیٹ۔ سو کوی۔ ویدا داس
ہری داس۔ ہری ناتھ لوی۔ مان شلے۔ رگھوناتھ (۸) سرگندیش۔ کبیرار۔ بھلا دھور۔ کوی ناسف
واموڈر۔ وڈا کوی۔ دولت۔ ناگر دیش (۹) تند۔ ہت ہری۔ وٹنس کوی۔ سٹین۔ رنڈاس
چیت سوامی۔ بھگوت رسیک۔ چتر۔ بھاری ل (۱۰) مشرو اوہر۔ مان شنگ۔ لدمن۔ توتی لال
پتارنجن۔ اندرجیت۔ پرتھوی راج کو جان (۱۱) لچمتی ناراین۔ ہری۔ بلی بھدر۔ کو مان
وٹل ناتھ۔ دشنو ناتھ کوی۔ پرماناتھ پڑھن (۱۲) بھگوانداس۔ منوٹھرا۔ پڑمانند۔ نوہن
ناتھ چند۔ بھال کوی۔ کٹند۔ مبارک۔ ویر (۱۳) وٹو۔ وٹیش۔ دآن کوی۔ تے ہی۔ توشی۔ ویر
شری پتی۔ جیش۔ بھگتی میں پنوں۔ نہ کچھ سکھات (۱۴) تپ کوی تان میں کہاں سمن کچھ نہ لکھات
وڈیا پتی۔ آوک کوی ان جتنے بچے مہان (۱۵) کاویہ۔ بڈو میں شورسم۔ تلسی ایک پرمان
- (نوٹ) ۱۰۸۵ پہلی ادبھی چنی کے کوی۔ بے شاعروں کے نام۔

بھگت سور داس جی

سور داس ایک ایشور پری اور ہندی شاعر ہوا ہے جس کے نام سے سبھی واقف ہیں۔ وہ آکھوں سے لاچار تھے۔ بعض روایت اس طرح بھی کرتے ہیں کہ پیدائشی اندھے تھے۔ کسی کا متور ہے کہ وہ عالم شباب میں کسی عورت پر عاشق ہو گئے تھے۔ اور اپنے کو اس کے حال میں پناہ دیکھ کر سوئے لیکر اپنی آنکھیں

- کمت آند کامنی کنک کلنک (۸۵) ان سے ہٹ پھر ہونہ شکنک
کمت آند سب ایشور کے لال (۸۶) خوش ہو ملیں باہیں گل ڈال
کمت آند سب میں صاحب تیرا (۸۷) گھٹ گھٹ میں کیا ہے ڈیرا
کمت آند بات کمت کی سن لے (۸۸) گیان دھیاں دونوں تو چن لے
کمت آند سب سے میٹھا بول (۸۹) بات یہی پوری اہول
کمت آند جھوٹی باتیں جھوٹ (۹۰) سب دھرموں کا یہی پھوٹ
کمت آند جب ترش تلخ دیوے (۹۱) نام شہ گ کا پھر کریں لیوے
کمت آند بولو کو کہہ سے سانج (۹۲) پھر تو بید مہر تک تنگنا ج
کمت آند تو ہی سب کی سہیے (۹۳) جی چاہے جو کوئی بوے
کمت آند گھٹ میں دھارو نام (۹۴) سرب میں دیکھو جھگوان
کمت آند برہم گیانی ناتھ کا ناتھ (۹۵) برہم گیانی کا سب اوپر ہاتھ
کمت آند سب سے میٹھا بول (۹۶) تیرا کیا لگے کا مول
کمت آند یہ جگت ہے نہ پنا (۹۷) اس دلدل میں نہیں پھنسا
کمت آند سیوا کرو گروں کی (۹۸) تیری کا یا کریں اروگی
کمت آند من کو مارو (۹۹) اور آتم تتو بچارو
کمت آند چلنے کی اب باری (۱۰۰) چھوڑو مونی کی یاری
کمت آند کی انہد باقی (۱۰۱) جو سن پائے ہوئے گیانی
کمت آند لالوں کا لال (۱۰۲) جا کے پاس نہ آوے کال
کمت آند ہوا ہے گیانی (۱۰۳) گورو گوہن جیوں کی سن پانی
کمت آند ہوا سنیاسی (۱۰۴) سوامی کرشناں چارہیم نشیٹھ انباشی
کمت آند چڑھاؤ رنگ (۱۰۵) جو دیکھے ہو جاوے رنگ
کمت آند سب کا پیارا (۱۰۶) جو رکھا ایشور کا ہے سہارا
کمت آند بھجن کو ورن رین (۱۰۸) تم پاؤ گے شکہ اور چین

کمت آند مالاکا دھیان

جو بھجن ہو سے کلبان

- کت آئند آتم گیانی پھکڑو (۹۲) بیٹے چراسی کا چکر
 کت آئند آتم گیانی مول (۹۳) بچن سنا کر میٹیں بٹول
 کت آئند آتم گیانی برلا (۹۴) بن آتم گیانی سب کا البہ
 کت آئند آتم گیانی سے کر پاپ (۹۵) ہر دم سنبو است دو چار
 کت آئند آتم گیانی پر قربان (۹۶) خوش ہو پد دیوے زبان
 کت آئند تو چل سیدی چال (۹۷) چل فریب مت کر کوئی حال
 کت آئند کیوں ہوتا مغرور (۹۸) سب کو مرنا ہے بالضرور
 کت آئند کہیں شجہ ہوئی (۹۹) سب سے بڑی خوشی یہ ہوئی
 کت آئند ترشنا کر ایک گھاٹ (۱۰۰) پھر سب کوئی ستا بات
 کت آئند جوین جاوین سنت (۱۰۱) شکہ بھو گیں بڑا انت
 کت آئند جب ہووے نظام (۱۰۲) پھر تو تو ہی تیرا ہے رام
 کت آئند سانچ بول کر کھاؤ (۱۰۳) سرگ لوک کو سیدھے جاؤ
 کت آئند من کو کرو پونیت (۱۰۴) جیسا شتر وہو یا میت
 کت آئند مرے کو رہو طیار (۱۰۵) وہیہ ہووے احسہ کو چار
 کت آئند کال گھاٹ کا گھیرا (۱۰۶) کیوں کرتا پھرے میرا تیرا
 کت آئند کہیں کس سے توجہ! (۱۰۷) وید لکھاریں تو خود خدا
 کت آئند سب تیرا سنگھ (۱۰۸) اس میں مت کر ذرا بکھپ
 کت آئند تو ہے بچ انباشی (۱۰۹) تیرے گہت میں تیرا تہہ کانشی
 کت آئند تو مائے ہے کیوں نہ! (۱۱۰) پرکاشی تو اسی ربی اور خدا
 کت آئند آنکھ بند کر لکھو (۱۱۱) انتر میں آتم شکہ چھو
 کت آئند سب کو ہے مٹھ جانا (۱۱۲) نانچے کوئی راحب راتا
 کت آئند کیوں کرتا ہے پیر (۱۱۳) چند دنا جگ کی ہے سیر
 کت آئند کام نہ پورا ہوئے (۱۱۴) چاہے مرے تک جو جھاڑوئے

- مکت آئند تیرا تو ہی سہا تک (۳۹) تو ہی دیکھ اور شکہ کا دایک
 مکت آئند آتم گیانی دیو (۴۰) کیوں کرتا ہے دو بے کی سیو
 مکت آئند آتم گیانی سنت (۴۱) باقی جھوٹے پھر میں مہنت
 مکت آئند آتم گیانی پاک (۴۲) وید تل ہیں تاکہ واک
 مکت آئند آتم گیانی رام (۴۳) پو میں چرن ہوئے نکام
 مکت آئند آتم گیانی سادہ (۴۴) آنکو میں نت ت آراوہ
 مکت آئند آتم گیانی گیانی (۴۵) باقی جگ میں سب اگیانی
 مکت آئند آتم گیانی بھلا (۴۶) جن پو جاسو پھولا پھلا
 مکت آئند آتم گیانی کوئے (۴۷) دیئے باسنادل سے کہوئے
 مکت آئند آتم گیانی سچا (۴۸) وہ جانت سب کا سب کچا
 مکت آئند آتم گیانی پڈت (۴۹) اور پھر میں باقی سب کھڈت
 مکت آئند آتم گیانی سودہرم (۵۰) اور دھرم جالو سب بھرم
 مکت آئند آتم گیانی یکا (۵۱) اسی جگہ میں متبر اور کم
 مکت آئند آتم گیانی جاگ (۵۲) سپن شپتی میں نہیں جاگ
 مکت آئند آتم گیانی ست (۵۳) چمن میں کر دیو میں شکہ است
 مکت آئند آتم گیانی وصنی (۵۴) پورن ہو کے بیٹھا غنی
 مکت آئند جگہ میں مت پرے (۵۵) گالی شکہ بھی مت لڑے
 مکت آئند بک بک کیوں نہیں چپوڑے (۵۶) دنیا سے مکہ کیوں نہیں موڑے
 مکت آئند ورلہ مانس دیہہ (۵۷) بھجن کرو سب سے رنج نہہہ
 مکت آئند کو میں لاؤ (۵۸) پھر بے حد شکہ تم پاؤ
 مکت آئند آتم گیانی پوجو (۵۹) اور نہ کوئی جگ میں دوجو
 مکت آئند آتم گیانی وحن (۶۰) آن کے مکھ میں ڈالو آن
 مکت آئند آتم گیانی سار (۶۱) سب کا کرتے پھر میں اودھار

کت آئند کر لے سن چٹکا	(۱۶)	تیرے گھٹ میں بے لگا
کت آئند غراب کو شکہ دینا	(۱۷)	کتا بہا گوشت کی یہ بیٹنا
کت آئند کہیں ستہ تم بابا	(۱۸)	خبر نہیں کل کی مت کر دعویٰ
کت آئند آتم گیانی ٹھیک	(۱۹)	جگت تجھ یا کے نزدیک
کت آئند آتم گیانی پاؤ	(۲۰)	دوڑ دوڑ تیر تھ مت جاؤ
کت آئند آتم گیانی داتا	(۲۱)	پورے شکہ کی راہ بتاتا
کت آئند آتم گیانی بانکا	(۲۲)	جانو نا کوئی کون کہاں کا
کت آئند آتم گیانی واہ	(۲۳)	دور کرے دنیا کی واہ
کت آئند آتم گیانی ایسا	(۲۴)	پورن کریں آپ میں عیسا
کت آئند آتم گیانی جہان	(۲۵)	سب تیر تھ کا چل ہے تھان
کت آئند آتم گیانی پیارا	(۲۶)	برہم لوک شکہ آس پر وارا
کت آئند سب ہی چاہیں یار	(۲۷)	برہم آتم کا کر دیدار
کت آئند تیری لیلہ جتید	(۲۸)	جان سکے نا جیو معیتد
کت آئند سب میں پورن جوت	(۲۹)	سمجھ وار کو طہا ہر جوت
کت آئند جب آ پا پچھانے	(۳۰)	پھر کیوں بعبید بہاؤ کو مانے
کت آئند تیر آتم صبح	(۳۱)	یہی بات جیوں کی تیوں کہی
کت آئند تجو با سنا ہاری	(۳۲)	یہی پاپنی ہے ہتھاری
کت آئند چیل مت کر نا قبول	(۳۳)	یہی سرب پاپوں کا قبول
کت آئند دیکھو من کی لیلہ	(۳۴)	پل میں تنگ چنک میں ڈھیلہ
کت آئند مانس دیہہ اول	(۳۵)	ہس میں ہس پیارے مت گھول
کت آئند کال بجائے ٹھول	(۳۶)	کر بچار زیادہ مت بول
کت آئند بڑا بنے جو کوئے	(۳۷)	جگ میں سب چھوٹا ہوئے
کت آئند سب چھوڑو آس	(۳۸)	سکھ کا یہی قاعدہ خاص

نظموں کا خیال کرتا ہے۔ ہمارے جیسے کے طریقے اور باہر کی چیزوں کو دیکھتا ہے نہیں وہ تو اس
نیت کو دیکھتا ہے جس سے ہم یہ کام کر رہے ہیں۔

دشہشت جی اسے رام جی پر مہیشور اور پراربدھ (شتمت) پر شارتو یعنیوں کام نکر نے والوں کے کہت یعنی
خیالی لفظ ہیں۔

مڑھلی محمد بابا وہ محبت جو دل کی پاکیزگی اس سے ملنے کا راستہ اور محبت اسکی عبارت ہے۔

شبد اولی مالا

- | | |
|-------------------------------|----------------------------|
| کت آندھ سر با پر گیان | جیسے استھانی پکوان |
| کت آندھ تو ہے شکھ کا بیج (۱) | تیرے بن سب کچھ ناچینر |
| کت آندھ کر سنتوں کا کہنا (۲) | تجھے چند روز دنیا میں رہنا |
| کت آندھ دھن سے مت کر بلک (۳) | چار ونا گا ہے یو مار |
| کت آندھ دانت دکھا کیوں جو (۴) | ہو نہار سو جوں کا توں ہے |
| کت آندھ سب کا چھوڑ سنگ (۵) | تب ہی خوب رکھے کارنگ |
| کت آندھ کہیں شے جب شئی (۶) | جیسا سونا جیسی مٹی |
| کت آندھ جیسے کومت رشتے (۷) | راجہ رنگ بچے نہیں کوئے |
| کت آندھ پیارے ہاتھ سکڑ (۸) | بے کھٹکے ہو تو بچھہ مروڑ |
| کت آندھ کہیں لے سب ہلا (۹) | جب دیکھے پات پات میں اللہ |
| کت آندھ کہیں بو جھٹے آگ (۱۰) | جیسی ٹوپی جیسی پاک |
| کت آندھ جب ہوں پورن کلام (۱۱) | سچے جب راون ستی رام |
| کت آندھ کہیں شے جب بید (۱۲) | جیسی باتیں جیسی دید |
| کت آندھ چار ونا کا میلا (۱۳) | پھر کون گور داور کو ہے چلا |
| کت آندھ شرن سنتوں کا واک (۱۴) | کرد با سنا ویسے تیاگ |
| کت آندھ چار ونا کی بات (۱۵) | کون ٹٹ اور دار اور پٹا مات |

بلکہ جیسے کیا کیا۔

امام غزالی جب تو بھن بندگی کرے تو تیرا دل ایثار کی طرف ہو۔ جب تم نماز پڑھو تو اس طرح کہ خدا کے یہ واسب کو قبول پاؤ۔

کنفیوٹشس نبیوں کو بڑا کہتا۔ انکی پل کھولنی پاپ نہیں۔ ایسا ضرور کرو۔ یہ تو پتہ ہے۔ اس سے اور نیکی آنکھیں کھلتی ہیں۔ اور پاپوں سے بچتے ہیں۔

ایضاً اپنے سے بگنی۔ پڑوسی سے محبت کرنا چاہیے۔

لاؤ تنزو نہ میرے کی طرح کیا ببن۔ نہ تمہارے کی طرح شو کریں کھا۔

ایضاً پانی کی طرح سب کو فائدہ پہنچا۔ اور اپنے لئے سب سے نیچے جا ڈھونڈ۔

ایضاً رہتہ تو سیدھا ہے۔ ہم تیرے ترچے ہو لیتے ہیں۔

حضرت بہارم۔ اگر تو بزرگی چاہتا ہے تو عاجزی کی سڑک پر چل۔

سقراط۔ اندھا ہر یکمان ہو جاؤ۔ آوروں کے کام میں آؤ۔

وٹیونی جب کوئی تجھے بڑا کہے۔ چپ رہ جا۔

بڑہ اپنی استری۔ بھوجن۔ دھن۔ ان تینوں میں سنتوس کرنا چاہئے۔ پڑنا۔ دان۔ اور اچھے کام کی پرشارتہ میں سنتوش ٹھیک نہیں۔

ایضاً بدھوں۔ بیادوں۔ اناہتوں۔ اور آئے گئے کی سیوا کرنا۔ سب بڑی پوجا ہے۔

نگارام جو دوسرے کی دولت کو اندھا۔ اور دوش دینے کو گوتا ہے۔ وہی سنت پڑ۔

وردشت جو ہنرمند ہے اسے نبیوں کے آگے ہاتھ پھیلا نا نہیں چاہئے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔

شاہ بوعلی قلندر۔ شمعے کوئی و شبیجہ بدست ۴ صدمت نہاں داری تو لے بت پرست۔

پارسی دہرم۔ روح ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتی۔ ایک حالت سے دوسری حالت بدلتی اور کبھی فنا نہیں ہوتی۔

ایضاً۔ سنتوش انسان کو خوشی دینے والا ہے۔ مگر اگر خواہ لاخدا کو پیارا ہے۔

شاہ بوعلی قلندر۔ آرزو ہائے تو ہرگز کم نشد ۴ قاسم حرص و ہوا بیت غم نشد ۴

گرد تیغ بہادر۔ دھڑپے دہرم نہ چھاڑے۔ زمین دگلا جائے۔ دہرم کو نہ چھوڑے۔

کیشب حیدر مین۔ جس وقت ہم دما کرتے ہیں تو کیا خدا ہمارے عبادت کے مکان کو دیکھتا ہے۔ ہمارے

دن دن الگ الگ رنگ منجانی دل لگا رہے
 دس دس طلب کب تلخی کر رہے تھے
 پٹو لاک تری ہے کوئی نہ دیکھتا
 پتھر ہے جو ملے مل پھر کبھی کہے لگے

مہاتما پرشون کے سنہری اقوال

منو مہاراج - کسی کو نہ ستاؤ۔ سب محبت کرو۔ چوری۔ زنا کاری ہے پو۔ بھلوں کا آمارہ ستکار کرو۔

ویدک رشی - من سے بچیں۔ سب کرم سے بچیں۔ کرنا۔

جین دھرم - کسی کو نہ ستانا۔ ہم دھرم ہے!

نبردہ - شوق زندگی کا راستہ ہے۔ مہر و دلی موت کا دروازہ ہے۔ جن کے من میں لگن ہے وہ

کبھی نہیں مرتے۔ جنکے من میں لگن نہیں وہ جیتے ہوئے بھی مرے ہوئے ہیں۔

بدھ - جو کھانی کو نہیں دیکھتا۔ مجھے دیکھا کرے۔ کیا ہوتا ہے۔

چانڑک - جس کا دل دوسروں کے دکھ سے گل جاتا ہے۔ اسے گیان ہو کش جانا بڑھانے۔ بھوت

ملنے بچھن کرنے کی ضرورت نہیں۔

ایضا - کاشٹے اور دکھ دینے والے کا منہ جوتے سے کھلی دے۔

وٹا تری - اسے صفت! انسان تیرے چل کھاتا ہے۔ بھول سو گنا ہے۔ تیرے سایہ تلے آرام کرتا ہے۔

اور چلتے ہوئے ڈالیاں توڑ دالتا ہے۔ اگر تو کچھ نہیں کہتا۔ جا تو تجھ پر بیٹ کر دیتے ہیں۔ تو بڑا نہیں

مانتا۔ ہمیشہ سب کی سیرا کرتا رہتا ہے۔ تو بڑا اگر وہ ہے۔ تجھے نہ سکا رہے۔

بھرتری - ہرن تھکے کھا کر مچھلی پانی پی کر۔ نیک آدمی صبر و سہ کر کے زندگی گزارتے ہیں۔ مگر اس پر

بھی ہرن سے شکاری کو مچھلی سے باہی گیر کو۔ اور لائقوں سے نالائقوں کو خواہ مخواہ دشمنی ہے۔

نکارام - جو مصیبت کی وقت نہیں گھبرا۔ جو کسی کو بڑا سہلا نہیں کہتا۔ جو سب کو برابر سمجھتا ہے۔ جو گنگا جل کی

طرح پاک اور پانچاڑی ہے۔ جن ایسوں کو ست تک بڑھاتا ہوں۔

میرا ن بابئی - پرہو میرا پرہم کا ہوگا۔ پرہم کا ہوگا۔ دھما دھما ہوگا۔ پرہو میرا۔ آ۔ آ۔ آ۔

کالیداس - تو بالکل نہ۔ کمال ہی ہے۔ ترانس میں مل جا۔ گناہی ہے۔

کالیداس - انسان اچالہ۔ شکنہ۔ غیر تکلیف کشا ہے نہیں رہتا۔ گونا گونا ہے بڑا اور ذرا والا ہو جائے۔

سہل کن آہ چٹا۔ پرتراہماست۔ سان
 استے پر ہر نامیں تو لمبی و کسب غمان
 جاتے بھروسے سوئے ڈارگو میں سیس
 کتسی ایک دن سے ہے کہ اٹگئے نے چلن
 کر پانی رگبیر کی تو چھوٹیں دونوں جون

ہما تا پٹو صا حب کی بانی

سنت چڑھے میدان پر ترکش باندھے گیان
 ترکش باندھے گیان سوہ دل مار ڈھانے
 لہر پانچ پچیس وہ گڈہ آگ لگائے
 کام۔ کرو وہ کوار قید میں من کو کیٹھا۔
 نور دوازہ چھوڑ سرت دسویں برو دینا
 اہند بابے طور اعلیٰ سنہاس پایا
 جیو بیاسنتوشل آنے کور و نام لکھایا
 پٹو کمین باندھ کے کھینچو سرت کمان
 سلت چڑھے میدان پر ترکش باندھے گیان
 اٹا کنواں لگن میں جس میں جسے چرلغ

رست میں جسے چرلغ بن و عن بنی تی
 سنگور ملا جو ہوئے تارے کی نظر میں
 چھا تو بارہ ماس رہت جرتے دن راتی
 بنے ایک دوا چرلغ کی جوتی ماہیں
 بن سنگور کوئی ہوئے نہیں داکو دے لائے
 پٹو جو کوئی سننے تاکے پوئے بجاگ
 گیان سادہ سننے اور کوئی مستانا نہیں
 اٹا کنواں لگن میں جس میں جسے چرلغ

بنی باجی لگن میں گن بھیاسن مور

گن بھیاسن مور محل آستویں بیٹھا
 نا نا آستیں ترنگ رنگ کچھ کہا نہ جائے
 چاں آستے سوہ گم شبد۔ شبد کے بھیتر بیٹھا
 پٹوٹ گیا تن ہیو۔ نہ انہیں سے لاگی
 چاند سورج چھپ گئے سکھنا سچ بھیجائی
 پٹو دھارا تھیل کے میت ہو گیا مور
 دسوں دوار پھوڑ۔ جوت باہر ہو جاگی
 بنی باجی لگن میں گن بھیاسن مور

چڑھے چوٹے محل پر کئی آدے ہاتھ

گنئی آدے ہاتھ شبد کا کھولے تالا
 سات محل کے بعد ملے آستویں آجیالا
 بن کر باجی لگن میں گن بھیاسن مور
 ملاویب اک بڑے تب میں جائے سائے

ہری حرم بستے گھڑا۔ پیٹے پیگ بجاے
چنب لاسے نکستہ چوں نہ گیا شیشے مول
پور شش خزانہ پایا۔ ست گیا۔ آواگون
آپ پر کامت گیا۔ جت دیکھوں منت لون

(۶) کبیر جت نہل بیا۔ چوں دل لاگی لاسے
(۷) ہر دے سحرئی نام کی۔ مہیہ اسن مشول
(۸) جن و نام و نشان ہے تن اٹھائے کون
(۹) تو تو کرنا تو بھیا۔ مجھ میں رہی نہ ہوں

مہا تاتلسی واس کی بانی

سلاو سنگ بست گور سرن۔ دیا دہرم او پکار
چو بخ بکے گردن گئے چوئے عالی بادور
دینے کو نکھڑا بھلا۔ لینے کو ہر نام
کوہ پیرے کے کارے سواں جس گہر جانے
بال پر سرگرد سے کاتب نہ بتے ہنومان
ہم پڑا مار بن ڈیو کلی سینجیت آبن کہیت
بھن بھرو سے رام کے پریت پو ہر مائیں
جیسے گھر کا زودھا۔ جوا بھلا بھہ جانے
موسے کام کی دھونک سے لہو بھشم ہو جانے
پاچوں بالک ہوت ہے پہلے نکست چیر
نا جانے کس ہیں میں ناراین ملی جانے
پرذا کیا بھرتار سے جن دیکھے سب دیوہ
جیسے جو کے اس میں بھوک ہوا ہو جانے
بسی کرک یختر ہنری سے چمن کھنور
پنا پریم رحمت نہیں تلسی نہشت کشور
تلسی بک میں جن بھتہ سر بھتہ مکاؤں
مان بولنی ایرکھا۔ تلسی نہ لبس نہ بھ

تلسی یاسنار میں پاٹھ رتن ہیں سنار
تلسی ایسی پریت کر جیسے چندر چکور
تلسی باہگ آٹنگے کر جیسے دو دھام
تلسی دہرج کے دہرے سن بھر کھر کھائے
تلسی رام پتلپ سے تیل جوت بلوان
تلسی وہاں نہ جاتے جہاں کہت کاہیت
تلسی ردا بلغ میں سینجیت ہیں لکھا ہے
تلسی بڑا نہ اسنے۔ جو گنوار کہہ جانے
تلسی آو غریب کی ہر سے ہی نہ جانے
تلسی زانگیان سے تاسے دہرت نہ دھیر
تلسی باہگ آٹنگے سب سے بھو ہائے
تلسی پھل بل جہانڈ کے کرو رام سے نہہ
تلسی بکھے پاپ سے ہر چو پانہ سو پائے
تلسی بیٹے جن سے شکہ او بخت چوہی اند
رام رام سب کوئی کہہ شگ۔ شاکو اور
جو جن رہت نہ من رہت۔ رہت گھر میں
وہن کو تنجاہل نہہ۔ پھ مارا سوتی نہہ

رام بھروسے جو رہیں پربت پر ہر پائیں
 نجوم پڑے سب پھیں گے ٹٹے سیدھے
 موتے جام کی شونک سے لوٹا شبنم بڑھ جائے
 ایک دن ایسا ہو نیگا میں وندو جی تو نے
 میں یہ پوچھوں میرے بیزادو میں مولا کون
 دوپاٹن بچ آئے کے ثابت بچا نہ کوئے
 مانی سے جو لگ رہا بال نہ بیکا ہوئے
 تو سے تو کاگا بھلا جو اندر باہر ایک
 مینا۔ جو میں نہ کہے۔ سب کے من کو بھائے
 یہ مارے کرتار کے رین بچو پا ہوئے
 نامیں دیکھوں اور کونا تو سے دیکھن دوں
 رہیتر کے پٹ جب تھلین جب باہر کے پٹ وہ
 جیا بھڑن سے ہے کٹن پیا بھڑن کے با
 دونیناں مت کھائیو ہے پیا ملن کی آس

ٹٹسی بدو ابلغ کے سنی پشہری کھلائے
 ٹٹسی اپنے رام کو رجبہ یومہ کے کھینچ
 ٹٹسی آہ غریب کی ہر سے سہی نہ جائے
 مانی کہے کہہار سے تو مت وندے موئے
 مانی میں مانی ملی اور پون میں پون
 چلتی چاکی دیکھ کے دیا کب سیر روئے
 چاکی ہاکی سب کہیں مانی کہے نہ کوئے
 تن اڑا من کالا بگے کاسا بیک
 بکری جو میں میں کرے گئے چہری پھولے
 چکوا۔ چکوی دوہنے انگو مت مارو کوئے
 آپارے نین میں پلک ڈھانپ تو نے لوں
 آنکھ۔ مال۔ ٹکھ۔ ٹوہ کے نام زرخن لے
 ہون۔ سجن جاتہ تانیں پیا بھڑن کی سار
 گاگا سبتن کھائیو اڑن ٹن کھائیو ماس

سنت کبیر جی کے بھجن

ایشور سرن سے کیا ہوتا ہے ؟

کہے کبیر سرن کئے سائیں ماہیں ملے
 آودہ رتی گھٹ بیچ رہے جا کر رہے سب چار
 کہے کبیر بنن چھاڑیے سنت نام کی ٹیک
 کر جوڑے ٹھاڈی سبھی آٹھ سدھ نو نہ سدھ
 منسا۔ باجا۔ کر مٹا۔ کبیر سرن ساز
 کبیر جاتے بھگت جن سرن سم کچھ ناہیں

(۱) سرن سے سکھ ہوتے سرن سے دکھ جاتے
 (۲) نام جودنی ایک ہے۔ پاپ جودنی ہزار
 (۳) سنت نام کے سمرے آودہ رہے تپت ایک
 (۴) جاگلی گمانی نام ہے تان کی ہے سب رود
 (۵) بچ سکھ سرن نام ہے دو جا دکھ اپار
 (۶) جب تب ختم سادھنا سب سرن کے ماہیں

مہاتما کبیر داس صاحب کی اپنی

بہت گئی تھی زنی رہی ناراین اب چیت
ناراین پنج ہمت پر بے نزد بہت میر
ناراین سنسار میں بھوت پئے انیک
ناراین جنکے یوں بدو سم بھوگ بلاس
ناراین سکے بھوگ میں تو لپٹ دن میں
دایا کاسک چاروں گرے کب گنوار
دھن جو بن یوں بائیکا جا بدھاڑت کپور
ہاتھ جوڑ شاڈار سے جن کے سنکھ کال
چاندن کی چاندنی یہ سنپت سنار
جن کے بھین گپ دھرتی ہم ہوت کچان
جواو پچھو سوئیس سے پر یو آج کے کال
نام گیو۔ راوون گیو۔ جا کو پتو پر وار
پانچ تھو کا پتلا انس دھڑا ناؤں
بھوہلے بلخ میں پھولیں من کے اس
اس جنم سے پائیے جو گے اب کی گات
کبیر انس جنم دل سے ہوئے نہ بار بار
کبیر اکا من چھاڑ کے پالو بہت کتب
دس دھڑے کا پھرا تا میں پکٹی یوں
کبیر اچلی پرے کڑے پان شادی کیانے
آئے تھے میں بات کو نہیں گئے وہ بات
کبیر کشنی کاشے پر پڑی تھی ہر سان

کال پڑیا چک رہی لندن آہو کیت
سور پیر یا بھوم میں بھئے راکھ کے ڈھیر
میں میری کرتے رہے سے شگتے ترن یک
انت سے حب چھاڑ کے پئے کال کے گلاس
انت سے آئو نکٹ دیکھ کھول سکے نہیں
پئے پایا لچ دھن بات نہ لا گے بار
ناراین گو پال بچ کیوں چائے جگ دھور
ناراین سوو دہلی پڑے کال کے گال
ناراین ہر بھین کر یا سوں ہوسے اودھار
ناراین تن کو کہوں رہیو نہ نام نشان
ناتک ہر گن گائے سے چھاڑ سکل منجال
کہو نا تک ہر کو نہیں بھنے جوں سنار
ایک کلا کے پتھر تے گل ہیاسب شاووں
جیو بھلے وٹھے میں انت ہوں چھڑا س
ہائے پڑے بھو پتھر میں سے گھنیری لالت
جوں بن پھل پاکے پڑے گرسے بھوہلے لگے لگا
دھن داکر مار گیا بھائی رہیانا بندہ
رہے کھانچا پڑے بھوہلے تو جیو کون
ایکس ہو کے نام بن پتھر سے جیو ہوا ہے
کیا ہے لگے لگے سے خالی دھنوں ہاتھ
لوک سہا پائی گنو۔ ہم ہم کام شومان

۷۳	سب چیز آگ کون ہے؟	خواہش	۹۳	جو کسے کہتے ہیں؟	۱۰۰	پتہ تنب ہے۔
۷۴	سب دیوہ اندھیر کیا ہے؟	بے بھی۔ آگیاں جیات	۹۴	تو گیاں کیا ہے؟	۱۰۱	اپنی ذرا کھڑی ہو جاتا
۷۵	سب لیاؤ قائمہ میں کوئی	جو دوسروں کو دیتا ہے	۹۵	نطفہ یزدانی کس طرح	۱۰۲	آفت جسم و من ترک
۷۶	سب غیب و غنیمت بکتر کون ہے؟	شانتی۔	۹۶	ماصل ہو سکتا ہے؟	۱۰۳	کرتے ہے۔
۷۷	سب ہما ہتیار کیا ہے؟	گیان۔ سمجھ۔	۹۷	چوکہ آیا آتا کے آسے	۱۰۴	پیسے سوار ہائی کو اٹھ کر
۷۸	سب بڑا شیر کیا ہے؟	پرا خیال۔	۹۸	کرت کر تے کہتے ہیں	۱۰۵	دھار دھکی تار کی گہر کو۔
۷۹	میتنی خزانہ کیا ہے؟	نیکی	۹۹	عدوت کس طرح بڑھتی ہے	۱۰۶	من کے قیام پکڑنے کی کیا
۸۰	سارے چہان کے ملے	من کا	۱۰۰	پردہ دھار سے کیا اٹھنا چاہیے	۱۰۷	جہاں جہاں من جائے
۸۱	دل تھانہ والی کیا ہے؟	بھلائی۔	۱۰۱	زندگی کس طرح بسر کرنا چاہیے	۱۰۸	دہاں ہی پریم کا نشہ کری
۸۲	نفرت کی وجہ کیا ہے؟	بڑائی۔	۱۰۲	راہ و است کیوں کر حاصل ہو	۱۰۹	دام التورہ کو۔
۸۳	دکھ شیفے والی تیاری کیا ہے؟	پاپ	۱۰۳	دنیا کے کہتے ہیں؟	۱۱۰	زلزلہ زمین تلخ سیانی
۸۴	سب اچھی خوشی کیا ہے؟	آزادی۔	۱۰۴	خدا کے نزدیک کونسی بدی بڑھتی	۱۱۱	بہینتی۔ قصور ہے۔
۸۵	بربادی کون لاتی ہے؟	بے بھی۔	۱۰۵	نیک نام	۱۱۲	موسیٰ کی محبت
۸۶	دکھستی کون چھڑاتی ہے؟	مسد۔ خود غرضی۔	۱۰۶	دوسراں قلمی کے درخت	۱۱۳	خدا کی یاد۔ کار دنیا سے
۸۷	سب تیز غار کیا ہے؟	نفرت	۱۰۷	آؤ دیکھ آگیاں کو آیا	۱۱۴	آزاد۔ دل رکھنا شاد۔
۸۸	سب بڑا حکیم کون ہے؟	ساوہو۔	۱۰۸	کہتے ہیں۔	۱۱۵	عمر کو کون کاموں میں صرف کری
۸۹	دکھ کیا ہے نہ جسے آگ بھلائی	نیک نام	۱۰۹	خدا کے نزدیک کونسی بدی بڑھتی	۱۱۶	برہم چچ۔ گرہ پست۔
۹۰	شور و سہری کس طرح چلتی	دوسراں قلمی کے درخت	۱۱۰	خدا کے نزدیک کونسی بدی بڑھتی	۱۱۷	باج پرست۔ سینٹ
۹۱	آپا کے کہتے ہیں؟	آؤ دیکھ آگیاں کو آیا	۱۱۱	خدا کے نزدیک کونسی بدی بڑھتی	۱۱۸	خدا کی یاد۔ کار دنیا سے
۹۲	آپا کے کہتے ہیں؟	آؤ دیکھ آگیاں کو آیا	۱۱۲	خدا کے نزدیک کونسی بدی بڑھتی	۱۱۹	خدا کی یاد۔ کار دنیا سے

۳۸	بھونگت کون ہو؟	موتی دار	۳۸	آٹک کے ہنسی ہو چکنے	حرم میں شکار
۳۹	کال کون ہو؟	ہر ماں میں دھندلا	۳۹	کے دھان	
۴۰	مہریش شہری خوش ہو	بھگت ہیں	۴۰	آدھی کس میں حسن	مراستے سے
	یا بھگت ہیں؟		۴۱	نوبت اظہار سے ہاں	مفت شیر خوار
۴۱	قابل پرستش کون ہو؟	باغ وارش	۴۱	کون ہے؟	معدن کمال
۴۲	اچھا کون ہے؟	چھانپے آپ کو جیتا	۴۲	خوش و مدین کیا ہو؟	سیر و شکر
۴۳	سب سے اچھا کیا اچھا؟	بھگت	۴۳	اصل کیا ہے؟	نام و صورت سے
۴۴	بار بار کیا کرنا چاہیے؟	نیک	۴۴	خود کیا ہے؟	زبان و مکان و دنیا
۴۵	کتنی کسکو حاصل ہے؟	جسکی خواہش باقی ہے	۴۵	کی حد کے اندر ہو	
۴۶	کیساں سلوک کون کرتا ہو؟	توٹ	۴۶	غیر محدود کیا ہے؟	فان و گان و دین
۴۷	غیر کب ہوتا ہے؟	جس خواہش نہ ہو؟	۴۷	کی حد کے باہر ہو	
۴۸	سارو کون ہے؟	جود و سرور سے	۴۸	سب سے بچی کیا ہو؟	شردا - لہن
		جلائی کرے	۴۹	وہ کون سا کام ہے جسکے	دہرم - فرض -
۴۹	روز بروز ترقی کرنا والا کون ہو؟	خواہش	۴۹	کون سے خوشی ہوتی ہے	
۵۰	بڑا ہیرو کیا ہے؟	شانہ	۵۰	سدا مارگ سے کیے نگریم	شوق سے
۵۱	بگتی کسے کہتے ہیں؟	ہر وہ میں بڑا ہوتا ہے	۵۱	ہو سکتا ہے؟	
۵۲	پلن پوسٹ کون ہے؟	سب سے یکساں	۵۲	تحفہ سے کیونکر چھپی	بڑا ہوتا ہے کوشش سے
		دوستی رکھنے والا	۵۳	کسے بیٹھا کیا ہے؟	چائی
۵۳	پندرہ کیا ہے؟	اپنی بہتی کوزات	۵۳	کایا بھنگی کوشی ہو؟	ہو گیاں سے گدی ہو
		سے جانا	۵۴	ہو سکتا ہے؟	ہو پانی کرنا
۵۴	ظاہر سے کون ہے؟	سہ سے محبت کرنے والا	۵۴	کام سے کون کیا ہو؟	کے کسے کسے
۵۵	سے کے بعد کاکا کہاں ملتا ہو؟	آپ میں کسے ملتا ہو	۵۵	سب سے بڑا کیا ہو؟	خند و ہنسی
		نیک میں ہو دہانت	۵۶	سب سے بڑا کیا ہو؟	سے

گیان عمرتی

۱	سب کھلیا یا کون ہے؟	۱۹	کیا جینے والا (وہ مرد) سوچ (آفتاب)
۲	کون کھلچ حاصل دستکاری؟	۲۰	کون ہے؟
۳	دہ کی کون دیتا ہے؟	۲۱	بابا پیدایہ نیا لاکون ہے؟
۴	آخر وقت میں کیا کام آتا ہے؟	۲۲	مزنائیں کا اچھا۔
۵	آشیرم کون آچھا ہے؟	۲۳	جینا کس کا اچھا؟
۶	چاپ کون اچھا ہے؟	۲۴	تیز رفتار کون ہے؟
۷	بس میں کسکو کڑی ضرورت ہے؟	۲۵	انسانی کثیر و کیا ہے؟
۸	سب کا پیار کس طرح ہو سکتا ہے؟	۲۶	درہن کا ہم کیا ہے؟
۹	دو لقمہ کون ہے؟	۲۷	چھتری کا دہرم کیا ہے؟
۱۰	حرک کے قابل کیا ہے؟	۲۸	ویش کا دہرم کیا ہے؟
۱۱	روگ کیا ہے؟	۲۹	گیان کیا ہے؟
۱۲	شکستہ ہونے کی دستور کیا ہے؟	۳۰	بعد مرگ کیا باقی رہتا ہے؟
۱۳	ضیا کا پردہ کیا ہے؟	۳۱	دشمن کا کیا علاج ہے؟
۱۴	سور آ کون ہے؟	۳۲	ہمیشہ وہ کون اٹھاتا ہے؟
۱۵	خوش قسمت کون ہے؟	۳۳	ہمیشہ خوش کون رہتا ہے؟
۱۶	سب کا دشمن کون ہے؟	۳۴	ہمیشہ روتا کون رہتا ہے؟
۱۷	مارنے والا کون ہے؟	۳۵	زندگی میں کیا کرنا چاہیے؟
۱۸	دنیا کیا ہے؟	۳۶	کیسے ساتھ سفر نہیں کرنا
		۳۷	چاہیے؟
		۳۸	عقل کون ہے؟
		۳۹	بڑا کام کیا ہے؟
		۴۰	پے کو پوقوف جانے والا
		۴۱	جس میں بعد کو پتہ نہ ہو

اوم وید۔ اوم تپان۔ اوم کتیا۔ کزنتہم
 اوم بیو۔ اوم پیو۔ اوم سوہ منتم
 اوم الف اکار بکیئے۔ اوم داد اوکار ہے
 اوم خاک۔ اوم بلو۔ اوم آتش۔ اوم آب
 اوم سورج۔ اوم چندا۔ اوم تارا گن کی رات
 اوم جب۔ رام تپ اور اوم ہے گیان
 اوم دیا۔ اوم وہرم۔ اوم ہی دھرم
 اوم ماتا۔ اوم تپا۔ اوم بھائی۔ اوم بہن
 اوم کالی۔ جہا کالی۔ اوم دھگامائے
 اوم وہ۔ اور اوم یہ۔ اور اوم ہی خوش
 اوم کھاتے۔ اوم پیتے۔ اوم ہی چلے کہو
 اوم ہی ہستی ہے۔ ہست لایزال
 اوم عاشق عشق کیئے۔ اوم ہی عشق ہے
 اوم ہی باہل جہل اور اوم ہی جہول ہے
 اوم کائنات بلبل گاؤے
 اوم انسان۔ اوم حیوان و درخت
 اوم ہی ہے پارہا۔ اوم ہے دلدار ہے
 اوم من۔ اوم ہی بدھی۔ اوم آہنگار۔ اختہ کلن
 اوم کا جنت اوم کی لانی
 اوم کا دیولا۔ اوم کی پانی
 اوم گل۔ اوم خارا۔ اوم کاسارا
 اوم ہی ہے جگ یہ ساما۔ اوم ہی میں ساہو

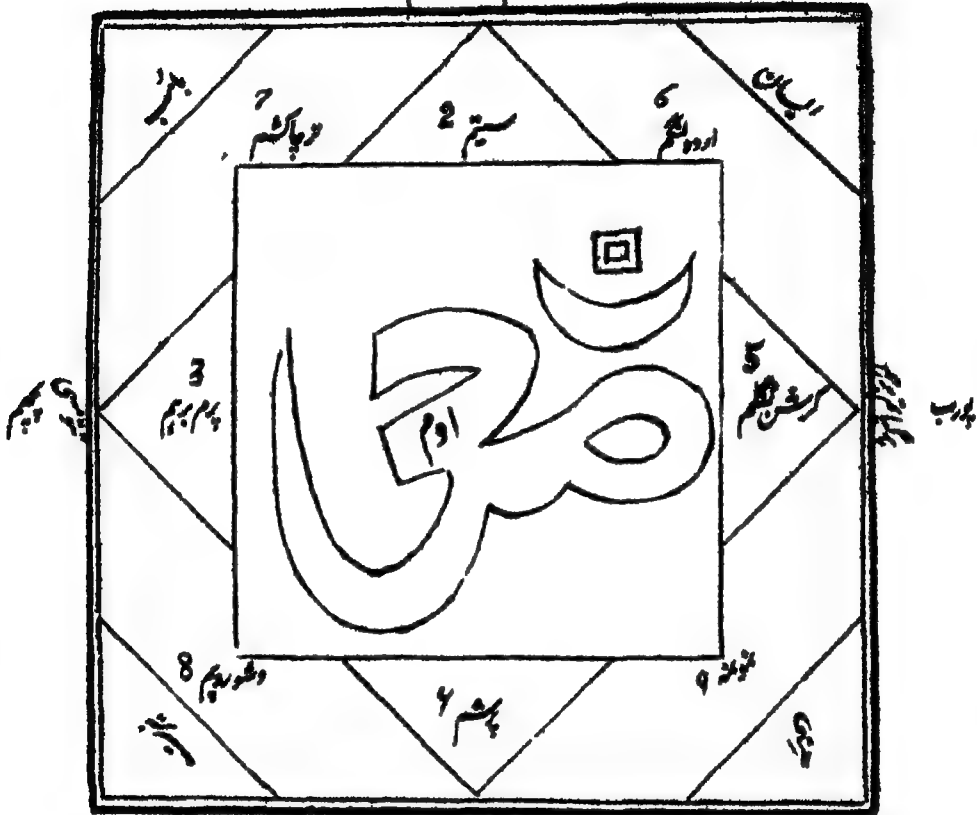
اوم یک۔ اوم تپ۔ اوم دان۔ کزنتہم
 اوم یہ۔ اوم جنہ۔ اوم پتہ۔ سچم
 اوم میم مکار کیے۔ اردو ماترا اوکار ہے
 اوم غلہ سب خلق پائیں تپ ہے مثل آفتاب
 اوم بول۔ اوم بارش۔ اوم پھلی کرکڑاٹ
 اوم کائنات جب جو کرتے ہیں وہی نادان
 اوم جیو۔ اوم ایشور۔ اوم ہی پرانتا
 اوم ہی ہندو سلمان۔ اور اوم ہی جن
 اوم چندھی۔ اوم بیروں۔ سب اسی کو جانتے
 اوم ہی کا جب سبھی کرتے رہو ہمیش
 اوم ہی کے دھیان میں مشغول غم ہر دم رہو
 اوم ہی رستہ ہے نور ذوالجلال
 اوم عامل اوم عمل اوم ہی معلول ہے
 اوم مائل اوم عقل۔ اوم ہی مقول ہے
 اوم گھر اپنا گلشن میں پائے
 اوم طفل اوم جوان۔ اوم ہی بگوانت
 اوم ہی ہے دشمن جاں اوم ہی غم خوار ہے
 اوم چپٹی گیان اندری اوم کرم اندری چپ کلن
 اوم ہی اوم کہو دل ماتی
 اوم جوت جلتے دل ماتی
 اوم کاشت جب گے کرے ایا ایا بھکار
 اوم ہی کے کارنے سب جگ میں گھولایا

نوٹ۔ اس شخص کے نفس میں لایا ہی کی خدمت میں جو یہی تھی کہ ان کا شریعہ جو کہ ان کی ہے وہی ہے۔

آگاہی موت کا منتر

اوتر

انتم آتما برہم



انتم برہم آسی

دن

اوم مالا

اوم ہی کاسب چ کریں رشی منی درویش
اوم گنگا۔ اوم جینا۔ اوم بدری نامتہ بشہرم
اوم گرجا۔ اوم مسجد۔ اوم مسند چدرہم
اوم کیتا۔ اوم سیتا۔ اوم گائتری منتر

اوم ہی مہانتہ ہے پردے مانہ پریش
اوم برہما۔ اوم وشنو۔ اوم دور دیشم
اوم گلاڈ۔ اوم اللہ۔ اوم ہی پریشورم
اوم رام۔ اوم کرشن۔ اوم کنسٹنٹ برہم

یہ کوٹ کوٹ کر برہنہ ہوا
کہ تار تھاری آنکھوں میں
ہے وہ ایک بڑھا چڑھا میں
جرعیو جنت ناری زمیں
کتنے اپنی جان لیا
بھگوان ہماری آنکھوں میں

مناجات

اے فاسد کبریائی تو قابل ثنا ہے
میں تو سے دور درود صدق و صفا کا معدن
سب چیزوں کی تو ہستی اسکا بلندیستی
آغاز سے مسترا انجام سے مسترا
ذاتِ غالب بے عیب عالیجناب بے رب
یار بے سبب تو سب کا سبب بن ہے
یار بے سبب تو رنج و تعب سے خارج
محبوب سب کام غروبِ تنگی ہے محلِ جہاں کل
شمس و قمر کا ثوبا بجزو نہیں کا مویہ
انہیں بنی حسن و خوبی سب برکتوں کے شے
ہر صوبہ جلوہ فراحد و منت سے بالا

اپنے میں آپ قائم بکیمائے دانہا ہے
کبر و ریا سے برتر بے چون و بے چرا ہے
تو سب طوط ہو یا سبحان تو خدا ہے
تیرا جلوہ زبر و بالاسیدل دل میں تیری چاہ ہے
و آئندہ غیب تو ہے سب کا سبب بنا ہے
ایا سے اپنے تو نے یہ کیل رنج دیا ہے
بے مدد و سے اول والا لقب ترا ہے
مشکل کشاے برحق ہر درد کی و دوا ہے
طیرو و وحوش و انسان سبکی تو ہی پناہ ہے
فضل و کرم کا مصدر غفار تو بجا ہے
کتنے کے دل کا دلیر مسجود شہ گدا ہے

مجھ

کیشو کی نہ جانے کیا کیے

دیکھت تو رہتا بچتر ہری
سمجھ من ہی من رہے
شونیہ بیت بہتر رنگ ہو
بن تنو گہسا چترے
دھوے میں لٹاے بتی رنگ
پائے ہی تن ہیرے
کئی کہے عید عجوت کہے کو
جمل ہتر بل کرناے

نہاں ہر سر

کئی داس پوری ہر بیت ہر

آپ کی مشکلوں کو میرے لاکھ سجدے میں بجا
 ساری دنیا میں عیاں ہے ایک ہستی کرہی
 آپ ہی سب ہیں کہ اندر اور باہر آپ ہیں
 اپنی نادانی کے باعث دوستانہ طور پر
 دوست کہہ کر آپ کو میں نے پکارا بار بار
 خلوت و جلوت میں جتنی مجھ سے گستاخی ہوئی
 ناتواں پر قادر مطلق عنایت کیجئے
 ہیں مرنے قابلِ تعظیم مرشد اور باپ
 کون ہو سکتا ہے افضل آپ کا ثانی نہیں
 آپ سے ہے بانیاد و عجز میری التجا
 بخشش ہے آپ ویسے بخششیں ملیں تصور
 دل کو میرا خوش ہے لیکن کانپتا ہے خوف سے
 اسے بزرگ مالک ہستی کرم فرمائیے
 اپنے ہاتھوں میں دو بارہ لیجئے چپکرو گدا
 کیجئے وہ چار بازو والی صورت اختیار

دایو۔ سیم۔ گنتی۔ درن۔ برضا۔ ہمیش اور چند را
 آپ کو ہے پشت و دوا اور ہر طرف سے بندگی
 شان اور قوت کے زندانے سے برتر آپ ہیں
 دوستی میں آپ کی عظمت نہیں پہچان کر
 کرشن اور یاد و کا پیارا نام میں لیتا رہا
 کھیل و دعوت خواجہ گاہ و بزم میں مہتی دل لگی
 اسے خداوند اب مجھے اسکی معافی دیجئے
 ہر دو مخلوقات ساکن اور متحرک کے آپ
 آپ کے تابع ہیں سب ازماہ تا گاہ و زمیں
 ایک عالم میں ہے شہرہ آپ کے اوصاف کا
 جیسے کوئی دوست فرزند اور بیوی کا حضور
 جو کہی و بیکھانہ متاودہ مجنوں ہے سانسے
 اسے خداوند اب دی راج مجھے دکھلائیے
 تاج بر سر آپ کو میں چاہتا ہوں و یکینا
 اسے محیطِ نکل عیاں ہیں آپ کے بازو ہزار

شکیمان کی استی !

کیا کیا جلوہ بھرا ہوا گنڈا ہمتاری آنکھوں میں
 تم نار بھی کتے ہو پل میں
 ہے بھرا ہوا اوشیہِ امرت کا
 یہ رچنا اور گھر گھاٹ ہی ہے
 سنسار کی آنکھوں میں تم ہو
 چون بھر میں و شور چلتے ہو
 تم تار بھی کتے ہو پل میں
 بھنڈا ہمتاری آنکھوں میں
 کیا صورت روپ وراث کی ہے
 سنسار ہمتاری آنکھوں میں
 پل پھر میں اسے مٹاتے ہو

کسکین و پیشاں روم دارم
کہ این است مکتبہ و مدرکام

اہل اعلیٰ و اعلیٰ راجع گداں
اہل ابر و تہنید لیاں گہوار

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

ہوا و حص نقسانی زمین بردار یا اللہ
چنینم بادل پر خون منہ و گندہ یا اللہ
جو بگنڈہ خورشید مرا گندہ یا اللہ
نیم آئندہ ز رحمت من از دیدار یا اللہ
ربانی وہ ازین کارم بہ استغفار یا اللہ
بخش اور رحمت خویشم با ستغفار یا اللہ
ازین زندان پر خدلان برو تم آریا اللہ
خلاصی از تو سے یابد تویی غفار یا اللہ
بروں از خرقہ پشینم دروں در تار یا اللہ
مرا چیز سے بنے باید بجزندید آریا اللہ
مکن چوں کاک رخ زردم دریاں باز آریا اللہ

بدست مکر شیطانی مرا سپار یا اللہ
خداوند اتومیدانی کہ بدکردم بنادانی
منم در ماندہ خمزوں - تویی فریاد رس بچوں
من انصاعت کہ در مانم قفس خالی گم جانم
اگر بہتم تراز حرفت سبہ کردار پر حرفت
خداوند آگہ نگارم - گناہاں بے عدد دارم
اہل اسفرو پیشم - ندارم تو شدہ درویشم
دو دیدم درویش شیطان - قنادم در چہ عصیان
من آں درویش مسکینم کہ نہ دنیا ست نہ دینم
نہ دنیا دوست میدارم نہ عقلی را خبر میدارم
من کان کاکی کہ بدکردم ہر آنچہ بد سزد کردم

ارجن استی

آپ کی توصیف میں ہیں با ادب و طبالساں
آپ کو کرتے ہیں سجدہ عاشقان با کمال
جو دم سے کہنہ لانی ہے موجود است کو
آپ ہی ہیں حق و باطل نیز بے نام و نشان
جلد سستی و فنا ماند ہے ابدی آپ میں
اسے کثیر اشک ہر صورت میں پیدا آپ میں

سناں قنداری کے شایاں ہیں جویاں جہاں
بسا گئے ہیں آپ کی صورت سے نہ کہ بخصال
کیوں نہ تو غنیمت دیں اس ذات بابرکات کو
اسے خداوند پاک جلوہ آرائے جہاں
عالم کل کی پیدائش ہے اہل آپ میں
وہ کہ منتظر ہے ہر وہ سے بالا آپ میں

شرمندہ مژدے زورم جرم عظیم کردم
 غیبت صغیہ گنہگارم بے خیرم
 اندک سلسلے کافی - کرم گناہ تو دانی
 عمر سے گذشت باطل کرم هیچ حاصل
 از حق رود و جو چاہم بستہ شود باز
 در گور چوں بیاغم تنہا چو بے کسالم
 حقیقت بدہ مکاتم با جلد دوست تمام
 یارب گنہگارم پر عیبت شرمسارم
 خود را بتو سپردم تو رحم کن رجا
 تو بہت عظم کرم تو رحم کن رجا
 صانندہ را بخوانی خودم کن رجا
 بر این حقیر فاعل تو رحم کن رجا
 بے چارہ من نہ مایم تو رحم کن رجا
 آن دم ترا بخوانم تو رحم کن رجا
 تا جاوداں مہنام تو رحم کن رجا
 جز تو کسے ندارم - تو رحم کن رجا

حضرت جیند بغدادیؒ

الہی واقعی بر مال زارم
 الہی کردہ ام بسیار تقصیر
 الہی رفتہ ام در خواب غفلت
 الہی اگر بخوانی - وریانی
 الہی! چوں عزیزم کردی امروز
 الہی! غرتسم اندر بچہ عیال
 الہی! از کمال ضعف پیری
 الہی نفس شیطان و کین است
 الہی! اگر نہ تو مینق تو باشد
 الہی! اگر چہ مژدہ سخت راہ است
 الہی! بر یکے گفتن مدوش
 الہی! چوں در چنار بستہ کردی
 الہی! در شب سر منزل گور
 ہمیدانی کہ بندہ تو کس ندارم
 و زان حضرت بغایت شرمسارم
 بدہ بیداری زمین کار و بارم
 تو دانی بندہ بے اختیارم
 مکن منہ را بہ نزد خلق خوادم
 دوست رحمت افکن بر کنارم
 دل سوزان چشم اشکبارم
 ز تقوی و عنایت کن حصارم
 بر آرد و یونس از جاں و مارم
 تو آساں بگذراں زین رہ گزارم
 کہ تا من جان بہ آسانی سپارم
 قیامت ہم چنان امید دارم
 تو نطف خویش گرداں عملسارم

مناجات فارسی حضرت شیخ تبریزی

از در و بیستارم۔ فریاد رس الہی
سکین مردندم میزدند چون سپندم
شبہا بے طہیم غمبا بے کشیدم
تلخ است زندگانی۔ درہم شدہ جانی
دیدم بے بلا۔ کردم بے خطا
بچلہ من غمیدم۔ دوست غم اسیرم
چوں رحمت بیاید۔ رحمت زمن ژباید
ہر روز وادہ واسے ہر رخ ناشنائے
بستم شکستہ خاطر و بند گسست حاضر
سلطان بے وزیری خلاق بے نظیری
ہم عالم الہ العیوبی۔ ہم ساتر العیوبی
مبشود بے زوالی۔ موجود لا یزالی
چرخ از گردش خلق نہ راین بت مطلق
درد مراد ماگن۔ ایساں میں عطا کتن
ہستم ضعیف خاکم در مسرین ملاکم
ترسندہ از عذابم۔ لرزندہ از حسابم
من بندہ محبوبم۔ اہم از لطف کتن جو لم
از غمگناہ کردہ۔ محنت متباہ کردہ

کس نیست جز تو یارم فریاد کس ابھی
 طمس از قول نہ بندم فریاد کس ابھی
 اکنون بجا رسیدم فریاد کس ابھی
 تہہ سیرا تو دانی - فریاد کس ابھی
 بر نفس خود جفا فریاد کس ابھی
 پیوستہ من جیتسم فریاد کس ابھی
 رحمت عطا شاید - فریاد کس ابھی
 پیش کنم گدائے فریاد کس ابھی
 ہستی تو جلا نافر - فریاد کس ابھی
 رنات - دستگیری - فریاد کس ابھی
 ہم فاسد لاذنوی - فریاد کس ابھی
 و اتائے ہر خیالی - فریاد کس ابھی
 ہستی خدائے برحق - فریاد کس ابھی
 رحمت ز من بعدا کن فریاد کس ابھی
 زانود و در و نا کم - فریاد کس ابھی
 بیرون کن از عتابم فریاد کس ابھی
 بنائے کلفت بے حد - فریاد کس ابھی
 ماسہ سیاہ کردہ فریاد کس ابھی

حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ

من بندہ پورگناہم تو رسم کن سچا ہنسق بے شمارم تو رسم کن رچیا

پانکے پہاری کرشن مرادی بچے پر نام ہارا ہے
ابنکار سے پودہ سوکشم سنبول سرب ہنکار ہے
بیرا تر گمن پر آگ ہماؤ سب آپ ہی کا پورا ہے
پانکے پہاری کرشن مرادی کمت آئندہ تہارا ہے

دیگر

مثل لبیل شیریں سخن سری رام کہہ یار حیم کہہ
دونوں جہاں میں ہو بھلا سری رام کہہ یار حیم کہہ
رٹ نام تو پھیل پائیگا سری رام کہہ یار حیم کہہ
آئیکے سپہی آدھین ہیں سری رام کہہ یار حیم کہہ
تو بھی تو ہی ہو جائے گا سری رام کہہ یار حیم کہہ
جس نے فعل اسپر کیا سری رام کہہ یار حیم کہہ
بس نام ہی کام آئے گا سری رام کہہ یار حیم کہہ
لے تو اسی کا آسرا۔ سری رام کہہ یار حیم کہہ

دیگر

کانوں میں جسرا کلام تیرا
سب کو دیکھنا غلام تیرا
عالم میں بچنا ہے دام تیرا
گاتے ہیں صبح شام نام تیرا
جاری ہے آن پر ہی کام تیرا
بچتے رہتے ہیں نام تیرا
گویا وہ ہے مقام تیرا

کمت آئندہ گا ترانہ حق

ہر دم لیتا ہے نام تیرا

تیری ہوا اجنت کی شہ تر اجساؤ اپارا ہے
تو ہی مول کالن توجہ سے بہت تو ابھنکار ہے
سٹشٹی پیشی سپید لیو جٹا کچھ روپ پسا ہے
استہی سستی توجہ سے گو بد توجہ سے ہی سنگھار ہے

خاموش تو بیٹھا ہے کیوں سری رام کہہ یار حیم کہہ
کونیا میں غیر نام ہو جیتی میں حیدر نام ہو
توہ ذات لا محدود ہے مہود اور مقصود ہے
جوام میں لوہین ہیں اور رام کے آدھین ہیں
وہ رام جو سب میں را۔ وہ رام جو ما او ششما
وہ ہی یہاں جس کر گیا۔ سنسا ما گہر تر گیا۔
رہ رو کے تو پچھلے گا۔ جسدں یہاں سے جائیگا
کمت آئندہ کہنا مان تو کہہ دل میں اپنے وحیان تو

یاد لب پر ہے نام تیرا
عارف۔ عابد۔ حکیم۔ مخلص
انسان پر ہی کچھ حد نہیں ہے
حیوان و طائر کی نگاہ بخت پر
برگ و اشجار و کوہ و دریا
کوئی تیرے نہیں ہے خالی
آؤ نہا ہے سر بہت فلک لگا

ایک ہر کر رہے ہوئے آدھوں کی آنکھوں میں طبع کے بہتوں کے سر پہاڑوں کی طرح ایک غلغلہ ہے
 ۲۹ دہاکے لائق قدموں کے پڑے گئے اس پر دم گرد کو جس نے شکار کرنا ہوں جس نے گلہ بازانہ گنگن
 سے مگر چھریں سے خوفناک سنار سا گروں میں یوں کو ڈوبے دیکھ کر کمال کرنا سے گیان کے متحافی
 سے وید کے سمندر کو متھا۔ اور سب کے اوجار کے واسطے اس کے اندر سے یہ امرت نکلا۔
 جو دیوتاؤں کو بھی شکل سے میسر آتا ہے۔

(کے ۱۲) سنار کے خوف دھڑکنے والے اس پر دم گورو یعنی مرشد کامل کے متبرک قدموں میں ہیں صدق
 دل سے سنکار کرتا ہوں جس کے گیان کی روشنی سے میرے دل کا اندھیرا دور ہوا ہے۔ جو خوفناک
 اور لگا تار آواگوں کے گورو سمندر میں کہی میرے لئے ظاہر ہوتا تھا۔ اور کہی غنی رہتا تھا۔ اور اسی گورو
 کے قدم کے آسپاس لینے والوں کو اعلیٰ درجہ کا پھل گیان شانتی اور بے غصیب ہوتی ہے۔

استی یعنی مناجات نظم میں

آپ کے پک سری لنگا جی بخشی شدہ نیر میں کہاں کہاں
 کوٹ پیراں ایکسٹنچ کی سو بھادیک کیا تین تین
 پھممی اسی ہر چرن کی درب کہو کیا ہتھیں چڑھاؤں
 ساری بسودہا تھا پکی لپٹے کر میں کہاں سے لافوں
 مکت آندہ سوامی سران آپکی اپنا کر لوستک نواؤں

دینا ناتھ دیانند سوامی کون جنن کرتے ہیں بھاؤں
 انہد بابے بچوں تھما سے چہانج شکہ میں کہاں بھاؤں
 پاؤں دیا پنے بہلے سوامی کیا میں گائے سناؤں
 کام دھن کلپ برجہ تھارے کون پار تھ بھوگ لگاؤں
 تم چوڑو کی کے پھو کر لاو حتر ہتھیں چھوڑ کہاں چلاؤں

دیگر

بانکے پیاری کرشن مراری تجھے پر نام ہمارا ہے
 بننا کچھ ہے کہن رات تھ ناراین پے کا سارا ہے
 تو گن آتھک ہم دھین کا ہلو دیو تو ہی آتھار ہے
 بانکے پیاری کرشن مراری تجھے پر نام ہمارا ہے
 دن کو یہ مرت کہت اے ملا تھو ہمارا ہے
 کہن انت نہیں ہا کی کی کھدو ہمارا ہے

چند آندہ گہن روپ انادی نام اداونکارا ہے
 چاروں وید لے گایا اٹھار پوراؤں نے لکارا ہے
 برہما وشنو جیش نے بھی بارم بار پکارا ہے
 سب جوتن کی جوت ساچی سوم پکاشن لوہا ہے
 سیر گنیش سوریش جتاویں گیان لوگ یہ تھارا ہے
 شکا کو نار دوشٹ کو تم نے ہی پکارا ہے

(۲۰) میرے پان لافانی پان میں ٹھاویں۔ جسم شمشانی کی آگ میں جل کر خاک ہو جائے " اوم "۔
 اسے میرے شعلہ کرنے والے بن یا کر اپنے کئے کو یاد کر۔ اسے بن یاد کر۔ اپنے کئے کو یاد کر۔
 اسے انہی مجھے اچھے بہت سے کرم پہل جو گئے کو لے چل۔ اسے دیوتا تو میری تمام کرمیوں کو
 جانتا ہے۔ میں نے جو دھوکا دینے وغیرہ کے باپ کئے ہیں۔ انکو مجھ سے دُور کرنے۔ میں تجھ کو
 منہ سے بہت بہت منسکارتا ہوں۔

اخیر کی حمد و ثنائے

(۲۱) اے دیوتاؤ ہم کانوں سے مبارک باتیں سنیں۔ اور آنکھوں سے مبارک چیزیں دیکھیں۔ ہمارے اعضا
 طاقتور ہوں۔ اور تھیں ستیوں یعنی حمد و ثنائے سے خوش کرتے ہوئے عقیقی عمر مقدر میں ہر سیر کریں
 (۲۲) جو اندر دیوتاؤں میں اعلیٰ ہے۔ سب صورتوں والا ہے۔ اور افضل ہے۔ وہ مجھے عقل سے طاقتور
 بنائے۔ اسے دیو میں امرت کا دھارن کرنے والا بنوں۔ میرا جسم قابل ہو۔ میری زبان شیریں ہو۔
 کانوں سے بہت کچھ سنوں۔ تو عقل سے ڈھکا ہوا برہم کا غلاف ہے میرے سنے ہوئے علم کی حامل
 (۲۳) انہی آدیوں میں جس والا بنوں۔ سواہا۔ اسے بھگوان میں دو ہمتندوں میں افضل بنوں۔ سواہا۔
 اسے عظیم بنیں تجھ میں داخل ہوں۔ سواہا۔ آسے کریم تو مجھ میں داخل ہو۔ سواہا۔ اسے ریم تجھ ہزار
 شلخ والے میں متبرک ہوں۔ سواہا۔ جس طرح ندیاں و حلال کی طرف بہتی ہیں اور پینے سال کی
 طرف اسی طرح ہر طرف سے خوشحالی آ رہا ہو۔ سواہا۔ تو ہی جائے قیام ہے۔ مجھے روشنی دکھلا مجھے اپنی
 (۲۴) ستر میرے لئے سکھ روپ ہو۔ اند میرے لئے سکھ روپ ہو۔ برہمتی میرے لئے سکھ روپ ہو۔
 بڑے قد میں والا۔ وشنو میرے لئے سکھ روپ ہو۔ برہم کو شکار ہے۔

(۲۵) اے وائیہ بھگوان شکار ہے۔ اے وائیہ بھگوانی میں پریش برہم کو نکا۔ رت کو نکا۔ ستیہ کو نکا۔ سو میری
 رکشا کر۔ گورو کی رکشا کر۔ رکشا کر مہری رکشا کر گورو کی۔ اوم۔ شانیتہ۔ شانیتہ۔ شانیتہ۔

(۲۶) ہم دونوں گرو چلیہ کا ساتھ ساتھ جس جو ہم دونوں کا ساتھ ساتھ برہم تہج ہو۔
 سستی بیٹے ہمارے والوں کے خوف کو دور کرنے والے۔ اس برہم بیٹے خدا کو میں شکار لینے
 جلا کرتا ہوں۔ جو بے پیدائش ہو کر اپنی قدرت سے پیدا ہوتا ہے۔ سحرکت ہو کر متحرک بنتا ہے۔ اور

(۱۶) اے سب کے رکھنے والے۔ اے دیکھنے والے۔ اے رہنے والے سب میں۔ واجب غفارا
 اے پاک و صاحب۔ اے روشن۔ اے علیم۔ اے تمام آرام۔ جو کچھ ہے سو تو ہے۔ تجھے بار
 بار منسکار ہے۔

۱۷) اے جناروں جس کے خاک۔ آب۔ آتش۔ و باد۔ و غلی۔ و درجین۔ و شوگن۔ و سکوگن۔ و پر کرنی و
 پرشش۔ و کیم و بہوم کا قیام ہے۔ وہ تو ہی ہے۔ تجھے سجدہ واجب ہے۔ تو کیسا ہے کہ پاک اور بیلو
 ہے۔ سولے تیرے کون ہے کہ تجھے جان سکے۔ تو ہی ہے کہ سب کچھ جاننا ہے اور سب سے بڑا ہے
 اندر سے لیکر موزنیف تک ہو کی طرح محیط واقع ہوا ہے۔ تجھے خدا سے غرض دل کہتے ہیں۔ تمام موجودات
 کا ظہور دینے والا۔ اور تمام حواس۔ ظاہری و باطنی کا تو ہی تکیہ گا رہا ہے۔ اپنے آپ کو تو ہی کہتا ہے
 اور تو ہی جس کو کہتا ہے۔ تجھ میں طول و عرض کا دخل نہیں ہے۔ تجھے پرہم آتا کہتے ہیں۔ جس کا دھیان
 کہ یوگی اپنے دل میں دھرتے ہیں۔ تجھے سجدہ ہے۔ اے جگوان یہ تمام اعضا۔ آنکھ۔ کان۔ ناک۔
 ہاتھ۔ پاؤں۔ کہ ظاہری خود ہے۔ سب تو ہی ہے۔ میں نادانی سے تیری سجدہ تلاش میں ہر طرف
 پریشان و سرگرداں رہا تھا۔ اب جان لیا کہ تو غنا دل میں پوشیدہ موجود ہے۔ اب یقین کامل ہوا
 کہ تمام عالم ظاہر و باطن میں تو ہی تو ہے۔ آفتاب کی مانند تمام تعینات کو تو نے اپنے ظہور سے روشن
 کر رکھا ہے۔ اور باطن میں جملہ صفات میں تیری ہی ذات درخشاں ہے۔ متحرک اور غیر متحرک تیرا ہی
 رُوب ہے۔ تیری حمد و ثنا کون کر سکتا ہے۔ وراثت۔ و سمرات و سمرات۔ تیرا نام ہے۔ یعنی تجھ سے
 ہی تمام عالم قائم ہے۔ اور خود بخود ہے۔ تمام عالم میں ہوا کی مانند محیط ہے۔ یہ سب صفات تیری ہیں۔
 برہما سے لیکر چونی تک سب میں تیری ہی ذات درخشاں ہے۔ جقدر یہ نام و صورت کا ظہور ہے
 میری ہی ذات سے ہے۔ پس جو کچھ جستی ہے تو ہی ہے۔ تجھے بابا سجدہ و منسکار ہے۔

قریب المرگ پڑھنے کی واسطے اس ستی کو ضرور یاد کر لینا چاہیے

۱۸) اے پروردگار کونے والے۔ چلنے والے۔ انتظام میں رکھنے والے۔ پرہیزگاری کے پیشے اپنی شاعری
 کو دور دور پھیلائے۔ اپنی پیش کو سمیٹ لے۔ ناک میں تیرے اس جلال کو دیکھوں جو میرا تیرے سوا
 ہے۔ جو پڑھتا ہے۔ وہی نہیں نہیں۔

محل کا ہے۔ تو پشمال اولائنائی ہے۔ تو پیدا کر نیوالا سب کا ہے۔ تو سب کی جان ہے۔

۱۱۱ ہول و آخیر نہیں ہے۔ سب انتہا تو ہے۔ لائق اور ناپید اکنار تو ہے کسی کے اختیار میں تو نہیں ہے۔
خود اختیار ہے۔ بے شان اور بے نشان ہے۔ صاحب قدرت اور بے نہایت ہے۔ پائے والا سب کا
ہے۔ روشن کرنے والا عالم کا ہے۔

۱۱۲ تو گفتار سے منزہ ہے۔ عین آرام ہے۔ تو حرف فہم و فعل و ضمیر سے باہر ہے۔ تو بے غم و بے فکر ہے
تو بے اندوہ ہے۔ تو عین سرور ہے۔ تو عین اسودگی ہے۔ اور غنی ہے اور قائم و ساکن ہے۔ تو حرکت
و متحرک ہے۔ تو بے زوال و بے خطا و بے غلط ہے۔ تو ثابت ہے۔ تو بیش یعنی پائے والا عالم کا ہے
اور سب سے بڑا اور بڑا ہے۔

۱۱۳ تو صاحب ہے۔ تو پاک ہے۔ تو بے صفت و عین آرام ہے۔ تو بے پران ہے۔ اور بذات خود زندہ ہے
اور بے نہایت ہے۔

۱۱۴ تیرا نام پر تو ہے۔ متحرک کرنے والا سب کا ہے۔ نور محض ہے۔ زحل و راء و کیت و نارتو ہے۔ تو جان
اور جہان کا نگہبان ہے۔ آدمی۔ پرند۔ درند۔ گزند۔ غرض تمام بننے سب تو ہے۔

۱۱۵ وہ نور جو آفتاب میں ہے وہی آفتاب ہے۔ اور ہر جسم کے اندر دل ہے۔ اس میں مثل شعلہ چراغ روشن ہے
اور اندر سے دیا جھوٹا ہے۔ اور لطیف ہے۔ اور تمام عالم اس کا عکس ہے۔ بلکہ صورت ہے۔ اور جو کچھ
مخسوسات میں آتا ہے تیری نفاذ ہے۔ اور جسکو تلاش کر دے اس میں موجود ہے۔ پیری۔ ونا توانی و مرگ
و ندوہ۔ اور شجوک۔ و پائس سے مبرا ہے۔ جو گنگو میں آتا ہے سب کا تو صاحب ہے۔ عناصر کا وجود تجھے
ہے۔ تو پرورش کرنے والا تمام جاذبوں کا ہے۔ اور سب کو نگاہ رکھتا ہے۔ نفس ناطق ہے۔ اور سب کا
پڑا ہے۔ اور سب پر غالب ہے۔ خوشی کا دینے والا۔ اور فعل پیدا لیش سب کا ہے۔ اور فنا کر نیوالا اور
صاحب عالم کا ہے۔ اور پیدا کرنے والا تمام عالم کا ہے۔ تیرا نام ہرن گرجہ یعنی مجموعہ معدن ارواح کا ہے
ست یعنی حق ہے۔ اور سب کا پران ہے۔ تو نہیں ہے یعنی جان عالم اور نصیحت کرنے والا سب کا ہے
اور بے نظمان ہے۔ تو بیش یعنی پائے والا عالم ہر شے کی ایک ذات ہے جو دل میں ہے۔ اور آفتاب
میں ہے۔ اور نارین ہے۔ یعنی سب میں تو اور سب تجھ میں ہیں۔ آگ میں تو ہی ہے۔ اور کل عالم تیری
صورت ہے۔ اور تو ہی چہرہ آکاس ہے۔ یعنی مطلق۔ اور تجھ کو نسکار ہے۔

محموسات عالم کے واسے ظاہر و باطن والے۔ کیا نہ والے تمام عالم کے یہ سب
کچھ نظر آ رہا ہے تیرا کیل ہے۔ اور تو بے نہایت بڑا اور سراپا سرور ہے۔ تجھ کو سجدہ ہے۔

(۸) اسے پوشیدہ سے زیادہ پوشیدہ۔ واسے اور بیشہ و وحیم و خیال سے بالاتر۔ واسے اور ان مخلوقات
سے برتر۔ واسے محاصر و محسوسات سے باہر۔ تیرا نہ اول ہے نہ آخر۔ نہ تیرا وار ہے نہ پار۔ تجھے نہ سکا کر
دے۔ اسے یہ ہم مجھے است یعنی کذب سے کہ یہی گناہ ہے جدا کر اور ست یعنی حق اور کذب کی سے کہ
یہی ثواب ہے ملاوے۔ کہ وہی عین بقا ہے۔ تم سے ہی اسباب دعویٰ اور فحاح کا ہے جدا کرے
اور نور و صحت سے ملائے۔ کج سے کہ یہی اسباب موت اور نادانی اور گمراہی ہے جدا کر کے گیلان
بخشدے ۵

(۸) اسے نور دہنی واسے نور بے نعل۔ واسے سب سے برتر مجھے جہل۔ اور شہوت۔ اور غضب اور ظلم سے
دور رکھ اور حفت اور شجاعت اور حکمت اور عدالت سے قریب کر دے۔ فانی اسباب کی خواہش
دل سے خارج کر دے۔ جاودانی نور کو موجود کر دے۔ اور خود بیجا ب ہو۔ جو ہر شے ظاہر اور ہر ظاہر
پوشیدہ ہے اسکو نہ سکا کر اور سجدہ ہے۔

(۹) وہ تپش جو پانی اور لطف میں ہے۔ اور آگ و گویائی میں ہے۔ اور ہوت آکاس و ہر دے میں ہے۔
ہوا اور پان میں ہے۔ آفتاب اور آنکھ میں ہے۔ چاند اور دل میں ہے۔ جہات و کان میں ہے۔
برق و حرارت و حریری میں ہے۔ ابرو زمین میں ہے۔ نگہ و فحالی و نتیجہ میں ہے۔ برکتی و نتیجہ
رہتی میں ہے۔ مروی و استنہا میں ہے۔ جیو آتما میں ہے۔ اور لطیف ہے اور عین نور و جاودانی ہے۔
وہ تو ہی ہے۔

(۱۰) تو اتنا بڑا ہے کہ ذکر و فکر میں نہیں ساکتا۔ تو بے صورت ہے۔ تو عاقل میں حواس ظاہری و باطنی کے
بہیں آتا۔ تو ظاہر و ثواب سے منزو ہے۔ تو تقسیم نہیں ہو سکتا تیری کوئی صفت نہیں ہے تیری صفت
کا بیان ہو نہیں سکتا۔ تو صاف و شفاف ہے۔ تو تمام روشنیوں سے روشن و روشن ہے۔ تو چنے و ملا تمام
لذتوں کا ہے۔ تو این معنوں سے پہچان میں آتا ہے کہ نور و راہ و راہ و راہ ہے۔ تو کج
راہ چنے و راہوں کا صاحب ہے۔ تو چنے و راہی اور علی کا ہے۔ تو ہر دے میں ہے۔ تو کج
مقل تجھے پکڑ نہیں سکتی۔ ابتدا اور انتہا تیرا کچھ نہیں ہے۔ تو کسی سے پیدا نہیں ہوا ہے۔ تو تیرے کو نہ

مناجات نثر

۱۔ اے منتری اپنے محبت کے دیوتا واسے ہون پانی کے دیوتا واسے ار جان یعنی روزی کے دیوتا
واسے اندر۔ دیوتاؤں کے بادشاہ واسے برہمت۔ عارفوں کے استاد۔ واسے ہرما۔ پیدا کر سنے
والے خلق کے واسے بشن۔ پائے والے تمام عالم کے حکو نشکار ہے۔ اور جو کچھ میں بیان کرتا ہوں
میں کا پہل مجھے اور میرے گوردار پڑھنے اور سننے والوں کو بخش۔ اور برہم کا مجھے گیان ہو۔ اور گیان
سے مکت ہو اور نفاق و دوئی دل سے دور ہو۔

۲۔ اے راہ دکھانے والے گمراہوں کے۔ واسے صاحب آبیات کے۔ واسے منتر و منتر و منتر
سے۔ واسے بلند چوچن و چاے نم کیونہیں ڈراتے ہو۔ اور نہ آزار دیتے ہو۔ اب بھی کسی کو آزار
نہو۔ اور ہمیشہ صحت و تندرستی دینے رہو۔ اور ایسی دوا مجھے بخشو جس سے صحت حاصل ہو۔ اور ہمیشہ نذر
رہوں میری عقل کو اپنی طرف رجوع کرو کہ تم قادر ہر ضیل پر چار و محافظ ہر چیز کے ہو۔ میری تلاش ہو
کہ تمام دوپائے و چارپائے۔ اور پردار۔ اور لے پر اور انسان اور حیوان۔ و جنگلی و شہری کو اکتودم
اور تندرست رکھو کہ پیار و ناتوان نہ ہو دیں۔ اور سب سے ممتاز کرو۔ تمام پیر و جوان۔ بالغ و نابالغ۔ و
گناہ و اسب۔ اور تمام لوازمات جنگ کو تیارے رو برو پیش کر کے انکو نشانکار کرتا ہوں۔ تم مجھے مشور
دائی عطا کرو۔ اور اپنے سلاحت سے میرے دشمنوں کو فتح کرو۔ اور جو کچھ ہر تم ہو پس مجھ پر مان رہو۔

۳۔ اے آگ واسے ہر جاپت واسے اندر۔ واسے ہوا۔ واسے برہما۔ واسے بشن۔ واسے رودو مجھے وہ علم
و عقل دے کہ برہم کو پہچانوں۔ واسے برہم اپنی معرفت اور اپنی محبت مجھے دے کہ میں نے سبکو ہم کیا۔
۴۔ اے برہما تو ہے بشن تو ہے۔ رور تو ہے۔ پر جاپت تو ہے۔ آگ روشن تو ہے۔ برن تو ہے۔ پران تو ہے
دیوتا تو ہے۔ پنہا تو ہے۔ اندر تو ہے۔ پچلی تو ہے۔ غذا تو ہے۔ ہم تو ہے۔ زمین تو ہے۔ تمام عالم تو
ہے۔ پس سبکو سجدہ کرتا ہوں۔

۵۔ اے برہما تو ہے۔ کہنے کا علم ہر تم کے احوال کا تو ہے۔ صاحب عالم کا تو ہے۔ پس تجکو سجدہ کرتا ہوں۔
۶۔ اے بیان عالم اور اس کے کونے کونے تمام مخلوق کے۔ واسے عمر عالم کے واسے لذت دینے والے۔

کام ہی مل سکتا ہے، اس واسطے بنسبت چارہ کے تالیب بہتر اور چھاپہ دار اگر تالیب سے زیادہ کام بہتر سے
 مل سکتا ہے کیونکہ وہ ایک خاص کام ہی لئے مکتبی ہے۔ اور چھاپہ دار زیادہ سے ملتی ہے اور اس میں کشتی کی
 چل سکتی ہے۔ اس وجہ سے نہر کی نسبت دریا زیادہ مفید اور کثرت دہا۔ گروہ۔ و نہر قلاتہ و کشتی و کشتی
 سمندر ہو۔ کیونکہ سمندر میں جا کر سب عروج و جانی ہیں۔ اور اسی بہشتی کو غیر راہ گشتی ہیں۔ اسی طرح علم و عرفان کا بہرہ
 بحر محیط کے ہے۔ جس میں کرم کا نڈ۔ اور پاسبان و غیرہ کی نقایاں گر کر محدود و محدود جانی ہیں۔ گو طرف کثرت
 انیت یعنی صفائی خواص سے آزار و تباہی ہے۔ تاہم وہ ان خواصات کو مساوات کی نظر سے کام میں لیتا
 ہے۔ اور ایسا کہتا ہے کہ زندگی کے لئے لازمی ماننا ہے۔ اور افعال کو بلا ترک و اغذرتے کا خیال رکھنا ہے۔
 جس طرح کہ پانی بہت پیاب ہونے کے مقامات۔ کنواں۔ و تالاب۔ و نہر و دریا وغیرہ ہیں۔ اسی طرح
 حصول معرفت کے لئے وہیدوں میں سکرم۔ اہلسنا۔ اور گیان کا نڈ موجود ہیں۔ عارف کی مثال ایسے شخص
 سے دی جاتی ہے جسکی پیاس بجھ گئی ہے۔ ساکنان۔ و تارکان۔ و طالبان و پاسبان ان فعل بہت نڈ۔
 پیاسوں کے ہیں۔

جو پیاسا نہیں ہے اسکو گوکنو میں۔ تالاب۔ وید۔ وغیرہ سے سروکار نہیں ہے۔ تو بھی وہ پیاسوں کی
 ضرورت کو سمجھتا ہے۔ اور جو پیاسے ہیں ان کا تدا عا پیاس کا سمجھنا ہے۔ اور ان کو۔ کنوے۔ تالاب۔ وید۔
 سے سروکار ہے۔

پس یہ نیز حقیقت کہ تلاش بیان راہ حقیقت کو شعل کا کام دیگا۔ مثل تختہ کے پیش کرتا ہوں چھک
 اس میں بہم گیان (حقیقت۔ معرفت) کا آپیش کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اس لئے اسکو کبیر عرفان
 یعنی (گیان کا سمندر) نام دیا گیا ہے۔



ہمت

اُس آئندہ نے جگوان کو چمکل چاچہ میں متفاطیسی طاقت بخش رہا ہے۔ اور جسکے آئندہ کی جھلک سے گل و غنچہ لہلہا رہے ہیں۔ اور بالخصوص عظیم چٹانوں پر سبزہ و گلزار دکھائی دیتا ہے۔ اور اہل فقرا و عارف و گیانی۔ سہا پش و صوفی رمائے ہوئے نشہ حقیقت میں پورا و رستی معرفت میں نمودار ہو کر۔ "ابھم پرما سہی" و "اما الحق" و "داشہو" کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ اہل طالبانِ طریقت و سالکانِ حقیقت کہ جگ رہے ہیں۔ اور اسی کی چمکاری سے یہ نسخہ حقیقت جگمگا رہا ہے۔ پس اُس پورن کیم پش کیا بار بار اپنی ذات سمجھ کر شکارتا ہوں۔ چونکہ اس جہان نامید انگار میں نہرا رہا کتب حقیقی و مقدس و دید و بدلت قرآن۔ انجیل۔ توریت۔ زبور۔ کے علاوہ ہمیشہ گیان۔ دھیان۔ یوگ۔ سادھی۔ اور معرفت کے نسخے چھپے ہیں۔ اور چھپ رہے ہیں۔ کہ جو طالبِ شاہراہ حقیقت۔ و سالکانِ معرفت۔ و عاشقان و عارفان۔ و تارکان کے سفر جہانی تسکین و راحت و سرور و جمعیت۔ ادا دی سے ملے کرنے میں رہبشنی کا کام دینے والے ہیں۔ اس خیال سے تو آئندہ کو غم اٹھانے کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن اس امر کو مد نظر رکھ کر کہ "بیکار مباحش کچھ کیا کر" کیونکہ ساری جگوان نے بھی گیتا میں کہا ہے۔ کہ مجھے جو کسی کام سے کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر بھی میں کام کرتا ہی رہتا ہوں۔ دیکھو ادا دیلئے سوئم شتر ۱۲۔ سری جگوت گیتا عالم فانی سے گو مجھ کو بیت ہے سدا پھر بھی اسے ارجن میں اپنا فرض کرتا ہوں ادا اور ادا دیلئے دوم شتر ۱۴ میں یہی فرمایا ہے کہ بزم کے جاننے والے عارف کا ویدوں سے اجماعی مطلب باقی رہتا ہے کہ جہاں بے پیاس انسان کا کنوئیں۔ تالاب و دریا وغیرہ مقامات آبی سے۔

مطالعہ چاہ و چشمے کا جو رفعت شکنی سارے ویدوں سے ویدوں کا شریعہ علم و کیف باطنی انسان میں کام کوئیں سے لیتا ہے۔ گرجا سے زیادہ کام تالاب دے سکتا ہے۔ کیونکہ تالاب سے تیرنے کا

Brihmnest Paramhans Phalahari Shri Swami MUKT ANAND SARSWATI, Rikhikesh.



ALIAS

Ch. RAGHUNATH SAHAI Retired Dy. Magistrate Irrigation Branch U P.

Only Photo

Only Photo

[illegible]

21

صفحہ	تقریب	صفحہ	تقریب	صفحہ	تقریب
۱	۱	۱	۱	۱	۱
۲	۲	۲	۲	۲	۲
۳	۳	۳	۳	۳	۳
۴	۴	۴	۴	۴	۴
۵	۵	۵	۵	۵	۵
۶	۶	۶	۶	۶	۶
۷	۷	۷	۷	۷	۷
۸	۸	۸	۸	۸	۸
۹	۹	۹	۹	۹	۹
۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰	۱۰
۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱	۱۱
۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲	۱۲
۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳	۱۳
۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴
۱۵	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵	۱۵
۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶	۱۶
۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷	۱۷
۱۸	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸	۱۸
۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹	۱۹
۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰	۲۰
۲۱	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱
۲۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲	۲۲
۲۳	۲۳	۲۳	۲۳	۲۳	۲۳
۲۴	۲۴	۲۴	۲۴	۲۴	۲۴
۲۵	۲۵	۲۵	۲۵	۲۵	۲۵
۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶	۲۶
۲۷	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷
۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸	۲۸
۲۹	۲۹	۲۹	۲۹	۲۹	۲۹
۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰	۳۰
۳۱	۳۱	۳۱	۳۱	۳۱	۳۱
۳۲	۳۲	۳۲	۳۲	۳۲	۳۲
۳۳	۳۳	۳۳	۳۳	۳۳	۳۳
۳۴	۳۴	۳۴	۳۴	۳۴	۳۴
۳۵	۳۵	۳۵	۳۵	۳۵	۳۵
۳۶	۳۶	۳۶	۳۶	۳۶	۳۶
۳۷	۳۷	۳۷	۳۷	۳۷	۳۷
۳۸	۳۸	۳۸	۳۸	۳۸	۳۸
۳۹	۳۹	۳۹	۳۹	۳۹	۳۹
۴۰	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰	۴۰
۴۱	۴۱	۴۱	۴۱	۴۱	۴۱
۴۲	۴۲	۴۲	۴۲	۴۲	۴۲
۴۳	۴۳	۴۳	۴۳	۴۳	۴۳
۴۴	۴۴	۴۴	۴۴	۴۴	۴۴
۴۵	۴۵	۴۵	۴۵	۴۵	۴۵
۴۶	۴۶	۴۶	۴۶	۴۶	۴۶
۴۷	۴۷	۴۷	۴۷	۴۷	۴۷
۴۸	۴۸	۴۸	۴۸	۴۸	۴۸
۴۹	۴۹	۴۹	۴۹	۴۹	۴۹
۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰	۵۰
۵۱	۵۱	۵۱	۵۱	۵۱	۵۱
۵۲	۵۲	۵۲	۵۲	۵۲	۵۲
۵۳	۵۳	۵۳	۵۳	۵۳	۵۳
۵۴	۵۴	۵۴	۵۴	۵۴	۵۴
۵۵	۵۵	۵۵	۵۵	۵۵	۵۵
۵۶	۵۶	۵۶	۵۶	۵۶	۵۶
۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷	۵۷
۵۸	۵۸	۵۸	۵۸	۵۸	۵۸
۵۹	۵۹	۵۹	۵۹	۵۹	۵۹
۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰	۶۰
۶۱	۶۱	۶۱	۶۱	۶۱	۶۱
۶۲	۶۲	۶۲	۶۲	۶۲	۶۲

